

بیادگار

تاج العلماء سراج العرفا حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ
سید العلماء سراج الاولیا حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ
احسن العلماء سراج الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ

مجلس مشاورت

شفیق ملت حضرت سید حسین میاں زیدی قادری برکاتی
امین ملت حضرت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی
شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں قادری برکاتی

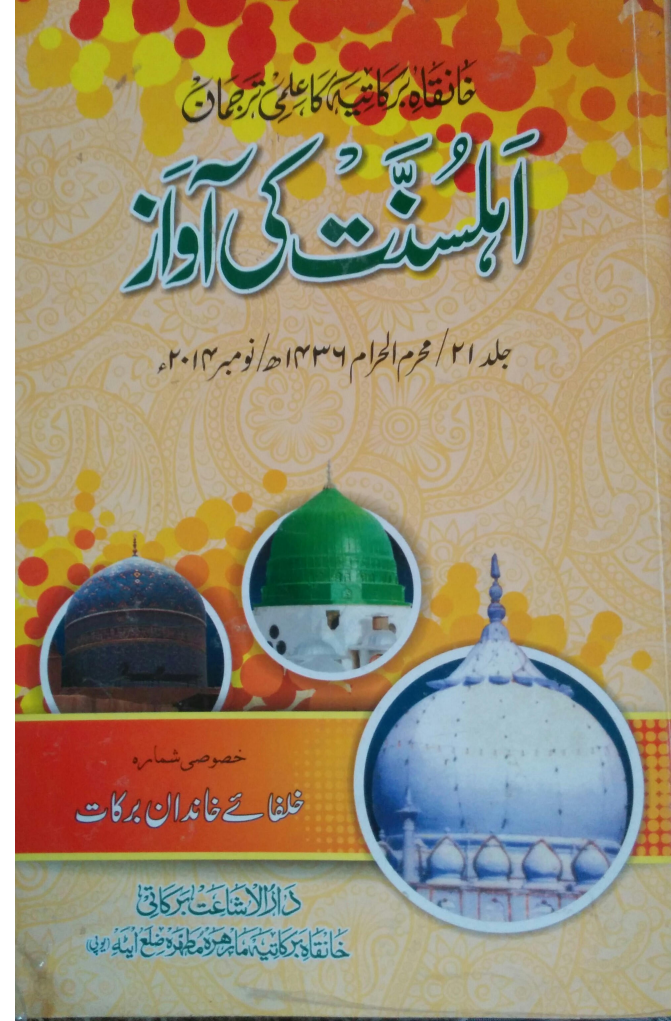
مجلس ادارت

سید محمد افضل قادری برکاتی
سید محمد امان قادری برکاتی
ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی قادری برکاتی
سید محمد عثمان قادری برکاتی

مدیر اعلیٰ

سید نجیب حیدر قادری برکاتی نوری

طابع و ناشر : سید نجیب حیدر قادری برکاتی نوری، سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف
منتظم : محمد اکبر قادری برکاتی، قادری مسجد، فلیٹ نمبر ۱، کبیر کالونی، علی گڑھ، ۰۹۳۵۹۱۴۶۸۷۷
مطبع : مکتبہ جام نور، میاں محل، جامع مسجد، دہلی



خانقاہ برکاتیہ، بڑی سرکار، مارہرہ شریف
ضلع ایٹہ، اتر پردیش

انتساب

خاندان برکات

کے

ان احباب و متوسلین کے نام

جن کو

مشائخ مارہرہ اور ان کے خلفاء کے ذریعے سلسلہ برکاتیہ

کا

فیضان پہنچا

(ادارہ)

فہرست مضامین

۱	اداریہ	سید نجیب حیدر نوری	۱۱
۲	تفویض خلافت کے امتیازات و مشائخ مارہرہ کے خلفائے کرام	ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی	۳۵

گوشہ مضامین

خلفائے شمس مارہرہ

۳	شہزادہ مخدوم کاپوی سید شاہ خیرات علی قادری	ڈاکٹر افضال برکاتی	۵۹
۴	افضل العبید مولانا شاہ عین الحق عبدالجید قادری	مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری	۶۶
۵	اجمل الخلفا حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی	مولانا نعمان احمد ازہری	۸۲

خلفائے خاتم الاکابر

۶	سند المتکلمین مفتی نقی علی خاں قادری	ڈاکٹر محمد حسن قادری	۸۶
۷	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	مولانا محمد حنیف رضوی	۹۵
۸	خاتم الخلفا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں	ڈاکٹر سید علیم اشرف جانی	۱۱۷

خلفائے سرکار نور

۹	سراج ملت مولانا ہدایت رسول رام پوری	قاری امانت رسول قادری	۱۳۶
۱۰	اکمل الخلفا قاضی غلام شہر قادری	تسلیم غوری بدایونی	۱۴۵
۱۱	حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری	مولانا کوثر امام قادری	۱۵۹
۱۲	مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری	مولانا حنیف خان رضوی	۱۶۸

خلفائے مجدد برکاتیت

۱۳	حضرت سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قدس سرہ	ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی	۱۸۰
۱۴	تاج العلماء سراج العرفا حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ	// //	۱۸۰
۱۵	حضرت سید شاہ بشیر حیدر آل عبا قادری	// //	۱۸۱
۱۶	سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ اولاد حیدر سید میاں مارہروی قدس سرہ	// //	۱۸۳
۱۷	حضرت سید شاہ محمد علی الملقب نوشہ میاں قبلہ رحمۃ اللہ علیہ	// //	۱۸۵
۱۸	حضرت شاہ گل باز افغانی قدس سرہ العزیز	// //	۱۸۷
۱۹	نواب سید سردار علی خاں سردار نواز جنگ بہادر	// //	۱۸۹
۲۰	شیر پیشہ اہل سنت مولانا شہمت علی لکھنوی	پروفیسر غلام یحییٰ انجم	۱۹۰

خلفائے تاج العلماء

۲۱	ولی العلماء مفتی سید عبدالولی لکھنوی	سید محمد امان قادری برکاتی	۲۱۸
----	--------------------------------------	----------------------------	-----

۲۲	حسام اہل سنت مفتی سید محمد عبدالقادر برکاتی	// //	۲۱۹
۲۳	حضرت مفتی سید عبید الرحمن لکھنوی	// //	۲۲۱
۲۴	حضرت سید شاہ محمد اشتیاق علی حسینی قادری	// //	۲۲۲
۲۵	حضرت مولانا محمد ابراہیم ترکی باپو	// //	۲۲۸
۲۶	حضرت قاضی عبدالشکور برکاتی	سکندر نفیس برکاتی	۲۳۱

خلفائے سید العلماء

۲۷	خطیب اہل سنت مولانا عبدالقادر کھتری برکاتی	مولانا توحید احمد مصباحی	۲۳۵
۲۸	صوفی ملت مولانا سخاوت علی قادری	خودنوشت	۲۴۰
۲۹	شیر نیپال مفتی جمیش محمد برکاتی	مولانا اقبال احمد نوری	۲۵۳
۳۰	شہزادہ شعیب الاولیاء غلام عبدالقادر علوی	خودنوشت	۲۵۵

خلفائے احسن العلماء

۳۱	خلیل العلماء مفتی سندھ مفتی خلیل خان برکاتی	حافظ سید عطا بخاری	۲۶۰
۳۲	فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی	مولانا نفیس احمد مصباحی	۲۷۷
۳۳	فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی	مولانا اختر حسین فیضی	۲۹۹
۳۴	حضرت بابا عمر قاسم برکاتی	مفتی احمد میاں برکاتی	۳۱۱
۳۵	ضیاء ملت سید شاہ ضیاء الدین ترمذی	الحاج عتیق احمد برکاتی	۳۱۴
۳۶	حضرت الحاج شیخ عبدالحمید برکاتی	قاری اسحاق پٹھان	۳۱۸
۳۷	بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی	ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی	۳۲۲
۳۸	ذاکر خاندان برکات مفتی مظفر احمد داتا گنجوی	مولانا انیس مجتبیٰ مصباحی	۳۳۳

۳۹	خطیب البراہین مفتی نظام الدین برکاتی	مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی	۳۳۵
۴۰	مفتی مقبر احضرت مفتی محمد لطف اللہ قادری	خودنوشت	۳۳۵
۴۱	مفکر اہل سنت مولانا اسماعیل احمد جانی	خودنوشت	۳۳۸
۴۲	تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری	مولانا ناظم علی مصباحی	۳۵۱
۴۳	شہزادہ خلیل العلماء مفتی احمد میاں برکاتی	جواد رضا برکاتی	۳۶۴
۴۴	نبیرہ علی حضرت مولانا سبحان رضا خاں قادری	مولانا محمد اعجاز انجم طیفی	۳۷۳
۴۵	الحاج محمد عارف برکاتی	خودنوشت	۳۸۱
۴۶	محبوب العلماء قاری امانت رسول قادری	مولانا کرامت رسول ازہری	۳۸۳
۴۷	جمال ملت مولانا جمال رضا خاں قادری	خودنوشت	۳۸۹

خلفائے وارثِ پنجتن

۴۸	شہید بغداد عالم ربانی مولانا اسید الحق محمد عاصم	مولانا خوشتر نورانی	۴۹۴
	القادری بدایونی		
۴۹	حضرت خواجہ احتشام الدین قادری	مولانا عبد العظیم قادری	۴۱۶
۵۰	حضرت ڈاکٹر سید شاہد میاں قادری نوشاہی	سید محمد امان قادری	۴۲۵

خلفائے سید ملت

۵۱	شہید ملت مولانا بشیر احمد قادری	مولانا سلمان قادری	۴۲۹
۵۲	اسیر مفتی اعظم ہند مولانا عبد الہادی قادری	مغیث احمد خاں قادری	۴۳۲
۵۳	مبلغ اسلام مولانا شاکر علی نوری	مولانا توفیق احسن برکاتی	۴۳۴
۵۴	حضرت مولانا اختر نسیم قادری	خودنوشت	۴۴۴

۵۵	شہزادہ دعوتہ الصغری سید شاہ اولیس مصطفیٰ	مولانا یونس رضا اویسی	۴۵۰
	بلگرامی، واسطی		

خلفائے امین ملت

۵۶	فخر العلماء مولانا عبد الحکیم شرف قادری	مولانا قطب الدین مصباحی	۴۶۲
۵۷	خواجہ علم و فن علامہ مظفر حسین رضوی	مولانا ارشاد عالم نعمانی	۴۶۷
۵۸	فضیلۃ الشیخ ابوبکر احمد مسلیمار	ڈاکٹر عبد الحکیم ازہری	۴۹۱
۵۹	حضرت قاری عبدالغفار نوری (نوری بابا)	خودنوشت	۴۹۸
۶۰	مفتی مالوہ مولانا محمد حبیب یار خاں قادری	خودنوشت	۵۰۱
۶۱	محب برکاتیت مولانا محمد شہاب الدین قادری	خودنوشت	۵۱۳
۶۲	حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی	خودنوشت	۵۲۱
۶۳	صدر العلماء مولانا محمد احمد مصباحی	مولانا ساجد علی مصباحی	۵۲۵
۶۴	مبلغ اسلام مفتی محمد عبد المبین نعمانی	مولانا صادق رضا مصباحی	۵۳۶
۶۵	شیخ العلماء مولانا رحمت اللہ قادری	خودنوشت	۵۵۰
۶۶	حضرت مفتی عبد الحلیم نوری	مولانا ابراہیم رضا مصباحی	۵۵۵
۶۷	مبلغ اہل سنت مفتی ولی محمد رضوی	مولانا اسلم رضا قادری	۵۶۲
۶۸	ماہر رضویات مفتی محمد حنیف خان رضوی	مولانا محمد صغیر اختر مصباحی	۵۷۰
۶۹	حاجی عبدالغفار پردیسی	خودنوشت	۵۷۷
۷۰	سراج الفقہاء مفتی محمد نظام الدین رضوی	مولانا نفیس احمد مصباحی	۵۷۹
۷۱	محب الاولیا مولانا سید احسن مظفر	خودنوشت	۶۰۱
۷۲	حضرت مفتی محمد اشرف رضا قادری	خودنوشت	۶۰۳

۷۳	حضرت مفتی محمود اختر قادری	خودنوشت	۶۰۶
۷۴	حضرت قاری انجینئر اسحاق محمد پٹھان	خودنوشت	۶۱۰
۷۵	حضرت مولانا سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی	مولانا کرامت رسول قادری	۶۱۶
۷۶	حضرت مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی	خودنوشت	۶۲۲
۷۷	شہزادہ سرکار مسولی سید محمد اسماعیل گلزار میاں واسطی	خودنوشت	۶۲۸
۷۸	حضرت سید شاہ نور اللہ بخاری	خودنوشت	۶۳۶

خلفائے رفیق ملت

۷۹	مجیب ملت مفتی مجیب اشرف رضوی	ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی	۶۴۴
۸۰	مصلح قوم و ملت مولانا تطہیر احمد رضوی	خودنوشت	۶۵۴
۸۱	نازش اہل سنت مفتی آفاق احمد مجددی	سید نور عالم مصباحی	۶۵۸
۸۲	بلبل باغ مدینہ محمد اولیس رضا قادری	خودنوشت	۶۶۰
۸۳	خطیب ذیشان مفتی محمد حنیف قادری برکاتی	خودنوشت	۶۶۴

گوشہ نعت و منقبت

۲	دلی فریاد	حضور سید العلماء قدس سرہ	۶۷۲
۳	گاگر	حضور احسن العلماء قدس سرہ	۶۷۳
۴	میرا مار ہرہ	حضور سید ملت قدس سرہ	۶۷۴
۵	فیض آثار مار ہرہ	شیخ عبدالحمید سالم القادری	۶۷۶

۶	منقبت در شان حضور احسن العلماء	یاور وارثی	۶۷۸
۷	کرد و عطا کرم کا دوشلا مرے حسن	مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی	۶۷۹
۱۰	منقبت	محمد عنایت اللہ برکاتی	۶۸۰
۱۱	منقبت	حضرت شرف ملت	۶۸۳

گوشہ کوائف

۱	کوائف جامعہ البرکات	ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی	۶۸۶
۲	روداد اعراس مار ہرہ	محمد اکبر قادری برکاتی	۶۹۴

اداریہ

سید نجیب حیدر نوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محترم قارئین!

اہل سنت کی آواز کا ۲۱ واں شمارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ گذشتہ شمارے میں حضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حیات و خدمات کا تذکرہ تھا۔ ہم شکر گزار ہیں اپنے قارئین کے کہ انہوں نے گذشتہ شمارے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور خوب پذیرائی کی۔ جس سے ہمارے حوصلوں کو تقویت ملی۔

مذہبی صحافت میں خانقاہ برکاتیہ کا ترجمان مجلہ ”اہل سنت کی آواز“ اس ملک کے قدیم ترین رسالوں میں سے ایک ہے۔ جس نے اس دور میں مذہبی، ملی، سیاسی اور سماجی مسائل سے قوم و ملت کو روشناس کرایا۔ خلافت، ترک موالات، تقسیم ہند، خلافت تحریک، مسئلہ گنوکشی، جنگ آزادی کے علاوہ اس دور کا کوئی ایسا مذہبی اور سیاسی معاملہ نہیں تھا جس پر اہل سنت کی آواز نے خانقاہ برکاتیہ کے موقف کا اظہار نہ کیا ہو۔ اور یہ رسالہ اس دور میں بھی تواتر و تسلسل اور استقلال و استحکام کے ساتھ اپنی صحافتی خدمات انجام دے رہا تھا جیسا کہ آج۔ جبکہ اس دور میں طباعت کا کام کوئی آسان نہ تھا، وسائل کی کمی تھی، ترسیل کے معاملات بھی اتنے چاق چوبند نہیں تھے ایسے میں حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے اس رسالے کی طباعت کے لئے مستقل طور سے جو مساعی جمیلہ فرمائیں، وہ انہیں کا حق اور حصہ تھا۔ مضامین کا خود لکھنا اور دوسروں سے لکھوا کر منگوانا پھر ان کی تدوین کرنا، ڈاٹی بنوا کر طباعت کے لئے تیار کرنا وغیرہ اور یہ سب کام مارہرہ شریف میں انجام پذیر ہوتے تھے، اسی دور میں مجدد برکاتیت حضرت حاجی اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ نے ان تمام اشاعتی اور طباعتی کاموں میں سہولتوں کے پیش نظر ایک پرنٹنگ پریس سینٹرا پور میں لگایا۔ جس کا نام

انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد صادق قدس سرہ کے نام سے منسوب کرتے ہوئے ”مطبوع صبح صادق“ رکھا۔ بعد میں یہ مطبع مارہرہ شریف منتقل ہوا۔ اس مطبع میں اہل سنت و جماعت کے جید علماء و صاحبان قلم کی تصانیف طبع ہوتی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کی بھی کچھ کتابیں ”مطبوع صبح صادق“ سے شائع ہوئیں۔ اور آج الحمد للہ ان مشائخ ہی کے نقش قدم کا طفیل ہے کہ دور جدید میں اہل سنت کی آواز ایک معیاری مجلہ کی شکل میں متعارف ہے۔

اہل سنت کی آواز کے کچھ شمارے ایسے ہیں جو اپنے موضوع اور مواد کے حوالے سے اہم بھی ہیں اور عنقا بھی کہ اب تک ایسے موضوعات پر تنوع کے ساتھ مضامین کم ہی دیکھنے کو ملے ہیں۔ ”اسلام کا نظام اخلاق“، ”تصوف اور اسلام“، ”نظام توحید“، ”حضور غوث اعظم“، ”خواجہ غریب نواز“، ”اہل بیت اطہار“، ”عشرہ مبشرہ“ تو ایسے مقبول ہوئے ہیں کہ قارئین کے علاوہ مکتبوں سے بھی گزارشات آتی ہیں کہ ان شماروں کو ان کے زیر اہتمام شائع کیا جائے۔ اب ماشاء اللہ ان شماروں کو کتابی شکل میں لانے کا کام شروع ہو چکا ہے۔

الحمد للہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اپنے علمی وقار اور روحانی مراتب کے حوالے سے ہندوستان میں ممتاز صف میں نظر آتی ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مشائخ کی کچھ خصوصیات اور اوصاف حمیدہ ایسے ہیں جنہوں نے ان حضرات کرام کو اولیاء، اتقیا اور اصفیا کے درمیان میں منفرد المثل بنایا۔ الحمد للہ ہمارے حضرات مشائخ کرام قدس سرہم پر سلوک و تصوف کے تمام رموز آشکارا تھے۔ انہوں نے شریعت مطہرہ کو خود پر غالب کیا اور طریقت کو اپنی شخصیت سے ظاہر کیا اور معرفت کا ایک پورا جہاں آباد کیا۔ یہ حضرات دنیا میں رہے، دنیا کو برتا لیکن کبھی بھی دنیا کو خود پر غالب نہ ہونے دیا۔ دنیا میں ایسے رہے کہ خانہ داری بھی فرماتے تھے، سماج کے مسائل کا تذکرہ بھی فرماتے۔ عبادات اور ریاضتوں میں منہمک بھی رہتے۔ سلوک کی منازل بھی طے کرتے۔ یعنی کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد، دونوں کو ساتھ لے کر چلنے والے یہ صوفیائے کرام صحیح معنی میں نبی کریم ﷺ کی نیابت کا فرض ادا کر رہے تھے۔ یہ حضرات مشائخ کبار زمانے کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کی ترغیب بھی دے رہے تھے اور دعوت و تبلیغ کا کام بھی کر رہے تھے۔

مارہرہ مقدسہ کے بزرگوں نے ہمیشہ خانقاہ برکاتیہ کو باقاعدہ خانقاہی اقدار میں ڈھال کر رکھا۔ سلوک کی تربیت کے لیے ایک مکمل اور مستقل ماحول خانقاہ برکاتیہ میں پیدا کیا۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں خود بھی نمونہ عمل تھے اور طالبان معرفت کو بھی اس کا حامل بنایا۔

اکابر مارہرہ نے عملاً بھی ان تمام امور کا مظاہرہ کیا اور طالبان حق و معرفت کے لئے ایسی تصانیف بھی چھوڑیں جو دنیائے تصوف میں دستور عمل کا درجہ رکھتی ہیں۔ حضور اچھے میاں صاحب کی تصنیف آداب السالکین اور سرکار نور قدس سرہ کی العوارف کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ مشائخ مارہرہ کے یہ مقام اور مرتبہ راہ خدا میں کتنی مخنثیں کر کے حاصل ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں چاہے کتنا ہی بڑا عالم ہو، محدث ہو، فقیہ ہو، صوفی ہو یا شیخ المشائخ، مشائخ مارہرہ کو احترام اور قابل تقلید نظر سے ہی دیکھتا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے مرشد اجازت سرکار نور قدس سرہ کی شخصیت میں کیا کچھ نہ دیکھا ہوگا کہ اپنے پیر خانے اور اپنے مخدوم زادے کی مدح سرائی کرتے ہوئے ایسے جملے ارشاد فرمائے ہیں جو تشنگان معرفت کی رہنمائی کے لئے مشعل راہ ہیں اور مارہرہ شریف کے بزرگوں کے اوصاف حمیدہ کا حقیقت پر مبنی تجزیہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے مارہرہ سے کوہ طور پر ایک آگ دیکھی ہے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ہاں مبارک ہیں وہ رہروان منزل جو اس کے پیچھے چلیں اور راہ پائیں۔ کیسی بلند و بالا ہے وہ آگ جس کی چمک دمک تاریکیوں کو روشن کرتی ہے۔ ہاں یہ چمک احمد نوری سے پھوٹ رہی ہے، کون احمد نوری؟ ہدایت کا نور، تقویٰ کا دریا، پاکیزگی کا ماہ تاب، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔“

حضرت فاضل بریلوی عالم تخیل میں یہ منظر کیوں نہ دیکھتے کہ جب اس خاندان کی سیادت اور صداقت کی تصدیق خود سید سادات سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدہ کائنات بتول زہرا رضی اللہ عنہما نے کی ہو اور وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت اسد العارفین سیدنا حمزہ قدس سرہ نے سوچا کہ ہم سارے زمانے میں سید کہلاتے تو ہیں لیکن کیا واقعی اولاد فاطمہ ہیں بھی یا نہیں؟ بس سوچنا ہی تھا کہ مسجد برکاتی میں حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے حضرت حمزہ کو دیدار سے

مشرف کیا اور فرمایا بیٹے حمزہ! تم ہماری ہی اولاد ہو، سبحان اللہ۔ یہ تو تھی نسب کی تصدیق۔ طریقت پر مہر تصدیق خود انہوں نے لگائی جو مجمع ولایت ہیں۔ اقلیم قادریت کے تاج دار ہیں یعنی سرکار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کہ حضور صاحب البرکات جو سرکار قادریت کے عشق میں تڑپتے تھے اور جب سیری نہ ہوئی تو غوث اعظم نے اپنے عاشق سے فرمایا کہ کالپی چلے جاؤ ہمارا فیضان ہمارے فضل اللہ سے لے آؤ۔ تو وہ دریائے طریقت مارہرہ شریف سے کالپی شریف دریاے معرفت سے ملنے چلا گیا اور دریا بہ دریا پیوست ہو گئے۔ اور جب پیوست ہوئے تو شہنشاہ بغداد نے فرمایا کہ برکت اللہ! عبدالقادر اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھے گا جب تک تیرے ایک ایک مرید کو جنت میں نہ پہنچا دے۔ الحمد للہ یہ دولتیں اور خوش خبریاں جن شیوخ کو عطا فرمادی جائیں تو ان کا اور ان کے متوسل کا عالم کیوں نہ نرالا ہو۔ اور یہیں سے شروع ہوتی ہے زمانے میں برکاتی فیضان کی لامتناہی داستان۔ اب تربیتیں کرائی جارہی ہیں، طالبان معرفت کو نوازا جا رہا ہے۔ عبادتوں اور ریاضتوں کی تکمیل خود بھی کی جارہی ہے اور کرائی بھی جارہی ہے۔ صاحب البرکات کی عبادتیں! اللہ اکبر حضور صاحب البرکات نے پورے چوتیس سال سجادہ برکاتیہ سے بنا ہجرت کئے ہوئے مارہرہ مطہرہ میں عبادتوں اور ریاضتوں کے ساتھ سلوک و معرفت کے چراغ روشن کئے۔ عابد ذیشان سید آل محمد قدس سرہ کی عبادت دیکھیں کہ ایک نماز تہجد شب عروسی میں قضا ہو جائے تو برسوں کنویں میں لٹک کر صلوٰۃ معکوس پڑھیں۔ اتنی عبادت کریں کہ کثرت ذکر سے تالو میں گڑھا پڑ جائے اور جاں بحق ہو جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے مرشدان عظام کے راستے پر قائم رکھے اور ہماری نئی پیڑھی کو ان روایات کا امین بنادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ہم سب کی دیرینہ خواہش تھی کہ خلفائے خاندان برکات کا تذکرہ اور ان کی حیات و خدمات کو محفوظ کر لیا جائے۔ برادر مکرم سید محمد اشرف قادری مدظلہ العالی نے اس کام کا آغاز اپنی ممبئی کی ملازمت کے دوران کیا تھا لیکن ان کے ایک شہر سے دوسرے شہر ملازمت کے سلسلے میں منتقل ہونے سے اس کام میں توقف ہوا لیکن نیت صادق تھی لہذا یہ کام اب پایہ تکمیل تک پہنچنے کو ہے۔ انشاء اللہ

محمد تعالیٰ خاندان برکات کے مشائخ کرام کے خلفائے گرامی اپنے مرشدان کرام

کی طرح ثابت قدم، شریعت اور معرفت کے رموز و اسرار سے آشنا، صاحب علم و عرفان تھے اور آج بھی ہم خادمان خاندان برکات کوشش کرتے ہیں کہ خود کو ان کے نقشہائے قدم پر چلائیں اور خاندان کی خلافت دینے میں بزرگان دین کے عمل کی اتباع کریں۔ مارہرہ مقدسہ کے بزرگوں کا خلافت عطا کرنے کا کیا پیمانہ تھا اور اپنے خلفا کی کسی تربیت فرمائی تھی، اس کا تفصیلی تذکرہ عزیزم ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی کے مضمون میں تفصیل سے کیا گیا قارئین ضرور ملاحظہ کریں۔ خاندان برکات کے خلفا اپنی اپنی جگہ علمی اور روحانی حیثیتوں کے حامل تھے۔ جن کے ہاتھوں سلسلہ برکاتیہ کا خوب خوب فروغ ہوا۔ یہ حضرات ایسے تربیت یافتہ خلیفہ و شیخ طریقت تھے اور ساتھ ہی اپنے مرشدان عظام کے ایسے معتمد بھی کہ خاندان برکات کے مرشدوں نے اپنے صاحبزادگان کو ان سے تعلیم دلائی اور بیعت و خلافت سے بھی سرفراز کرایا۔ حضور شمس مارہرہ قدس سرہ نے اپنے مایہ ناز خلیفہ شاہ عین الحق عبد المجید قادری عثمانی قدس سرہ سے اس روایت کا آغاز کروایا۔ اپنا ایک خرقہ ان کو سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ ہمارے بھتیجے آل امام جمامیاں کے ان صاحبزادے کا حصہ ہے جو ہمارے مسلک اور مشرب کے حامی ہوں گے یہ تم ان کو سپرد کر دینا۔ لہذا جب جمامیاں کے پوتے حضرت ابراہیم میاں صاحب قدس سرہ کو اس بشارت کا علم ہوا تو بدایوں شریف حاضر ہو گئے اور اس وقت مسند ارشاد پر حضرت سیدنا تاج الفحول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے۔ اپنے اجداد کی رکھی ہوئی امانت حاصل کرنا چاہی تو حضور تاج الفحول قدس سرہ نے بیعت فرمایا اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جب حضرت خاتم الاکابر کا دور آیا تو انھوں نے اپنے دونوں صاحبزادگان حضرت سید ظہور حسن (بڑے میاں) اور ظہور حسین (چھٹو میاں) قدس سرہما کو شاہ عین الحق سے خرقہ خلافت پہنوا یا۔ بہت سے صاحبزادگان مارہرہ مقدسہ سے مدرسہ قادریہ بدایوں تعلیم کے حصول کے لیے تشریف لائے اور اپنے اجداد کے علمی اور روحانی ورثے کے امانت داروں سے دولت علم لے کر مارہرہ واپس آ گئے۔ اور ایسی تربیتیں لے کر آئے کہ موجودہ زمانے کے شیخ اگر ان کو نمونہ عمل بنائیں ان کے تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں۔ ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی قدس سرہ کی بارگاہ میں حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں تعلیم کے لئے حاضر ہوئے، رات میں

مدرسہ قادریہ کے حجرے میں قیام فرمایا، صبح اٹھے تو دیکھا سرکار عین الحق عبد المجید قدس سرہ قیام گاہ پر تعظیم سے کھڑے ہیں۔ صاحبزادے حیران رہ گئے کہ کون کھڑا ہے۔ اللہ اکبر! میرے دادا کے احب الخلفا کھڑے ہیں اس سے پہلے کہ سوال کریں جواب حاضر ہوا کہ ”میاں اسی تربیت کے لئے ہی تو حضرت صاحب نے آپ کو یہاں بھیجا ہے طریقت میں ادب ہی کی اہمیت، افضلیت اور افادیت ہے۔“

میرے جد کریم سید حسین حیدر حسینی میاں رحمۃ اللہ علیہ بدایوں تعلیم کے سلسلے میں حاضر ہوئے یہ زمانہ سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول قدس سرہ کا ہے۔ میرے پردادا مدرسہ قادریہ میں آرام فرما رہے ہیں شاہ فضل رسول صاحب تشریف لاتے ہیں اور حضرت حسینی میاں کے پاؤں کے انگوٹھے آنکھوں سے لگانے لگے، حسینی میاں شرمائے پاؤں سمیٹے اور کیوں نہ شرماتے کیونکہ وہ تو شاگرد ہیں اور شاگرد بھی ان کے بیٹے حضور تاج الفحول کے ہیں۔ لیکن حضرت شاہ فضل رسول قدس سرہ فرمانے لگے میاں لیٹے رہیے میں آنکھوں کی روشنی بڑھانے آیا ہوں۔ اللہ اکبر!

اب اسی خاندان کے ایک اور خلیفہ اجل سے اپنے مخدومان گرامی سے عمیق نسبت کو ملا حظہ کیجئے، ہاں یہ وہی فخر خاندان برکات ہیں جو مجدد وقت کا تاج پہن کر اپنے علمی تبحر کا لوہا منواتے ہوئے زمانے میں متعارف ہوئے۔ اس عالی مرتبت خلیفہ کے مخدوم بھی اس شہر یار علم و حکمت کو دیکھ کر ایسے نازاں ہوئے کہ اپنے خاندان کے ایک عظیم خطاب ہی سے نوازا دیا۔ سرکار ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ نے اپنے دادا کے چہیتے مرید اور خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کو ”چشم و چراغ خاندان برکات“ کا خطاب عنایت فرما دیا۔ اس خلیفہ اعظم نے بھی رہتی زندگی تک اس خطاب کا جو پاس رکھا وہ فقید المثال ہے۔ مخدوم زادے نے بہ کمال محبت یہ خطاب امام احمد رضا کو عنایت فرمایا تو بہ کمال عقیدت اس مجدد وقت نے اپنے مخدوم زادے کی بارگاہ میں یہ اعتراف بھی صدق دل سے فرمایا۔

اے طالع رضا تیری اللہ رے یادری

اے بندہ جود کرام ابو الحسین

وہی احمد رضا جو اپنے زمانے کے جید عالم دین ہیں مجدد وقت ہیں، مارہرہ مقدسہ

جب حاضر ہو رہے ہیں تو ان کے بستر پر خاندان برکات کے ایک دس سالہ صاحبزادے یعنی میرے عم کرم حضور سید العلماء بقضائے صغریٰ ہونے لپٹ گئے ہیں اور آنکھ لگ گئی۔ مسجد برکاتی سے امام احمد رضا باہر آئے اور صاحبزادے کے پانچ کھڑے ہو گئے۔ گھر کے بڑوں نے دیکھا بڑے مولانا صاحب کھڑے ہیں تو فرمایا ”آل مصطفیٰ کو اٹھاؤ“۔ امام احمد رضا نے فرمایا! اللہ میرے آرام کے واسطے مخدوم زادے کے آرام میں خلل نہ ڈالا جائے۔ الحمد للہ رب العالمین یہی وہ عقیدت اور نسبت کا احترام کرنے والے افراد تھے جنہوں نے طریقت کی اقدار کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا اور یہ سلسلہ ان تک ہی نہیں ختم تھا۔ اعلیٰ حضرت کے بعد جب ان کے فرزند گرامی مفتی اعظم ہند جانشین اعلیٰ حضرت ہوئے تو انہوں نے بھی اپنے مخدومان گرامی سے محبت کا حق ادا کر دیا اور ایسا اعتماد اپنے پیرانے میں پیدا کیا کہ پھر بیعت کروانے اور خلافت دلوانے کی روایات زندہ ہوئیں۔ والد ماجد حضور احسن العلماء قدس سرہ نے فقیر راقم الحروف اور برادر اکبر سید محمد افضل میاں قادری اور میری والدہ ماجدہ قدس سرہا کو مفتی اعظم کے دست حق پر بیعت کروایا۔ برادر معظم حضرت امین ملت کو حضور مفتی اعظم نے دو دو بار یہ کہہ کر خلافت عطا فرمائی کہ ”صاحبزادے آپ ہی کے گھر کی دولت آپ کو پیش کر رہا ہوں۔“ ایسے خلفا اور ایسے مرشدان عظام کے تذکرے پر مشتمل ہے یہ خصوصی شمارہ ”خلفائے خاندان برکات“۔ یہ شمارہ مارہرہ مقدسہ کی اقلیم روحانیت کا تاریخی دستاویز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور متوسلین خاندان برکات کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

پیش نظر شمارے میں ۷۰ سے زائد خلفا کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ ہم نے اس شمارے میں حضور صاحب البرکات کے زمانے سے لے کر موجودہ دور تک کے مشائخ کے خلفا کا تذکرہ کیا ہے۔ ہمارے اکابر کے بہت سے خلفا ایسے ہیں جن کی سوانح نہ دستیاب ہو سکیں، لہذا ان تمام کی فہرست احمد میاں کے ابتدائی مضمون میں شامل ہے۔ پیش نظر شمارے میں خلفائے خاندان برکات پر مضامین کی ترتیب کے سلسلے میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ابواب کے لحاظ سے اسے مرتب کیا گیا ہے جو مشائخ مارہرہ کے نام سے منسوب ہیں اور ان

خلفا میں جو حضرات اس دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں ان پر مضامین کو وصال کی ترتیب سے شامل کیا گیا ہے۔ پھر جو حضرات باحیات ہیں ان میں ولادت کے اعتبار سے ترتیب رکھی گئی ہے۔ مراتب سے قطع نظر اس ترتیب کو اپنانے میں آسانی تھی اس لئے اسے اختیار کیا گیا۔ ہماری پوری کوشش رہی کہ ہم اس شمارے میں زیادہ سے زیادہ خلفا کی سوانح حیات شامل کریں، اس کے لئے ان حضرات خلفائے کرام کے یہاں سوال نامے ارسال کئے گئے۔ کچھ حضرات کے جواب ہمیں موصول نہ ہو سکے، لہذا وہ شامل اشاعت ہونے سے رہ گئے۔ جو خلفا حیات نہیں ہیں۔ جو خلفا اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں ان پر مضامین لکھنے کے لئے صاحبان قلم سے گزارش کی گئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ خلفائے کرام کی سوانح کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ جاری رہے گا، جو حضرات اس میں شامل ہونے سے رہ گئے ان سے یا ان کے متعلقین سے ہماری گزارش ہے کہ ان کی سوانح حیات ارسال کی جائیں تاکہ اگلے شماروں میں ہم انہیں شامل اشاعت کر سکیں۔

حالات حاضرہ:

پچھلے کئی شمارے سے ہم حالات حاضرہ کے حوالے سے کچھ نہ کچھ قارئین کرام کی نذر کرتے ہیں تاکہ ان کے شعور و فہم کو بیدار کیا جاسکے۔ لہذا اس بار بھی کچھ اہل معاملات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اتحاد اہل سنت:

یہ بڑا المیہ ہے کہ ہم سواد اعظم ہو کر بھی فکری اور نظریاتی طور پر کہیں کہیں بہت جدا نظر آتے ہیں۔ مسلک ایک، مشرب ایک، عقیدہ ایک، مرکز عقیدت ایک، لیکن پھر بھی اتنی دوریاں! نفس کا ایسا غلبہ کہ ایک لمحہ بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے ہم تیار نہیں ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے جو تحریری اور تقریری جنگیں ہماری صفوں میں جاری ہیں وہ اس جماعت کے فروغ کے لئے کہیں سے صحت مند علامتیں نہیں ہیں۔

افسوس کہ ان تمام اختلافات کی وجوہات بھی ایسی ہیں جو ہمیشہ مذہب میں صحت مند تصور کی گئی ہیں۔ اور وہ بھی فقہی اور فروعی معاملات و اختلافات جو ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ تحقیقات جاری رہیں گی تو نئی چیزیں ضرور نکل کر آئیں گی۔

مسائل شریعہ میں صحت مند اختلافات مذہب اور مسلک کوشفی پہنچانے کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ اس کے ماننے والوں کے دلوں میں دوریاں بڑھانے کے لئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر فقہیہ میں بہت سے مسائل پر اختلاف تھے یہاں تک کہ استاد اور شاگرد بھی ایک ہی مسئلے پر الگ الگ موقف رکھتا کرتے تھے لیکن کہیں بھی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ خدا نخواستہ ہمارے اکابر نے ایک دوسرے کی اہانت کی ہو یا شرعی حکم کی نوبت آئی ہو۔ حضرات مشائخ مارہرہ سے حضرت تاج الفحول اور اعلیٰ حضرت قدس سرہما کی عقیدت مندانہ اور نیاز مندانہ وابستگی سے کبھی واقف ہیں۔ ان حضرات کا موقف لعن یزید اور ایمان ابوطالب کے حوالے سے جدا تھا۔ تو کیا معاذ اللہ یہ حضرات اپنے پیر خانے کے مشائخ کے باغی تھے؟ یا انہوں نے اس بات کو بانگ دہل ظاہر کرتے ہوئے مشائخ کرام پر انگشت نمائی کی۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ ایسے ہی میرے مرشد حضرت مفتی اعظم کا موقف مسلم لیگ کے حوالے سے مجدد برکاتیت اور ان کے اخلاف کے موافق نہ تھا، تو کیا حضرت مفتی اعظم ان کے چہیتے اور وہ مفتی اعظم کے مرکز عقیدت نہ رہے۔

علمائے بدایوں کا بہت سے فروعی مسائل میں موقف اپنے پیرزادوں سے جدا گانہ تھا لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ صاحبزادگان کی کوئی دل شکنی اس جانب سے ہوئی ہو بلکہ ہمیشہ نیاز مندی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

ہم پر اکابر کی پیروی لازم ہے کہ ان کے نقش قدم پر چل کر ایک دفعہ پھر جماعت سازی کا کام کریں۔ الحمد للہ تمام خانقاہیں اور پیران عظام اپنا ایک وسیع حلقہ ارادت رکھتے ہیں۔ کسی کو کسی سے کوئی دنیاوی حاجت درکار نہیں ہے۔ پھر کون سی چیز ہے جو اضطراب کا باعث ہے۔ آج پوری ملت اسلامیہ اور جماعت اہل سنت جن مسائل سے دوچار ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ ہم سب اپنے اپنے حلقہ ارادت کے افراد کی ذہن سازی کریں، ان

میں مثبت سوچ پیدا کریں، ان کو دوسرے مشائخ اور علما کی توقیر اور تعظیم کی رغبت دلائیں اس سے مشائخ بھی ایک دوسرے کے قریب ہوں گے اور متوسلین بھی اور اس کا مثبت اثر یہ ہوگا کہ سواد اعظم متحد ہوگا۔ ہماری آواز مضبوط ہوگی، حکومت کے ایوانوں میں ہمارا وزن بڑھے گا اور جب جب بھی ملت کے مسائل پر کوئی بات کی جائے گی تو ہماری حصہ داری اور ہمارے موقف کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگی۔

خانقاہ برکاتیت تمام علما کرام اور مشائخ عظام سے یہ اپیل کرتی ہے کہ ہم سب ایک ایسا موقع نکالیں کہ سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور جو بھی فروعی ہلکے پھلکے اختلافات یا نظریاتی الجھنیں ہیں ان کو رفع کریں۔ ہم اس کام میں پہل کرنے کو کل بھی تیار تھے اور آج بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل ہم سب کو اس بحران سے خود کو نکالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تعلیم کی ترویج و اشاعت:

اکیسویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج ہمارے لیے تعلیم ہے۔ علما، مشائخ اور دانشوران اہل سنت تعلیم کی افادیت کو عام کرنے کے لیے امت مسلمہ میں تبلیغ کریں تو وہ دن دور نہیں کہ ہمارے تمام مسائل بخوبی حل ہو جائیں گے، ہماری نئی نسل کارآمد ہو جائے گی۔ ہمارے وہ بچے جو ایک اچھا ذہن رکھتے ہیں وہ پڑھ لکھ کر برسر روزگار ہو کر ملت کا فخر بنیں گے۔ ہم اپنے متمول احباب سے گزارش کریں گے کہ کم از کم اپنے ایک بچے کو علوم دین کی تحصیل کے لئے وقف کریں۔ اچھے گھروں کے ذہین بچے جب عالم، مفتی اور فقیہ ہوں گے تو اس کا نتیجہ ہی دوسرا ہوگا۔ ہم اپنے صاحب ثروت احباب کو ترغیب دیں بلکہ متحرک کریں کہ وہ حضرات قوم کے نوجوانوں کے لئے Community College کھولیں۔ تاکہ وہاں سے وہ نوجوان روزگار کو جلد میسر کرانے والے پروفیشنل کورسز کر سکیں اور بیکاری سے نجات پا سکیں۔ ایسے ہی لڑکیوں کے لئے کچھ ایسے ادارے کھولیں جن سے وہ کچھ ہنر سیکھ کر اپنے مستقبل کو روشن کر سکیں۔

جو حضرات باقاعدہ تعلیمی ادارے کھول سکتے ہیں وہ اس کام میں پہل کریں اور اس

کے لئے البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی جو بھی ہاتھ پیر سے مدد کر سکتی ہے ہم سب حاضر ہیں۔

موجودہ سیاسی نظام میں ہمارا کردار:

آزادی کے بعد سے ہندوستانی مسلمان ملک کی سیاست میں ہمیشہ مرکزی حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ یہ بڑے غور کرنے کی بات ہے موجودہ دور میں مسلمانان ہند کو سیاست اور سیاسی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں اور اس کے برعکس سیاست کو ہم میں بہت دلچسپی ہے۔ ہم بیچارے مسلمان قومی و صوبائی انتخابات کے نزدیک بہت ہی اہم تصور کئے جاتے ہیں۔ جب اور جہاں چاہیں سیاسی پارٹیاں ہمارا استحصال کرتی ہیں لیکن جب ہمارے سماجی، تعلیمی، معاشی، معاشرتی، مفاد کی بات آتی ہے تب ہمیں نہ صرف نظر انداز کر دیا جاتا ہے بلکہ طرح طرح کی بے بنیاد باتیں ہم سے منسوب کر کے ہمیں متروک کر دیا جاتا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کی ذمہ داری ہمارے قائدین سے زیادہ ہمارے عوام کی ہے۔ ہم نے اپنا اچھا برا سوچنے کی ساری ذمہ داری دوسروں کو سونپ رکھی ہے۔ سیاسی لوگ جب چاہیں اور جہاں چاہیں ہمارا اور ہمارے ووٹ کا استعمال کر لیتے ہیں اور اپنا ذاتی مفاد بحال کر کے ہمیں کوڑے دان میں ڈال دیتے ہیں اور ہم ان سب کا الزام قوم کی قسمت پر رکھ دیتے ہیں اور پھر اگلی بار اس سانحے سے دوچار ہونے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ خائفانہ برکات کی اپیل ہے علماء، مشائخ، اور بالخصوص ائمہ مساجد سے کہ اس طرف سنجیدگی سے سوچیں، قوم کے خطیب لوگوں کے درمیان جا کر انہیں بیدار کریں کہ ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ خدا را خود کی اہمیت کو پہچان کر فیصلے لیں اور ایسے فیصلے لیں جو نہ صرف حال میں مفید ہوں بلکہ مستقبل میں آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ ہوں۔ ہمیں اپنی حصہ داری کے لئے جائز مطالبات کرنے کے لئے کسی سے دبنے اور ڈرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ملک کے فلاح و بقا میں ہمارا کردار ہمیشہ مثبت رہا ہے۔ لہذا ملک کی ہر چیز پر ہمارا حق بھی برابر ہے۔ حکومت اور سیاست میں ہمیں اپنی حصہ داری کو طے کرنا لازمی ہے۔

آج بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بیحد سنجیدگی کے ساتھ

سوچنے کا موضوع ہے۔ چاروں طرف سے صیہونی طاقتیں مذہب اسلام پر حملے کر رہی ہیں۔ مسلمانوں سے مسلمانوں کا قتل عام کرایا جا رہا ہے، ہماری خانقاہیں اور آستانے منہدم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ آج امریکہ یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو دنیا کے نقشے سے غائب کر دیا جائے اور ہماری اسلامی حکومتیں بے بس ہیں یا پھر بہت سی مصلحتوں کی بنا پر خاموش ہو کر وحشت کا ننگا ناچ دیکھ رہی ہیں۔ آج بڑے افسوس کی بات ہے کہ بغداد اجاڑا جا رہا ہے۔ مصر میں تباہیوں کا بازار گرم ہے۔ فلسطین جل رہا ہے۔ شام تباہیوں کی لگاریں پر ہے۔ غزہ میں ظلم اور استبداد کا طوفان برپا ہے۔ بظاہر طاقت رکھنے والے اسلامی ممالک ان ظالم امریکیوں اور خمیٹ اسرائیلیوں سے دبے لفظوں تک میں مطالبہ کرنے سے قاصر ہیں کہ ہمارے اسلامی بھائیوں پر ظلم سے باز آئیں۔ ہم کو ان سے شکوہ کم ہے۔ ہم سب کو خود سے بھی شکوہ ہے کہ ہم ہندوستانی مسلمان کتنی بار امریکہ اور اسرائیل کے سفارت خانوں پر پر امن احتجاج کرنے کے لئے نکلے؟ کیا ہم ہندوستانی مسلمان اپنی حکومت سے اپیل نہیں کر سکتے ہیں کہ ہمارے کرب اور احساس کو ان ظالموں تک پہنچایا جائے۔ کیا ہمارے علماء و مشائخ اپنے تابعین سے اپیل نہیں کر سکتے کہ متحد ہو کر ان ظالموں کے خلاف زبان اور قلم سے احتجاجی کلمات ادا کریں۔ کیا ہم اپنی عوام سے یہ گزارش نہیں کر سکتے کہ اسرائیل اور امریکہ میں بنی ہوئی چیزوں کو استعمال میں نہ لائیں۔ بلکہ اس کا متبادل تلاش کر کے ان کو معاشی طور پر کمزور کریں۔ ہم جو کر سکتے ہیں وہ تو کریں۔ یہ کام خاموشی سے تماشہ دیکھنے سے کہیں زیادہ بہتر اور غنیمت ہے۔

کچھ زبان سے بھی کہو حکم ستم گر کے خلاف

صرف چپ رہنے کو انکار نہیں مانتا میں

اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو مغرب کے ظالموں سے محفوظ رکھے اور ان یہودی اور نصرانی طاقتوں کے منصوبوں کو خائب و خاسر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خوش خبری

حضرت امین ملت کو اعزاز

ہمارے لئے یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ برادر معظم صاحب سجادہ حضرت امین ملت دامت برکاتہم کو لگاتار چھٹی مرتبہ "Royal Islamic Strategic Studies Centre, Amman, Jordan" کے بین الاقوامی سروے میں پوری دنیا کے بااثر مسلمانوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ حضرت امین میاں صاحب کو اس موقع پر یونیورسٹی کے اساتذہ طلبہ اور لاکھوں متوسلین نے خراج تحسین پیش کیا۔ برادر معظم ارنومبر ۲۰۱۲ء سے الحمد للہ صدر شعبہ کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تندرستی اور سلامتی کے ساتھ ہم سب کے درمیان رہیں اور ہماری سرپرستی فرماتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

برادر محترم سید محمد اشرف میاں قادری اس سال اپنے سرکاری عہدے میں ترقی پا کر چیف کمشنر انکم ٹیکس کوکاتا کے عہدے پر فائز ہوئے۔ الحمد للہ حضرت شرف ملت مدظلہ العالی بنگال کے تین Regions کی بحیثیت Cheif Commissione ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں۔

برادر محترم سید محمد افضل میاں کو حکومت مدھیہ پردیش نے ایک بہت اہم اور قابل اعتماد منصب دیتے ہوئے گوالیار سے بھوپال منتقل کیا وہ فی الحال آئی۔ جی لوک ایکٹ کی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ میں تعمیرات

والد ماجد حضور احسن العلماء کے وصال سے لے کر اب تک خانقاہ برکاتیہ اور درگاہ برکاتیہ میں جدید تعمیرات کا دور جاری ہے ماشاء اللہ سال رواں میں بھی خادمان صاحب البرکات نے تعمیرات کے حوالے سے اہم کام انجام دے۔

اس سال درگاہ برکاتیہ کے صحن مین ٹین کے سائبان کی جگہ مضبوط لیننٹروڈ لایا گیا اس کے علاوہ داخلی دروازے اور صدر دالان صاحب البرکات کے سامنے بھی محرابیں تعمیر کرائی گئیں۔ برادر معظم سید محمد اشرف قادری برکاتی کی خصوصی کاوش اور ان کے جمالیاتی ذوق کے پیش نظر اس دالان میں بہت ہی اعلیٰ درجہ کے سنگ مرمر پر خوبصورت پھولوں کا جڑاؤ کر کے صلوٰۃ و سلام کے اشعار، شجرہ سلسلہ برکاتیہ بہت مینا کاری کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ ساتھ ہی حضور صاحب البرکات کے دالان کے سامنے ایک خوبصورت باب تعمیر کرایا گیا ہے جس کو قبلہ جسم و جاں حضور نمٹس مارہرہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ درگاہ برکاتیہ کے صدر دروازے سے پہلے ایک اور باب تعمیر کیا گیا ہے جسے حضور تاج العلماء قدس سرہ کے نام نامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان تمام کاموں کے بعد ماشاء اللہ درگاہ برکاتیہ اپنے ظاہری حسن میں بھی اپنے عقیدت مندوں کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے۔

جامعہ احسن البرکات کی تعمیر نو:

جامعہ احسن البرکات برادران معظم کی سرپرستی میں اور فقیر برکاتی کی نگرانی و عزیزم سید امان میاں سلمہ کی خصوصی دلچسپیوں کے سبب تعلیم و تربیت کے حوالے سے بہت ہی تسلی بخش انداز میں نمایاں مقام حاصل کرنے کی طرف رواں دواں ہے۔ جامعہ احسن البرکات میں اساتذہ کرام بہت خلوص کے ساتھ مدرسے کے طلبہ کی تربیت میں منہمک ہیں۔ والد ماجد کے سالانہ عرس کے موقع پر جامعہ احسن البرکات اور دارالاقامہ کا سنگ بنیاد حضور

صاحب سجادہ امین ملت مدظلہ نے رکھا، اس موقع پر جامعہ اشرفیہ سے صدرالعلماء حضرت مولانا محمد احمد مصباحی، پرنسپل جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور برکاتی مفتی سراج الفقہا حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب قادری برکاتی نے بھی رسم سنگ بنیاد میں حصہ لیا۔ ان دونوں حضرات نے اس موقع پر طلبہ کو خطاب بھی فرمایا۔ الحمد للہ! اب جامعہ احسن البرکات کی تعمیر کے کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ تقریباً دس بیگھہ زمین پر مدرسہ اور دارالافتاء اپنے تعمیر حسن کے حوالے سے انشاء اللہ بھی خواہوں سے داد و تحسین حاصل کرے گا۔ تین سو بچوں کے رہائشی انتظام کو مد نظر رکھتے ہوئے ہاسٹل تعمیر ہو رہا ہے۔ جس میں ڈائننگ ہال، کامن روم، لائبریری، کمپیوٹر لیب اور کھیل کے میدان وغیرہ کی سہولتیں ہوں گی۔ امید ہے کہ جلد از جلد یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جامعہ احسن البرکات کے فیضان کو تا قیامت جاری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اساتذہ کے لئے فیملی کواٹر کی تعمیر:

خانقاہ برکاتیہ سے متصل زمین پر جامعہ احسن البرکات کے اساتذہ کی رہائش کے لئے تعمیر کا کام شروع کیا۔ اس عمارت میں دو کمروں پر مشتمل چار فلیٹ ہیں جو تمام رہائشی سہولتوں کے ساتھ علمائے کرام کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔ تاکہ ان کو کسی طرح کی دقت کا سامنا نہ ہو اور تعلیم کے کام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ رب کریم ہم سب کو اتنی توفیق و توانائی عطا فرمائے کہ ہم سب خانقاہ کی ترقی اور تعمیری و تعلیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر ایسے ہی حصہ لیتے رہیں اور عوام الناس کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مارہرہ پبلک اسکول

قصبہ مارہرہ میں یہ اسکول اب اپنی شناخت کو پورے طور سے قائم کر چکا ہے۔ الحمد للہ اس سال درجہ دسویں (سی۔ بی۔ ایس۔ ای) کا نتیجہ بہت ہی امتیازی رہا، ۶ بچوں کو 10CGPA ملا باقی سارے 75 فیصد نمبروں کے ساتھ پاس ہوئے۔ مجھے آپ کو بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اسکول میں نئے پرنسپل شیخ ریاض صاحب کا تقرر ہو گیا ہے۔ شیخ

صاحب بیحد تجربہ کار اور قابل شخص ہیں۔ ہندوستان اور عرب ممالک کے بڑے اسکولوں کی سربراہی کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اسکول میں نمایاں تغیرات ان کی آمد کے بعد ہوئیں۔ اللہ رب العزت مارہرہ پبلک اسکول کو اور ترقی دے تاکہ ہمارے قصبہ مارہرہ میں تعلیم خوب عام ہو۔ مارہرہ شریف میں قومی کونسل کے کمپیوٹر کورس کا بھی انتظام ہے اور اردو کے کورس بھی کامیابی سے جاری ہیں۔

وفیات

وفیات کا گوشہ لکھنا کتنا صبر آزما ہوتا ہے یہ دل ہی جانتا ہے۔ لیکن اپنے چاہنے والوں سے دوری کے کرب کو بیان نہ کریں تو اور بھی اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ کچھ دل سے قریب لوگ اس سال ہم سے دور ہو گئے۔ ان کے لئے یہ چند کلمات حاضر ہیں۔ اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مولانا شیخ اسید الحق عاصم القادری بدایونی:

اس سال خاندان برکات کے افراد کو ایک بہت بڑے صدمے سے دوچار ہونا پڑا کہ خاندان عثمانیہ کے چشم و چراغ اور ہم سب کے نور نظر عزیزم شیخ اسید الحق قادری بدایونی ازہری ہم سب کو اپنی جدائی کا غم دے کر راہ بغداد میں شہید ہوئے۔

ان سے جدائی کے غم کا احاطہ یہ گوشہ وفیات نہیں کر سکتا بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک قابل فخر فرزند سے محروم ہو گئی جو ہماری جماعت کے نوجوان علما کا امتیاز تھا، نشان قادریت و برکاتیت تھا۔ یہ نقصان عظیم صرف خانقاہ قادریہ بدایونی شریف کا ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا ہے۔ اسید میاں کو مارہرہ شریف سے کتنی محبت تھی اس کے حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ عزیزم احمد مجتبیٰ کے مضمون کا وہ حصہ الحاق کر دوں جو انہوں نے ماہنامہ جام نور کے لئے لکھا تھا، ملاحظہ فرمائیے۔

”اسید میاں صاحب کو اپنے پیر خانے اور اپنے مخدوم اعلیٰ حضور قبلہ جسم و جان

سیدنا شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ سے غایت درجہ عشق تھا۔ ان کا اپنے مخدومان گرامی سے ملنے کا جو انداز ہوتا وہ خالصتاً ان کی اس عقیدت کی عکاسی کرتا تھا جو ان کو صاحب البرکات کے آستانے اور قبلہ جسم و جاں حضور شمس مارہرہ سے تھی۔ حضرت امین ملت سے لے کر برادر عزیز محسن میاں تک وہ جس قدر نیاز مندی اور خاندانی ادب کے ساتھ پیش آتے تھے وہ اوروں کے یہاں عنقا ہے اور غالباً یہ اس تربیت کا اثر ہے جو ان کو ان کے اجداد سے ودیعت ہوئی۔ میں نے اسید میاں کو برکاتیت اور مارہریت کے حوالے سے بہت ہی حساس پایا، اکثر نشستوں میں اعتراف کیا کرتے تھے کہ میں بہت بڑا برکاتی ہوں۔ نیز یہ کہ میری پڑھائی لکھائی مطالعہ سب اپنی جگہ ہیں شمس مارہرہ کی چوکھٹ دیکھ کر سب بھول جاتا ہوں۔ اکثر فرماتے تھے ”احمد بھائی! ہم جب مارہرہ آتے ہیں تو ساری تحقیق اور مطالعہ بدایوں رکھ کر آتے ہیں۔“ بارہا فرمایا کہ ”اگر ہم مارہرہ میں بے حیثیت ہوں گے تبھی تو زمانے میں ہماری حیثیت ہوگی اور اگر مارہرہ مقدسہ میں حیثیت دکھائیں گے تو زمانے میں بے حیثیت کر دئے جائیں گے۔“ خانوادہ برکاتیہ سے ان کا ادب صرف زبانی اعتراف کی حد تک نہیں تھا بلکہ پچھلے پانچ سات سالوں میں بارہا انہوں نے اپنے عمل سے مشائخ مارہرہ کے ساتھ اپنی عقیدت کا برملا ثبوت دیا۔ اپنی زندگی کے آخری حصوں میں چار کتب تذکرہ نوری، برکات مارہرہ، تذکرہ شمس مارہرہ، آداب السالکین وغیرہ شائع فرمائیں۔ اہل سنت کی آواز کے لیے پچھلے کچھ سالوں سے مستقل طور پر جامع اور علمی مضمون ارسال فرما رہے تھے۔ ہمارے قارئین بھی اسید میاں کو اور ان کی قلمی نگارشات کو بے حد پسند کرتے تھے، کیونکہ ان کی تحریر میں کبھی کسی کی دل آزاری، اختلاف کی بو، بیجا تفاخر کا اظہار، مشکل اصطلاحات، الفاظ کا گھماؤ وغیرہ نہیں ہوتا تھا، سیدھی سیدھی علمی باتیں، بیحد مستند حوالہ جات کے ساتھ اور ساتھ ہی تحریر میں جمالیاتی حسن کی آمیزش بھی بقدر ضرورت (جو کم و بیش ان کے ہر مضمون میں پائی جاتی ہے) موجود رہتی ہے۔

عرس قادری کی اپنی آخری تقریر میں حضور شمس مارہرہ قدس سرہ کو تادیب یاد کیا، فرمانے لگے ”کہ یہ شمس مارہرہ کا اشارہ ہی تو ہے کہ ان کے عرس دو سو سالہ کے موقع پر ان

کے نام کی پہلی کانفرنس مولوی عبدالمجید بدایونی کے خادم کریں اور دو سو سال میں پہلی ان کی مطبوعہ سوانح کی اشاعت بھی ان کے مولوی صاحب کی گلی میں جھاڑو دینے والا خادم اسید الحق کرے گا“ اور پھر ایک نہایت ہی جذباتوں سے بھرا جملہ کہا ”ہمارے یہاں اس کو نے سے اس کو نے تک باب مجیدی سے لے کر دیوان خانے اور وہاں سے لنگر خانے کی آخری دیوار تک جو کچھ ہے وہ حضرت اچھے میاں کے تلوؤں کا صدقہ ہے۔“

البرکات علوم اسلامیہ کے ادارے کے لئے ایک مشاورتی میٹنگ میں وہ البرکات آئے۔ بہت سارے اہم مشورے دیے اور خود یہ ذمہ داری لی کہ میں ادارے کے مقابلہ جاتی امتحان کا پرچہ اور طلبہ کو منتخب کرنے کا طریقہ کار اور اس کے علاوہ نصاب کے کچھ اور ضروری حصے تیار کروں گا۔ اس سلسلے میں انہوں نے بے حد محنت کی اور اگر آج وہ باحیات ہوتے تو یقیناً اس ادارے کو شروع ہوتا دیکھ بہت خوش ہوتے۔

اگر اسید میاں مارہرہ والوں سے محبت کرتے تھے تو مارہرہ والے بھی اسید میاں کو کم نہیں چاہتے ہیں اور شاید یہ ان کی سعادت مندی اور محبت ہی کی وجہ تھی کہ ان کی شہادت کی خبر سے پورا خانوادہ برکات غم میں ڈوب گیا۔ تمام برکاتی برادری سوگوار ہو گئی، ای۔میل، فیس بک اور واٹس ایپ پر ہمارے تمام برکاتی احباب و متوسلین ٹرپ ٹرپ کر اسید میاں کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ کافی دنوں تک ہم سب صرف اسید میاں کو یاد کرتے رہے اور ان کی محبتوں اور سعادت مند یوں کا تذکرہ کرتے رہے اور شاید یہ بھی پہلا ہی موقع ہو کہ کسی کی تعزیت میں پورا خانوادہ گیا ہو۔ حضرت اقدس سالم میاں صاحب قبلہ کی بغداد شریف سے واپسی پر حضرت امین ملت، حضرت شرف ملت، حضرت رفیق ملت، حضرت افضل میاں صاحب، برادر عزیز سید محمد امان، سید محمد عثمان، سید حسن حیدر سلمہ، ڈاکٹر فہیم عثمان صدیقی صاحب، برادر محمد اکبر قادری اور راقم السطور بدایوں شریف حاضر ہوئے۔ اتنے غم اور صدمے کے ماحول میں بھی ذمہ داران خانقاہ قادریہ نے فرزند ان شمس مارہرہ کے ساتھ نیاز مندی اور دیرینہ روائتوں کی پاسداری کا جو نمونہ پیش کیا وہ ان حضرات کا موروثی و طیرہ ہے۔

اس موقع پر حضرت اقدس سالم میاں صاحب اپنے اچھے صاحب کے فرزندوں کو دیکھ کر برملا فرمانے لگے کہ مجھے آپ حضرات کو دیکھ کر یوں لگ رہا ہے کہ جیسے حضور نبی ماریہ ہی خود تعزیت فرماتے چلے آئے ہوں۔ اب اس مادی دنیا میں جن لوگوں میں یہ نیاز مندی اور اعتراف قائم ہیں انہیں سے طریقت کے اصول زندہ ہیں ورنہ تو سب اپنی اپنی جگہ خود کفیل اور سمجھدار ہو چکے ہیں۔“

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسید میاں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہمارے حضرت شیخ سالم میاں دامت برکاتہم کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے اور ان کے فرزندوں کو اسید میاں کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حضرت سید شاہ ثنی میاں صاحب علیہ الرحمہ:

خانوادہ محدث اعظم کے چشم و چراغ یادگار اسلاف حضرت سید شاہ ثنی میاں صاحب کے وصال کا حادثہ ہمارے لئے بہت افسوس ناک ہے۔

مفکر ملت اپنے حسب و نسب کے حوالے سے تو دنیا میں ممتاز تھے ہی لیکن انہوں نے خود کو اپنے اخلاق اعمال اور خدمات کے سبب اپنے اعزہ و احباب و متوسلین کے درمیان مرکز محبت بنالیا تھا۔ وہ خانوادہ اشرفیہ کے پہلے فرزند تھے جو عصری علوم کے لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے خاندانی علم اور علی گڑھ کی تربیت کے امتزاج کے ساتھ اپنی ذات کو مرکز توجہ بنایا اور خوب دین کی خدمت کی۔

ہم سب اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ حضرت ثنی میاں علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور تمام متعلقین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مولانا کرامت رسول پبلی بھیتی مرحوم و مغفور:

ہماری جماعت کے جواں سال عالم دین مصنف و شاعر مولانا کرامت رسول

صاحب کا ابھی چند روز قبل ہارٹ فیل سے انتقال ہوا۔ موصوف قاری امانت رسول صاحب پبلی بھیتی کے سکے بھیتے اور داماد تھے۔ جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل تھے اور ساؤتھ افریقہ میں درس و تدریس کے حوالے سے مقیم تھے۔ وہ بے حد ذہین و متین، لکھنے پڑھنے کا ذوق و شوق رکھنے والے نوجوان علما میں شمار کیے جاتے تھے۔ بہت کم وقت میں علمی دنیا میں اپنی پہچان بنالی تھی۔ موجودہ شمارے میں مفتی امانت رسول صاحب پر جو مضمون موجود ہے وہ مولانا مرحوم ہی کا رقم کردہ ہے۔ ہم سب کو اس صدمے سے بیدار رنج پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو خصوصاً ان کی اہلیہ اور ہمارے قاری صاحب کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عشش بجیہ مرحومہ:

ہماری ماموں زاد بہن عشش بجیہ بھی اس سال داغ مفارقت دے گئیں۔ مرحومہ ہمارے حقیقی ماموں سید آفاق نقوی صاحب کی بیٹی تھیں اور فی الحال ضلع اناؤ میں مقیم تھیں۔ مرحومہ ہم سب بھائیوں سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ اور ہماری والدہ کے لئے بہت عزیز تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری عشش بجیہ کی مغفرت فرمائے اور ان کی بیٹی کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

زہرہ بجیہ مرحومہ:

ہماری بہت عزیز بہن زہرہ بجیہ کا اس سال طویل بیماری کے بعد انتقال ہو گیا۔ زہرہ بجیہ ہماری محبت کرنے والی بہنوں میں تھیں۔ وہ حضور صاحب البرکات کی اولادوں کی آخری نشانیں میں سے ایک تھیں۔ میری والدہ ماجدہ زہرہ بجیہ اور ان کی بہن منی بجیہ دونوں سے بے حد محبت فرماتی تھیں۔ منی بجیہ بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت مند رکھے (آمین)۔ زہرہ بجیہ مرحومہ ماریہ میں ہماری بڑی اماں کے یہاں بمبئی سے آ کر ماریہ اکثر قیام کرتیں۔ ان کے ساتھ بڑا اچھا وقت بیتا۔ محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کی بیٹیوں میں شاہینہ باجی اور سلیمانہ باجی اپنی

والدہ کی ان کے آخری دنوں میں بہت خدمت کی۔ اللہ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ان دونوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مرحوم راشد کا غزی و مرحوم شہزاد زویری، صاحبان:

ہمارے دو بہت ہی عزیز برادران طریقت محترم راشد کا غزی اور محترم شہزاد زویری صاحب جے پور اور اجیر کے راستے میں ایک سڑک حادثے میں شہید ہو گئے۔ دونوں حضرات خانوادہ برکات پر جان چھڑکنے والے افراد میں سے تھے۔ راشد بھائی کے والد حضور احسن العلماء کے خلیفہ تھے۔ راشد بھائی بہت خاطر تواضع کرنے والے پیر بھائی تھے۔ تعلیم کے پھیلاؤ کے لئے کوشاں رہنے والوں میں سے تھے۔ البرکات کے ساتھ مل کر اہل سلسلہ نے ایک بڑی زمین تعلیمی ادارہ بنانے کے لئے حاصل کی تھی اس میں راشد بھائی کا کلیدی کردار تھا۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مرزا سردار بیگ صاحب مرحوم:

اس مہینے ہمارے ایک بے حد چاہنے والے باغ و بہار شخصیت کے مالک اور سنیت کے لئے ہمہ وقت مصروف رہنے والے ہمارے سردار بیگ صاحب قلیل مدت کی بیماری کے بعد ہم سے رخصت ہوئے۔ مرحوم سردار بھائی سے حالانکہ تعلق چند سالوں سے ہوا لیکن اتنے کم دنوں میں بھی انہوں نے اپنی محبت اور برتاؤ سے دل میں بہت جگہ بنالی تھی۔ وہ آگرہ میں سنیوں کے لئے کام کرنے والے لوگوں میں سے تھے۔ بادشاہ شاہجہاں کے عرس کے ذمہ داروں میں تھے اور تاج محل کی مسجد کے متولی بھی۔ برادر معظم امین ملت سے بہت قرب رکھتے تھے یہ اسی قربت کا اثر تھا کہ حضرت امین ملت ان کے جنازے میں شرکت کرنے کے لئے آگرہ تشریف لے گئے اور پسماندگان سے اظہار تعزیت فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سردار بھائی کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

عزیزہ فرح نہال عرف شوبی مرحومہ:

ہم سب اہل خاندان کے بہت ہی عزیز اور قریب اور قصبہ مارہرہ کے لئے سامان راحت ڈاکٹر نہال الدین صاحب کی بیٹی عزیزہ فرح نہال شوبی کا صرف چند دنوں کی علالت کے سبب دہلی میں انتقال ہو گیا۔

مرحومہ بہت نیک، سادہ طبیعت، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت کرنے والی صابر و شاکر بچی تھیں۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اللہ کی رضا پر صابر و شاکر رہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ لائبریری سائنس میں ملازمت کرتی تھیں۔ انتقال سے چند روز پہلے ہی ہسپتال میں فرح کی نوکری مستقل ہونے کا خط یونیورسٹی سے حاصل ہوا تھا لیکن خداوند عالم کو تو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ہمارے نہال بھائی اور ان کی اہلیہ پر جو بیتی ہوگی وہ تو ان کا دل جانتا ہے ہم لوگوں کو بھی رنج کوئی کم نہیں ہے کیونکہ نہال بھائی ہم سب کے لئے رات کورات اور دن کو دن نہ دیکھنے والوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمت اور قوت عطا فرمائے۔ اور کامل صبر دے۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خلیل احمد برکاتی صاحب مرحوم:

خلیل احمد برکاتی صاحب مارہروی نے بھی اس سال داعی اجل کو لبیک کہا، مرحوم کے ہمارے خانوادے سے پیری و مریدی کے قدیم اور مستحکم رشتے ہیں۔ مرحوم و مغفور ہمارے حافظ شریف احمد صاحب کے بھائی تھے۔ اور اس پورے گھرانے سے ہم سب بے حد محبت کرتے ہیں اور یہ حضرات بھی خاندان برکات کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے والے ہیں۔ مرحوم کی ایک بڑی خوبی ان کو ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ خلیل بھائی اپنی تجارت کے روزمرہ کے منافعوں سے روزانہ زکوٰۃ کی ادائیگی کیا کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اظہار تشکر

ہم بے حد شکر گزار ہیں اپنے ان تمام صاحبان قلم کے جنہوں نے خلفائے خاندان برکات کے حوالے سے مضامین فراہم کرائے۔ ہم ان خلفائے کرام کے صمیم قلب سے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس شمارے کے لئے اپنے سوانحی خاکے، بنا کسی یاد دہانی کے جلد از جلد ارسال فرمادیے۔

اہل سنت کی آواز کو مولانا نعمان احمد ازہری، مولانا ارشد عالم نعمانی، مولانا توحید احمد مصباحی، مولانا نور عالم مصباحی صاحبان جیسے علمائے کرام کی مضبوط ٹیم ملی ہے جو احمد میاں اور امان میاں اور عثمان میاں سلمہم کے ساتھ مل کر اس رسالے کی تدوین میں اپنا گراں قدر تعاون پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

برادر طریقت محمد اکبر قادری صاحب گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی اہل سنت کی آواز کی تقسیم کے کاموں کو بحسن خوبی انجام دیں گے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیزم حارث احسن ہمارے البرکات کے ایک بہت ہنرمند اور سعادت مند کمپیوٹر ٹائپسٹ ہیں۔ بہت محنت اور لگن سے تمام کام انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوش خرم اور ترقیوں پر گامزن فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

مکتبہ جام نور گذشتہ کئی سالوں سے اہل سنت کی آواز میں اپنی مخلص خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ امسال بھی محترم غلام ربانی صاحب اور عزیزم کوثر سمنانی اس اخلاص کو جاری رکھیں گے۔ اللہ ان صاحبان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں اپنے تمام اہل سلسلہ اور احباب کا شکر گزار ہوں جن کی محبت اور نیک خواہشات ہم خادمان خاندان برکات کے ساتھ ہیں اللہ ان سب کی جائز مرادوں کو پورا فرمائے۔ میں

آخر میں اپنے برادران معظم کی صحت و سلامتی کی دعا کرتا ہوں اور آپ حضرات سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ آپ حضرات بھی دعا کریں کہ ان کی سرپرستی صحت اور تندرستی کے ساتھ ہمیں تادیر حاصل رہے۔ اور ہم سب صاحب البرکات کے آستانہ بیکس پناہ کی مخلص خدمات انجام دیتے رہیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا
سید نجیب حیدر نوری
مدیر

تفویض خلافت کے امتیازات و مشائخ مارہرہ کے خلفائے کرام

ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی

خاندان برکات کی تمام علمی، دینی، سماجی، ملی خدمات تو مسلم ہیں اور تمام زمانہ اس کا معترف بھی ہے لیکن اس کے علاوہ ایک اور خصوصی امتیاز بھی بہت نمایاں ہے اور وہ یہاں کے خلفائے عظام اور ان کا آستانہ یکس پناہ۔ زمانہ قدیم سے لے کر آج تک مشائخ مارہرہ نے سلسلہ برکاتیہ کے اجرا کے لئے اور بندگان خدا کو تصوف و طریقت کے رموز و اسرار سے آگہی اور وابستگی کے لئے جن اشخاص کو خلافت کے لئے چنا، وہ اپنی علمی اور مذہبی خدمات کے حوالے سے منفرد اور ممتاز شخصیات تو تھے ہی بلکہ زمانے میں اتنے معروف اور مقبول بھی تھے جن کی وجہ سے سلسلہ برکات ہندو بیرون ہند بہت معروف ہوا۔

مشائخ مارہرہ نے اپنی خلافت کو تفویض کرنے میں بے حد محتاط رویہ کل بھی اپنایا تھا اور آج بھی ہمارے بزرگ اپنے بزرگوں کی روش پر قائم ہیں۔ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی نے اپنی مقبول زمانہ تصنیف ”سبع سنابل“ میں پیری مریدی اور خلافت کے حوالے سے جو خطوط مرتب فرمائے، الحمد للہ اکابر خانوادہ برکات نے بھی ان کو پورے طور سے نافذ فرمایا۔ آج بھی اسی طور و طریقے پر ان کے اخلاف خود کو گامزن کئے ہوئے ہیں۔ حضرت میر صاحب قدس سرہ نے بیعت و خلافت عطا کرنے کے لئے شیخ کے واسطے جن چیزوں کو مشروط کیا ہے ان کا پاس آج بھی اتنا ہی ملحوظ خاطر ہے جتنا کل تھا۔ حضرت میر صاحب قدس سرہ سے لے کر مرشد گرامی حضرت امین ملت تک مشائخ مارہرہ کے خلفاء کی فہرست کا جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلسلہ کی توسیع اور مخلوق کی ہدایت کے لئے خلفائے کرام کی تعداد کا زائد ہونا اتنا مؤثر نہیں ہے جتنا کہ خلفائے کرام کے لئے اس منصب کا اہل ہونا۔

حضرت میر صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ آج کی پیری مریدی بس نام کی رہ گئی ہے اور اس نام کی پیری مریدی کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پہلی شرط پیر کا مسلک صحیح ہو“۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کو صحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہیے۔ جس درویش نے کسی اور سبب سے اپنے بیٹے کو خلافت نہیں دی اور لوگوں کو وصیت بھی نہیں کی کہ میرے بعد میرے فرزند کو خرقة پہنا دینا اور اسے میرا قائم مقام کر دینا تو ایسے میں بھی بغیر رخصت و اجازت کے بیٹا اگر پیر بن جاتا ہے تو یہ کھلی گمراہی ہے۔ فرماتے ہیں ”بیعت کی صحت کے لئے باپ کا خرقة ضروری نہیں بلکہ رخصت اور اجازت شرط ہے“۔

اے پسر شرط صحت بیعت
در طریقت اجازت سلف است
از دغل سکۂ بندہ مزن
کاں رہ کا سدان نا خلف است

”یعنی اے بیٹے بیعت صحیح ہونے کی شرط طریقت میں سلف کی اجازت ہے۔ دھوکے سے کھوٹے سکوں کو مت چلاؤ، وہ اس لئے کہ یہ ناخلف اور بگڑے ہوئے لوگوں کا راستہ ہے۔

”پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر عالم و عامل ہو۔ جملہ عبادات کا فرائض و واجبات، سنتوں، نفلوں اور مستحبات کا۔ اگر وہ ان عبادات کا عامل نہ ہوگا تو حد شرع سے گر جائے گا“۔

تیسری شرط میں فرماتے ہیں کہ ”عقیدے درست ہوں۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق اور متعصب یکا سنی“۔ حضرت میر صاحب قدس سرہ ان شرائط کو درج فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

”مرید اگر کسی پیر میں یہ شرطیں پالے تو اس کا مرید ہو جائے اور اگر پیر میں ان تینوں شرطوں میں سے ایک بھی کم ہو تو مریدی جائز نہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ کرام حضرت میر صاحب قدس سرہ کی بیان کردہ ان شرائط ہی کی بنیاد پر طالبان خلافت میں اس کی اہلیت کا تعین فرماتے تھے۔ مشائخ مارہرہ اس قطعے کو اکثر اپنے خاندانی خلافت ناموں میں درج بھی فرمایا کرتے تھے۔ خانقاہ برکاتیہ کا دستور ہے کہ صاحب سجادہ کے جانشین کو وصال کے بعد عرس چہلم میں خرقہ سجادگی پہنایا جاتا ہے اور ہونے والا سجادہ عام طور پر اس دن اپنے ولی عہد کو اجازت و خلافت سے سرفراز بھی فرماتا ہے۔ اگر اس کے پاس اجازت و خلافت پہلے سے ہے تو ولی عہد ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ الحمد للہ! خاندان برکات میں اب بھی وہ تمام مسنون طریقے اور رسومات رائج ہیں جو اکابر مشائخ کے معمولات میں تھے۔

ہمارے مشائخ نے بہت سی خانقاہی رسومات کی بنیاد بھی اپنے دور میں ڈالی اور ان پر رہتی زندگی تک عمل کیا۔ ہم ان تمام رسومات کو آج بھی پابندی سے انجام دے رہے ہیں اگرچہ ان میں سے کچھ ایسی ہیں جن کو اعراس ہی کے موقع تک محدود رکھا ہے جیسے خرقہ پوشی اور زیارت آثار مقدسہ۔

مشائخ مارہرہ کسی شخص کو اس کے دنیاوی جاہ و حشم، اثر و رسوخ یا دولت و ثروت کا حامل ہونے کی وجہ سے نہ کل اپنے خاندان کی خلافت کا اہل تصور کرتے تھے اور نہ آج خلافت کو اپنے پسندیدہ لوگوں پر رزاں کرتے ہیں۔

خاندان برکات میں بیعت کے لئے اجازت و خلافت کتنی اہم ہے، اس امر کی وضاحت کے لئے حضرت نور العارفین سیدی وسندی حضور میاں صاحب قبلہ قدس سرہ سے نقل کردہ بیان کافی وشافی ہے۔ سرکار نور ”سراج العوارف“ میں اپنے مرشد اور جد کریم خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میرے مرشد کی بارگاہ میں ایک صاحب بیعت کی طلب لے کر حاضر ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کیا جائے، حضرت صاحب نے فرمایا کہ ابھی رات ہے آپ یہاں مقیم رہیں پھر دیکھیں گے، دوسرے دن پھر وہ صاحب بیعت کی طلب لے کر

آئے پھر حضرت صاحب نے لوٹا دیا۔ تیسرے دن بلا کر سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت فرمایا۔ جب حضرت صاحب سے لوگوں نے اس توقف کی وجہ دریافت کی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجھے سلسلہ صابریہ میں اجازت نہیں تھی۔ لہذا بیعت کرنے کے لئے حضور صابر پاک سے حجاب آرہا تھا۔ اب جبکہ حضرت سے مراقبہ کر کے اجازت حاصل کی ہے تب بیعت کیا ہے۔“ یہ وہ طریقہ کار ہیں جنہوں نے مشائخ مارہرہ کو طریقت اور معرفت کی دنیا میں ممتاز کیا۔ یہ امتیاز بھی خاندان برکات کا مسلم ہے کہ اس خاندان کے تقریباً تمام خلفائے عظام اپنے اپنے دور کے جید عالم دین ہوئے یا شیخ طریقت۔ اور شیخ طریقت بھی ایسے جو علوم دین میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ اور ہر سلسلے کی اجازت مستند اور امتیازی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ جد سادات بلگرام و مارہرہ حضرت سید میر صغریٰ قدس سرہ، حضرت سیدنا بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز کے براہ راست خلیفہ ہیں، جنہوں نے بہ ایمائے سلطان شمس الدین التمش بلگرام فتح کیا۔ اور وہیں بود و باش اختیار کی۔ مارہرہ مقدسہ میں حضور صاحب البرکات قدس سرہ کے اجداد تک سلسلہ قدیمہ چشتیہ سہروردیہ، زیادہ رائج تھا، حالانکہ سلسلہ قدیمہ قادریہ میں بھی مشائخ مارہرہ کو اجازت حاصل تھی، لیکن بیعت و خلافت اکثر سلسلہ چشتیہ قدیم میں ہی مرحمت فرمائی جاتی تھی۔ حضور صاحب البرکات کو بھی سلسلہ آبائی، چشتیہ سہروردیہ قادریہ میں اجازت حاصل تھی، لیکن سلطان بغداد کے عشق میں اس قدر فنا بیت تھی اور نسبت قادریہ کا حصول اس قدر روز افزوں تھا کہ سیری نہ ہوتی تھی۔ لہذا کاپی شریف حاضر ہوئے اور دولت قادریہ حضور سیدنا فضل اللہ کاپوی قدس سرہ سے لے کر مارہرہ شریف تشریف لائے۔

حضور صاحب البرکات قدس سرہ سے لے کر حضور سید شاہ حمزہ تک خاندان برکات کے تمام خلفائے گرامی اپنے اپنے دور کے بڑے حامل تصوف اور صدق و صفا کے پیکر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جن کی ذوات قدسیہ اپنے دور کے جید عالمین، کاملین، سالکین، عابدین وغیرہ کی فہرست میں شمار کی جاتی ہیں۔ جنہوں نے مشائخ مارہرہ کے سامنے

زانوے طریقت و تصوف تہہ کئے اور رشد و ہدایت اور معرفت کا نور ان مشائخ سے لے کر تشنگان معرفت کو منزل مقصود تک پہنچایا۔

حضور صاحب البرکات سے لے کر حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ تک، خاندان برکات کی خلافت حاصل ہونے کا شرف بہت ہی مخصوص جماعت تک محدود رہا۔ ہمارے اکابر مشائخ کے یہاں خلافت حاصل کرنے میں ریاضت ظاہری و باطنی اور ادا و اشغال کی پابندی اس قدر لازمی تھی کہ وہی طالبان خلافت اس منزل کو پانے میں کامیاب ہوتے جن حضرات کو فانی اللہ اور بقا باللہ کی حقیقتاً جستجو ہوتی تھی۔

خاندان برکات میں خلافت عطا کرنے کے قدیم اور جدید اصول اور طریق کار کے بارے میں سلالہ خاندان برکات سیدی حضور نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ ”بیان اسرار“ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”اس بارے میں مشائخ قدس اسرار ہم کے دو طریق ہیں، بعض حضرات جب تک سالک کا سلوک باقاعدہ ختم نہ ہو اور پوری قابلیت و استعداد اس کو حاصل نہ ہو، اجازت و خلافت مرحمت نہیں فرماتے، حضور پر نور جدنا سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ سے حضور پر نور سیدنا اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہ تک یہی دستور رہا، لیکن یہ حضرات حکمائے روحانین و مجتہدین ہیں، مقلد نہیں۔ حضور پر نور شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے صاحب قدس سرہ نے اصول کو توڑ دیا اور بعض ان حضرات کو بھی جن کی تکمیل ہنوز باقاعدہ نہیں ہوئی تھی، خلافت مرحمت فرمادی۔“

نیز فرماتے ہیں کہ ”حضور جدنا و مرشدنا سیدنا شاہ آل برکات سترے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے صاحبزادوں اور ایک قطب گوالیار حافظ نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے، کسی کو اجازت و خلافت مرحمت نہ فرمائی۔ حضور جدی مرشدی سیدی شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ نے بھی اپنے مرشد اور عم حقیقی حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ جاری کیا۔ بعض سالکوں کو جو باقاعدہ سلوک طے کر رہے تھے، جب تک ان کا سلوک

ختم نہیں ہوا اجازت نہ دی۔ بعض مریدین کو بغیر سلوک طے کئے اجازت مرحمت فرمائی۔ ان میں اکثر وہ خادم زادے تھے جن کے آبا خلفا تھے۔ انہوں نے بے پاس و ادب اپنی اولاد کو بھی خود اجازت نہ دی تھی، حضور نے اس خیال سے کہ اجازت سلسلہ (جو اس گھر میں تھی) قائم رہے اجازت مرحمت فرمادی۔

حضور اقدس سرکار نور خود اپنے طریقہ تفویض خلافت میں فرماتے ہیں:

”ہمارے وقت میں کوئی طالب سلوک ہی نہیں، کیا کریں؟ اگر قابلیت دیکھتے ہیں، سلسلہ ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس اجازت میں دو فائدے ہیں، اکثر نا قابل اجازت اس شرم سے کہ وہ ایک خاندان عالی کے مجاز اور اس کے خلیفہ ہیں عبادات پر راغب اور بہت سے محرمات و ممنوعات سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور بعض قصد کرتے ہیں کہ نسبت طریقہ بھی حاصل ہو جائے، اگر کچھ بھی حاصل نہ کر سکے تو بھی ایک یہ فائدہ کہ اجازت باقاعدہ اور سلسلہ اسناد درست رکھتے ہیں ہاتھ سے نہیں جاتا۔ یہ مجاز نا قابل بھی جس کو اجازت دیں گے بسبب برکت صحت سلسلہ اسناد فائدہ ضرور ہوگا، اس راہ میں صحت سلسلہ اسناد کی نہایت ضرورت ہے۔“

”کبھی بہت تھوڑی مناسبت پر اور بعض مصلحتوں پر نظر فرما کر اجازت مشروط عنایت فرماتے۔ فقیر نے جن سندوں کی زیارت کی ہے ان میں صرف ایک سند عزیزی مولوی غلام حسنین مرحوم کی ایسی ہے جس میں شرط نہیں ورنہ بیشتر سندیں مشروط بشرط اتباع شریعت و اجتناب عن البدعہ ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔“

خاندان برکات کے مشائخ اپنے خلفا کو جو سند خلافت و اجازت عطا فرمایا کرتے تھے، اس کا ایک عکس قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آج بھی الحمد للہ ہمارے مشائخ جن حضرات کو مجاز و ماذون کرتے ہیں ان کو یہ خلافت نامہ اپنی مہر ثبت کر کے دیتے ہیں۔

سند خلافت حضرت مہدی میاں قدس سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد

میں گوید فقیر ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب الراجی الی اللہ کہ چوں برادر بجاں
برابر قوت بازوئے من عزیز می سید مہدی حسن سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ مانند فقیر از دربار
فیض آثار حضور جدی و مولائی و مرشدی حضرت سیدی سید شاہ آل رسول احمدی با سناد اجازت
جملہ اعمال و اشغال و مناصب و مراتب و ما يتعلق بہا شرف اندوز است و ضرورت اجازت
نامہ دیگر مثل طالبان دیگر اصلاً نہ داروں لیکن چوں از سعادت و شہادت خود مجدداً طلب اجازت
نمود بنابر آں فقیر سرپا تقصیر برادر بجاں برابر قوت بازوئے خود را کہ بجوایں برادر دیگر مستحق و
وارث جائز خود ندارم لائق ارشاد طالین راہ خدا دانی حالاً و کلاً دانستہ اجازت سلاسل قادر یہ و
چشتیہ و سہروردیہ قدیمیہ و جدیدہ و نقشبندیہ ابوالعلائیہ و قادریہ رزاقیہ و علویہ منامیہ و ہم
اجازت جملہ اذکار و اشغال و مراقبات و اعمال و اوراد و ادعیہ مثل یمانی و چہل اسم و حزب البحر
و غیرہ خاندان برکات یہ بطورے کہ فقیر را از جد امجد پیر و مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی
رسیدہ است دادم و بخشیدم۔

اے پسر شرط صحت بیعت در طریقت اجازت سلف است
از غل سکہ بندہ مزین کاں رہ کا سداں ناخلف است
باید کہ ہر کہ رجوع آرد دست بیعت باوے دہد و مرید کند و حسب استعدادش از ادعیہ و
ذکر و شغل آں چہ کہ بہ آں مامورانہ بدار مستفید سازد و المسئول من اللہ سبحانہ
و تعالیٰ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر تلک الطریقۃ شکر اللہ سعہم

و باید دانست کہ فقیر و برادر فقیر ہر دو نبیر ہائے حقیقی حضرت جدی و مرشدی سید شاہ آل
رسول احمدی ہستند و ہر دو نسبت یک جہتی بحضور مرشد مرشدی حضرت سید شاہ آل احمد عرف
اچھے میاں صاحب انار اللہ برہانہ علی التساوی دارند بحمد اللہ تعالیٰ ایں شرف انتساب و

خصوصیت کہ بحضور مرشد مرشدی موصوف می پیوند و مختص بخانہ فقیر و برادر فقیر است دیگرے
راچہ از متوسلین خاندان و چہ از غیر ایں سعادت حاصل نیست پس ہر کہ از احکام برادر بجاں
برابر و گردانی نماید از فقیر و از حضور مرشد مرشدی یعنی حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ منحرف شود۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات أعمالنا و اللہ
المستعان و علیہ التکلال و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

حررہ

فقیر ابوالحسین عرف میاں صاحب احمد نوری

بدستخط خاص خود بمقام مارہرہ شریفہ

دواز دہم رجب ۱۳۱۲ھ [۱۸۹۶ء] یک ہزار و سہ صد چہار دہ ہجری

حضور صاحب البرکات قدس سرہ کے خلفائے گرامی

امام سلسلہ برکات یہ حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ کے تمام خلفا
درجہ کمال پر پہنچے ہوئے صوفی، سالک اور ادب سے گہری وابستگی رکھنے والے تھے۔
حضور صاحب البرکات کے خلفا کا تذکرہ فرماتے ہوئے مؤرخ خاندان برکات
حضور تاج العلماء قدس سرہ فرماتے ہیں: ”حضرت اور حضرت کے خلفا کا شہرہ کمال چاروں
طرف پہنچا، شاہان دہلی اور رنگ زیب عالمگیر سے لے کر محمد شاہ تک حضرت کی خدمت
میں نیاز نامے بھیجا کرتے تھے اور بہت سے امراء نامی داخل سلسلہ بیعت بھی ہوئے۔“

حضور صاحب البرکات قدس سرہ نے اپنے صاحبزادگان و خلفا اور احباب کو
اپنے کردار اور عمل سے فقر و درویشی، توکل اور انکسار کی ایسی پائیدار تعلیم مرحمت فرمائی کہ
آنے والی نسلیں اس تربیت کو نمونہ عمل بنا کر خانقاہ کے امتیاز کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ خانوادہ
برکات یہ کے محرم اسرار اور خادم خاص مولانا قاضی غلام شہر قادری بدایونی حضور صاحب
البرکات کی تربیت ظاہری اور باطنی کے حوالے سے اپنی تصنیف لطیف ”تذکرہ نوری“ میں
رقم طراز ہیں: ”آپ کے کمال کا شہرہ سن کر طالبان خدا دور دور سے حاضر آتے۔ اور آپ

بیشتر کی تربیت بطور جذب فرماتے اور عام مریدین کو سلسلہ جدیدہ کا پیوہ اور اہل خاندان کو سلسلہ قدیمہ میں بیعت فرماتے، امر اور وسوسہ حاضری دربار والا کی کوشش کرتے اور نذر و تحفہ حاضر لاتے، لیکن اجازت نہ پاتے، اکثر خلفائے حضور بھی اسی شان ترک و تحیر میں تھے۔ صاحب البرکات کے خلیفہ شاہ عبداللہ بعد تکمیل و ختم سلوک حالت سفر و سیاحت میں اتفاقیہ دہلی پہنچے اور چند روز قیام فرمایا، بادشاہ عہد سلطان محمد شاہ نے بکمال اشتیاق طلب فرمایا، شاہ صاحب نے جانے سے انکار فرمادیا۔ ایک روز بادشاہ حاضر ہوئے اور نذر پیش کی، ایک موضع قریب مارہرہ جاگیر دیا۔ یہ حال معلوم فرما کر حضور صاحب البرکات قدس سرہ نے شاہ صاحب پر سخت عتاب فرمایا اور حکم دیا کہ: ”بادشاہوں سے ملنے والا اس فقیر کے دروازے پر نہ آئے۔“ شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فوراً حاضر مارہرہ ہوئے، ہر چند عذر کیا کہ ”بادشاہ کے آنے اور نذر دینے میں فقیر کی مطلق خواہش نہ تھی“، ارشاد فرمایا کہ: ”جب بادشاہ کے آنے کی خبر پائی وہاں قیام کیوں کیا؟ فقیر بدقت نام اللہ سے تمہارے دلوں کو روشن کرتا ہے، تم نام محمد شاہ دل پر ثبت کرتے ہو؟“ غرض بعد مدت حضور سیدی شاہ آل محمد قدس سرہ کی سفارش پر خطا شاہ صاحب کی معاف ہوئی اور حکم حاضری دربار ملا۔ آج یہ شاہ عبداللہ صاحب دہلیز اندرونی درگاہ معلیٰ میں آرام فرما ہیں۔

حضور صاحب البرکات قدس سرہ کے مشاہیر خلفا کے اسم گرامی ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

(۱) شاہ عبداللہ صاحب مارہروی: آپ کا سنہ ۱۱۴۰ھ [۲۸-۲۷-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۲) شاہ میم کشمیری: ۱۱۵۰ھ [۳۸-۳۷-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۳) شاہ مشتاق البرکات: ۱۱۶۰ھ [۴۸-۴۷-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۴) شاہ روح اللہ: عزیزان نواب خیر اندیش خاں عالمگیری سے ہیں۔ مزار آپ کا اُس جگہ واقع ہے جہاں اب دروازہ جدید درگاہ سے سماع خانے میں کھولا گیا ہے۔ ۱۱۷۳ھ [۶۰-۵۹-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۵) شاہ من اللہ: ۱۱۷۰ھ [۶۳-۶۲-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۶) شاہ ہدایت اللہ: قوم فرملی

۱۱۴۹ھ [۳۷-۳۶-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۷) شاہ عاجز مارہروی: ۱۱۶۱ھ [۴۸-۴۷-۱۷۷۷] میں انتقال فرمایا۔ (۸) شاہ عاشق البرکات: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۳۰-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۹) شاہ راجو: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۳۰-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۱۰) شاہ نظر: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۳۰-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۱۱) شاہ صابر: ۱۱۴۷ھ [۳۵-۳۴-۱۷۷۷] میں انتقال ہوا۔ (۱۲) شاہ بوعلی۔ (۱۳) شاہ سامی۔ (۱۴) شاہ عین الحق۔ (۱۵) شاہ صادق۔ (۱۶) شاہ بے ریا۔

حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ کے خلفا

آپ کے خلفا میں سب سے نمایاں آپ کے فرزند حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ تھے جو آپ کے کمال ظاہری اور باطنی کے مظہر اتم اور خلف الصدق تھے۔ آپ کے خلفا کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب مدائح حضور نور رقم طراز ہیں کہ:

”آپ کے فقرا سب جامع علوم ظاہر و باطن تھے اور یہ اس خانوادہ بزرگ کا خاص دستور ہے کہ سالک کو اولاً تعلیم ضروری، علم ظاہر دے کر کسب باطن میں مصروف کرتے ہیں۔“ مشاہیر خلفا حضور کے یہ ہیں:

(۱) شاہ ظہور اللہ کشمیری، (۲) شاہ واصل، (۳) شاہ عبدالہادی، (۴) شاہ شہباز کنبوہ سنبھلی، (۵) سید فخر الدین احمد ۱۱۵۴ھ [۴۲-۴۱-۱۷۷۷] وصال، ملقب بہ شاہ باقی باللہ پنجابی، (۶) فقیر اللہ عرف شاہ عارف باللہ، (۷) شاہ بزرگ مارہروی ۱۱۴۹ھ [۳۷-۳۶-۱۷۷۷]، (۸) شاہ کن، (۹) شاہ انور، (۱۰) شاہ رحمت اللہ، (۱۱) مولوی غلام نبی اترولی، (۱۲) شاہ حفیظ اللہ، (۱۳) شاہ اسرار اللہ، (۱۴) شاہ نادر العصر ۱۱۶۹ھ [۵۶-۵۵-۱۷۷۷]، (۱۵) شاہ بیرنگ مجذوب، (۱۶) شاہ رفیق، (۱۷) شاہ شیدا ۱۱۶۳ھ [۵۰-۴۹-۱۷۷۷]، (۱۸) شاہ بوعلی، (۱۹) شاہ فضل اللہ، (۲۰) شاہ محبوب اللہ، (۲۱) شاہ مفتی جلال الدین، (۲۲) شاہ محمد شاکر مصنف قاسمیہ، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ کے خلفا

مشہور خلفا حضور اسد العارفین قدس سرہ کے یہ حضرات ہیں:

(۱) شاہ مسیح اللہ، (۲) شاہ عین الحق، (۳) شاہ علی شیر، (۴) شاہ حفیظ اللہ، (۵) شاہ رحیم اللہ، (۶) شاہ سیف اللہ سہاوری، (۷) شاہ رمضان اللہ، (۸) مولوی غلام محی الدین، (۹) شاہ دیدار علی از احفاد شیخ محمد غوث گوالیاری، (۱۰) شاہ شامل، (۱۱) شاہ خیرات علی، (۱۲) شاہ رسولی، (۱۳) شاہ عابد، (۱۴) شاہ ماجد، (۱۵) شاہ عزت اللہ، (۱۶) شاہ نور اللہ، (۱۷) سید شاہ کرم علی، (۱۸) شاہ عبدالرشید، (۱۹) شاہ محفوظ، (۲۰) شاہ غلام رسول، (۲۱) میر حسین ملقب بہ شاہ حسین، (۲۲) شاہ عبدالغنی، (۲۳) شاہ عبدالکیم، (۲۴) شاہ تحقیق، (۲۵) شاہ نصیر الدین، (۲۶) شاہ زاہد، (۲۷) شاہ مکن، (۲۸) شاہ بزرگ، (۲۹) شاہ دیدار علی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

شمس مارہرہ، شمس دین، ابوالفضل سیدنا آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ

حضور شمس مارہرہ، مارہرہ مقدسہ کے ان مشائخ میں سے ہیں، جن سے رونق خانوادہ دوچند ہوئی۔ آپ بلاشبہ مظہر کمالات غوث اعظم تھے۔ آپ کی تربیت سلوک کا شہرہ سن کر ہند اور بیرون ہند سے ہزاروں بندگان خدا بارگاہ آل احمدی میں تشریف لاکر فیض یاب ہوئے، یہاں تک کہ سرکار غوث اعظم کے شہزادے حضرت پیر بغدادی قدس سرہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تحریک پر مارہرہ مقدسہ تشریف لائے اور حضور شمس مارہرہ سے اکتساب فیض کیا۔ اور حضور شمس مارہرہ نے خانوادہ برکات کی خلافت صاحبزادہ غوث اعظم کو مرحمت فرمائی۔

آپ کے خلفا اور مریدین بیشمار تھے، دنیا کے کونے کونے سے طالبان معرفت مارہرہ شریف حاضر ہوتے اور فیضان تربیت سے مالا مال ہوتے۔ حضور شمس مارہرہ کی ذات بابرکت نے مارہرہ مقدسہ کے نام کو چہارداگ عالم میں مشہور و معروف کیا۔

خانوادہ برکات کے مشائخ میں حضور شمس مارہرہ اپنے خدام اور خلفا و متوسلین کو سخت ریاضتوں سے بچاتے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کیمیا اثر والے مرشد، ولی نعمت کی ایک نگاہ التفات جس پر پڑ جاتی وہ ایسا ہی کامل ہو جاتا جیسا ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد

ایک طالب معرفت ہوتا ہے۔

حضور شمس مارہرہ کے خلفا نے خاندان برکات کے قادری برکاتی سلسلے کو خوب خوب فروغ بخشا اور جہاں جہاں ان حضرات نے خانقاہیں قائم کیں وہاں وہاں خانوادہ برکاتی کی روایات کو اور اپنے مرشدان عظام کی تعلیمات کو من و عن قائم رکھا بلکہ اپنے علم و عمل سے مزید اضافہ بھی فرمایا۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہ حضرت شمس مارہرہ کے مریدین اور خلفا کے حوالے سے اپنی تصنیف ”تاریخ خاندان برکاتی“ میں فرماتے ہیں کہ ”آپ کے خلفا چہارداگ عالم میں تھے آپ کے مریدین کی صحیح تعداد کا علم نہ ہو سکا مگر جہاں تک اندازہ کیا جاتا ہے دو لاکھ کے قریب تعداد پہنچتی ہے۔“

نیز فرمایا: ”ہمارے حضرت کے خلفا بکثرت تھے۔ مگر رفتار زمانہ سے بہت حضرات کا سلسلہ ختم ہو گیا بعض کا اگرچہ موجود ہے مگر بسبب دوری فقیر کو پوری واقفیت نہیں۔ حضرت آل احمد اچھے صاحب کا مجھے اس وقت دو جگہ سے سلسلہ جاری ہونا معلوم ہے اول بدایوں حضرت اسبق اور احب الخلفا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ اور دوسرا سلسلہ دہلی میں حضرت کے خلیفہ غوث الآفاق شاہ غلام غوث قدس سرہ اور ان کے خلفا سے بھی جاری ہے۔“

بدایوں شریف سے مجملہ تعالیٰ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ حضرت شاہ عین الحق صاحب قدس سرہ کے خاندان سے سلسلہ عالیہ برکاتیہ کی ترویج و اشاعت خوب خوب ہو رہی ہے۔

بدایوں شریف اور مارہرہ مقدسہ کا بیعت و خلافت اور آقا و غلام کا رشتہ بہت قدیم اور مستحکم ہے۔ حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید صاحب قدس سرہ کی خلافت سے قبل بیعت اور خلافت کے معاملات ہوتے رہے ہیں۔ راقم الحروف کے خاندان کے افراد حضور سید شاہ حمزہ قدس سرہ کے زمانے سے سرکاران مارہرہ کے غلام اور خدام رہے ہیں اور ہمارے لئے یہ نسبت نعمت عظمیٰ ہے۔

مولانا قاضی غلام شبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور شمس مارہرہ کے جن خلفا کا تذکرہ ”مدائح حضور نور“ میں کیا ہے ان کی تفصیل ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

(۱) حضرت پیر بغدادی صاحب (صاحبزادہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ و قدس سرہ)، (۲) حضرت سید شاہ خیرات علی صاحب (نبیرہ و سجادہ نشین مخدوم سید شاہ فضل اللہ کاپلوی قدس سرہما)، (۳) افضل العبد حضرت مولانا شاہ عبدالجید عین الحق بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۴) مولانا شاہ عبدالحمید عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۵) حافظ سید شاہ غلام علی صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۶) مولوی شاہ ریاض الدین صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ، (۷) مولوی فخر الدین صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۸) مولوی ذکر اللہ شاہ صاحب فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۹) سید احمد شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۱۰) سید شاہ میرن صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۱) مولوی غلام جیلانی عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۲) مولوی ابوالحسن عثمانی بدایونی ثم البریلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۳) مولوی حبیب اللہ صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۴) مولوی محمد بہاء الحق صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۵) سید محمد علی صاحب ملقب بہ غلام درویش لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۶) مولوی فضل امام صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۷) شاہ غلام غوث صاحب ساکن رمانیا بدایونی مدفن رحمۃ اللہ علیہ، (۱۸) شاہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۱۹) شاہ باز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۲۰) میاں حبیب اللہ شاہ صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۲۱) مولوی محمد نظام الدین صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ۹ جمادی الثانی ۱۲۸۴ھ [۱۸۶۷ء]، (۲۲) میاں شاہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۲۳) مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی ثم کانپوری رحمۃ اللہ علیہ، (۲۴) میاں شاہ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۲۵) شاہ حسین مغل صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۲۶) مولوی محمد افضل صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۲۷) مولوی غلام عباس صاحب بردوانی رحمۃ اللہ علیہ، (۲۸) خواجہ کلن قاضی سرونج رحمۃ اللہ علیہ، (۲۹) ملا محمد اعظم صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ،

(۳۰) حافظ مراد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۳۱) مولوی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۳۲) شاہ غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۳۳) شاہ شہاب الدین مست صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۳۴) چودھری نیاز علی صاحب کمبوہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ، (۳۵) مولوی بدر الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ، (۳۶) مولوی شیخ احمد صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۳۷) مولوی عبدالجبار صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۳۸) مولوی عبدالقادر صاحب داغستانی رحمۃ اللہ علیہ، (۳۹) شاہ بے فکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۴۰) خواجہ غلام نقشبند خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۴۱) میاں جی عبدالملک صاحب انصاری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۴۲) قاضی ظہیر الدین صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۴۳) سید قدرت علی شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۴۴) شاہ نجف علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۰ شعبان ۱۲۸۹ھ [۱۸۷۲ء] بروز جمعرات، بوقت چاشت وصال فرمایا۔، (۴۵) سید منور علی شاہ صاحب حججری رحمۃ اللہ علیہ، (۴۶) حافظ محمد محفوظ صاحب ساکن آنولہ رحمۃ اللہ علیہ، (۴۷) مولوی عبدالعلی صاحب فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۴۸) شاہ الہ یار صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۴۹) میاں جی شہاب الدین صاحب ساکن کمرالہ بدایوں رحمۃ اللہ علیہ، (۵۰) سید شاہ فضل غوث صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، (۵۱) حافظ مراد شاہ صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ، (۵۲) دیندار شاہ صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، (۵۳) شاہ عبدالحق صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ، (۵۴) مولوی عبادت اللہ صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۵۵) نعمت اللہ شاہ عرف کوارے میاں صاحب ساکن کانٹ رحمۃ اللہ علیہ، (۵۶) لطف علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۵۷) شیخ بابرک اللہ صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۵۸) شیخ اشرف علی صاحب انصاری مندواری رحمۃ اللہ علیہ، (۵۹) منشی ذوالفقار الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۰) شیخ مبارز الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۱) سید رفعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۶۲) مولوی قاضی محمد عبدالسلام صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۳) قاضی امام بخش صاحب

صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۴) میاں عبداللہ شاہ صاحب صحرائی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۵) اصالت خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۶۶) حضرت سید محمود علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۶۷) جلال الدین صاحب پوربی رحمۃ اللہ علیہ، (۶۸) مولوی نصیر الدین صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ﴿مولوی صاحب بعد وصال حضور فکر تاریخ میں سو گئے، خواب میں دیکھا کہ حضور [اچھے میاں] تشریف لائے ہیں اور فرمایا: ”در بہشت رسیدیم (۱۲۳۵ھ)“ (۶۹) شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے خلفائے گرامی

حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ کے خلفائے گرامی میں سب سے زیادہ مشہور و معروف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ہوئے جنہوں نے برصغیر ہند میں عشق مصطفوی کا چراغ روشن کیا۔ بد مذہبوں کا رد بلیغ کیا اور اپنے علمی تبحر کا سارے زمانے کو لوہا منوایا۔ یہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عظیم مذہبی خدمات کا نتیجہ ہے کہ ان کو ان کے پیر خانے سے ”چشم و چراغ خاندان برکات“ کا لقب عطا فرمایا گیا۔ حضرت صاحب قدس سرہ کے آخری خلیفہ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ جنہیں خاتم الخلفاء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ کچھ چھ مقدسہ کے صاحب دل اور صاحب علم شہزادے تھے۔ سلوک و تصوف میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ شہزادگان مخدوم سمناں میں جیسی مقبولیت حضرت اشرفی میاں کو حاصل ہوئی دوسروں کے یہاں عنقا ہے۔ آپ نے اپنے اکابر اور اپنے خانوادے کا چہار دانگ عالم میں نام روشن کیا۔

حضور خاتم الاکابر قدس سرہ خاندان برکات کے ان مشائخ میں ہیں جن کا دنیائے تصوف میں ایک ممتاز مقام ہے۔ حضرت صاحب اپنے دور کے جید عالم دین، فقیہ و محدث صوفی و سالک تھے۔ اسی طرح آپ کے خلفا بھی اپنے دور کے جید عالم دین اور شیخ رہے ہیں۔

حضرت صاحب کی خلافت حاصل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ہزاروں

ریاضت اور مجاہدات کی تکمیل کے بعد بارگاہ آل رسول سے باریابی حاصل ہوتی۔ شاید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہی کی ایسی ذات تھی کہ بیعت فرماتے ہی اس کی میان نظر والے مرشد نے مرید کی مراد کو جان لیا اور خلافت کا تاج سر پر رکھ دیا۔ حضرت صاحب قدس سرہ کی بارگاہ میں جب حضور تاج الفحول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو لے کر حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ ان کے والد ماجد بھی تشریف رکھتے تھے۔ خاتم الاکابر نے اس موقع پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کو بھی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس خاص کرم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے بھی کیا خوب اعتراف کیا۔

اگر مثال خلافت دہد فقیرے را

عجب مدار ز فیض و سخاء آل رسول

یعنی اگر وہ ایک فقیر کو سند خلافت سے نوازیں تو آل رسول کے اس فیض و کرم پر تمہیں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت صاحب کے یہاں اپنے طالبان خلافت کو کیسی کیسی تربیتوں کے بعد اجازت عطا فرمائی جاتی تھی اس کا اندازہ ہم اس عبارت سے لگاتے ہیں جو حضور اشرفی میاں قدس سرہ کے تفویض خلافت کے حوالے سے ”تذکرہ نوری“ نے درج کی ہے:

”حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بکمال اشتیاق مارہرہ پہنچے اور خاتم الاکابر قدس سرہ سے خلافت اور بعض خصوصیات خاندان برکات کی اجازت چاہی تو ارشاد فرمایا ”صاحبزادے! ابھی وقت نہیں آیا ہے“۔ میں واپس آیا تھوڑے عرصے بعد نوازش نامہ ملا اور حضور نے طلب فرمایا اور خاص چیزوں کی اجازت اور خلافت عطا فرمائی“۔

مولوی صوفی عبدالرحمن صاحب جو مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہیں: فرماتے ہیں: ”بعد تکمیل سلوک حضرت پیر مرشد نے فرمایا ”حاضر مارہرہ ہو اور حضرت خاتم الاکابر سے سند تکمیل لاؤ“، میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا خاندان عالیہ کی

اجازت چاہی تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا: چار اربعین یہاں حاضر رہو اس وقت دیکھا جائے گا۔ میں حاضر رہا اور حضرت کے ارشاد کے مطابق کسب و ورزش اشغال کرتا رہا۔ چار اربعین کے ختم ہونے پر سند تکمیل و اجازت عامہ و خلافت مرحمت فرمائی۔

شاہ تاجل حسین صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ سرکار آل رسول کی بارگاہ میں خلافت حاصل کرنے کی غرض سے تشریف لائے اور پہلے شریک سبق ہوئے۔ سبق باطن حاصل ہونے اور سلوک کے تکمیل کے بعد ہی حضرت خاتم الاکابر کی بارگاہ سے اجازت نامہ حاصل ہوا۔

حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ نے بھی خلافت دینے اور طالبان راہ معرفت کو منزل مقصود تک پہنچانے میں اسی روش کو مقدم رکھا جو ان کو ان کے اکابر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ورثا میں ملی تھی۔ حضرت صاحب قدس سرہ کے خلفا و مریدین کے خلفا اس طرح ہیں۔

(۱) حضرت صاحبزادہ سید شاہ ظہور حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۲) حضرت صاحبزادہ سید شاہ ظہور حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (۳) حضرت مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ، (۴) حضرت صاحبزادہ سید شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ، (۵) حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب دامت برکاتہم، (۶) حضرت سید شاہ محمد صادق برادرزادہ حضور رحمۃ اللہ علیہما، (۷) حضرت سید شاہ امیر حیدر ہمشیرہ زادہ حضور رحمۃ اللہ علیہما، (۸) حضرت سید حسین حیدر صاحب دامت برکاتہم، (۹) حضرت مولانا تقی علی خاں بریلوی، (۱۰) اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی (۱۱) سید شاہ علی حسین اشرفی میاں (۱۲) قاضی عبدالسلام صاحب عباسی بدایونی۔ یہ مرید حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے، اور آپ کے چچا قاضی محمد بہاء الحق صاحب مرید و خلیفہ حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ قاضی صاحب مرحوم ورع و تقویٰ، علم و عمل میں فرد تھے۔ ۱۲۸۹ھ [۷۳-۸۲ء] میں بمقام بدایوں انتقال فرمایا اور مسجد حبیبی میں دفن ہوئے۔ (۱۳) شاہ احسان اللہ فرشتوری بدایونی، (۱۴) شکر اللہ خاں فرشتوری بدایونی۔ شاہ احسان

اللہ و شکر اللہ خان علیہما الرحمتہ صاحبزادگان حضرت شاہ ذکرا اللہ رحمۃ اللہ علیہ صدیقی فرشتوری بدایونی (مرید و خلیفہ حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) دونوں صاحب حضور [خاتم الاکابر] سے مرید اور آپ کے خلیفہ تھے۔ بعد انتقال شاہ احسان اللہ و شکر اللہ خان صاحبان حافظ حاجی محمد احمد پسر شاہ احسان اللہ اور حاجی فضل رزاق و حافظ مظہر حسین صاحبان پسران شکر اللہ خان صاحب کو بھی خلافت مرحمت فرمائی۔ اس وقت حاجی فضل رزاق صاحب زندہ ہیں۔ (۱۵) حافظ حاجی محمد احمد فرشتوری بدایونی، (۱۶) حاجی فضل رزاق فرشتوری بدایونی، (۱۷) حافظ مظہر حسین فرشتوری بدایونی، (۱۸) حافظ حکیم مجاہد الدین صدیقی بدایونی۔ مرید و خلیفہ حضور اور گستاخانہ عرض کے مجاز تھے، ۱۳۳۲ھ [۱۶-۱۹۱۵ء] میں انتقال ہوا اور اپنے مکان موقوفہ موسومہ ”نبی خانہ“ میں دفن ہوئے۔ (۱۹) مفتی محمد شرف علی صدیقی بدایونی۔ باخلاص مریدین و خلفا میں تھے، نہایت عابد و وظیفہ خواں۔ اکثر مزارات اہل اللہ کی زیارت سے بہرہ یاب اور اس عاجز کے شفیق بزرگ تھے، ۶ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ [۱۹۱۲ء] کو بمقام بدایوں انتقال فرمایا اور اپنے باغ میں دفن ہوئے۔ (۲۰) شیخ منور علی رحمۃ اللہ علیہ، (۲۱) مفتی محمد حسن خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سلاسل خاندان برکات سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب کے خلفائے عظام آقائے نعمت تاجدار مارہرہ آقائی و مولائی حضور سرکار میاں صاحب قدس سرہ خاندان برکاتیہ کے اکابر کی سیرت متبرکہ کے مظہر اتم تھے۔ ہر ہر ادا سے یادگار اسلاف تھے اور کیوں نہ ہوتے بچپن سے خاتم الاکابر کی آغوش مبارک کے پروردہ تھے۔ خاتم الاکابر اپنی اہلیہ سے فرماتے تھے کہ آپ کی محبت کے واسطے دوسرے صاحبزادگان ہیں یہ صاحبزادے تو اور ہیں اور انہیں کچھ اور ہونا ہے۔ جب حضور اقدس میاں صاحب بارہ سال کے تھے تبھی حضور خاتم الاکابر نے سب کچھ اس نوری سینے میں منتقل کر دیا جواب تک ان کو ان کے اکابر سے پہنچا تھا۔ ہر وقت ہر لمحہ دادا مرشد کی آغوش تربیت سے سرفراز رہتے اور باتوں باتوں میں سلوک کے اسرار حضرت اقدس سے تعلیم ہوتے رہتے۔ جب نوری سینہ آل رسولی

فیضان تربیت کا منبع بن گیا تو ان کے دادا و مرشد سجادے پر ان کو لے گئے اور ہم غریب برکاتیوں کے تاجدار کو سرچشمہ فیضان برکاتیت بنادیا کہ جاؤ اب ہماری طرح لوگوں کو فنانی اللہ اور بقا باللہ کی منزلوں پر گامزن کرو، جس کو چاہو برکاتی برکتوں کا امین بنادو۔

(۱) حضرت مہدی میاں قدس سرہ، (۲) حضرت سید شاہ ظہور حیدر، (۳) حضرت سید شاہ حامد حسن، (۴) حضرت سید شاہ ابن حسن، (۵) حضرت سید شاہ اسماعیل حسن، (۶) حضرت سید شاہ ارتضا حسین، (۷) حضرت سید شاہ محمد ایوب حسن، (۸) حضرت نواب معین الدین خاں، (۹) صاحبزادہ سید اسحاق، (۱۰) حضرت سید اقبال حسن، (۱۱) حضرت سید فضل حسین، (۱۲) حضرت سید آل حسن، (۱۳) اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی، (۱۴) مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، (۱۵) حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں، (۱۶) حضرت مولانا ہدایت رسول رامپوری صاحب، (۱۷) حضرت مولوی عطاء اللہ خان، (۱۸) حضرت مولوی محمد جمیل عباسی، (۱۹) حضرت حکیم عبدالقیوم شہید، (۲۰) حضرت مولوی قاضی مبشر الاسلام عباسی، (۲۱) حضرت مولوی غلام حسین، (۲۲) حضرت محمد جعفر خاں، (۲۳) حضرت مولوی محمد طاہر الدین، (۲۴) حضرت مولوی مشتاق احمد سہارنپوری، (۲۵) حضرت سکندر شاہ خاں، (۲۶) حضرت حکیم عنایت اللہ بریلوی، (۲۷) حضرت سید محمد ابراہیم میاں شاہجہانپوری، (۲۸) حضرت شاہ حسام الحق فیض محمد شاد، (۲۹) حضرت قاضی حسن شاہ، (۳۰) حضرت میاں محمد رمضان شاہ پنجابی، (۳۱) حضرت مولوی بخاری صاحب، (۳۲) حضرت ملا طفیل محمد، (۳۳) حضرت حاجی سید محمد علی نقوی قبائی، (۳۴) حضرت حاجی مولوی محمد عطا محمد صدیقی [۳۲] حضرت حافظ محمد سراج الدین، (۳۵) حضرت شاہ تلقین شاہ، (۳۶) حضرت مولوی سید محمد نذیر، (۳۷) حضرت محمد عبدالغنی، (۳۸) حضرت مفتی عزیز الحسن عثمانی، (۳۹) حضرت میاں سید شاہ فخر عالم شاہجہانپوری، (۴۰) حضرت ملا سید احمد شاہ، (۴۱) حضرت نواب سیدی یحییٰ حسن خاں، (۴۲) حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر، (۴۳) حضرت شیخ اشرف علی، (۴۴) حضرت

مولانا محمد عادل ناروی، (۴۵) حضرت شاہ عبدالعزیز نمازی پوری، (۴۶) حضرت شیخ کرامت حسین، (۴۷) حضرت سید احمد حسین پالن پوری، (۴۸) نواب رستم علی خاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خلفائے سب سے زیادہ شہرت اور عرف عام میں مقبولیت حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ سرکار نور نے تعویذ نویسی کا فن حضرت مفتی اعظم ہند کو عنایت فرمایا جو مفتی اعظم ہند کے روحانی امتیازات میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ بدایونی غلاموں پر ہمارے آقائے نعمت سرکار نور کی خاص عنایت تھی۔ راقم الحروف کے گھرانے پر تو فیضان نوری کا کہنا ہی کیا، سرکار نور کا نام ہمارے درد کا درماں۔ ان کی ذات ہماری امیدوں اور آرزوؤں کی آماجگاہ، ان کا گھرانہ ہمارا ٹھکانہ۔

سرکار نور کے خادم خاص اور محرم راز ہونے کا شرف بھی اس مکتوب کے اجداد ہی کو حاصل ہے۔ مولانا قاضی غلام شہر قادری بدایونی اور ان کے تمام برادران پر حضور اقدس قدس سرہ کی ایسی نگاہ عنایت تھی کہ ایک ہی خاندان سے کئی افراد کو خلافت کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ سرکار نور نے یہ منصب بھی ہم خادموں ہی کو عطا فرمایا کہ جب بدایوں تشریف لاتے تو اپنے موروثی غلاموں ہی کو شرف باریابی عطا فرماتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم سیدی و مولائی سرکار نور کے فیضان تصرف سے ہم موروثی خادموں اور غلاموں کو مستفیض رکھے۔ آمین۔

سرکار نور کے بعد ان کے برادر عم زاد حضور سیدی سرکار مہدی میاں صاحب قدس سرہ العزیز مسند برکاتیہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کے دم قدم سے خانوادہ برکات اور خانقاہ برکاتیہ کا تعارف بڑے پیمانے پر ہوا۔ حضرت مہدی میاں صاحب اپنے دور کے خانقاہ برکاتیہ کے ان مشائخ میں سے ہیں جن کے اثر و رسوخ پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس دور کے رؤسا، نواب و عمائدین ملک حضرت کے مسلسل رابطے میں رہتے، حضرت

مہدی میاں صاحب قدس سرہ بڑے پیمانے پر اپنے اکابر کا عرس منعقد کرایا کرتے۔ اس زمانے میں عرس نوری بڑی شان و شوکت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا کرتا تھا۔ حضرت کے خلفا کی فہرست دستیاب نہیں ہو سکی، ان کے خلفا میں جد کرم حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام بہت نمایاں ہے۔

حضرات سیدین قدس سرہما اور ان کے اخلاف

خاندان برکات میں ان اکابر کرام قدس سرہم کے بعد وسیع پیمانے پر سلسلہ برکات کا اجرا حضرات سیدین یعنی حضرت سید العلماء اور حضرت احسن العلماء سے ہوا۔ حضور سید العلماء نے اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھتے ہوئے سلسلہ برکات کے فروغ کا بھی کام انجام دیا۔ حضور سید العلماء کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضرت سید ملت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی میاں قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت سید ملت کو بیعت و خلافت اپنے والد ماجد حضور سید العلماء قدس سرہ سے تھی، نیز ان کے عم کرم حضور احسن العلماء نے بھی خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ نے دینی تعلیم اپنے والد ماجد اور عم کرم سے حاصل فرمائی اور عصری علوم و تعلیم کے لئے جامعہ ملیہ اسلامیہ حاضر ہوئے اور اسلامیات میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ حضرت سید ملت نے حکومت ہند کے شعبہ پریس انفارمیشن بیورو میں بحیثیت ڈائریکٹر اپنی خدمات انجام دیتے ہوئے سجادہ نشینی کے فرائض انجام دیئے۔ دین و سنیت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم رہے۔ تبلیغی دورے فرمائے اور سلسلہ برکات کے فروغ میں حصہ لیا۔ آپ ایک بلند پایہ شار اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کے کئی نعتیہ دیوان منظر عام پر آچکے ہیں۔ انگریزی میں قرآن کی تفسیر آپ کا ایک اہم علمی کارنامہ ہے۔ آپ کو کئی زبانوں پر مہارت حاصل تھی۔ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا وصال یکم محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کو ممبئی میں ہوا۔ جسد مبارک مارہرہ لایا گیا۔ اپنے والد ماجد کے پابنتی مدفون ہیں۔ حضرت سید ملت کے بعد ان کے صاحبزادے سید سبطین میاں قادری برکاتی سجادہ نشینی کے منصب پر فائز ہیں۔

حضور احسن العلماء قدس سرہ کے وصال کے بعد مسند غوثیہ برکاتیہ آل احمدیہ پر مرشد گرامی وقار حضرت امین ملت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں صاحب جلوہ افروز ہیں۔ برکاتی فیضان کے قاسم اور خانقاہ برکاتیہ کے تابناک مستقبل کے امین، حضرت امین ملت دامت برکاتہم علیٰ کثرہ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر ہیں۔ آپ کو بیعت و خلافت حضرت تاج العلماء قدس سرہ سے ہے۔ نیز اپنے والد ماجد حضور احسن العلماء اور حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے۔ حضرت امین ملت نے دینی تعلیم اپنے گھر کے بزرگوں سے حاصل فرمائی۔ اعلیٰ عصری تعلیم کے لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تشریف لائے اور اردو میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ حضرت والا نے شروع میں سینٹ جانس کالج میں بحیثیت ریڈر تدریس کا کام انجام دیا اور اب ماشاء اللہ شعبہ اردو میں سینئر پروفیسر ہیں۔ مذہبی اور ادبی موضوعات اور بالخصوص تصوف پر آپ کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ حضرت امین ملت اپنے اکابر قدس سرہم کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں اور دین و سنیت کی اعلیٰ ترین خدمات انجام دینے کے سبب موجودہ دور کے مشائخ کی صف میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ اپنی سیدھی سچی روش، دین و سنیت میں تصلب اور اپنی فیاضی و ایماندارانہ رویہ کے باعث عوام الناس میں بیحد معروف و مقبول ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لئے تو حضرت امین ملت کی ذات نعمت عظمیٰ جیسی ہے اور اسی طرح حضرت بھی طلبہ سے بے پناہ شفقت فرماتے ہیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے تمام مسائل کو بذات خود دیکھتے ہیں۔ علی گڑھ میں آج جو سنیت اور خوش عقیدگی کا بول بالا ہے۔ اس میں حضرت والا کا گراں قدر تعاون اور سرپرستی کا اہم کردار ہے۔ آپ کی ان تمام دینی و دنیاوی خدمات کے سبب جو شہرت عام ہوئی اس کے وجہ سے بین الاقوامی سطح پر ”رائل اسلامک اسٹریٹجک سینٹر، جارڈن عمان“ کی طرف سے ہونے والے سروے میں حضرت امین ملت کو پوری دنیا کے ۵۰۰ بااثر شخصیات میں چھٹی مرتبہ شامل کیا گیا ہے۔

حضرت امین ملت باوجود اپنی منصبی ذمہ داریوں کے سلسلہ برکات کے فروغ میں

اپنا کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ حضرت قبلہ دامت برکاتہم عالیہ تعلیم کے فروغ کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں جس کا بین ثبوت البرکات کا قیام اور اس کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کی ترسیل ہے۔ آپ کا عقد مسنون محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ سے ہوا۔ ان کے دو صاحبزادے سید محمد امان قادری سید محمد عثمان قادری اور ایک صاحبزادی سیدہ ایمین ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف آج الحمد للہ اپنی دینی مذہبی، سماجی خدمات کے حوالے سے عرف عام میں امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت امین ملت دامت برکاتہم اپنے برادران گرامی حضرت شرف ملت (خلیفہ حضور سید العلماء و وارث پنجتن قدس سرہم) حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر نوری (خلیفہ و جانشین حضرت وارث پنجتن) سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ اور محترم المقام سید محمد فضل میاں قبلہ کے ساتھ قوم و ملت و دین و سنیت کی جو خدمات انجام دے رہے ہیں وہی دراصل کارطریقہ بھی ہے اور تصوف بھی۔ حضرت احسن العلماء نے اپنے تمام صاحبزادگان کو خاندان برکاتیہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی تھی۔

حضرت امین ملت نے اپنے فرزند اکبر سید محمد امان قادری سلمہ کو آپ نے اپنی سجادگی کے موقع پر اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا ہے۔ امان میاں فی الحال البرکات علوم اسلامیہ میں بحیثیت ڈائریکٹر اپنے ادارے اور خانقاہ کے معاملات کو بخوبی سنبھالے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرشد گرامی حضرت امین ملت کا سایہ صحت و سلامتی کے ساتھ دائم و قائم رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

گوشہ

خلفائے حضور شمس مارہرہ قدس سرہ

- ☆ شہزادہ مخدوم کالپوی سید شاہ خیرات علی قادری
- ☆ احب الخلفاء فضل العبد شاہ عین الحق عبد المجید قادری
- ☆ اجمل الخلفاء حضرت سلامت اللہ کشفی بدایونی

شہزادہ مخدوم کالپوی سید شاہ خیرات علی قادری قدس سرہ

ڈاکٹر محمد افضال برکاتی، اٹا وہ

ولادت باسعادت:

اس وقت میرے سامنے تین کتابیں رکھی ہوئی ہیں: آئینہ کالپی مطبوعہ آئینہ کالپی قلمی اور انوار کالپی۔ مگر ان میں آپ کی تاریخ و سن ولادت کا تذکرہ نہیں ہے۔

لقب و عرفیت:

آپ کا نام گرامی ابوسعید ہے مگر آپ اپنی عرفیت خیرات علی کے نام سے مشہور ہیں۔

شجرہ نسب:

سید الاصفیا حضرت میر سید محمد کالپوی آپ کے جد امجد تھے۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

سید شاہ خیرات علی، بن سید حسین علی، بن سید احمد سعید، بن سید سلطان ابوسعید، بن حضرت شاہ فضل اللہ، بن حضرت میر احمد کالپوی، بن سید الاصفیا حضرت میر سید محمد کالپوی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص: ۳۲)

سید شاہ خیرات علی اور حضرت میر سید محمد کالپوی کی وفات کے حساب سے ۱۷۶۱ سال کا فرق ہے۔

والد ماجد:

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید حسین علی ہے۔

بیعت و ارادت:

آپ کے والد گرامی نے آپ کو بیعت فرمایا اور ۱۶ سال کی کم عمری میں آپ کو خلافت

عطا کی: سید حسین علی قدس سرہ کا اپنے اکلوتے لخت جگر کو صغریٰ میں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر دینے کا سبب غالباً ان کی علالت رہا ہوگا۔

مارہرہ مطہرہ سے خلافت و اجازت:

اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد آپ ظاہری و باطنی تربیت حاصل فرمانے کے لئے مارہرہ تشریف لائے اور اس وقت کے زیب سجادہ نشین حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، اس واقعہ کی مختصر روداد عالم ربانی حضرت مولانا اسید الحق قادری بدایونی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ (سیدنا شاہ فضل اللہ کے نبیرہ حضرت سید خیرات علی صاحب قادری قدس سرہ) مارہرہ تشریف لائے حضرت شمس مارہرہ نے انکو نہایت تعظیم سے ٹھہرایا، بعد ملاقات انہوں نے نیاز مندانہ گزارش کی کہ والد ماجد کے انتقال کے بعد صغریٰ کے سبب میں نعمت باطنی سے محروم رہا۔ آپ کے جد امجد میرے جد امجد سے نعمت باطنی کلی لائے تھے۔ اس وقت اس نعمت عظمیٰ کے تمام وکمال وارث و حامل آپ ہیں، لہذا خدمت عالی میں آیا ہوں۔ آپ مجھے پیرزادہ تصور نہ کیجئے اور طالب علم سمجھ کر محروم واپس نہ کیجئے بلکہ اپنے ارادت مندوں میں شامل کر لیجئے۔ حضرت نے انکی خاطر داری فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ: یہاں جو کچھ ہے وہ آپ ہی کا ہے۔ تین مہینہ اعمال و اوراد میں مشغول فرما کر اجازت و خلافت دی۔ دوسور و پیہ خود اور سور و پیہ دیگر اشخاص سے نذر کروا کر کالپی شریف رخصت کیا۔ (اہل سنت کی آواز خصوصی شمارہ ۱۰ اکبر مارہرہ، ص: ۲۰۵، دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ۲۰۰۹ء)

مضمون شمس مارہرہ کے آخر میں ممتاز ناقد و محقق مولانا اسید الحق قادری نے صفحہ ۵۲۰ پر عام خلفاء کے ذیلی عنوان کے تحت حضرت پیر بغدادی صاحب صاحبزادہ حضور غوثیت کے بعد ۲ نمبر پر لکھا ہے حضرت سید شاہ خیرات علی صاحب، نبیرہ و سجادہ نشین شاہ فضل اللہ کالپوی۔

مصنف تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ نے صفحہ ۳۶۲ پر حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں کے خلفائے کرام کے ذکر میں حضرت شاہ خیرات علی کا حوالہ دیا ہے۔

تاریخ مشائخ قادریہ کے مصنف ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے حضور اچھے میاں مارہروی کے خلفاء میں حضرت شاہ خیرات علی (نبیرہ و سجادہ نشین سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی) کے تعلق سے تحریر کیا ہے کہ:

”جس طرح صاحب البرکات سیدنا شاہ برکت اللہ قادری قدس سرہ العزیز نے اپنے والد گرامی حضرت سید شاہ اولیس بلگرامی علیہ الرحمۃ سے بیعت و سجادہ نشینی سے سرفرازی حاصل کر لی تھی مگر چونکہ آپ کا ظرف اعلیٰ تھا اور کسی طرح سیری نہ ہوتی تھی اور عشق نسبت قادری روز افزوں تھا، لہذا آپ حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی کا شہرہ کمال سن کر کالپی تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے فیض نسبت قادریہ عالیہ سے مالا مال ہو کر مارہرہ واپس آئے تھے۔ اُسی راہ پر حضرت سید شاہ خیرات علی علیہ الرحمہ والرضوان بھی حضور اچھے میاں کا شہرہ کمال سن کر مارہرہ فروکش ہوئے اور آپ کی صحبت بابرکت کے فیض و نور سے مالا مال ہو کر واپس کالپی تشریف لے گئے تھے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ جلد دوم، ص ۲۳۶)۔

کالپی واپسی:

حضرت سید شاہ آل احمد معروف بہ اچھے میاں کی بارگاہ فیض سے حسنات و برکات حاصل کرنے کے بعد حضرت سید شاہ خیرات علی قادری کالپی شریف واپس آ کر مسند تبلیغ و ارشاد کو رونق بخشی اور رہنمائی خلق میں مشغول ہوئے۔ ہزاروں گم گشتگان وادی ضلالت کو شاہراہ ہدایت پر پہنچایا۔

اولاد امجاد:

آپ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں: (۱) حضرت سید نور احمد (۲) حضرت سید ظہور محمد۔ آپ محدث و فقیہ تھے (۳) حضرت سید علی احمد (۴) عارف باللہ مولانا سید شاہ سلطان احمد (۵) حضرت سید شاہ تراب علی۔

مریدین:

آپ کے مریدین بے شمار ہیں، علاقے کے علاقے آپ سے بیعت تھے۔

خلفائے کرام:

آئینہ کالپی اور انوار کالپی میں ہے کہ سید مرزا حسین علی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کی اجازت و خلافت حاصل کی

حضرت سید شاہ حافظ علی رضا ابن شاہ بوندی ابن شاہ برکات مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان اس ارادہ سے کالپی شریف پہنچے کہ حضور سیدنا حسین علی والد گرامی حضرت سید شاہ خیرات علی سے اجازت و خلافت حاصل کریں۔ آپ کے مارہرہ سے روانہ ہو کر کالپی شریف پہنچنے سے قبل سید حسین علی کا وصال ہو گیا۔ اس وقت سید شاہ خیرات علی قدس سرہ کی عمر سترہ سال کی تھی، ایک سال قبل ہی آپ اپنے والد گرامی کی مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے سپرد فرما رہے ہیں۔ یہ خواب عوام و خواص کے درمیان بیان فرمایا۔ لہذا سید حافظ علی رضا کو آپ نے اجازت و خلافت عطا کی اور وہ مارہرہ مطہرہ واپس لوٹ گئے۔

کشف و کرامات:

کرامات اولیائے کرام برحق ہیں۔ جیسا کہ سورہ آل عمران، سورہ کہف اور سورہ مریم میں اللہ کے محبوب بندوں کی کرامتوں کا ذکر آیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان معجزات کا ظہور ان کے وقتوں کے سخت دل کافروں کو ان کے سامنے عاجز بننے پر مجبور کرنے کے لئے ہوا کرتا ہے تاکہ ان کے دست حق پرست پر وہ ایمان لا کر دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اس طرح برگزیدہ شخصیت کے ہاتھوں خرق عادات ظاہر ہونے سے سخت دل مسلمان ان کی جانب رجوع کر لیتے ہیں۔ اچھے اور نیک انسانوں میں بدل جاتے ہیں اور خلق خدا کو فائدہ پہنچانے لگتے ہیں۔

آج ہر جگہ یہاں تک کہ دیہاتوں میں بھی انواع و اقسام کی سبزیاں پھل اور اناج کی کھیتیاں نظر آتی ہیں مگر پہلے ایسا نہیں تھا۔ سخت قحط پڑا کرتا تھا جو بڑی تعداد میں انسانوں کی جان لے لیا کرتا تھا۔ حضرت سید شاہ خیرات علی قدس سرہ نے کالپی میں ایک

جگہ مقرر فرمائی تھی جہاں وہ اناج کا ذخیرہ کرایا کرتے تھے اور پھر اسے غربا و مساکین میں تقسیم کروایا کرتے تھے۔ اس جگہ آپ تقرب الہی کے فیضان سے اس قدر مالا مال ہوئے کہ آپ کو عالم بالا کا مشاہدہ ہونے لگا، آپ کے وصال مبارک کے بعد اس جگہ پر آپ کا مزار مبارک قائم کیا گیا۔

عرش کی زیارت عظمیٰ:

آپ عرش عظیم کی زیارت سے سرفراز فرمائے گئے مگر جب آپ نے اپنے مقام کا مشاہدہ کیا تو اسے عرش کی بائیں جانب پایا۔ آپ نہایت کرب و اضطراب میں مبتلا ہو گئے۔ دن رات آنسو بہاتے اور رب تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے رہتے اور فریاد کرتے کہ اے میرے رب! تو خوب جانتا ہے کہ عرش کے بائیں جانب دوزخ ہے تو مجھے اپنے عرش کے دائیں جانب یعنی جنت میں جگہ عطا فرما دے اور دوزخ کی آگ سے بچالے۔ آپ کی گریہ و زاری ایک دن رنگ لائی، القا ہوا کہ جو مقام تو نے دیکھا ہے وہ نسبت میرے عرش کے دائیں ہے۔ آپ نہایت مسرور ہوئے اور خوش خرم رہنے لگے۔

شب قدر کو ملاحظہ کرنا:

قرآن کریم کے مطابق شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا جاتا ہے۔ ہمیں چونکہ ان راتوں میں جاگنے اور عبادت کرنے کا حکم ہے اس لئے ہم کر لیتے ہیں مگر شب قدر کو پہچان لینا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ تو بس اہل اللہ کا ہی حصہ ہے حضرت خیرات علی قدس سرہ نے ایک مرتبہ شب قدر کو دیکھا اور فرزند چہارم سید سلطان احمد چودھری و دیگر خجین کو شب قدر کا دیدار کروایا اور سب نے مل کر خوب خوب دعائیں کی۔

قلب پر اثر انگیزی:

حضرت مولانا اسماعیل کالپی شریف تشریف لائے۔ کسی اہم مسئلے پر آپ سے گفتگو مقصود تھی۔ آپ کے ہمراہ بہت سے افراد تھے۔ مولانا مغرب کے وقت پہنچے حضرت

خیرات علی قدس سرہ اکثر بعد نماز مغرب نفل دو گنا پڑھا کرتے تھے جب تک حضرت نماز میں مصروف رہے مولانا بھی نماز پڑھتے رہے۔ مولانا سے پوچھا گیا کہ آپ بعد نماز مغرب نفل ادا نہ کرتے تھے مگر آج خلاف معمول آپ نے بہت نفل پڑھیں۔ مولانا نے جواب دیا کہ یہ شیخ کی روحانی قوت اور تصرف تھا۔ وہ اگر رات بھر پڑھتے تو میں بھی پڑھتا رہتا۔ خلوت نشینی:

اپنے وصال کے تین سال قبل سے کثرتِ علاق کے باوجود ترک تعلق کر کے علی پور چورہ سے مدرسہ منورہ کالپی شریف میں اقامت اختیار فرما کر خلوت نشین ہو گئے۔ اب آپ نے مخلوق کی جانب سے توجہ ہٹا کر عبادت و ریاضت اور تلاوت قرآن حکیم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر لیا۔ نصف قرآن پاک آپ کو حفظ ہو گیا۔ فرمایا انشاء اللہ باقی نصف قبر میں حفظ کروں گا۔

عزیز واقارب نے بہت اصرار کیا کہ آپ چورہ شریف تشریف لے چلیں جبکہ کالپی شریف سے چورہ شریف بہت نزدیک ہے مگر آپ وہاں نہیں گئے۔ اکثر حضور سیدنا قطب الاقطاب کے مزار پر اشراق تک رہتے تھے۔

وصال اور مزار شریف:

آپ حسب معمول روضہ قطب الاقطاب میں تشریف فرما تھے، اچانک باہر تشریف لائے اور کہاروں کو بلوا کر خدام سے ارشاد فرمایا کہ محفل میلاد پاک میں شرکت کرنے کے لئے چورہ جانا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ مکان پر تشریف لے گئے، سات دن تک رو بہ صحت رہے۔ آٹھویں دن محفل میلاد شریف کے اختتام پر بخار محسوس ہوا۔ دن بہ دن طبیعت بگڑتی گئی۔ بالآخر ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف مدرسہ منورہ کے اندر مشہور خاص وعام ہے۔

کتابیات:

- ۱- کنز الایمان، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، ناز پبلشنگ ہاؤس ٹی اے سی، دہلی
- ۲- مشکوٰۃ المصابیح، ترجمہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، ادارہ استقامت ریل بازار کانپور
- ۳- روحوں کی دنیا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، رضا اکیڈمی ممبئی
- ۴- آئینہ کاپلی (قلمی)
- ۵- آئینہ کاپلی (مطبوعہ)
- ۶- انوار کاپلی
- ۷- تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مولانا عبدالحق رضوی الجمع المصباحی مبارک پور، اعظم گڑھ
- ۸- اہل سنت کی آواز، شمارہ (اکابر مارہرہ، حصہ اول)، دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ
- ۹- تاریخ مشائخ قادریہ (جلد دوم)، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، کتب خانہ امجدیہ دہلی، ۲۰۰۶ء
- ۱۰- شرح الصدور (اردو)، علامہ جلال الدین سیوطی، رضوی کتاب گھر، دہلی
- ۱۱- انفس العارفين (اردو)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، کتب خانہ امجدیہ دہلی، ۲۰۱۰ء
- ۱۲- امام اعظم اور تدوین فقہ، مولانا شکیل رضوی، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی، ۲۰۰۸ء
- ۱۳- شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، علامہ تقی الدین سبکی شافعی، اردو ترجمہ علامہ محمد ظہور اللہ الازہری، اسپرینچول پبلی کیشنز، دہلی۔

افضل العبد حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری عثمانی قدس سرہ

عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری بدایونی علیہ الرحمہ

حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہ، حضرت شمس مارہرہ کے جاں نثار مرید، احب الخلفاء، خادم خاص، محرم اسرار اور خزانہ دار تھے۔ آپ نے کم و بیش ۳۰ برس تک مارہرہ مطہرہ میں رہ کر حضور شمس مارہرہ کی خدمت کی، جس کے صلے میں 'افضل العبد' اور شاہ عین الحق کے خطاب سے نوازے گئے۔ ہم یہاں آپ کی شخصیت کے صرف انہی پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے جو کسی نہ کسی جہت سے شمس مارہرہ سے متعلق ہیں۔

ولادت و تعلیم:

آپ کی ولادت بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان میں ۲۹ رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو ہوئی، ظہور اللہ تاریخی نام تجویز کیا گیا۔ اپنے پھوپھا بحر العلوم ملا محمد علی عثمانی سے اخذ علم کیا۔ ان کے وصال کے بعد ملک العلماء ملا نظام الدین سہالوی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب ساکن دیوبند شریف سے تکمیل کی اور علوم و فنون میں یگانہ ہوئے۔

واقعہ بیعت:

آپ کے شمس مارہرہ کے دامن سے وابستہ ہونے کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ تمام سوانحی و آثار احمدی، ہدایت الخلق، حضرت تاج الخلق کی بیاض قادری، اکمل التاریخ، اور برکات مارہرہ وغیرہ میں موجود ہے۔ واقعے کی تفصیلات و جزئیات میں تھوڑا بہت تفاوت ہے جو عام طور پر اس قسم کے واقعات کی نقل و حکایات میں ہوتا ہے مگر اس واقعہ کا ان تمام کتب میں ہونا ہی اس کی صحت و ثبوت کی سب سے قوی دلیل ہے۔

اس سلسلے میں قدیم ترین ماخذ مولوی افضل صدیقی بدایونی کی 'ہدایت المخلوق' ہے، یہ حضور شمس مارہرہ کی حیات میں تالیف کی گئی اور حضرت کی نظر سے گزری، مؤلف کتاب حضرت شاہ عین الحق کے واقعہ بیعت کے چشم دید گواہ ہیں۔ مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی نے اس کا ترجمہ تنبیہ المخلوق کے نام سے کیا ہے، میں وہیں سے بلفظہ پورا واقعہ نقل کر رہا ہوں:

جناب فیض مآب فضیلت پناہ حقیقت آگاہ گوہر یکتائے شریعت در بحر حقیقت و طریقت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مقبول کونین حاجی الحرمین حضرت مولانا عین الحق عبدالمجید قدس سرہ الحمید ایک مرتبہ ایام جوانی میں بہ ارادہ طالب علم لکھنؤ کو گئے اور وہاں ایک مدت تک قیام کر کے تحصیل علم کیا اور اکثر مجالس فقر و مساکین میں حاضر ہوتے تھے اور اہل اللہ اور کامل کو ڈھونڈتے تھے۔ لیکن کوئی کامل نہیں ملتا تھا سب میں زور پاتے تھے۔ آخر کو اس فرقے سے ایسے منحرف اور محترز ہوئے کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے ”تمام جہان ڈھونڈا کوئی اہل اللہ نہیں پایا جا بجا دکان داری ہے، کسی میں سر مو فقر نہیں“۔ محمد افضل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اور مفتی ابوالحسن نے ارادہ جانے مارہرہ کا کیا، جناب مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب نے فرمایا ”ارادہ میرا بھی ہے بطریق سیر، جب تم چلو مجھ کو بھی اطلاع کرنا میں بھی چلوں گا“۔ مفتی صاحب نے مجھ سے (مولوی افضل صدیقی سے) کہا ”مولوی صاحب کا چلنا ہمارے ساتھ مناسب نہیں ہے، اس واسطے کہ وہ اس فرقہ عالیہ کے معتقد نہیں ہیں بلکہ منکر ہیں، خدا نخواستہ اگر وہاں سے آکر خدام کی نسبت کچھ سبک حرف کہا تو ہم سے اُسی وقت قطع ہو جائے گی“۔ میں نے (مولوی افضل مصنف ہدایت المخلوق نے) کہا آپ سے قطع ہو جاوے گی، ہم سے ایسی بات سن کر خدا جانے کیا ہو۔ چنانچہ ہم دونوں بلا اطلاع مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب مارہرہ کو چلے گئے۔ پیچھے سے مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب بھی خبر پا کر روانہ ہوئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔

اُن ایام میں شیخ محمد اعظم سہوانی بھی مارہرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب سے کہا تم بھی مرید ہو جاؤ، فرمایا ”میں ناخواندہ

(جاہل) نہیں ہوں جو مرید ہوں“۔

بعد پانچ چار روز کے بدایوں میں اپنے گھر آئے اور ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک صحرا وسیع ہے اور تمام زمین وہاں کی سبز و شاداب ہے، وسط میدان میں ایک خیمہ کھڑا ہے۔ یہ (شاہ عین الحق) بھی وہاں پہنچے، اس میں آواز گھوڑوں کی آئی اور اژدہام عام ہوا اور بہت نیک صورت اور سیرت آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ انہوں نے (شاہ عین الحق نے) لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا غوغا ہے؟ کسی نے کہا کہ ”جناب سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعلمین ہادی جزو کل خاتم انبیاء و رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے ہیں“۔ یہ سن کر یہ (شاہ عین الحق) بھی مؤدب ایک طرف کو کھڑے ہو گئے۔ دیکھا انہوں نے کہ جناب سرور عالم ﷺ بصورت حضرت مرشد اعلیٰ (حضور شمس مارہرہ) مسند پر جلوہ افروز ہیں، سر مو فرق نہیں ہے۔

جس وقت بیدار ہوئے اعتقاد حضرت مرشد اعلیٰ کا دل میں بہت ہوا اور جانا کہ بے شک حضرت مرشد اعلیٰ کو نسبت حضرت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ پھر ارادہ مارہرہ کا کیا اور واسطے قدم بوسی کے بہ عقیدت روانہ ہوئے، جب وہاں پہنچے اور سعادت قدم بوسی حاصل کر چکے، مؤدب بیٹھ کر دل میں کہنے لگے کہ ”فلاں حدیث کا مطلب حضرت سے دریافت کروں“، یہ مجرد ان کے خیال کے حضرت نے وہی حدیث زبان سے بیان فرمائی اور ان (شاہ عین الحق) سے مطلب استفسار کیا۔ انہوں نے اس کا مطلب بیان کیا۔ بعد اُ ایک کتاب کتابوں کے تلے سے نکال کر ان کے ہاتھ میں دی اور فرمایا ”اس میں سے کچھ تم پڑھو“، انہوں نے لے کر کھولی، اول یہ نکلا ”اگر طلب مولیٰ داری دست انا بت بہ کسے بدہ و مرید شو بعد ازاں طلب مولیٰ کن“۔ انہوں نے (شاہ عین الحق نے) جب یہ عبارت پڑھی دوسرے کلام پڑھنے سے باز رہے، ہر چند چاہتے تھے کہ دوسرا فقرہ پڑھوں زبان پر کچھ نہ آتا تھا۔ ایک ساعت سکوت میں رہ کر عرض کیا ”میں بھی مرید ہوں گا“، حضرت مرشد اعلیٰ (حضور اچھے میاں) نے فرمایا ”تم عالم ہو تم کو احتیاج بیعت کی نہیں ہے“، ہر چند عرض کرتے تھے پذیر نہ ہوتا تھا، بلکہ حضرت (شمس مارہرہ) کو انکار پر انکار تھا۔

آخر الامر مولوی (شاہ عین الحق) صاحب اپنی فرودگاہ پر آئے۔ عالم رویا میں حضرت فرید الملتہ والحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی عبد المجید کا ہاتھ پکڑ کر دست مبارک حضرت مرشد اعلیٰ میں دیا۔ صبح کو مولوی صاحب نے بعض احباب سے دربارہ بیعت سعی کرائی، چونکہ حضرت مرشد اعلیٰ (حضور شمس مارہرہ) نے عالم رویا میں ہاتھ ان کا پکڑا تھا اور ظاہر اکثر مرید اور غلام ساعی تھے مرید کرنا مولوی صاحب کا منظور اور قبول فرمایا اور اسی روز دو گانہ پڑھا کر مرید فرمایا۔

مولوی صاحب (شاہ عین الحق) نے حاضری حضور پر نور اختیار کی، سالہا سال خدمت گاری میں رہے، بقول شخصہ کہ:

یک زمانہ صحبت با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بعد والد اور برادران مولوی صاحب داخل سلسلہ ہوئے اور جناب مولوی صاحب نے محنت اور ریاضت بے حد کی تھی۔ بعد چندے مولوی صاحب کو خرقة خلافت عطا ہوا۔

عنایات شمس مارہرہ:

بیعت کے بعد شیخ کی ذات میں ایسا فنا ہوئے کہ گھر بار چھوڑ کر شیخ کے آستانے ہی پر ڈیرہ ڈال دیا۔ حضور شمس مارہرہ کے وصال تک مارہرہ شریف میں رہے، حضرت شمس مارہرہ حکم فرما کر بدایوں بھیجتے اور یہ دو چار دن رہ کر پھر واپس آ جاتے۔ شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی قدس سرہ پر شمس مارہرہ کی جو عنایت خاص تھی اس کی تفصیل کے لیے تو ایک مستقل مقالہ درکار ہے۔ مولوی افضل صدیقی بدایونی (مرید و خلیفہ حضور شمس مارہرہ) لکھتے ہیں:

عنایات و تفضلات مرشدی و مولائی بر مولوی عبد المجید بسیار شدہ بخرقہ خلافت و مثال سرفراز و ممتاز فرمودند۔ ترجمہ: مولوی عبد المجید پر مرشدی و مولائی (حضور شمس مارہرہ) کی عنایات و فضل و کرم بہت زیادہ تھا، خرقة خلافت و مثال سے ان کو سرفراز و ممتاز فرمایا تھا۔ قاضی غلام شہر قادری لکھتے ہیں:

”بعد صاحبزادوں کے خلفا میں حضرت مولانا مولوی عبد المجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نگاہ کرم تھی ان کے والد ماجد مولانا عبد الحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مرید حضور تھے لیکن مولانا رحمۃ اللہ علیہ بعد بیعت بیشتر خدمت اقدس میں حاضر رہتے، حکماً وطن جاتے آپ بہت سے جواہر اسرار کے خزینہ دار اور امانتوں کے تحویل دار تھے، تکمیل باطنی اور سرمایہ دینی و دنیوی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سرکار سے پایا۔ شاہ عین الحق، کا معزز لقب، افضل العبد مولانا عبد المجید کا امتیازی خطاب پیرزادوں کی تعلیم کیسی بڑی اور بھاری نعمتیں تھیں۔ کتب خانہ سرکار سے عمدہ عمدہ کتابیں منتخب فرما کر مدرسہ قادریہ کو جو اس وقت مدرسہ محمدیہ کہا جاتا تھا مرحمت فرمائیں۔ ایک موضع مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو جاگیر میں دلا دیا جو اس وقت تک ان کی آل کے قبضے میں ہے۔ روزینہ فرخ آباد کے بھی محصل مولانا قرار پائے۔ ایک حاکم کو سفارش مولانا رحمۃ اللہ علیہ نوازش نامہ تحریر فرمایا کہ یہ فقیر کے مخصوص یاروں میں ہیں اور یہی ہمارے مایہ بساط ہیں ان کا کام فقیر کا کام ہے۔“

روحانی مقام و مرتبہ:

’آثار احمدی‘ میں لکھا ہے: آنجناب دست بحبل المتین عروۃ الوثقی زندہ رہ گزار مقصد اعلیٰ گردید و ابواب فیوض و برکات بر روئے خود کشود و جادہ سلوک بقدم آگہی نور دیدہ چراغ امتیاز در امثال و اقران بر فروخت و از رتبہ عشق محوی قی کمال بجمال ہمایوں بہم رسانیدہ بر سرمایہ حضوری آنجناب کامیابی حاصل ساخت واپس از طے مراحل سلوک و فقر و لباس صوفیہ و سند خلافت سلاسل عالیہ سرفرازی یافت و ملازم آستان قدسی گشت جناب عالی باولی نظرے و عنایتے خاص و ایشاں با آنجناب نسبت مخصوص بل اقوی بود چنانچہ اکثر جناب عالی می فرمود کہ مولوی عبد المجید بمقام ہل من مزید است و ہجو و اطالع صادق و یار موافق نیست و بمفاوضات شریفہ سرنامہ نامش افضل العبد مولوی عبد المجیدی فرمود۔

ترجمہ: جبل المتین اور عروۃ وثقی ان کے ہم دست تھی، مقصد اعلیٰ کے رہ گزار، فیوض و برکات کے دروازے اپنے اوپر کشادہ کیے، سلوک کے راستے پر معرفت کا قدم رکھا، اپنے معاصرین

واقران میں امتیاز کا چراغ روشن کیا، رتبہ عشق سے ایسے سرفراز ہوئے کہ جمال شمس مارہرہ میں کمال محویت حاصل ہوئی، شمس مارہرہ کے دربار کی حضوری کا سرمایہ نصیب ہوا، سلوک و فقر کے مراحل طے کرنے کے بعد سلاسل عالیہ کی سند خلافت سے سرفراز ہوئے، شمس مارہرہ کی آپ پر خاص نظر اور خاص عنایت تھی اور یہ بھی نسبت مخصوص رکھتے تھے، چنانچہ شمس مارہرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”مولوی عبدالمجید مقام حل من مزید پر ہیں اور ان جیسا کوئی دوسرا خادم صادق اور یار موافق نہیں“۔ حضور شمس مارہرہ اپنے کتوبات میں ”افضل العبد مولوی عبدالمجید“ لکھ کر مخاطب فرماتے۔

صاحب آثار احمدی نے حضور شمس مارہرہ کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے کہ: درویش باید کہ ظاہر ش چوں ابی حنیفہ باشد و باطنش چوں منصور و اس معنی بجز مولوی عبدالمجید در دیگرے ندیدہ ام۔

ترجمہ: درویش کو چاہیے کہ اس کا ظاہر ابوحنیفہ کی طرح ہو اور باطن منصور کی طرح اور یہ معنی سوائے مولوی عبدالمجید کے کسی اور میں نہیں دیکھا۔

فرمان شمس مارہرہ:

’برکات مارہرہ‘ میں مولوی طفیل احمد صدیقی متولی نے حضرت شمس مارہرہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

اپنے مریدین و خلفا کو جو اس وقت حاضر حضور تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جو مولوی عبدالمجید اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا اور جس نے ان سے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے عناد رکھا اس نے مجھ سے اور میرے پیران طریقت سے عناد رکھا۔ پس جو شخص مولوی عبدالمجید اور ان کے گھرانے سے بیزار ہے آل احمد اور آل احمد کے پیران طریقت اس سے بیزار ہیں۔ لہذا مولوی عبدالمجید کا اور ان کے گھر کا مخالف قیامت کے دن آل احمد اور اس کے پیران سلسلہ سے کسی قسم کی دشگیری کی امید نہ رکھے۔

شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے بارے میں حضور شمس مارہرہ کا یہ فرمان عالی شان حد تو اترو کو پہنچا ہوا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الہی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بروز حشر خدا نے مجھ سے پوچھا کہ نظام الدین دنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو تو میں امیر خسرو کو پیش کر دوں گا کہ اے پروردگار تیری بارگاہ میں یہ تحفہ لایا ہوں، اسی طرح اگر فقیر سے سوال کیا گیا تو فقیر مولوی عبدالمجید بدایونی کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دے گا۔

تصانیف:

آپ نے اپنی مشائخانہ زندگی میں کئی نایاب اور اہم کتابیں بھی یادگار چھوڑیں۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ حضور شمس مارہرہ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا ”درویش کو چاہیے کہ اس کا ظاہر ابوحنیفہ کی طرح ہو اور باطن منصور کی طرح اور یہ معنی سوائے مولوی عبدالمجید کے کسی اور میں نہیں دیکھا“۔ لہذا اس فرمان کو مد نظر رکھتے ہوئے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ علوم باطنی کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری کے بھی امام تھے۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں۔

آپ کی تصانیف میں ایک رسالہ فارسی میں ’ہدایت الاسلام‘ ہے، جو تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد ہے۔ ایک اور رسالہ فارسی میں رد و انقضائے میں ہے۔

ایک رسالہ ’نجات المومنین‘ ہے۔ اردو زبان کا یہ رسالہ دو باب پر مشتمل ہے، پہلا باب ایمان کے بیان میں ہے جس میں بنیادی عقائد ذکر کیے گئے ہیں۔ دوسرا باب اسلام کے بیان میں ہے جس میں نماز، روزہ اور حج و زکاۃ کے ضروری مسائل بیان کیے ہیں۔ ہمارے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ مطبع مجتہائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوا ہے۔ دوسری مرتبہ ڈاکٹر علیم الدین قادری قدیری کے زیر اہتمام ادارہ مدینۃ العلم کلکتہ سے شائع ہوا، سنہ طبع درج نہیں ہے۔

حضور غوث اعظم کے ملفوظات ”جواہر الرحمن“ کا فارسی ترجمہ اور شرح ”مواہب

المنان شرح جواہر الرحمن“ ہے۔ یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ قادریہ بدایوں میں محفوظ ہے۔

سیرت طیبہ پر ایک تفصیلی کتاب محافل الانوار فی احوال سیدالابرار ہے، یہ کتاب بھی آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے تصنیف فرمائی۔ آپ کے مرشد حضرت شمس مارہرہ نے وصال سے ۴ سال قبل ۱۲۳۱ھ میں محسوس کیا کہ سیرت پاک کو عام لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ عام آدمی اپنے کردار کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں درست کر سکے۔ یہ زمانہ اگرچہ اُردو کا ابتدائی زمانہ تھا مگر رفتہ رفتہ اُردو عام آدمی کی زبان ہوتی جا رہی تھی، آپ کی نگاہ کرامت نے دیکھ لیا کہ اب زمانہ کے ساتھ ساتھ عام آدمی عربی و فارسی میں کمزور ہوتا جائے گا اور اُردو کو اختیار کرتا جائے گا جبکہ سیرت طیبہ کی اکثر کتابیں عربی یا فارسی میں ہیں، اُردو زبان میں سیرت کی کوئی مکمل کتاب اس وقت تک ترتیب نہیں دی گئی تھی، آپ نے اس کام کی اہمیت و ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اپنے مرید و خادم شاہ عین الحق عبدالجید بدایونی کو حکم دیا کہ وہ یہ اہم کام انجام دیں۔ شاہ عین الحق تحریر فرماتے ہیں:

”سنہ ۱۲۳۱ھ قدسی میں حضرت سیدی و شیخی مرشد کامل، ہادی مکمل، قافلہ سالار رہروان شریعت، سلطان ساکان طریقت، خورشید خاور حقیقت، مہر سپہر معرفت، نو بہار ولایت، نور نہار ہدایت، شمع شبستان ہدی، مصباح کاشانہ اصطفا، حضرت سیدی و سندی سید شاہ آل احمد (ادام اللہ علی المریدین افاضہ) نے اس عاجز، گناہ گار و شرمسار، امیدوار مغفرت پروردگار و شفاعت سیدالابرار محمد عبدالجید بن مولانا محمد عبدالحمید صاحب بدایونی سے کہ کمینہ مریداں اس جناب اور ادنیٰ خاک رو بان آستانہ اس ہدایت مآب کے سے ہے، فرمایا کہ ”اگر کوئی شخص کچھ احوال حضرت سرور عالم ﷺ کے زبان ہندی (اُردو) میں بیان کرے، خاص و عام، مرد و زن، عالم و جاہل سب فیض یاب ہوویں“، پس اس عاجز نے باوجودے کہ عربی فارسی ہندی میں کچھ استعداد نہیں رکھتا اس خیال سے کہ شاید خوشی دل فیض منزل مرشد کامل کے ہووے اور اس سبب سے نجات دارین حاصل ہووے، قصد کیا اور تھوڑا تھوڑا احوال برکت اشتمال محبوب ذوالجلال کا ابتداء پیدائش نور سے وقت وصال تک

مدارج النبوت اور معارج النبوت وغیرہ کتابوں کا فارسی سے ہندی میں ترجمہ کیا اور اس کتاب کا نام محافل الانوار فی احوال سیدالابرار رکھا۔

یہ کتاب ۱۲ محافل (ابواب) پر مشتمل ہے، جواز ولادت تا وصال مبارک سیرت طیبہ کو محیط ہے۔ محافل کی ترتیب اس طرح ہے: پہلی محفل ذکر پیدائش نور باسور، دوسری محفل ولادت باسعادت، تیسری محفل زمانہ شیر خوارگی، چوتھی محفل ذکر بشارت نبوت، پانچویں محفل ابتداء وحی اور ظہور دعوت، چھٹی محفل بیان معراج شریف، ساتویں محفل ذکر ہجرت، آٹھویں محفل ہجرت کے سال اول سے نواں سال تک کے واقعات، نویں محفل ذکر معجزات، دسویں محفل ذکر خصائص و فضائل، گیارہویں محفل فضیلت درود، بارہویں محفل ذکروفات شریف۔ یہ کتاب بھی اب تک غیر مطبوعہ ہے اس کے دو قلمی نسخے کتب خانہ قادریہ بدایوں میں محفوظ ہیں۔

خانقاہ قادریہ کا قیام اور رشد و ہدایت کا آغاز:

حضرت شمس مارہرہ کی حیات ۱۲۳۵ھ تک حضرت شاہ عین الحق مارہرہ شریف ہی میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اپنے شیخ کی حیات میں آپ نے باوجود خلافت و اجازت کے کسی کو داخل سلسلہ نہیں کیا۔ حضرت شمس مارہرہ کے وصال (۱۲۳۵ھ) کے بعد مارہرہ شریف میں آپ کا دل نہیں لگا، آپ بدایوں واپس آگئے اور یہاں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، گویا ۱۲۳۵ھ میں خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کی بنیاد پڑی۔

آپ نے جب سلسلہ رشد و ہدایت قائم فرمایا تو شہر کے تمام معزز خاندانوں کے افراد آپ کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ آل احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں: وطن میں جب سجادہ طریقت پر آپ نے جلوس فرمایا آپ کے فضل و کمال، زہد و تقویٰ اور تصرف و کرامات کا شہرہ دور دراز تک پہنچا۔ تشنگان بادۂ طریقت اور مشتاقان صہباے حقیقت آپ کے در دولت کو میخانہ خدا شناسی سمجھ کر ساغر بکف آنا شروع ہوئے اور فیض ساقی سے سرشار و مخمور ہو کر عرفان الہی کے ذوق آشنا ہوئے۔ غربا و مساکین، امرا و عمائد

آپ کی کفش برداری ہمیشہ باعث صداقت و سچائی رہے۔ علما و مشائخ آپ کی نگاہ کرم کے متمنی ہو ہو کر آپ کے باب فیض پر ناصیہ فرسائی کو ہمیشہ ذریعہ تقرب الی اللہ جانتے رہے۔ خاص بدایوں کے معزز شرفائیں کوئی ایسا گھرانہ تھا جو آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل نہ ہو۔

وصال اور مزار مبارک:

اپنے پیر و مرشد شمس مارہرہ کے وصال کے بعد آپ ۲۷ سال ۱۰ ماہ تک بدایوں میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ ۱۷ محرم ۱۲۶۳ھ کو وصال فرمایا، درگاہ قادری میں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلافت ہے۔

میری ناقص معلومات کی حد تک شہزادگان خانوادہ برکاتیہ کے علاوہ حضور شمس مارہرہ کے خلفا میں صرف شاہ عین الحق عبد المجید قادری کا ہی سلسلہ جاری ہے۔ (شمس مارہرہ کے ایک دوسرے خلیفہ سید شاہ فضل غوث بریلوی سے بھی ایک زمانے تک سلسلہ جاری رہا، اب معلوم نہیں)

بفضلہ المقتدر آپ کا قائم کردہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت آج دو صدیوں بعد بھی جاری ہے۔ آج بھی خانقاہ قادریہ بدایوں سے فیضان غوث اعظم اور فیضان آل احمد جاری ہے اس وقت خانقاہ قادریہ مجیدیہ کی مسند سجادگی پر حضرت اقدس الشیخ عبد الحمید محمد سالم قادری زیدت معالیہ رونق افروز ہیں جو اپنے اسلاف کے سچے وارث و جانشین ہیں۔ رب قدیر و مقتدر اس سلسلہ خیر و برکت کو جاری و ساری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

آپ کے اخلاف گرامی اور مارہرہ مقدسہ:

آپ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے اخلاف نے بھی خانقاہ برکاتیہ سے اپنی والہانہ محبت، غلامی اور نسبت قائم رکھی اور اسے خوب تقویت بخشی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم خانقاہ قادریہ اور مارہرہ مقدسہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کے مانند عیاں ہو جاتی ہے کہ اس وقت سے لے کر آج تک خانقاہ برکاتیہ کے مخدومان گرامی نے خانقاہ قادریہ کے ہر فرد کو نظر عنایت سے دیکھا اور اس کے مقابلے میں خانقاہ قادریہ نے

ہمیشہ اپنے مخدومان ذوی الاحترام کے ساتھ اپنی غلامی کو ہی اپنا سرمایہ افتخار سمجھا، جس کا اندازہ ذیل کی سطور سے ہوگا۔

ہم یہاں ”مشتہ نمونہ از خروارے“ کے بطور چند واقعات تحریر کرتے ہیں۔

سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی:

آپ حضرت شاہ عین الحق کے بعد زبیب سجادہ خانقاہ قادریہ ہوئے۔ آپ کی ولادت کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت شاہ عین الحق کے گھر متواتر صاحبزادیاں تولد ہوتی تھیں، آپ کی اہلیہ محترمہ کو فرزند ارجمند کی بے حد تمنّی تھی، بار بار اپنے شوہر سے کہتیں کہ شمس مارہرہ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں ایک صالح بیٹا عطا فرمادے، مگر شاہ عین الحق بہ پاس ادب عرض نہیں کرتے، شمس مارہرہ کو آپ کی اس خواہش کا علم ہو گیا تھا، چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور سیف اللہ المسلمول کی ولادت باسعادت ہوئی۔

مولانا خلیفہ القادری لکھتے ہیں: قبل اس کے کہ مکان سے اس مولود مسعود کی خبر مارہرہ مطہرہ میں پہنچے، حضرت سید الاولیاء حضور اچھے صاحب نے مبارک باد کے طور پر خوش خبری ولادت حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب کے گوش گزار کر دی تھی، نہ صرف خوش خبری بلکہ آئندہ اس نو نہال کے فضل و کمال اور حسن مال کی بشارت بھی دے دی تھی، چنانچہ بعد ولادت خود حضور پُر نور نے اس تصویر فضل و کمال کا نام ’فضل رسول‘ رکھا اور معنوی طور پر اپنا فرزند قرار دیا۔

علاوہ ازیں جب آپ نے فرنگی محل میں درسیات سے فراغت پائی تو شمس مارہرہ کے حکم سے آپ فن طب کی تحصیل کے لیے دھول پور تشریف لے گئے، جب بہت دن گزر گئے تو شمس مارہرہ نے شاہ عین الحق سے فرمایا ”اب ان کو بلا لو وہ طبیب حاذق ہو چکے ہیں“۔

شاہ عین الحق آپ کو بلانا ہی چاہتے تھے کہ شمس مارہرہ کے وصال کا زمانہ قریب آ گیا، وصال سے قبل آخری رات میں حضور شمس مارہرہ قدس سرہ نے حضرت شاہ عین الحق کو تخیلے میں بلا کر، بہت سارے روحانی خزانے عطا فرمائے اور ساتھ ہی حضور سیف اللہ المسلمول

کے دست شفا کی بھی خوش خبری سنائی، مولوی رضی الدین بک لکھتے ہیں:

ہنوز آپ دھول پور میں تھے کہ سانحہ انتقال حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب درپیش آیا۔ شب انتقال سے تخیلہ میں حضور اقدس نے اعلیٰ حضرت شاہ عین الحق عبد المجید صاحب کو طلب فرما کر جہاں اور طرح طرح کی بشارات و فیوض سے آپ کو مالا مال فرمایا ازاں جملہ حضرت ممدوح (سیف اللہ المسلمول) کے دست شفا کی بھی مبارک باد دی۔

ان روایات کے علاوہ بے شمار روایتیں ہیں جس کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور سیف اللہ المسلمول پر حضور اچھے میاں قدس سرہ کی خاص نظر عنایت تھی، آپ کی تمام تر علمی عظمت و جلالت اور وسیع تر دینی خدمات یہ محض حضور اچھے میاں قدس سرہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی، اس بات کو یوں بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضور سیف اللہ المسلمول کا وجود مسعود حضور شمس مارہرہ اچھے میاں قدس سرہ کی مجسم کرامت تھا۔

اس کے برعکس سیف اللہ المسلمول نے اپنے تمام تر علم و فضل کے ساتھ اپنے مخدومان گرامی کی جس قدر تعظیم و توقیر کی، تاریخ میں اس کی مثال غنقا ہے۔ سردست تین واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

جس دوران حضرت سیدنا شاہ حسین حیدر قادری برکاتی قدس سرہ مدرسہ قادریہ میں پڑھا کرتے تھے اس وقت سیف اللہ المسلمول نے آپ سے ملاقات کا وقت مقرر فرما دیا تھا، جب آپ تشریف لاتے تو سیف اللہ المسلمول چار پائی سے اتر کر فرش پر نہایت مؤدبانہ طریقے سے بیٹھ جاتے اور آپ سے عرض کرتے:

میں بصیر ہو گیا ہوں، ضعیف ہوں، آپ تشریف لائیے اور میں نے تعظیم نہ دی تو میرا ایمان جاتا رہے گا، یہی مناسب ہے کہ مجھ کو اطلاع ہو یا وقت مقرر ہو۔

اس کے علاوہ ایک واقعہ غلام شہر بدایونی نے یوں نقل کیا:

خود حضور صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں ”بزمانہ قیام مدرسہ [قادریہ] علاوہ اور اکرام کے ایک خاص معاملہ یہ تھا کہ روزانہ بعد نماز فجر حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے میرے حجرے میں تشریف فرما ہوتے اور مجھ کو حکما

چار پائی پر لٹاتے اور میرے پاؤں پکڑ کر میرے انگوٹھے کو اپنی آنکھوں پر پھیرتے، میں عذر کرتا اور شرماتا، فرماتے ”صاحبزادے! دو الگ الگ ہوں آنکھ کا درد کم ہو جاتا ہے“۔

آخر عمر میں چونکہ آپ کی آنکھوں کی بینائی سلب ہو چکی تھی اور آپ نے سفر بھی بند کر دیے تھے اسی لیے آپ نے فرمایا: ”صاحبزادے! دو الگ الگ ہوں آنکھ کا درد کم ہو جاتا ہے“۔

اسی طرح سلب بینائی کے زمانے میں ایک مرتبہ آپ مدرسہ قادریہ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا شاہ نوری میاں قدس سرہ مدرسے میں تشریف لائے، آپ نے تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی کو بلا کر آہستہ آہستہ آپ سے کچھ باتیں کیں اور مراجعت کا ارادہ فرمایا، کسی طرح سے یہ بات سیف اللہ المسلمول کو معلوم ہو گئی۔ اس کے بعد سیف اللہ المسلمول کی جو کیفیت ہوئی اس کے متعلق غلام شہر بدایونی لکھتے ہیں:

اللہ اکبر! شان جلال میں چہرہ مبارک سرخ ہے، آنکھوں سے متصل آنسو جاری ہیں، گرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اور دو ٹکڑے کر کے علیحدہ پھینک دیا ہے، بار بار سر مبارک اہلی کے تنے میں مارتے ہیں، کبھی ریش مبارک ہاتھ میں ہے اور فرماتے ہیں ”مولوی فضل رسول اتنے بڑے آدمی ہو گئے کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لائیں اور یہ قدم بوس بھی نہ ہوں، کیا آنکھوں کے ساتھ ایمان بھی جاتا رہا؟“ وغیرہ وغیرہ۔ مدرسے میں اب کس کی طاقت تھی کہ رو برو جاسکے اور کچھ عرض کر سکے، سب پریشان ہیں اور کوئی قریب نہیں جاسکتا۔ حضور اقدس میاں صاحب قبلہ قدس سرہ بڑھے اور قریب آ کر بعد سلام علیک فرمایا: ”حضرت میں نے اشارے سے ان سب حضرات کو منع کر دیا تھا، مجھ کو فوراً واپس ہونا تھا، اطلاع میں مجھ کو دیر اور حضرت کو تکلیف ہوتی“، حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ روتے جاتے ہیں اور قدم حضور کے تھامے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں ”کچھ بھی تھا لیکن میں سلام تو کر سکتا تھا“۔

تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی:

آپ سیف اللہ المسلمول کے خلف اصغر ہیں۔ سیف اللہ المسلمول کے وصال کے

بعد مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ بھی اپنے والد محترم کی طرح صاحبزادگان مارہرہ سے غیر معمولی محبت فرماتے تھے اور ان کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کی ذات کو یہ شرف حاصل ہے کہ خانقاہ برکاتیہ کے کئی صاحبزادگان نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت کے تمام اکابر مارہرہ مطہرہ تاج الفحول کے علم و فضل پر اعتماد کیا کرتے تھے اور آپ کی بات کو از روئے کرم حرف آخر قرار دیتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین نوری میاں قادری برکاتی قدس سرہ جنگ جمل اور صفین کے محاربین کی بابت عقیدہ اہل سنت کے سلسلے میں کوئی کتاب لے کر حضرت خاتم الاکابر کی بارگاہ میں پہنچے، فرماتے ہیں:

”غرض اصلاح پیشکش نظر کیا اثر نمود فرمودند بخوانید ہندے خواندم فرمودند ”برخوردار مولوی عبدالقادر سلمہ اللہ تعالیٰ را ہم نوبت مطالعہ این رسالہ آمدہ است یا نہ“ عرض نمودم بلکہ استنباط این بحث از مولوی صاحب کردہ ام فرمودند کہ کافی است علم اوحاضر است۔ ترجمہ: اصلاح کی غرض سے میں نے اس کتاب کو نظر کیا اثر (خاتم الاکابر) کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ”پڑھو“۔ میں نے اس کتاب کا کچھ حصہ پڑھا۔ فرمایا کہ ”مولوی عبدالقادر سے پڑھنے کی نوبت آئی یا نہیں؟“ میں نے عرض کی ”حضور میں نے تو اس بحث کو مولوی صاحب سے ہی اخذ کیا ہے“ فرمایا کہ ”تو اب کافی ہے کیوں کہ ان کا علم مستحضر ہے۔“

حضرت سیدنا شاہ نوری میاں قدس سرہ کو آپ پر جو اعتماد تھا اس کے سلسلے میں مولانا غلام شبر رقم طراز ہیں:

علماء میں جو خصوصیت واعتماد حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر تھا کسی دوسرے پر نہ تھا اور اس کے چند وجوہ تھے۔ اولاً خاتم الاکابر قدس سرہ کا ارشاد کہ: علوم ظاہر میں مولانا [عبدالقادر بدایونی] سے مشورہ رکھیے، ہم کو ان پر اعتماد ہے۔ ثانیاً ابتدا سے تا وقت رحلت ربط و محبت۔ ثالثاً حضرت مولانا مولوی محمد عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی اور خصوصیت۔ اکثر ارشاد فرماتے: ہمارے دور میں سنیت کی شناخت، محبت مولانا عبدالقادر

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ہرگز کوئی بد مذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔ مولانا [عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کی خود تعظیم فرماتے اور خدام کو تعظیم کی ہدایت کرتے۔

ان تمام برتاؤں کے باوجود آپ نے کبھی بھی اپنے استاذ ہونے کا اظہار نہیں کیا بلکہ صاحبزادگان کے ساتھ ہمیشہ خادمانہ انداز میں پیش آئے۔

جن صاحبزادگان نے آپ سے اکتساب علم کیا، ان کے اسامہ درج ذیل ہیں:

حضرت سیدنا شاہ حسین حیدر، حضرت سیدنا شاہ ظہور حیدر، حضرت سیدنا شاہ اسماعیل حسن، حضرت سیدنا شاہ مہدی حسن، حضرت سیدنا شاہ ارتضیٰ حسین، حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول عرف محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ، اسرارہم۔

مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی:

آپ تاج الفحول کے خلف اکبر ہیں۔ تاج الفحول کے بعد آپ نے مسند سجادگی کو زینت بخشی۔ آپ کو بھی یہ فخر و اعزاز حاصل ہے کہ حضرت سیدنا شاہ اسماعیل حسن قدس سرہ کے صاحبزادے اور جانشین تاج العلماء حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ نے آپ سے تکمیل علوم کیا۔ یہ خانقاہ برکاتیہ سے مستحکم اور مضبوط تعلقات کا نتیجہ ہے کہ جس وقت آپ مسند سجادہ پر جلوہ بار ہوئے تو حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ خود بہ نفس نفیس تشریف لائے، اپنے دست مبارک سے خرقة پہنایا، سر پر عمامہ باندھا اور بطور نذرانہ دو روپے بھی پیش کیے۔ اس کے جواب میں حضرت مطیع الرسول جس خادمانہ انداز میں پیش آئے اس کے متعلق مولانا غلام شبر لکھتے ہیں:

مولانا مرحوم (حضرت مطیع الرسول) نے اپنا دست حضور اقدس قدس سرہ کے دست کریم کے نیچے پھیلا دیا کہ حضور کا عطیہ اس طرح لینا چاہیے اور حضور اقدس قدس سرہ کے دست شریف پر سے روپے نہ اٹھائے، حضرت اقدس قدس سرہ کے لفظ یہ تھے ”یہ فقیر کا تبرک ہے۔“

عاشق الرسول مولانا شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی:

آپ تاج الفحول کے خلف اصغر اور اپنے برادر بزرگوار حضرت مطیع الرسول کے بعد

زیب سجادہ خانقاہ قادریہ ہوئے۔ مارہرہ مطہرہ سے آپ کو جو محبت اور عقیدت تھی وہ بیان تحریر سے باہر ہے، البتہ یہاں ایک واقعے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی موقع پر حاضر مارہرہ مقدسہ ہوئے۔ آپ حضور شمس مارہرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جس وقت آپ حاضر دربار تھے اسی دوران باہر سے شور کی آواز آئی، آپ نے اپنے خادم خاص مولوی عبدالرحیم کو بلایا اور شور کا سبب دریافت کیا۔ مولوی صاحب نے آپ کو آکر خبر دی کہ جو لوگ بدایوں سے آئے تھے وہ درگاہ شریف کے خادم سے کسی بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ فرط جذبات سے آپ کا چہرہ سرخ پڑ گیا اور باہر آکر نہایت سخت انداز میں کہا: ”خبردار تم جانتے ہو کہ تم کس سے تکرار کر رہے ہو؟ یہ خانوادہ برکات تیرے کافر نہیں ہے، صرف درگاہ کا جاروب کش ہے، مگر اس کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ میں اور میرے باپ دادا جس خاک کو اپنی آنکھوں سے لگاتے ہیں یہ اس خاک کو اٹھا کر باہر پھینک دیتا ہے۔“ اس کے بعد آپ اس خادم کے پاس آئے، معافی مانگی اور بطور نذرانہ کچھ روپے بھی پیش کیے۔

آپ کے بعد آپ کے چھوٹے صاحب زادے تاجدار اہل سنت حضرت الشاہ عبدالحمید محمد سالم القادری دام ظلہ العالی خانقاہ قادریہ کے زیب سجادہ ہوئے اور بحمد اللہ اب تک قادری برکاتی فیضان کو عام فرما رہے ہیں۔ آپ اپنے اسلاف کا نمونہ اور ان کے سچے وارث و جانشین ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ نے مارہرہ مقدسہ سے اپنی غلامی اور وابستگی کو مزید استحکام اور پختگی بخشی اور اپنی اولاد امجاد کی تربیت میں بھی اس کو شامل رکھا۔

نوٹ: مذکورہ مضمون شہید بغداد علامہ اسید الحق قادری کی قلمی کاوش کا نتیجہ ہے، لیکن مضمون کے آخر کے مضمولات انہوں نے ہدایۃ المخلوق کے مقدمے میں مارہرہ مطہرہ کے روابط کے حوالے سے جو درج کیے تھے اس کو ان کے شاگرد رشید عزیزی عبدالعلیم مجیدی نے ان کے سابقہ مضمون سے ضم کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (ادارہ)

اجمل الخلفا حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی قدس سرہ

مولانا نعمان احمد ازہری

آپ حضور شمس مارہرہ کے مرید و خلیفہ اور بدایوں شریف کے بڑے معزز اور رئیس خانوادے کے افراد میں سے تھے۔ حضرت کشفی سیدنا عبدالرحمن بن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا شمار اس دور کے جید علمائے دین میں ہوتا ہے۔ درس نظامی کی تعلیم جناب مولانا ابوالعالی صاحب عثمانی اور حضور عین الحق عبدالجید عثمانی قدس سرہ سے حاصل کی۔ سند حدیث سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل فرمائی، بیعت و خلافت حضور قبلہ جسم و جاں حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہ العزیز سے تھی، حضرت کشفی بدایونی ثم کانپوری جامع علوم دینیہ اور ستاروں میں آفتاب کی مثل تھے۔ اپنی تصنیف ”رسالۃ الاسناد“ میں فرماتے ہیں: سلامت اللہ کہتا ہے: ”میں بدایوں میں پیدا ہوا، صدیقی نسب، حنفی مذہب اور قادری مشرب ہوں۔“ نیز فرماتے ہیں کہ فقیر مروجہ درسی کتابیں اپنے زمانے کے ممتاز علماء اور فقہاء سے پڑھیں۔ حضرت پیر و مرشد سید شاہ آل احمد مارہروی قدس سرہ کے حسب ارشاد مولانا محمد الدین عرف مولوی مدن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ کتب درسیہ قاضی مبارک، شرح مسلم، شرح عقائد، جلالی، ہدایہ، فقہ حنفی، بیضاوی وغیرہم کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت قدس سرہ عالم ببحر علم فقہ و حدیث تھے۔ آپ کا شعری ذوق بہت بلند تھا۔ بدایوں شریف سے ہجرت فرما کر کانپور تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمایا۔ ہزاروں بندگان خدا کو فیض ظاہری اور باطنی سے مالا مال فرمایا۔ آپ بدایوں شریف کے رئیس وقت شیخ برکت اللہ صدیقی کے صاحب زادے تھے۔ جن کی املاک اور جائیداد وغیرہ بدایوں میں

کثیر تعداد میں تھے۔ لیکن حضرت کو ان تمام دنیاوی دولت اور ثروت میں قطعی دلچسپی نہ تھی۔ کیونکہ ان کے پاس تو حضور شمس مارہرہ کی عطا کردہ وہ دولت تھی جو رہتی دنیا میں بھی کام آتی ہے اور معبود حقیقی کے سامنے پیش ہونے پر بھی، لہذا حضرت کشتی نے اپنی زندگی کے لئے احکام خداوندی، اتباع مصطفوی ﷺ۔ فقر و سلوک کو فوقیت دی اور اپنی ذات کو مجموعہ کمالات بنایا۔

کتب درسیہ کی تحقیق اور تدقیق کے بعد حضرت پیر و مرشد کے حکم کے مطابق مولانا کشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور احادیث و تفسیر کا علم حاصل کیا اور اپنے تمام علوم کی اسناد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہما سے حاصل کیں۔

حضرت کشتی پر کتنی خاص نگاہ عنایت حضور شمس مارہرہ کی تھی دنیا بھر کے مروج علوم میں دستگاہ کامل حاصل کرنے کے لئے کیسی بہتر شخصیت اور درس گاہ تجویز فرمائی۔ جہاں حضرت کشتی نے جو علوم و دینیہ کا بحر ذخار بنایا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارک اس دور کے علماء و عوام کے لئے مرکزی حیثیت رکھتی تھی اور ایسی مفید عام تھی کہ سیکڑوں علماء و فضلاء نے حضرت کشتی کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا اور خود کو فیض یاب کیا۔

حضرت کشتی صاحب تصنیف کثیرہ تھے۔ چند تصانیف کے نام ذیل میں درج ہیں تو آپ کی علمی شان کی مظہر ہیں۔

- (۱) تحفۃ الاحباب (۲) معرکۃ الآراء (۳) برق خاطف (در مناظرہ اہل سنت و شیعہ)، (۴) تحریر الشہادتین (شرح سر الشہادتین بیان شہادت سید الشہداء رضی اللہ عنہ)
- (۵) خدا کی رحمت (بیان میلاد نبی کریم ﷺ) (۶) رسالہ شہاب ثاقب (در سقوط کواکب)
- (۷) حقائق احمدیہ (علم حقائق) (۸) بحر التوحید (بیان شطیحات اولیاء اللہ) (۹) اسرار العاشقین (حل اقوال و اشعار عربی و فارسی بطریق صوفیہ کرام) (۱۰) رسالہ کشفیہ (یہ

رسالہ بعض جہلا کے ان اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے جو انہوں نے حافظ شیرازی کی اصطلاحات سے ناواقفیت کی بنا پر حافظ کے بعض اشعار پر کئے ہیں (۱۱) ترجمہ دو تار سالہ شیخ محی الدین ابن العربی (بیان لطائف موسومہ معانیات صوفیہ) (۱۲) مکاشفات قدسیہ (۱۳) رسالہ نعمات حالات (۱۴) رسالہ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام (۱۵) رقتات کشتی (۱۶) شرح مثنوی گل کشتی (۱۷) رسالہ الوان در بیان جواز و عدم جواز الوان (۱۸) رسالہ در تحقیق جواز مصافحہ و معاقتہ عیدین (۱۹) رسالہ مجموعہ استفتاء (جن میں سے ہر ایک کا جواب خود تحریر فرمایا ہے) (۲۰) رسالۃ الاسناد۔

حضرت مولانا قدس سرہ شعر گوئی کا بھی ذوق فرماتے تھے اور کشتی تخلص تھا۔ دیوان کشتی ان کا فارسی مجموعہ ہے۔ آپ کو تعمیرات میں بھی دلچسپی تھی۔ حضرت قدس سرہ نے اپنی حیات ظاہری میں کانپور میں ایک مسجد ۱۲۶۷ھ میں بنوائی تھی جس کی تاریخ ”ان هذا الا بیت اللہ۔ ما هذا الا مسجد الفردوس“ اور واللہ ہوا الغنی الحمید سے نکلتی ہے۔

حضرت سلامت کشتی کو سرکار شمس مارہرہ سے غایت درجہ عشق تھا اور مرشد برحق کی بھی ایسی نگاہ عنایت تھی کہ علوم ظاہری اور باطنی کے حصول کی جانب خصوصی توجہ فرمائی تو حضرت کشتی آسمان تحقیق و تدقیق کے آفتاب و مہتاب میں شمار کئے جانے لگے۔

آپ کا وصال ۳ رجب بروز ہفتہ ۱۲۸۱ھ کو کانپور میں ہوا اور اپنی تعمیر کردہ مسجد کے سامنے دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات اس طرح ہے۔

مظہر کشف و کرامات جناب کشتی

ہادی راہ خدا کشف راز عرفاں

شدہ برخاستہ خاطر چوں ازیں گلشن دہر

رفت در چشم زدن جانب بارغ رضواں

سال تاریخ قلم بند نمودم ارشد

یوم ہفتہ سوم از ماہ رجب شد ز جہاں

گوشہ

خلفائے خاتم الاکابر قدس سرہ

☆ سند اہل سنت علامہ مفتی نقی علی قادری بریلوی

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

☆ شہزادہ مخدوم سمنان شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں

سند اہل سنت علامہ مفتی نقی علی خان قادری قدس سرہ

ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی

حضرت علامہ مفتی نقی علی خان قادری اپنے وقت کے مشہور عالم، مقتدر فقیہ اور نکتہ رس مفتی تھے۔ آپ کی ولادت ماہ جمادی الآخریٰ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۹۳۰ء کو بریلی شریف کے محلہ ذخیرہ میں ہوئی۔

خاندان:

امام الاتقیا کانسلی علاقہ افغانستان کے معروف قبیلہ بڑیچ سے ہے۔ قبیلہ بڑیچ افغانیوں کا معزز و موثر قبیلہ ہے جس میں جلیل القدر انبیا، اولیا، علما، صوفیاء اور مشائخ ہوئے ہیں، ان کے مزارات افغانستان و ہندوستان میں آج بھی مرجع خلایق ہیں۔ قبیلہ بڑیچ کا مستند شجرہ اس قبیلہ کے معروف صاحب علم و فن والی روہیل کھنڈ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں نے اپنی مشہور تصنیف ”خلاصۃ الانساب“ میں حضرت آدم علیہ السلام تک درج کیا ہے۔ قبیلہ بڑیچ کے معروف بزرگ درج ذیل ہیں: (۱) ملک طالوت (۲) افغنہ (۳) قیس عبدالرشید (۴) حضرت ابراہیم سرژہ ین (۵) شجاعت سعد اللہ خاں (۶) سعادت یار خاں (۷) حضرت مولانا محمد اعظم خاں (۸) مولانا حافظ کاظم علی خاں (۹) امام العلماء مولانا رضا علی خاں۔

حافظ کاظم علی خاں کے فرزند اکبر امام العلماء مولانا رضا علی خاں تھے، آپ کی ولادت بریلی میں ۱۲۴۲ھ میں ہوئی اور بہ عمر باسٹھ سال ۶ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ کو وصال ہوا۔ فقہ میں آپ کو دسترس خاص حاصل تھی۔ آپ اپنے وقت میں روہیل کھنڈ کے واحد مفتی تھے اور آپ مرجع فتویٰ تھے۔ امام العلماء مفتی رضا علی خاں نے جمعہ وعیدین کے لیے عربی زبان میں خطبات تصنیف کیے جس کو آپ کے شاگرد و مرید مولوی محمد حسن علمی نے ترتیب

دے کر خطبات علمی کے نام سے شائع کیا۔ یہ خطبات آج بھی برصغیر (ہندو پاک بنگلہ دیش) میں جمعہ وعیدین کو پڑھے جاتے ہیں۔

امام العلماء مولانا رضا علی خاں کے فرزند رئیس الاتقیاء مفتی نقی علی خاں ہیں، آپ نے تعلیم مولانا رضا علی خاں سے حاصل کی۔ آپ ایام طفلی سے ہی پرہیزگار اور متقی تھے۔ مولانا نقی علی خاں علم و عمل کا بحر ذخار تھے۔ آپ کی ذات مرجع علما و خلائق تھی۔ آپ کی آرا و اقوال کو علمائے عصر ترجیح دیتے تھے۔ کثیر علوم میں تصنیف آپ کے علم و فضل کی شاہد ہیں۔

امام الاتقیاء مفتی نقی علی خاں درج ذیل علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ علم قرآن، تاریخ اخلاق، علم زائچہ، علم تفسیر، لغت، ہندسہ، علم العقائد، حدیث، ادب (جملہ فنون)، اسماء الرجال، علم نحو، اصول حدیث، تفسیر، بدیع، علم صرف، سلوک، فلسفہ، منطق، معنی و بیان، تصوف، سیر، ہمت، قرأت، مربعات، علم جفر، علم فرائض، علم توقیت، نظم عربی، نظم فارسی، نظم اردو، نثر عربی، نثر فارسی، نثر اردو، خط نسخ، خط نستعلیق، دملات مع مجوید، علم معنی، بیان، فقہ حنفی، فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل، مذہب اور مناظرہ۔

مذکورہ بالا تینتالیس (۲۳) علوم و فنون کے علاوہ منطق و فلسفہ کے بھی ماہر تھے، آپ کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ آپ کی تبحر علمی کا اعتراف آپ کے ہم عصر علمائے بھی کیا۔ آپ نے اپنی زبان و قلم کے ذریعہ اشاعت دین اور ناموس رسالت کے لیے جہاد پیہم کیا۔ آپ کے علم و فضل کی شہادت کے لیے آپ کی تصانیف شاہد و عادل ہیں۔ عوام و خواص کی رشد و ہدایت کے لیے آپ کے چند جملے لمبی تقریروں پر بھاری ہوتے تھے۔

ایک بار امام احمد رضا نے نہایت پیچیدہ مسئلہ کا حکم بڑی محنت و جانفشانی سے لکھا اور اس کی تائید مع تنقیح آٹھ اوراق میں جمع کیے۔ جب امام احمد رضا نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ اپنے والد رئیس الاتقیاء مفتی نقی علی خاں کے سامنے پیش کیا تو آپ نے کوئی ایسا جملہ بتایا جس سے یہ اوراق رد ہو گئے۔ اس طرح کے جملوں کا اثر امام احمد رضا کے الفاظ میں:

وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔ (الملفوظ حصہ اول)۔

مفتی نقی علی خاں کا علمی مقام و مرتبہ کتنا بلند تھا اس کا اندازہ امام احمد رضا کے درج

ذیل بیان سے لگایا جاسکتا ہے۔

”آہ آہ ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دو بندہ خدا تھے جن پر اصول و فروع اور عقائد و فقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی“۔

اول: حضرت اقدس خاتم المحققین سیدنا ابوالدرداء سرہ الماجد۔ حاشا للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد اور والی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ الحق والحق أقول: الصدق واللہ یحب الصدق۔ میں نے اس طبیب حاذق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق اور معضل مسئلہ پیش ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔ خادم مکینہ کو مراجعت کتب و استخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے: ظاہر احکم یوں ہونا چاہیے۔ جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔ یا بعض کتب میں اس کے خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔

دوم: حضرت تاج الفحول محبت رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ، ان کی کسی وسعت نظر، قوت حفظ اور تحقیق دقیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔

بیعت و خلافت:

مفتی نقی علی خاں اپنے صاحبزادے امام احمد رضا اور تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی کے ہمراہ ۵ جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ کو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ حاضر ہوئے اور سیدنا آل رسول قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اسی مجلس میں شاہ صاحب نے دونوں افراد کو خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔

پیر و مرشد سے عقیدت و محبت:

مولانا نقی علی خاں کو اپنے پیر و مرشد سیدنا شاہ آل رسول سے حد درجہ محبت و عقیدت تھی۔ آپ اپنی حیات میں اپنے پیر و مرشد کا عرس مبارک بڑے تزک و احتشام سے کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلف اکبر امام احمد رضا نے اس روایت کو بر

قرار رکھا۔ اب یہ روایت ختم ہو چکی ہے۔ مولانا نقی علی خاں، سیدنا شاہ آل رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا پیر ہونے پر بہت فخر و انبساط کا اظہار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ اللہ کا کرم ہے کہ مجھے سیدنا شاہ آل رسول جیسا پیر و مرشد نصیب ہوا۔ ایک بار امام احمد رضا نے سیدنا شاہ اسماعیل حسن مارہروی کی فرمائش پر مفتی نقی علی خاں کی تصنیف سرور القلوب فی ذکر الحبوب حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ برکت اللہ کے مزار مقدس پر پڑھی تھی۔

رئیس الاتقیاء کا مرشد سے روحانی قرب:

امام احمد رضا پیر مرشد کی نوازشات کا قدرے تعارف تو آپ پڑھ چکے، ساتھ ہی والد ماجد رئیس الاتقیاء پیر مرشد کے انعام و اکرام کی ایک جھلک بھی دیکھتے چلیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے وصال کا واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ ”اللہ“ تھا بوس، اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی، بعد فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے، غلام نے عرض کیا حضرت! یہاں کہاں؟ اول لفظاً هذا معناه فرمایا: آج سے۔ یا۔ اب سے یہیں رہا کریں۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمة واسعة ذهب الذين يعاش في أكنا فہم و بقیة في الناس كجلد الاجرب“ (۸) یہ واقعہ مرشد سے مسترشد کے روحانی قرب کا غماز اور بارگاہ شیخ میں آپ کی مقبولیت کا پتہ دیتا ہے۔

عاشق رسول:

مولانا نقی علی خاں سرور کائنات کے عاشق صادق تھے۔ انہوں نے ہمیں محسن کائنات فخر موجودات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں جینے اور مرنے کا سلیقہ سکھایا۔ سنت رسول پر عمل کا طریقہ بتایا وہ عالم باعمل تھے، آپ کے ہر قول فعل میں عشق رسول کی جھلک

نمایاں تھی، آپ تمام عمر پورے عالم کو اتباع نبوی میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہے۔ ایک بار مولانا نقی علی خاں بیمار ہو گئے جس کی وجہ سے کافی نقاہت ہو گئی، محبوب رب کائنات نے اپنے فدائی کے جذبہ محبت کی لاج رکھی اور خواب میں ہی ایک پیالے میں دو اعنایت فرمائی جس کے پینے سے افاقہ ہوا اور جلد ہی صحت یاب ہو گئے۔ مولانا نقی علی خاں کے علم و فضل اور عشق رسول کا اندازہ مولانا کی تصنیف ”الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح“ کے مقدمہ سے ہی ہو جاتا ہے، جس میں آپ نے محبوب رب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں اردو میں دو سو پینٹھ (۲۶۵) القاب و آداب استعمال کیے اور پھر آگے چل کر عربی زبان میں بھی دو سو اڑتالیس (۲۴۸) القاب و آداب سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تحریر کیے ہیں۔ بے شک علم خادم عشق ہے، مولانا نے علم کو عشق کی چوکھٹ پر جھکا کر بتا دیا کہ حاصل علم عشق و محبت کے سوا کچھ نہیں۔

فتویٰ نویسی:

روہیلہ دور کے شاہی مفتی، مفتی محمد عیوض عثمانی ۱۸۱۶ء میں انگریزوں سے شکست کھانے کے بعد ٹونک چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ سند افتا خالی تھی، ایسے نازک دور میں امام العلماء مولانا رضا علی خاں نے سند افتا کو رونق بخشی، آپ پورے روہیل کھنڈ (بریلی، بدایوں، شاہجہاں پور، پبلی بھیت، بجنور، رامپور، مراد آباد) کے واحد مفتی تھے۔ آپ نے اپنے فرزند جلیل مفتی نقی علی خاں کو خصوصی تربیت دے کر مسند افتا پر فائز کیا، آپ نے آخر دم تک فتویٰ نویسی کا فریضہ پوری ذمہ داری کے ساتھ فی سبیل اللہ انجام دیا۔ آپ اپنے دور کے مرجع فتویٰ تھے۔ آپ کی تبحر علمی کا اعتراف آپ کے ہم عصر علمائے بھی کیا، آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔ آپ کے فتوؤں کا مجموعہ تیار نہیں ہو سکا اس لیے آپ کے فتوؤں پر تبصرہ نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے ہم عصر علمائے آپ کی فقہیانہ بصیرت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اپنے فتوؤں پر مولانا نقی علی خاں سے تصدیق کرانا اپنا اعزاز سمجھتے تھے۔ آپ کے پاس جو فتویٰ تصدیق کے لے آتے تھے ان کا بنظر غائر مطالعہ کرتے تھے، جوابات صحیح ہوتے تو دستخط

کر کے مہر ثبت کر دیتے تھے، اگر جوابات غلط ہوتے تو علاحدہ کاغذ پر لکھ دیتے تھے کسی کی تحریر سے تعرض نہیں کرتے تھے۔

تصنیف و تالیف:

مفتی نقی علی خاں کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوگا کہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے مسلمانوں کے سینوں کو لبریز کرنے کے لیے ہی اردو کو شرف سلامت بخشا۔ آپ نے مسلمانوں کے زوال کا سبب اسلام سے دوری قرار دیا اور مسلمانوں کی بہبودگی اور ترقی کے لیے اسلامی طرز معاشرت اور اخلاق و آداب کو لازمی قرار دیا۔ مولانا نقی علی خاں روہیل کھنڈ کے پہلے مصنف ہیں جنہوں نے سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اصلاح معاشرہ پر سب سے پہلے قلم اٹھایا۔

مولانا نقی علی خاں نے اپنے نظریہ کی تبلیغ کے لیے درج ذیل کتب تصنیف کیں۔
مطبوعہ: (۱) الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح (۲) سرور القلوب فی ذکر الحجوب (۳) جواہر البیان فی اسرار الارکان (۴) اصول الرشاد لفتح مہمانی الفساد (۵) فض العلم والعلماء (۶) ہدایت البریہ الی الشریعت الاحمدیہ (۷) ازاتۃ الاثام لمناہی المولد والقیام (۸) احسن الوعانی آداب الدعا۔

غیر مطبوعہ: (۱) ازالۃ الاوہام (۲) الکوکب الذہری فی فضائل العلم و آداب العلماء (۳) وسیلۃ النجات (۴) تزکیۃ الایقان و تقویت الایمان (۵) الروایۃ الردیہ فی اخلاق النبویہ (۶) اصلاح ذات بیّن (۷) لمعۃ البر اس فی آداب الاکل واللباس (۸) ترویج الارواح (۹) التمسک فی تحقیق مسائل التزین (۱۰) خیر الخاطبہ فی حاستبہ والراقبہ (۱۱) ہدایت المشتاق الی میر النفس والافاق (۱۲) ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب (۱۳) جمل الفکر فی مباحث الذکر (۱۴) عین المشاہدۃ (۱۵) اقوال الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ (۱۶) نہایۃ السعاده (۱۷) الشادۃ النبویہ فی الخصائص النبویہ (۱۸) تشوق الآواہ الی طریقۃ محبۃ اللہ۔
 مفتی نقی علی خاں نے تقریباً چالیس (۴۰) کتابیں لکھیں جن میں درج بالا چھیس نام یہی معلوم ہو سکے۔ مولانا کی غیر مطبوعہ کتب عنقاد نایاب، باوجود تلاش جستجو کے حاصل

نہیں ہو سکیں۔ مولانا کی کتابوں کے نام عربی میں ہیں کتابیں اردو میں ہیں۔

مجاہد آزادی:

انگریزوں نے پہلی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد اپنے ظلم و ستم کا سب سے زیادہ نشانہ مسلمانوں کو بنایا، کیوں کہ اس جنگ کے بانی وقائد وہی تھے، انگریزوں کو اگر کوئی خطرہ ہو سکتا تھا تو وہ مسلمانوں سے تھا، اس لیے وہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دینا چاہتے تھے۔ مولانا نقی علی خاں نے اس سازش کو بھانپ لیا اس لیے آپ نے جنگ آزادی میں عملاً خود بھی حصہ لیا اور عوام بالخصوص مسلمانوں میں جذبہ حریت بیدار کیا، ملک سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے لیے جہاد کمیٹی بنائی۔ جہاد کمیٹی نے جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔ اس جہاد کمیٹی میں امام العلماء مولانا رضا علی خاں، مفتی نقی علی خاں، علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوری، جنرل حجت خاں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مولانا نقی علی خاں انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے پہنچاتے تھے۔ بریلی کا جہاد کامیاب ہوا، مسلمانوں نے انگریزوں کو شکست دی اور بریلی چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

مدرسہ اہل سنت کا قیام:

مولانا نقی علی خاں کے عہد تک بریلی میں کئی مدارس قائم ہو چکے تھے جن میں مدرسہ شریعت جو مولوی ہدایت علی فاروقی شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی نے قائم کیا تھا۔ اکبر حسین کمبوہ کی بیوی نے بھی ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ وہ تنہا اس مدرسہ کی کفیل تھیں۔ ان مدارس کے باوجود بریلی میں کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا جو باقاعدہ مذہبی تعلیم دے سکتا۔ اس لیے مولانا نقی علی خاں نے کٹھی رحیم دادخاں واقع محلہ گلاب نگر بریلی میں مدرسہ اہل سنت کے نام سے ایک معیاری مدرسہ قائم کیا، جس میں بڑی تعداد میں طلبہ مذہبی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

تلامذہ:

مولانا نقی علی خاں کے درج ذیل تلامذہ معروف زمانہ ہوئے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (۲) مولانا حسن رضا خان (۳) مولوی

حشمت اللہ۔

عقد اور اولاد:

مفتی نقی علی خاں کی شادی مرزا اسفندیار بیگ لکھنوی کی دختر کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرزا اسفندیار بیگ کا آبائی مکان لکھنؤ میں تھا مگر آپ نے مع اہل و عیال بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ مفتی نقی علی خاں کی مندرجہ ذیل اولادیں یادگار تھیں:

- (۱) احمدی بیگم زوجہ غلام دستگیر خلف محمد عمران خان (۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۳) مولانا حسن رضا خان (۴) حجاب بیگم زوجہ وارث علی خاں (۵) مولانا محمد رضا خاں (۶) محمدی بیگم زوجہ کفایت علی خاں۔

سفر آخرت:

مولانا نقی علی خاں بریلوی کا خونی اسہال کے عارضہ میں ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء کو وصال ہوا۔ علمائے اس کو شہادت سے تعبیر کیا۔

اجازت سند حدیث:

مولانا نقی علی خاں کو سند حدیث درج ذیل چار سلسلوں سے حاصل تھی:

- (۱) سیدنا شاہ آل رسول مارہرہ سے (۲) اپنے والد امام العلماء مولانا رضا علی خاں سے (۳) سید احمد زینی دحلان مکی سے (۴) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی سے بھی حدیث مسلسل بالا ولایت کی سند حاصل تھی۔

فقہ حنفی:

مولانا نقی علی خاں بریلوی کو سیدنا شاہ آل رسول کے علاوہ حضرت شیخ عبد الرحمن حنفی مکی سے بھی سند فقہ حاصل تھی۔ حضرت مکی کا سلسلہ سات واسطوں سے حضرت شیخ احمد بن یونس ثبلی تک پہنچتا ہے۔

اثر ابن عباس اور مولانا نقی علی خاں:

مولوی احسن نانوتوی زمانہ قیام بریلی ۱۸۵۱ء-۱۸۷۷ء بریلی کالج بریلی میں

عربی و فارسی کے استاد تھے، ان کے ایک ساتھی مولوی امیر احمد سہوانی اور مولانا عبدالقادر بدایونی کے درمیان مسئلہ امکان امتناع نظیر پر مناظرہ ہوا۔ مناظرہ میں اثر ابن عباس زیر بحث آیا۔ مولوی احسن نانوتوی صحت اثر ابن عباس کے قائل و معتقد تھے۔ چنانچہ مولوی احسن نانوتوی کے خلاف ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ علما کی کثیر تعداد مولوی احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئی جن کے قائد مولانا نقی علی خاں بریلوی تھے۔

چوں کہ مولانا نانوتوی عید گاہ باقر گنج بریلی میں نماز عیدین کی امامت کرتے تھے، اس لیے بھی ان کے خلاف آواز اٹھنا قدرتی و فطرتی بات تھی۔ مولانا نقی علی خاں بریلوی جو اپنے ہم عصر علما میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اور زبردست دینی فہم و فراست اور فقیہانہ شان کے مالک تھے ان کا مولوی احسن نانوتوی کے مقابل آنا مذہبی و دینی تقاضہ تھا۔ مولوی احسن نانوتوی نے اپنے عقیدہ اور موقف کو صحیح ثابت کرنے کی بہت کوشش کی۔ دیگر اضلاع کے مفتیان کرام اور علمائے عظام سے مدد چاہی مگر ناکام رہے۔ مولوی نقی علی خاں بریلوی کی علمی و روحانی بصیرت کے آگے مولوی احسن نانوتوی نہ ٹھہر سکے راہ فرار اختیار کی اور بریلی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس تنازعہ میں ان تمام علما و مفتیان کرام نے جو صحت اثر ابن عباس کے قائل نہ تھے مولوی احسن نانوتوی کی تکفیر کی مگر مولانا نقی علی خاں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا اور ان کے عقیدہ کو عقیدہ اہل سنت کے خلاف قرار دیا۔

بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا آغاز:

اس سلسلہ میں مولوی احسن نانوتوی کے سوانح نگار پروفیسر ایوب قادری نے تو یہاں تک لکھا کہ: ”اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولوی احسن نانوتوی کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی، بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولانا نقی علی خاں کر رہے تھے اور بدایوں میں مولانا عبدالقادر بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو بعد کو ایک بہت بڑی خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔“ (مولانا احسن نانوتوی، ص ۹۴)۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ

محمد حنیف خاں رضوی، پرنسپل: جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی

نام و نسب:

نام: محمد، عربی نام: احمد رضا خاں، بچپن کے نام: امن میاں، احمد میاں، تاریخی نام: المختار۔ ۱۲۷۲ھ، والد کا نام: نقی علی خاں۔

سلسلہ نسب یوں ہے: امام احمد رضا بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظ کاظم علی خاں بن محمد اعظم خاں بن سعادت یار خاں بن سعید اللہ خاں (ولی عہد ریاست قندھار افغانستان و شجاعت جنگ بہادر) علیہم الرحمة والرضوان۔

ولادت:

۱۰/۱۲/۱۲۷۲ھ/۱۳/جون/۱۸۵۶ء/۱۱/جیٹھ/۱۹۱۳ء بروز شنبہ بوقت ظہر بمقام محلہ جسولی بریلی (انڈیا) میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں سعید اللہ خاں شجاعت جنگ بہادر پہلے شخص ہیں جو قندھار سے ترک وطن کر کے سلطان نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان آئے اور لاہور کے شیش محل میں قیام فرمایا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی سنہ ولادت کا استخراج اس آیت کریمہ سے فرمایا: ”أَوَلَيْكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ“ (المجادلة: ۲۲) یہی ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور روح القدس جبریل امین کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی۔

حسن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت جس ساعت میں پیدا ہوئے اس وقت آفتاب منزل

غفر میں تھا جو اہل نجوم کے یہاں مبارک ساعت ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خود بھی اس کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے ۔

دنیا ہزار حشر جہاں ہیں غفور میں
ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

عہد طفلی:

آپ کا بچپن نہایت ناز و نعم میں گزرا۔ فطری طور پر ذہین تھے اور حافظہ نہایت قوی و قابل رشک پایا تھا۔ کبھی بچوں کے ساتھ نہ کھیلتے۔ محلہ کے بچے کبھی کھیلتے ہوئے گھر آجاتے تو آپ ان کے کھیل میں کبھی شریک نہ ہوتے بلکہ ان کے کھیل کو دیکھا کرتے۔ طہارت نفس، اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت جیسے اوصاف آپ کی ذات میں بچپن ہی سے ودیعت تھے۔ آپ کی زبان کھلی تو صاف تھی، عام طور پر بچوں کی طرح کج گنج نہ تھی، غلط الفاظ آپ کی زبان پر کبھی نہ آئے اور نہ کسی نے سنے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے خود فرمایا: میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال ہوگی، ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں، انھوں نے عربی زبان میں مجھ سے گفتگو بھی فرمائی، میں نے ان کی زبان میں ان سے گفتگو کی۔ میں نے ان بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت اول)

ایک مرتبہ طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور کئی بار دیکھنے کے بعد فرمایا: تم رضا علی خان صاحب کے کون ہو؟ آپ نے جواب دیا، میں ان کا پوتا ہوں۔ فرمایا: جی، اور فوراً تشریف لے گئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت اول)

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا تو پہلے ہی دن ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ استاذ محترم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد جب حروف تہجی کی تختی پڑھانا شروع کی تو آپ تمام حروف پڑھ کر لڑا پر جا کر رک گئے اور عرض کیا: الف اور لام تو میں پڑھ چکا یہاں دوبارہ پڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا: جو تم نے الف کی صورت میں پڑھا وہ ہمزہ تھا۔ چوں کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہذا اس کا تنہا تلفظ نہیں ہو سکتا۔ اب لام کے ساتھ ملا کر اس کو پڑھایا جا رہا ہے۔ عرض کی: پھر تو کسی بھی حرف کے ساتھ ملا کر پڑھایا جاسکتا تھا۔ اس لام کی کیا خصوصیت تھی؟

جد امجد حضرت علامہ رضا علی خان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: الف اور لام میں صورت اور سیرت کے اعتبار سے ایک خاص مناسبت ہے۔ صورت تو اس طرح کہ 'لا' اور 'لا' لکھا جاتا ہے اور دونوں کا رسم کتابت ایک جیسا ہے اور سیرت اس لیے کہ الف اور لام کا جب تلفظ کرو تو ایک کو دوسرے کے قلب اور بیچ میں لکھو گے اس طرح: الف۔ لام۔ لہذا دونوں میں قلبی تعلق ہے۔ الف کے بیچ میں 'ل' ہے اور لام کے بیچ میں 'ا' ہے۔ یہ جواب دے کر جد امجد نے فوراً مسرت میں گلے سے لگالیا، وہ اپنی فراست ایمانی اور مکاشفہ روحانی سے یہ سمجھ گئے تھے کہ یہ بچہ آگے چل کر کچھ ہوگا۔

فتویٰ نویسی:

تکمیل تعلیم کے بعد ہی والد ماجد نے فتویٰ نویسی کا کام اپنے فرزند ارجمند کے سپرد کر دیا تھا اور سات سال تک مسلسل والد محترم کی سرپرستی میں آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے۔

خود فرماتے ہیں:

رد و ہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے، ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں، میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش

وجانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں، مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمادیا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے، وہی جملہ اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔ (المملو ظ)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

میں نے فتویٰ دینا شروع کیا، اور جہاں میں غلطی کرتا حضرت قدس سرہ اصلاح فرماتے، اللہ عز وجل ان کے مرقد پاکیزہ بلند کو معطر فرمائے، سات برس کے بعد مجھے اذن فرمادیا کہ اب فتویٰ لکھوں اور بغیر حضور کو سنائے سائلوں کو بھیج دیا کروں، مگر میں نے اس پر جرأت نہ کی یہاں تک کہ رحمن عز وجل نے حضرت والا کو سلخ ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ میں اپنے پاس بلا لیا۔ (فتاویٰ رضویہ طبع جدید)

ازدواجی زندگی:

مولانا حسنین رضا خان صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تعلیم مکمل ہو جانے کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی شادی کا نمبر آیا۔ ہمارے نانا فضل حسن صاحب کی منجھلی صاحبزادی سے نسبت قرار پائی۔ شرعی پابندیوں کے ساتھ شادی ہو گئی۔ یہ ہماری محترمہ ماں جان رشتہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کی پھوپھی زادی تھیں۔ صوم و صلاۃ کی سختی سے پابند تھیں۔ نہایت خوش اخلاق، بڑی سیر چشم، انتہائی مہمان نواز، نہایت متین و سنجیدہ بی بی تھیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کے یہاں مہمانوں کی بڑی آمد رہتی تھی، ایسا بھی ہوا ہے کہ عین کھانے کے وقت ریل سے مہمان اتر آئے اور جو کچھ کھانا پکنا تھا وہ سب پک چکا تھا، اب پکانے والیوں نے ناک بھوں سمیٹی، آپ نے فوراً مہمانوں کیلئے کھانا اتار کر باہر بھیج دیا اور سارے گھر کے لئے دال چاول یا کچھڑی پکنے کو رکھوا دی گئی کہ اس کا پکنا کوئی دشوار کام نہ تھا۔ جب تک مہمانوں نے باہر کھانا کھایا گھر والوں، کے لئے بھی کھانا تیار ہو گیا کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہوا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی ضروری خدمات وہ اپنے ہاتھ سے

انجام دیتی تھیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت کے سر میں تیل ملنا یہ انکار و مزہ کا کام تھا جس میں کم و بیش آدھا گھنٹہ کھڑا رہنا پڑتا تھا اور اس شان سے تیل جذب کیا جاتا تھا کہ ان کے لکھنے میں اصلاً فرق نہ پڑے، یہ عمل ان کا روزانہ مسلسل تاحیات اعلیٰ حضرت برابر جاری رہا۔ سارے گھر کا نظم اور مہمان نوازی کا عظیم بار بڑی خاموشی اور صبر و استقلال سے برداشت کر گئیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد بھی کئی سال زندہ رہیں مگر اب بجز یاد الہی انہیں اور کوئی کام نہیں رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کے گھر کے لئے ان کا انتخاب بڑا کامیاب تھا۔ رب العزت نے اعلیٰ حضرت قبلہ کی دینی خدمات کے لئے جو آسانیاں عطا فرمائی تھیں ان آسانوں میں ایک بڑی چیز امی جان کی ذات گرامی تھی۔ قرآن پاک میں رب العزت نے اپنے بندوں کو دعائیں اور مناجاتیں بھی عطا فرمائی ہیں تاکہ بندوں کو اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ آجائے ان میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة)
تو دنیا کی بھلائی سے بعض مفسرین نے ایک پاک دامن ہم درد اور شوہر کی جاں

نثار بیوی مراد لی ہے۔

ہماری اماں جان عمر بھر اس دعا کا پورا اثر معلوم ہوتی رہیں۔ اپنے دیوروں اور نندوں کی اولاد سے بھی اپنے بچوں جیسی محبت فرماتی تھیں۔ گھرانے کے اکثر بچے انہیں اماں جان ہی کہتے تھے۔ اب کہاں ایسی پاک ہستیاں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا و علیٰ بعلہا و ابنہا۔

واقعہ بیعت و خلافت:

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی عمر ۲۲ سال کچھ ماہ تھی، ایک دن قیلولہ فرماتے ہوئے آپ نے خواب دیکھا۔ اس تعلق سے تفصیل بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے برادر زادے اور داماد حضرت مولانا حسین رضا خاں لکھتے ہیں:

ایک روز اعلیٰ حضرت قبلہ کسی خیال میں روتے روتے دوپہر کو سو گئے، اس لیے کہ

قیلولہ (دوپہر کو لیٹنا جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنت ہے) اس خاندان میں اب تک رائج ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ بھی اس سنت پر مدۃ العمر عامل رہے۔ خواب میں اعلیٰ حضرت قبلہ کے دادا حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب تشریف لائے اور فرمایا: وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمہارے اس درد کی دوا کرے گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے روز تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے، ان سے بیعت کے متعلق مشورہ ہوا، اور یہ طے ہوا کہ جلد ہی مارہرہ شریف چل کر بیعت ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ یہیں سے یہ تینوں حضرات مارہرہ شریف کو چل پڑے (اعلیٰ حضرت اور ان کے والد ماجد اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب)۔

جب یہ حضرات مارہرہ شریف پہنچے اور آستانہ عالیہ برکاتیہ پر حاضری ہوئی تو وہاں کے صاحب سجادہ حضرت سیدنا و مولانا آل رسول سے اعلیٰ حضرت قبلہ اور ان کے والد ماجد کی پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اعلیٰ حضرت قبلہ کو دیکھتے ہی جوا لفاظ فرمائے وہ یہ تھے: آئیے ہم کو کئی روز سے آپ کے انتظار میں تھے۔ اعلیٰ حضرت اور ان کے والد ماجد بیعت ہوئے اور مرشد برحق نے تمام سلاسل کی اجازت عطا فرما کر تاج خلافت اعلیٰ حضرت کے سر پر اپنے دست کرم سے رکھ دیا۔ یوں یہ خلش جس کے لیے اعلیٰ حضرت روتے تھے، رب العزت نے نکال دی۔ شریعت کی تعلیم و تربیت باپ سے ملی تھی اور طریقت کی تکمیل پیرو مرشد نے کرا دی۔ اس وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ شریعت و طریقت دونوں کے امام ہو گئے۔ (سیرت اعلیٰ حضرت)

خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سرکار مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر تاجدار مارہرہ اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اللہ اکبر! کیسی نظر کیما اثر پیرو مرشد کی تھی اور کس درجہ قلب صافی لے کر بیعت ہوئے تھے کہ اسی جلسہ میں پیرو مرشد برحق نے تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرما کر خلیفہ مجاز بنادیا، اور تمام طریقوں میں بیعت لینے کی اجازت عامہ تامہ عطا فرمادی۔

حضرت سید شاہ ابوالقاسم مولانا اسماعیل حسن صاحب شاہ جی میاں مارہروی فرماتے ہیں کہ مولانا بدایونی (حضرت تاج الفحول علامہ عبدالقادر علیہ الرحمہ) کے ہمراہ مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مارہرہ شریف حاضر ہوئے تھے۔ یہ لوگ تجدید غنسل اور کپڑے بدلنے کے لیے پہلے مارہرہ میں سرائے میں جا کر فروکش ہوئے۔ مگر سرائے کے راستے میں یکہ سواری کا الٹ گیا اور مولانا نقی علی خاں صاحب کو چوٹ لگی۔ پھر اسی حالت میں انہوں نے نہادھو کر کپڑے پہنے، اور سب خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے، اور فقیر ہی کے مکان موسوم بہ ”مدرسہ“ جو درگاہ معلیٰ برکاتیہ کے دروازہ کے سامنے تھا اور اس وقت ٹوٹا پڑا ہے، میں فروکش ہوئے، فقیر کے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب اور حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ بھی ان دنوں مارہرہ ہی میں تشریف فرما تھے۔ اسی دن ظہر کے وقت مولانا بدایونی، مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مرزا عبدالقادر بیگ صاحب کو ہمراہ لے کر، حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ فقیر کے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد صادق اور میاں صاحب (حضرت نوری میاں) بھی ہمراہ ہو گئے۔ حضرت خاتم الاکابر نے مولانا نقی علی خاں صاحب پھر مولانا احمد رضا خاں صاحب پھر مرزا عبدالقادر بیگ صاحب کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ فرمایا۔ اور اسی جلسہ میں حضرت نے خلافت و اجازت جملہ سلاسل و اسناد و تبرکات خاندان عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بھی مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو مشرف فرمایا۔ بیعت و خلافت کے بعد ان سب حضرات نے کچھ عرصہ تک فقیر کے مکان پر قیام فرمایا۔ اور اسی دوران میں مولانا تاج الفحول بدایونی نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا حضرت سے بیعت ہو جانا، ان کے لیے بھی اچھا ہوا، اور میرے لیے بھی اچھا ہوا۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ اپنے زمانہ کے جلیل القدر عالم شریعت اور عارف طریقت تھے، آپ کا روحانی فیض عام تھا، آپ ان ارباب

طریقت میں سے تھے جو اپنے مسترشدین و مریدین کو عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کی سخت منازل سے گزارتے، پھر ان کے قلوب کا تزکیہ فرماتے، اور اگر وہ مسند ارشاد و ہدایت کے اہل ہوتے تو اجازت و خلافت عطا فرماتے۔ اس موقع پر ان دونوں حضرات کو بیک وقت بیعت و خلافت سے نوازا بلاشبہ حاضرین بارگاہ کے لیے تعجب خیز تھا، لہذا موجودین میں سے آپ کے پوتے اور ولی عہد خانقاہ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری نے خدمت میں عریضہ پیش کیا۔

حضرت امین ملت تحریر فرماتے ہیں:

نوری دادا نے پوچھا کہ حضور! آپ کے خاندان میں تو خلافت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد دی جاتی ہے، اور ان دونوں حضرات کو آپ نے فوراً خلافت عطا فرمائی، حضرت سیدی شاہ آل رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میاں صاحب! اور لوگ گندے دل اور نفس لے کے آتے ہیں، ان کی صفائی کی جاتی ہے، پھر خلافت سے نوازا جاتا ہے، مگر یہ دونوں حضرات پاکیزگی نفس کے ساتھ آئے تھے، صرف نسبت کی ضرورت تھی وہ ہم نے عطا کر دی۔ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۶)

سبحان اللہ! خاتم الاکابر کی نگاہ اقدس ان کے قلوب صافیہ پر تھی جہاں پیر روشن ضمیر کی نگاہ ہی پہنچ سکتی ہے۔

شہزادہ سید العلماء حضرت سید آل رسول حسنین نظامی قادری برکاتی لکھتے ہیں:

مرشد روشن ضمیر نے اپنے پیارے مرید کی پیشانی پر دست قدرت کی لکھی روشن تحریریں پڑھی تھیں کہ بریلی کے مقدس گھرانے کا یہ فرد آگے چل کر چودھویں صدی کا مجدد بنے گا، حضور غوث اعظم پیران پیر دست گیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب اور رسول مکرم سرکار دو عالم ﷺ کا وارث ہوگا، اس کا سینہ انوار و معارف اور علوم و تحقیق لدنیہ بنایا جائے گا، جس کا ظرف اتنا عالی ہے اس کے لیے عطا میں کیوں کمی کی جائے، دینے والے مجسم عطا، لینے والے سراپا رضا، سونا تو پہلے ہی تھے طریقت کی آنچ ملی تو کندن ہو گئے۔ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۵)۔

حضرت امین ملت آگے لکھتے ہیں:

پھر حضور خاتم الاکابر نے فرمایا: مجھے بڑی فکری تھی کہ بروز حشر اگر احکم الحاکمین نے سوال فرمایا کہ آل رسول تو میرے لیے کیا لایا ہے؟ تو میں کیا پیش کروں گا، مگر خدا کا شکر ہے کہ آج وہ فکر دور ہوگئی، اب میں اس وقت ”احمد رضا“ کو پیش کروں گا۔ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۶)

اس پر بصیرت افروز تبصرہ کرتے ہوئے شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ تحفہ مختلف وجوہ سے چھوٹا ہوتا ہے، ایک معمولی آدمی کسی معمولی آدمی کو تحفہ پیش کرے اس کی حیثیت اور ہوگی۔ اور ایک متوسط دوسرے متوسط کو تحفہ پیش کرے اس کی حیثیت اور ہوگی، اور ایک رئیس دوسرے رئیس کو تحفہ پیش کرے اس کی حیثیت اور ہوگی۔ پھر رعایا اگر بادشاہ کو تحفہ پیش کرے تو اس کے بھی حسب تفصیل بالا، مختلف مدارج ہوں گے۔ پھر تحفہ وقت اور تقریب کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ عام حالات میں جو تحفہ پیش کیا جاتا ہے اس کی حیثیت اور ہوتی ہے، اور کسی تقریب کے موقع پر پیش کیا جاتا ہے اس کی حیثیت اور، پھر تقریب کی شان کے اعتبار سے تحفہ بدلتا رہتا ہے۔ عام تقریبات کا تحفہ اور ہوگا اور خاص تقریبات کا تحفہ اور۔ اور سب سے اعلیٰ تقریب کا تحفہ سب سے اعلیٰ۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ مجدد اعظم، تو بلاشبہ ان کے مرشد، مرشد اعظم، اب ذرا توجہ کے ساتھ ذہن حاضر کر کے سنئے! قیامت کا دن رب العالمین کے دربار اعظم کا دن ہے۔ نہ تو رب العالمین نے اس کے پہلے اتنا بڑا دربار منعقد کیا اور نہ آئندہ منعقد ہوگا۔ تمام اولین و آخرین، انبیاء و مرسلین اور ان کی امت کے تمام علمائے کالمین اور اولیائے عارفین، مومن و کافر، متقی و فاسق، بادشاہ و رعایا، ظالم و عادل، سبھی حاضر ہوں گے۔ اس دربار اعظم میں اپنے عہد کے مرشد اعظم نے رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے جو تحفہ متعین فرمایا ہے وہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ذات ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا

کہ خاتم الاکابر کے خزانہ عامرہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے زیادہ قیمتی ہیرا نہیں۔ (مجموعہ مقالات شارح بخاری)۔

سیدنا اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ کو ہوئی اور بیعت کے لیے حاضری ۵ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۵ھ میں، اس طرح بیعت و خلافت کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال چند ماہ تھی۔ لہذا عنقوان جوانی میں پاکیزگی نفس اور طہارت قلب کی شہادت ایک عارف باللہ کی زبان فیض ترجمان سے ملنا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، حقیقت یہ ہے کہ مرشد اعظم نے اپنے مرید صادق کے ظاہر و باطن کو ایک ہی نظر میں ملاحظہ فرمالیا تھا بلکہ اس سے بھی اہم وہ فرمان ہے جس میں فرمایا:

آئیے! ہم تو کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

یعنی پیر روشن ضمیر اپنی نگاہ باطن سے آپ کے احوال و کوائف اور سفر و حضر کے تمام ارادوں اور نیتوں کو بھی ملاحظہ فرما رہے تھے، لہذا حاضری سے قبل ہی آپ پر عیاں تھا کہ ایک ایسا مرید و مسترشد بھی آنے والا ہے جو سابقہ ارادت مندوں سے منفرد ہے۔

مرشد اعظم کا روحانی فیض:

امام احمد رضا اپنے مرشد برحق کی بارگاہ میں جس نیاز مندی سے حاضر ہوئے تھے اسی انداز سے شیخ کی بارگاہ سے فیض یاب بھی ہوئے۔ یعنی شیخ نے پہلی ہی ملاقات میں باطن کے ساتھ آپ کے ظاہر کو بھی اپنے رنگ میں ایسا رنگ دیا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے خدام بارگاہ نے بھی اپنی نگاہوں سے وہ جلوے دیکھے جو شیخ کی ذات اقدس میں شب و روز دیکھتے تھے۔

حضرت امین ملت تحریر فرماتے ہیں:

حضرت صاحب (خاتم الاکابر پیر و مرشد) نے اسی محفل میں اعلیٰ حضرت کو وہ تمام اعمال و اشغال و غیر ہا عطا فرمادیے جو خانوادہ برکات میں سینہ بہ سینہ چلے آ رہے تھے۔ مرشد برحق کے فیض روحانی کا یہ عالم تھا کہ جب اعلیٰ حضرت حویلی سجادگی سے باہر

تشریف لائے تو ایسا محسوس ہوا گویا جوانی کے دور کے حضور سیدی آل رسول تشریف لا رہے ہیں۔ حویلی سے باہر جو فقرا اور درویش حاضر تھے انہوں نے حسب دستور قدیم اسم جلالت ”اللہ اللہ“ کا نعرہ بلند کیا، چند لمحات کے بعد اعلیٰ حضرت اپنی شکل میں آگئے۔ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۶)۔

امام احمد رضا کا بارگاہ مرشد میں نذرانہ عقیدت:

مرشد برحق کی بارگاہ اقدس سے ان تمام انعامات کے بعد ایک اعزاز اور ملا جو آپ کے علمی منصب کی معراج اور والد ماجد کے دست مبارک سے آپ کے سر پر فضیلت کے آراستہ تاج کی چمک دمک کو دوبالا کرنے والا تھا، وہ یہ کہ آپ نے بھرپور اعتماد کے ساتھ اپنے ولی عہد و جانشین سیدی شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ سے فرمایا: ”دیکھو! اب ہماری اور ہمارے خاندان کے اکابر کی جو کتابیں شائع ہوں، ان دونوں عالموں (مولانا احمد رضا خاں اور مولانا عبدالقادر بدایونی) کو دکھائی جائیں اور یہ جیسے اصلاح کریں، قبول کی جائے اور پھر اشاعت ہو۔“

در اصل مرشد اعظم نے آپ کا ماضی اور حال ہی نہیں دیکھا تھا بلکہ ان پر آپ کا روشن و تاب ناک مستقبل بھی عیاں تھا۔ وہ یہ بھی ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ان کی تحقیقات علمیہ میدان علم و دانش میں اپنی مثال آپ ہوں گی اور وہ یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مولانا احمد رضا خاں ایک دن علوم و معارف کے گلشن کی اس طرح آب یاری کریں گے کہ امامت کے منصب پر فائز ہو کر چودھویں صدی کے مجدد کہلائیں گے، اور پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ نے جس میدان میں قدم رکھا اس میں گوئے سبقت لے گئے، ہر طرف سے داد و تحسین کی صدائیں بلند ہوئیں، چہار سو علم و فضل کے چرچے ہوئے اور عشق و عرفان نے ان کے قلم کے بو سے لیے۔

قارئین نے یہاں تک تو مرشد اعظم کی عنایتوں، نوازشوں اور انعامات کی بارشوں کو ملاحظہ کیا۔ اب مسترشد با وفا، صاحب صدق و صفا کی نیاز مند یوں اور شیخ کی بارگاہ

میں ادب و تعظیم کے نمونوں کو بھی ملاحظہ کریں۔
حضرت امین ملت فرماتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکات تہ تک برہنہ پا پیدل تشریف لاتے تھے۔ اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو حجام شریف فرماتے اور اس کے لیے کھانے کا خوان اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔“ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۶)

مارہرہ مقدسہ کی وجہ تسمیہ تاریخ کے آئینہ میں جو بھی ہو اس سے بحث نہیں، یہاں شیخ اعظم کے مولود و مسکن کی معنوی حیثیت امام احمد رضا کے نزدیک اپنی سرکاروں کی نسبت سے عشق و محبت کی بدولت کچھ اور ہی پتہ دیتی ہے۔

آپ ماہ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ میں اپنے مرشد کے آستانہ پر حاضری کے لیے مارہرہ مطہرہ پہنچے تو آپ کے مرشد ثانی، سراج السالکین حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ نے عربی زبان میں شجرہ قادریہ برکاتیہ لکھنے کا حکم فرمایا۔ اسی کو حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

”شجرہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف جسے امام احمد رضا نے اپنے مرشد (حضرت نوری میاں صاحب قبلہ) کی فرمائش پر بہ صیغہ درود شریف قلم برداشتہ تحریر فرمایا۔

فقیر برکاتی سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ (ایٹھ) (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۶۲)۔

یہ شجرہ مبارکہ آپ کی جودت طبع اور عشق و محبت کا شاہ کار ہے۔ آپ نے اسمائے مشائخ کرام کو حسین انداز میں حضور نبی کریم سید عالم ﷺ کی صفات پر محمول فرماتے ہوئے ایک سلک گوہر میں پرو دیا ہے۔ اس کی کما حقہ خوبیوں سے تو اہل علم ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہاں مجھے صرف اس نکتہ کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا ہے کہ مشائخ عظام کے اسمائے طیبہ کے جھرمٹ میں مارہرہ کا نام بھی نہایت معنی خیز انداز میں لایا گیا ہے، یعنی لفظ ”مارہرہ“ کو عربی زبان کا لفظ قرار دے کر یوں استعمال فرمایا ہے:

”اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنَا الْمُصْطَفَىٰ رَفِيعَ الْمَكَانِ. اللّٰهُمَّ وَعَلَى أَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَمَشَائِخِنَا الْكِرَامِ وَعَلَيْنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ مَارْهُرْهُ أَقْمَارُ الْيَقِينِ فِي مَهْمِهِ صُدُورِ الْعَارِفِينَ.“ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۶۵)۔

یعنی حضور نبی کریم سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلاۃ و سلام پیش کرنے کے بعد صحابہ عظام اور مشائخ کرام کے ساتھ اپنے لیے درود و سلام ہے اور پھر نزول رحمت کی دعا کی توقیت اور مدت بیان فرماتے ہوئے لفظ ”مارہرہ“ کو یوں فرمایا: مَارْهُرْهُ أَقْمَارُ الْيَقِينِ فِي مَهْمِهِ صُدُورِ الْعَارِفِينَ۔

یعنی جب تک عارفین کے کشادہ سینوں میں یقین کے چاند درخشندہ رہیں۔ یہاں ”مَارْهُرْهُ“ میں لفظ ”ما“ بمعنی ”مادام“ ہے اور ”رْهُرْهُ“ رباعی مجرد فعل ماضی ”أَقْمَارُ الْيَقِينِ“ اس کا فاعل۔

اب اس کی معنویت پر غور کریں اور اسی روشنی میں مرشد اعظم کے مولد و مسکن کی آپ کے نزدیک قدر و منزلت اور قلب و ذہن میں جاگزیں محبت و وقعت کا اندازہ لگائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب کسی ہستی کا عشق، ذہن و دماغ میں سما جاتا ہے تو عاشق کو اس کے مناسبات و متعلقات میں بھی خوبیاں اور عظمتیں ہی نظر آتی ہیں اور ہر شئی معنویت کے حسن سے بھرپور دکھائی دیتی ہے۔

یہ احوال، مرشد کے منسوبات کے تھے، خود مرشد برحق کی ذات ستودہ صفات سے ان کو کیسی عقیدت تھی اور ان کے فیضان عام و تام کا کیسے پرزور الفاظ میں اعتراف و اظہار فرماتے تھے؟ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

ہاں ہاں، یہ ادنیٰ خاک بوئی آستان رفیع غلمان منبع بندگان بارگاہ عرفان پناہ اقدس، حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت أَعْرِفُ الْعُرَفَاءَ الْكِرَامِ، مَرْجِعُ الْأَوْلِيَاءِ الْعِظَامِ السَّحَابِ الْهَامِرِ بَفَيْضِ الْقَادِرِ، الْعَبَابِ الزَّاجِرِ بِالْفَضْلِ الْبَاهِرِ، ذُو الْقُرْبِ الزَّاهِرِ، وَالْعُدُوِّ الظَّاهِرِ، وَالنَّسَبِ الطَّاهِرِ، مَلْحَقُ الْأَصَاغِرِ بِالْجَلِيلَةِ الْكَابِرِ، مَعْدِنُ الْبَرَكَاتِ، مَخْزَنُ

الْحَسَنَاتِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَارِثِ النُّجَدَاتِ مِنْ حَمْزَةِ الْحَمَزَاتِ الْقَمَرِ الْمُسْتَبِينَ بِالنُّورِ الْمُبِينِ مِنْ شَمْسِ الدِّينِ أَبِي الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وَالشَّرَفِ الْكَرِيمِ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَلِجَانَانَا وَشَيْخِ مَرَشَدِي كَنْزِي وَذَخْرِي لِيَوْمِي وَغَدِي أَعْلَى حَضْرَتِ سَيِّدِنَا السَّيِّدِ الشَّاهِ آلِ رَسُولِ الْاِحْمَدِي فَاطِمِي حَسِينِي قَادِرِي بَرَكَاتِي وَاسْطِي بَلَجْرَامِي مَارْهُرْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَاجْرُلْ وَأَعْظِمْ قُرْبَهُ مِنْهُ وَأَشْرُقْ عَلَيْنَا مِنْ نُورِهِ التَّامِ وَأَفَاضْ عَلَيْنَا مِنْ بَحْرِهِ الطَّامِ وَجْعَلْنَا مِنْ خَدَمِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى آبَائِهِ الْكِرَامِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَبَدَ الْآبَدِينَ۔

عہد مابالب شیریں دہنان بست خدائے

ماہمہ بندہ وائیں قوم خدا ونداند

(خدائے شیریں دہنوں کے لبوں سے ہمارا عہد باندھ دیا۔ ہم سب بندے ہیں

اور یہ لوگ ہمارے آقا ہیں۔) (فتاویٰ رضویہ طبع جدید، ۵/۱۶۵)

امام احمد رضا کو اپنے مرشد سے ان کی ظاہری حیات مقدسہ میں ملاقاتوں کا شرف کتنی بار ملا، اس کا حال تلاش بسیار کے بعد بھی نہ کھلا، چون کہ کل مدت بیس ماہ کے قریب ہے، کیوں کہ آپ ۵/جمادی الآخرہ ۱۲۹۵ھ میں بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور حضرت خاتم الاکابر کا وصال ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو ہوا۔

بہر حال جتنی ملاقاتیں بھی ہوئی ہوں وہ اپنے مقام پر سب اہمیت کی حامل ہوں گی، البتہ اتنا تو بالکل واضح ہے کہ مرشد برحق کے فیضان سے پہلے ہی دن ایسے سرشار ہو چکے تھے کہ شریعت کے امام، والد ماجد کی تعلیم کے ذریعہ ہوئے تھے تو طریقت کا امام مرشد صادق نے بنادیا تھا۔

اسی کو حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نوری بریلوی نے تحریر فرمایا:

”شریعت کی تعلیم و تربیت باپ سے ملی تھی اور طریقت کی تکمیل پیر و مرشد نے

کرا دی، اس وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ شریعت و طریقت دونوں کے امام ہو گئے۔“

سرکار نور کا امام احمد رضا پرافاضہ:

امام احمد رضا کے مرشد برحق نے اپنے وصال سے قبل آپ کو اپنے خلیفہ و صاحب سجادہ نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری کے سپرد فرمایا تھا۔ لہذا آپ نے ان کو شیخ ثانی جانا اور مانا اور اس نوری دربار گہر بار سے بھی لبالب نوری جام پی کر اپنے آپ کو خوب خوب سیراب کیا، اسی کو سرکار مفتی اعظم نہایت پر جوش لہجہ میں یوں بیان فرمایا کرتے:

”اور تو اور خود اعلیٰ حضرت نے بھی میرے پیرو مرشد کے ہاں در یوزہ گری کی ہے

اور فیض پایا ہے۔“ (۱۴)

سرکار نوری میاں مجمع علوم ظاہر باطن تھے، لہذا اعلیٰ حضرت نے کامل اٹھائیس سال دونوں علوم میں استفادہ کیا اور اس شان سے کہ مثال مشکل سے ملے۔ علم جفر کے تعلق سے امام احمد رضا جیسے عبقری العلوم والفنون نے فرمایا:

”یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود، اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود“۔ پھر فرمایا:

”اور مجھ جیسے کے لیے جس نے کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا ملا، صرف ایک قاعدہ ”بدوح یلن“ کہ مزدوجات سے ہے، والا حضرت عظیم البرکت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے بارہ سو چورانوے میں تذکرہ تعلیم فرمایا تھا۔“ (المفہوظ)

اس علم میں امام احمد رضا کو کیا کمال حاصل تھا، مختصر اُیوں سمجھو کہ متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔

سبحان اللہ! یہ نوری جام پینے اور پلانے والوں کا کمال تھا کہ چند منٹوں کا افادہ و استفادہ دوسروں کی برسوں کی محنت شاقہ پر فوقیت لے گیا۔ یہی وہ کمال تھا جس کی بنیاد پر سرکار نور سے ایسی سرفرازی ملی جو شاید و باید۔ چنانچہ اس کا اظہار سرکار نوری میاں نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں ایک مکتوب گرامی کے ذریعہ فرمایا اور آپ کو ”چشم و چراغ

خاندان برکات“ تحریر کیا اور اس خطاب کے قبول کرنے پر زور دیا۔ فرماتے ہیں:

”چشم و چراغ خاندان برکات یہ مارہرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب دام عمر ہم و علم ہم۔ از ابوالحسین بعد دعائے فقیر مقبولیت محررہ القاب سطر بالا“

”واضح ہو کہ یہ خطاب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو دیا تھا، باوجود یکہ میں لائق اس کے نہ تھا، تحریر فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ اب میں بظاہر اسباب، انواع انواع امراض میں ایسا مبتلا ہوں کہ مصداق اس مصرع کا ہو گیا ہوں مع

اگر ماند شبے ماند، شب دیگر نمی ماند

اور مولانا عبد القادر صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اٹھ گئے اور جگہ خالی کر گئے۔ تو اب سوائے آپ کے حامی کا اس خاندان عالی شان کا خلفا میں کوئی نہ رہا۔

لہذا میں نے یہ خطاب آپ کو بایمائے غیبی پہنچا دیا۔ بطوع و رغبت آپ کو قبول کرنا ہوگا اور میں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ بہ رغبت قلب یہ خطاب آپ کو بہہ کیا اور بخش دیا، یہی خط اس کی سند میں باضابطہ رہے۔ فقط ابوالحسین۔ از مارہرہ“ (اہل سنت کی آواز، قصیدہ نور کا، ص ۱۸۵)۔

اہل خرد خوب جانتے ہیں کہ کسی خاندان کا چشم و چراغ خود خاندان ہی کا فرد ہوتا ہے، لیکن یہ خاندانی رسم و رواج سے بالا فیصلہ اس بات کی صراحت تھا کہ سرکار نور میں جو مقبولیت و سرفرازی اس وقت اعلیٰ حضرت کو ملی وہ اپنی مثال آپ تھی، اور جو مقام والا شان سرکار نور میں آپ کا تھا اس میں کوئی سہیم و شریک نہیں تھا۔ مکتوب گرامی کی وہ عبارت نہایت معنی خیز ہے جس میں ارشاد فرمایا:

”لہذا میں نے یہ خطاب آپ کو بایمائے غیبی پہنچا دیا“۔

یعنی آپ کا یہ فیصلہ محض طبعی رجحان کا باعث نہیں تھا بلکہ قلبی میلان اور رضا و رغبت کے ساتھ ساتھ کسی عظیم ہستی کا اشارہ بھی تھا جس کی بدولت سرکار نور نے یہ فیصلہ سنایا۔

واضح رہے کہ خاندان کا چشم و چراغ ہونے کے لیے خاندانی افراد میں کسی چھوٹے یا بڑے کی تخصیص نہیں ہوتی، بلکہ یہ اعزاز خاندان کے کسی بھی فرد کو مل سکتا ہے، البتہ اتنی بات

ضرور ہے کہ جس کو بھی یہ خطاب دیا جاتا ہے اس پر خاندان کے اکابر و اصغر کو ناز ہوتا ہے۔ خاندان کی نصرت و حمایت، اس کی تعلیمات کی نشر و اشاعت، اس کے مشن کو فروغ دینے کی ہمت و قوت اور لیاقت و مہارت، یہ تمام صفات اس کا طرہ امتیاز ہوتی ہیں۔ سرکار نور کے مکتوب گرامی کی عبارت کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ چیزیں بخوبی سمجھی جاسکتی ہیں، اور امام احمد رضا محدث بریلوی کی ذات جامع الصفات میں یہ چیزیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

حضرت امین ملت تحریر فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ میں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت حقیقتاً چشم و چراغ خاندان برکات تھے، جو نسبت خاندان برکات تہ کو ان سے، ان کو خانوادہ برکات تہ سے ہے وہ کسی دوسرے خانوادے کو نہیں۔“ (امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ قاری دہلی، ۲۳۶)

مجدد وقت:

مولانا حسنین رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت قبلہ کے فیضان مجددیت کا ظہور ۱۳۰۱ھ کے آغاز سے ہوا۔ یہ واقعہ ذرا تفصیل طلب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے چچا مولوی محمد شاہ خاں صاحب عرف تھن خاں صاحب مرحوم سوداگری محلہ کے قدیمی باشندے تھے، اعلیٰ حضرت سے عمر میں ایک سال بڑے تھے، بچپن ساتھ گزرا، ہوش سنبھالا تو ایک ہی جگہ نشست و برخاست رہی۔ ایسی حالت میں آپس میں بے تکلفی ہونا ہی تھی۔ ان کو اعلیٰ حضرت قبلہ تھن بھائی جان کہتے تھے اور ان کے ایک سال بڑے ہونے کا بڑا لحاظ فرماتے تھے، یہ بھی اکثر سفر و حضر میں ساتھ ہی رہتے۔ آدمی ذی علم تھے، گھر کے خوش حال زمین دار تھے، یہاں تک کہ ندوہ کے مقابلہ میں جب اعلیٰ حضرت قبلہ نے بہار و کلکتہ کا سفر کیا تھا تو تھن میاں بھی ساتھ رہے۔ میں نے اپنے ہوش سے انہیں اعلیٰ حضرت قبلہ کی صحبت میں خاموش اور مودب ہی بیٹھے دیکھا۔ انہیں اگر مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تو دوسروں کے ذریعہ سے دریافت کراتے۔ میں مدتوں سے یہ ہی دیکھ رہا تھا، ایک روز میں نے چچا سے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت تو آپ کی بزرگی کا لحاظ کرتے

ہیں آپ ان سے اس قدر کیوں جھجکتے ہیں کہ مسئلہ خود نہیں دریافت کرتے۔ انہوں نے فرمایا: کہ ہم اور وہ بچپن سے ساتھ رہے، ہوش سنبھالا تو نشست و برخاست ایک ہی جگہ ہوتی، نماز مغرب پڑھ کر ہمارا معمول تھا کہ ان کی نشست گاہ میں آ بیٹھتے۔ سید محمود شاہ صاحب وغیرہ چند ایسے احباب تھے کہ وہ بھی اس صحبت کی روزانہ شرکت کرتے، عشا تک مجلس گرم رہتی، اس مجلس میں ہر قسم کی باتیں ہوتی تھیں، علمی مذاکرے ہوتے تھے، دینی مسائل پر گفتگو ہوتی اور تفریحی قصے بھی ہوتے، جس دن محرم ۱۳۰۱ھ کا چاند ہوا۔

اس دن بھی حسب معمول ہم سب بعد مغرب اعلیٰ حضرت کی نشست گاہ میں آ گئے۔ اعلیٰ حضرت خلاف معمول کسی قدر دیر سے پہنچے۔ حسب معمول سلام علیک کے بعد تشریف رکھی اور لوگ بھی تھے، مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تھن بھائی جان آج ۱۳۰۱ھ کا چاند ہو گیا، میں نے عرض کیا: میں نے بھی دیکھا، بعض اور ساتھیوں نے چاند دیکھنا بیان کیا، اس پر فرمایا کہ بھائی صاحب یہ تو صدی بدل گئی۔ میں نے بھی عرض کیا: صدی تو بیشک بدل گئی، خیال کیا تو واقعی اس چاند سے چودھویں صدی شروع ہوئی تھی۔ اس پر فرمایا کہ اب ہم آپ کو بھی بدل جانا چاہیے۔ یہ فرمانا تھا کہ ساری مجلس پر ایک سکوت طاری ہو گیا اور ہر شخص اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا پھر کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی، کچھ دیر سب خاموش بیٹھے رہے اور سلام علیک کر کے سب فرداً فرداً چلنے لگے، اس وقت تو کوئی بات سمجھ ہی میں نہ آئی کہ یکا یک اس رعب چھا جانے کا سبب کیا ہوا، دوسرے روز بعد فجر جب سامنا ہوا اور ان کے مجردانہ رعب و جلال سے واسطہ پڑا تو یاد آیا کہ انہوں نے جو بدلنے کو فرمایا تھا تو وہ خدا کی قسم ایسے بدلے کہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے، اور ہم جہاں تھے وہیں رہے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن کہ ہمیں ان سے بات کرنے کی ہمت ہی نہ ہوئی، بلکہ اس اہم تبدیلی پر ہم نے تنہائی میں بارہا غور بھی کیا تو بجز اس کے کوئی بات سمجھ ہی میں نہ آئی کہ ان میں منجانب اللہ اس دن سے کوئی بڑی تبدیلی کر دی گئی ہے جس نے انہیں بہت اونچا کر دیا ہے اور ہم جس سطح پر پہلے تھے وہیں اب ہیں۔ ہاں جب دنیا انہیں مسجد المآء الحاضرة کے نام سے پکارنے لگی تو سمجھ میں آیا کہ وہ تبدیلی یہ تھی جس نے ہمیں اتنے روز حیران ہی رکھا۔ یہ تھی وہ تاریخ جس میں انہیں

موجودہ صدی کا مجدد بنایا گیا اور مجددیت کا منصب جلیل عطا ہوا اور ساتھ ہی ساتھ وہ رعب عطا ہوا جو اسی تاریخ سے محسوس ہونے لگا، باوجودیکہ ہمیں بے تکلفی کے لیل و نہار اب تک یاد ہیں مگر رعب حق برابر روز افزوں ہے جو ان کے مدارج کی مزید ترقی کی دلیل ہے۔ (سیرت اعلیٰ حضرت)

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

محدث بریلوی نے پوری شدت اور قوت کے ساتھ بدعات کا استیصال کیا اور احیائے دین متین اور احیائے سنت کا اہم فریضہ ادا کیا، اسی لیے علمائے عرب و عجم نے ان کو مجدد کے لقب سے یاد کیا۔

۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں پٹنہ (بھارت) میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پاک و ہند کے سیکڑوں علماء جمع ہوئے، اس جلسہ میں محدث بریلوی کو ان سے بزرگ علماء کی موجودگی میں مجدد کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اسی طرح علماء سندھ میں شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری مہاجر مدنی نے محدث بریلوی کی عربی کتاب الدولۃ المکیہ پر تقریف لکھی تو اس میں تحریر فرمایا: ”مجدد المائة الحاضرة، مؤيد الملة الطاهرة“۔

علمائے عرب میں مندرجہ ذیل حضرات نے فاضل بریلوی کو مجدد کے لقب سے

یاد کیا ہے:

(۱) سید اسماعیل بن خلیل محافظ کتب حرم مکہ معظمہ۔

(۲) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری (محدث بریلوی)۔

وصال اقدس

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو لوگ بعد نماز فجر حسب معمول مزاج پرسی کے لیے آئے تو اعلیٰ حضرت قبلہ کی طبیعت اس قدر شگفتہ اور بحال تھی کہ لوگوں کو مسرت ہوئی اور یہی حالت رحلت تک رہی۔

۱۲ بجے دن کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ نے جائداد کا وقف نامہ لکھوایا اور اپنے

دستخطوں سے مزین فرمایا، اس کے بعد حضرت حجتہ الاسلام سے سورہ رعد پڑھوائی جسے بڑے اطمینان سے بغور سنتے رہے پھر یسین شریف پڑھوائی۔ ۲ بجے کے بعد پانی طلب فرمایا جو پیش کیا گیا، پانی پی کر کلمہ طیبہ پڑھنے لگے کچھ دیر کے بعد صرف اسم جلالت اللہ، اللہ کا ورد فرمایا یہاں تک کہ دو بج کر ۳۸ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہا اور ان کی روح پاک اپنے رفیق اعلیٰ کی بارگاہ میں چلی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ جمعہ کا دن تھا، صفر المظفر کی ۲۵ تاریخ تھی، دو بج کر ۳۸ منٹ ہوئے تھے جب دنیائے اسلام میں خطیب منبروں پر خطبوں میں بلند آواز سے پڑھ رہے تھے: اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجعلنا منہم۔

اے اللہ اسکی مدد کر جس نے تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی مدد کی اور ہمیں بھی ان کی ہمراہی کا شرف عطا فرمایا۔

ان کی روح ان دعاؤں کے جھرمٹ میں ملی جلی بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مشاہیر تلامذہ:

اسمائے گرامی ولادت/وفات

استاذ زمن مولانا حسن رضا خان صاحب بریلوی (برادر اوسط) ۱۲۷۶ھ/۱۳۲۶ھ

حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب، بریلوی (خلف اکبر) ۱۲۹۲ھ/۱۳۶۲ھ

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی (خلف اصغر) ۱۳۱۰ھ/۱۴۰۲ھ

ابوالحمود مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی ۱۲۸۶ھ/۱۳۴۳ھ

ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری ۱۳۰۳ھ/۱۳۸۲ھ

عید الاسلام مولانا عبدالسلام صاحب جبلپوری ۱۲۷۲ھ/۱۳۷۳ھ

سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد صاحب پبلی بھیتی ۱۲۸۳ھ/۱۳۵۲ھ

ابوالفیض صوفی قلندر علی صاحب سہروردی سیالکوٹی ۱۳۷۷ھ

محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی
 مولانا حافظ یقین الدین صاحب برنی
 مولانا رحیم بخش صاحب آروی
 مولانا مفتی اعجاز ولی خان صاحب، بریلوی
 مولانا حسنین رضا خاں صاحب، بریلوی (برادر زادہ)
 مولانا رحیم بخش صاحب مظفر پوری
مشاہیر خلفائے ہند و پاک:

حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی
 سند الحدیث مولانا سید دیدار علی صاحب الوری
 قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی
 مجاہد اسلام مولانا احمد مختار صاحب میرٹھی
 مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی
 مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری
 صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی
 صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی
 مولانا سید ابوالبرکات الوری
 مولانا مفتی محمد غلام جان صاحب ہزاروی
 مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خان صاحب، بریلوی (نبیرہ اکبر)
 امین الفتوی رئیس اعظم مولانا محمد شفیع صاحب پیسل پوری
 مولانا حاجی محمد لعل خان صاحب کلکتوی
 مولانا محمد شفیع صاحب پیسل پوری
 برہان ملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب جبلپوری

مولانا عمر الدین صاحب ہزاروی
 ان کے علاوہ آپ کے تلامذہ میں تقریباً سب آپ کے خلفا ہیں۔
 امام احمد رضا کی وسعت نظر، جودت فکر، ذہن ثاقب اور رائے صائب نے ان کو
 اپنے دور میں پوری دنیا کا مرکز اور مرجع فتاویٰ بنا دیا تھا۔ آپ کے یہاں متحدہ ہندوستان
 کے علاوہ برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ اور حجاز مقدس وغیرہا سے بکثرت استفتا
 آتے اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے تھے۔ ان سب کا جواب نہایت فراخ
 دلی اور خلوص ولہیت سے دیا جاتا تھا اور کبھی کسی فتویٰ پر اجرت نہیں لی جاتی تھی اور نہ ہی کہیں
 سے تنخواہ مقرر تھی۔ یہ اس خاندان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔

فتاویٰ رضویہ چودھویں صدی کا بلاشبہ فقہی انسائیکلو پیڈیا ہے اور مجھ جیسا بیچ داں
 اس کی کما حقہ خوبیاں بیان کرنے سے قاصر اور اس کی علمی گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے۔ وہ
 ایسا بحر بیکراں ہے جسکے ساحل پر کھڑے رہ کر اس کے مناظر قدرت تو دیکھے جاسکتے ہیں لیکن
 اسکی گہرائی کو ناپنا اور غوصی کر کے موتی برآمد کرنا ہر کہہ و مہ کا کام نہیں۔

آپ کے فتاویٰ سے متاثر ہو کر بڑے بڑے علامہ وقت اتنا لکھ چکے ہیں کہ ان کو
 جمع کیا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے۔ آپ کے بعض عربی فتاویٰ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد
 محافظ کتب حرم سید اسماعیل خلیل نے لکھا اور کیا خوب لکھا:

واللہ أقول والحق أقول: لو رأها أبو حنيفة النعمان لأقوت عينه
 ويجعل مؤلفه من جملة الأصحاب.

قسم کھا کر کہتا ہوں اور حق کہتا ہوں کہ اگر ان فتاویٰ کو امام اعظم ابو حنیفہ ملاحظہ
 فرماتے تو ان کو خوشی ہوتی اور صاحب فتاویٰ کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔

آپ کو پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں تبحر حاصل تھا اور جس فن میں قلم اٹھایا
 تحقیق انیق کے دریا بہائے، آپ نے پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار کتابیں
 تصنیف فرمائیں۔

خاتم الخلفاء شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ

ڈاکٹر سید علیم اشرف جاسی، شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

علامہ اقبال کے رفیق و ہمد ”تحائف اشرفی“ کے مرتب میر سید غلام بھیک نیرنگ مخاطب یہ فقیر اللہ شاہ ایم ایل اے، وکیل و رئیس انبالہ تقریباً ایک صدی قبل مقدمہ کتاب مذکور میں اپنے پیرومرشد کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کا نام نامی واسم گرامی حاج الحرمین سید علی حسین، کنیت ابو احمد، لقب خاندانی پیر زادہ اعلیٰ حضرت، خطاب سجادہ نشین سرکار کلاں اور تخلص اشرفی ہے۔“

نسب و خاندان:

ہم شبیہ غوث اعظم مجدد اشرفیت محبوب ربانی شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت ابو احمد سید شاہ محمد علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ السامی کا سلسلہ نسب محبوب سبحانی، بازا شہب و طراز مذہب سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت غوث پاک کے صاحبزادے تاج العراق سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام کی ذریت میں سے ایک بزرگ سیدنا شیخ سیف الدین یحییٰ ابن ابی نصر محمد ابن شیخ الاسلام عماد الدین ابن ابی صالح نصر ابن تاج العراق نے تبلیغ دین کی غرض سے شام کے قدیم شہر حمہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ شہر بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے کنعانیوں نے آباد کیا تھا سکندر مقدونی سے لے کر صلیبی حملہ آوروں تک اور باطنی تحریک سے لے کر تاتاری در اندازوں تک خطے کی تاریخ میں اس شہر کا مرکزی کردار رہا ہے۔ اسی شہر کے قریب عین جالوت کے مقام پر ملک المظفر نے اہالیان شہر کے تعاون سے تاتاریوں کو تاریخ میں پہلی بار شکست سے دوچار کیا تھا اور ان وحشیوں کے ناقابل شکست ہونے کے بھرم کو چکنا چور

کر دیا تھا۔ اسلامی تاریخ کا یہ سنہری واقعہ ۱۲۶۰ء میں پیش آیا۔ یہ شہر عاصی ندی کے کنارے ایک پہاڑی پر قائم ہے اور اپنی تاریخی اہمیت، جغرافیائی محل وقوع اور خوبصورت مناظر اور دلفریب نظاروں کے لئے مشہور ہے۔ اس شہر کو مدینہ ناعورات یعنی رہٹوں کا شہر بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ قدیم زمانے میں اہل شہر دریا اور اس کی شاخوں سے پانی لینے کے لئے رہٹ کا استعمال کیا کرتے تھے۔ آج بھی بہت سارے قدیم محلات اور مکاناتوں سے رہٹ لگے ہوئے ہیں، جو اس شہر کو ایک الگ منظر نامہ دیتے ہیں اس شہر کے حسن و جمال کو ایک عربی شاعر نے یوں نظم کیا ہے۔

هذه حماة مدينة سحرية

وانا امرو بجمالها مسحور

یالیت شعری ما اقول بوصفها

فحماة شعر کلها و شعور

سیدنا شیخ سیف الدین جیلانی کے ورود مسعود کے ساتھ یہ شہر تصوف و روحانیت کا بھی مرکز بن گیا۔ آپ کی اولاد سے ایک پورا محلہ آباد ہو گیا جو آج بھی محلہ ”الکلیانیہ“ کے نام سے شہر میں موجود ہے۔ اس محلہ کی بڑی آبادی کا تعلق حضرت والا کی نسل سے ہے۔

حضرت سیف الدین جیلانی کی چھٹی پشت میں ایک بزرگ ہوئے جن کا نام سید عبدالغفور حسن جیلانی تھا۔ انہیں کے صاحبزادے مخدوم الافاق سیدنا عبدالرزاق جیلانی حموی، حضور اشرفی میاں کے جد اعلیٰ تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحدا الدین میر سید اشرف سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ ایک بار جب مخدوم سید اشرف اپنی عالمی سیاحت کے دوران حمہ پہنچے تو تھوڑے عرصے کے لئے اپنی بہن کے یہاں بھی مقیم ہوئے۔ اس وقت سیدنا عبدالرزاق جیلانی کی عمر بارہ سال تھی۔ دوران قیام وہ حضرت مخدوم صاحب سے اس قدر مانوس ہوئے کہ ان کی روانگی کے وقت بضدان کے ساتھ ہوئے۔ ماموں کے تئیں ایسی محبت و وارفتگی دیکھ کر ان کے گھر والے بالخصوص والدین کریمین بھی ان کے اس غیر معمولی فیصلے سے متفق ہو گئے۔ حضرت مخدوم

صاحب نے ان کی تعلیم و تربیت فرمائی، سلوک و معرفت کے مراحل طے کرائے اور انہیں اپنا روحانی بیٹا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا اور اسی روحانی نسبت کے حوالے سے سیدنا عبدالرزاق جیلانی حموی کی اولاد پر مشتمل حسی سادات کا یہ خاندان خانوادہ اشرفیہ کے نام سے معروف و مشہور ہے اور گزشتہ چھ صدیوں سے زائد ایمان، اسلام اور احسان یعنی دین متین کے تینوں ارکان کے کشت زاروں کی آبیاری میں مصروف ہے۔ علم و روحانیت کا ایسا طویل، مسلسل اور مربوط سلسلہ برصغیر ہی میں نہیں پورے عالم اسلام میں بھی بے حد قلیل الوجود ہے۔

اس خانوادہ علم اور سلسلہ تصوف کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ خدمت دین کے اس چھ سو سالہ سفر میں اس خاندان میں نہ جانے کتنے مخدوم، شیخ الاسلام اور ائمہ شریعت و طریقت گزرے ہیں جو اس بات کے حقدار تھے کہ ان کے مریدین و متوسلین خود کو ان کی طرف منسوب کرتے مگر مخدومی نسبت اس خاندان کو ایسی عزیز رہی کہ تمام نسبتیں اس نسبت عالیہ میں فنا ہوتی رہیں اور ہر مرکزیت اس ایک مرکزی ذات قدس صفات پر نثار ہوتی رہی۔

مؤسس خانوادہ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت شریعت و طریقت کا مجمع البحرین تھی۔ آپ کے بعد آپ کے روحانی فرزند اور جانشین حضرت عبدالرزاق نورالعین اور پھر ان کے بعد ان کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت فرزندوں نے علم و روحانیت کے اس کارواں کی قیادت کی۔ ان میں سے حضرت شمس الدین ناکتھہ انتقال فرما گئے۔ باقی چار کو مخدومی خلافت حاصل ہوئی۔ بڑے صاحبزادے حضرت شاہ حسن کو ولایت کچھوچھ، دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ حسین کو ولایت جوہپور، تیسرے حضرات حاجی احمد کو ولایت جائسی اور آخری حضرت فرید کو ولایت بسوڑھی (ضلع بارہ بنکی) تفویض ہوئی۔ مؤخر الذکر کا خاندانی سلسلہ چند پشتوں کے بعد منقطع ہو گیا۔ مخدوم صاحب کے بقیہ تینوں نبیوں سے خانوادہ اشرفیہ کی تشکیل ہوئی۔ اس خاندان میں علم و فضل کی پوری ایک کہکشاں ہے۔ جس سے گزشتہ چھ قرونوں میں ایک زمانہ نے ہدایت و روشنی حاصل کی۔ ان میں سے ایک ذات سید

مبارک بودے جائسی کی ہے جنہیں خطہ اودھ میں اسلام کی نشر و اشاعت کی ایسی توفیق حاصل ہوئی جو ان کے معاصرین و متاخرین میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ تاریخ جائس کے مطابق متعدد راجگان، تعلق داران اور جاگیرداران اودھ اور ان کی رعایا کی کثیر تعداد آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ ہندی زبان یا بھاشا کے پہلے صاحب دیوان شاعر حضرت ملک محمد انہیں کے مرید و خلیفہ تھے انہوں نے اپنی شاہکار تصنیف پدماوت میں اپنے مرشد گرامی اور ان کے آباء و اجداد کی والہانہ تعریف و توصیف کی ہے اور سلسلہ اشرفیہ کی تعلیمات و اطوار اور سات انوار کو علامتوں کے سہارے بیان کیا ہے۔ اودھی زبان میں لکھی گئی یہ کتاب صوفیاء میں بہت مقبول ہوئی۔ حضرت عبدالرزاق بانسوی، حضرت میر سید اسماعیل بگلرامی اور استاد العلماء و مؤسس درس نظامی حضرت ملا نظام الدین فرنگی محلی وغیرہ پدماوت شریف کو بڑے ذوق و شوق سے سنتے تھے۔ صاحب نزہۃ الخواطر حضرت ملک صاحب کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ:

وله مصنفات عديدة، منها ”پدماوت“ ذکر فیہا الاطوار الستة والانوار السبعة المصطلحة فی الطريقة الاشرفیہ و عبر عنہا بہ ”سات دیپ و نو کھنڈ“۔

حال و قال کی جامعیت اس خاندان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ معلم رابع ملا غلام مصطفیٰ اشرف باسو، صاحب تصانیف کثیرہ ملا فیروز اشرف اور شیخ الاسلام ملا علی اشرف قلی جائسی اس خانوادہ کی وہ نابغہ روزگار شخصیات ہیں جن کے چشمہ علم و عرفان سے بے شمار لوگ سیراب ہوئے ہیں۔ مؤخر الذکر استاد العلماء ملا نظام الدین فرنگی محلی کے استاد ہیں۔

اسی سلسلہ الذہب کی ایک کڑی اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں صاحب ہیں جن کی بدولت سلسلہ اشرفیہ کی تجدید ہوئی اور یہ سلسلہ کابل سے رنگون تک اور کشمیر سے شری لنگا تک پہنچا۔ بلکہ حرمین شریفین، شام و مصر، اور ایران و عراق تک اس سلسلے کی توسیع ہوئی۔

حضور اشرفی میاں کا تعلق خانوادہ اشرفیہ کی حسی شاخ سے تھا۔ حضرت شاہ حسن شاہ عبدالرزاق کے فرزند کلاں تھے۔ اسی مناسبت سے اس شاخ کے سجادہ نشینان کو سرکار کلاں کہا گیا۔

ولادت و تربیت:

حضور اشرفی میاں کی ولادت باسعادت ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ دسمبر ۱۸۴۶ء کو صبح صادق کے وقت کچھوچھو مقدسہ میں ہوئی۔ والد گرامی حاج الحرمین سید شاہ سعادت علی قدس سرہ نے کانوں میں اذان و اقامت کہی اور خاندانی روایت کے مطابق ہاتھ پکڑ کر قلم سے اسم جلالیت لکھوایا اور آنکھوں میں مخدومی کا جل لگوایا۔

بچپن سے ہی آپ پر بزرگی و عظمت کی علامتیں ظاہر تھیں۔ مشہور ہے کہ آپ اذان کے وقت رونا موقوف کر دیتے تھے۔ جب آپ چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو عارف کامل مولانا گل محمد کے ذریعے خاندانی طریقے پر بسم اللہ خوانی کی رسم ہوئی۔ فارسی کی کتابیں آپ نے مولوی کرامت علی سے پڑھیں درسی کتابوں کی تعلیم مولانا امانت علی گورکھپوری اور مولوی قادر بخش کچھوچھوی سے پائی۔ قابل ذکر بات ہے کہ مؤخر الذکر آپ کے آخری استاد اور پہلے مرید ہیں۔ شاید کسی شاگرد کے عظمتوں کی یہ انتہا ہوگی کہ خود کا استاد اس کی جانب دست بیعت بڑھائے۔

آپ نے اپنی خداداد ذہانت و فطانت اور توفیقات الہیہ کی مدد سے مختصر سی مدت میں مروجہ علوم و فنون کو حاصل کر لیا۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ علم باطن کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے برادر کلاں اشرف الاولیا سید شاہ اشرف حسین سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی زیر نگرانی تصوف و سلوک کی منزلیں طے کرنا شروع کیا۔ حضور اشرفی میاں کے ذوق و شوق مرشد خبیر اور عارف بصیر کی عنایت بے غایب کے سہارے تخلیہ و تحلیہ کے مراحل کو جلد ہی پار کر لیا اور علوم باطن کا وافر حصہ پالیا۔ اپنے خاندانی منصب و امانت کا استحقاق حاصل کرنے کے بعد ۱۸۶۶ء میں اپنے بڑے بھائی، مربی و رہنما سے بیعت ہوئے اور خاندانی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حصول خلافت کا مذکورہ سن ”تحائف اشرفی“ کے مطابق ہے لیکن حضور اشرف الاولیا نے اپنے روزنامے میں عطاءے خلافت کے لئے جو مادہ تاریخ استخراج کر کے درج کیا ہے، وہ ہے ”خرقہ زیب رہنمائے

جہاں“ جس سے ۱۲۸۹ھ برآمد ہوئے ہیں جو سن عیسوی کے اعتبار سے ۱۸۷۲ء ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ۱۸۶۶ء میں بیعت ہوئے ہوں اور ۱۸۷۲ء میں خلافت ملی ہو۔

خلافت کے بعد بھی تزکیہ نفس، مجاہدات اور چلوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۸۷۳ء میں آپ نے آستانہ عالیہ پر پورے ایک سال کا چلہ فرمایا۔ خلیفہ غلام بھیک نیرنگ لکھتے ہیں: ”حسب ارشاد ارواح بزرگاں ایک سال کامل آستانہ اشرفیہ پر حسب قاعدہ مشائخ چلہ کشی فرمائی۔ اس مدت میں یہ برکت روحانی حضرت محبوب یزدانی مخدومہ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ و بہ توجہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تمام منازل ایقان و عرفان کو اس طرح طے فرمایا کہ آپ کے ذات بابرکات سے جہانگیری آثار و انوار ظاہر ہونے لگے۔“

۱۸۷۸ء میں آپ نے پہلا حج فرمایا اور بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کئی روحانی نعمتیں پائیں۔ جن میں سے سب سے عظیم نعمت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا فخر الدین چشتی نظامی دہلوی فرماتے ہیں:

”ہنگامے کہ حضرت مخدومی بزیارت مدینہ منورہ زادھا اللہ تکریمہ و تعظیما مشرف شدند۔ در شب یازدہم محرم الحرام بوقت تہجد بہ نیت ادائے نصاب حرز یمانی پیش مواجہہ شریف حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر بر ہنہ چہ می بیند کہ شخصے نورانہ جمال از پیش نظر درگزشت و یک تاج سفید عربی کہ در اں چند الفاظ جلی از ریشم سبز مرقوم بود بر سر ایشان نہاد۔ چون حضرت طرف آل مرد نورانہ نگاہ کردند بجانب مرقد منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کرد۔ یعنی تاج از سلطان الانبیاء مرحمت شدہ۔“

مدینہ منورہ سے دم رخصت حضور اشرفی میاں نے ایک بے حد پردرد منظوم الوداعیہ پیش کیا جو سادگی و پرکاری کا خوبصورت نمونہ ہے۔ مطلع ہے۔

در محبوب سے ہوتے ہیں جدا آج کے دن

دل سنبھلتا نہیں اپنا بخدا آج کے دن

ازواج و اولاد احفاد:

حضور اشرفی میاں کا پہلا نکاح خانوادہ اشرفیہ کے ایک رکن سید حمایت اشرف کی صاحبزادی سے ۱۲۸۵ھ میں ہوا جن سے آپ کے فرزند اکبر عالم ربانی خطیب لاثانی ابوالحمود سید شاہ احمد اشرف جیلانی کی ولادت ہوئی۔ حضرت اشرفی میاں نے اپنے اس فرزند کی تعلیم و تربیت کا بہت اہتمام فرمایا۔ آپ کی بسم اللہ خوانی قطب زمانہ مولانا شاہ آل احمد پھلواڑی محدث مدنی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا ابوالخیر معین الدین مانک پوری سے اور اعلیٰ تعلیم حضرت مولانا احمد حسن اور مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے حاصل کی۔ فاضل بریلوی سے بھی استفادہ علم و فضل فرمایا۔ آپ کے بریلی شریف آنے جانے کا ذکر بڑے حضرت کے روزنامے میں بھی ملتا ہے اور خاندانی روایات میں بھی۔ خود فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے الاستمداد میں بعنوان دعائے احباب واصحاب حضرت عالم ربانی کے لئے مستقل ایک شعر لکھا ہے۔ البتہ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بضابطہ شاگرد نہیں تھے۔ ۱۳۰۹ھ میں بڑے حضرت کی صاحبزادی سے آپ کا عقد نکاح ہوا۔ جن سے آپ کی تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے کا بچپن میں انتقال ہو گیا ان کا نام سید محمود اشرف تھا۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت عالم ربانی بڑے علم و فضل والے تھے ان کی خطابت کا غلغلہ پورے بر صغیر میں تھا۔ صدر الافاضل نے السواد الاعظم میں، مولانا حسنین رضا خان نے سیرت اعلیٰ حضرت میں اور مولانا ضیاء الدین بدایوں نے روادعرس تاج الفحول میں اور دوسرے بہت سے علماء نے عالم ربانی کی خطابت اور اس کی اثر انگیزی کا ذکر کیا ہے۔ بقول مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ: ”ان جیسا شیریں زباں واعظ پھر نہ دیکھا۔“

حضرت عالم ربانی کا وصال ان کے والد گرامی حضور اشرفی میاں کی حیات میں ۱۳۴۷ھ میں ہوا۔ اس اندوہناک خبر سے پوری دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی۔

صدر الافاضل علیہ الرحمہ السواد الاعظم میں لکھتے ہیں:

”آج اسلامی ہند کا چپہ اندوہ والم کا طوفان بلاخیز سمندر بنا ہوا ہے۔ جس میں رنج والم کی امواج کا تلاطم صبر و قناعت کی کشتی کو کھینے نہیں دیتا۔“

حضرت قدوة الاسلام، شوکت دین، سلالہ خاندان نبوت، نقادہ دودمان غوثیت عالم عظیم النظیر، خطیب فقید المثل جامع کمالات صوری و معنوی، مجمع بحرین طاہر و باطنی، پیشوائے ملت، ہادی امت حامی دین ناصر شرع متین حضرت سراپا برکت مولانا الحاج المولوی شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے ۱۹ روز کی علالت کے بعد ۱۲/ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو بعد مغرب اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

حضرت عالم ربانی کی ایک بہن بھی تھیں جو حضرت حکیم سید نذر اشرف والد حضرت محدث اعظم ہند کو بیاباں تھیں اور خود عالم ربانی کی منجھلی صاحبزادی حضرت محدث اعظم کی زوجیت میں تھیں۔ جبکہ بڑی اور چھوٹی صاحبزادی علی الترتیب مربی کبیر عارف باللہ سید شاہ محی الدین اشرف اور صوفی باصفا سید شاہ طفیل اشرف کو بیاباں تھیں۔

حضور اشرف میاں کی پہلی زوجہ محترمہ کا جلد انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرا عقد فرمایا۔ دوسری اہلیہ سے ایک صاحبزادے عارف باللہ سید شاہ مصطفیٰ اشرف اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت مصطفیٰ اشرف کے تین صاحبزادے تھے: حضرت ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف، استاد الاساتذہ حضرت سید شاہ حامد اشرف اور حکیم سید شاہ احمد اشرف رحمہم اللہ جمیعاً۔

غرضیکہ فضل الہی اور حضور اشرفی میاں کے تصرف و تربیت سے آپ کا پورا گھرانہ ”ابن خانہ ہمہ آفتاب است“ کی مثال تھا۔

حلیہ مبارک:

حضور اشرف میاں کی ذات ستودہ صفات میں باطن کا کمال اور ظاہر کا جمال دونوں اکٹھا ہو گئے تھے۔ نامور عالم مولانا محمد جعفر شاہ پھلواڑی فرماتے ہیں:

”مشائخ میں میں نے ایسی نورانی صورت والا کسی کو نہیں دیکھا۔“

آپ کا چہرہ مبارک جمال غوثیت کا آئینہ دار تھا۔ متعدد مشائخ و علماء نے آپ کو اپنے جد اعلیٰ محبوب سبحانی سیدنا عبدالقار جیلانی رضی اللہ عنہ کے مشابہ قرار دیا۔ غلام بھیک نیرنگ لکھتے ہیں کہ:

”غوث پاک کی بعض قلمی تصویریں اس نامہ سیاہ کے نظر سے بھی گزری ہیں غور کیا تو واقعی ے

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے سماں ہے یہی

یہ جو صورت ہے تری، صورت جانا ہے یہی

امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین صاحب فرماتے ہیں: جاس کے ایک رئیس نے خواب دیکھا کہ حضرت بڑے میاں صاحب کی خانقاہ میں غوث پاک تشریف فرما ہیں۔ دن میں جب وہ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ رات والی صورت رکھنے والے ایک بزرگ کرسی پر بیٹھے ہیں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ حضور اشرفی میاں ہیں تو وہ فوراً ان سے مرید ہو گئے۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں ے

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

مشائخ سے اجازت و خلافت:

حضور اشرفی میاں کو اصلاً اجازت و خلافت اپنے برادر اکبر سید شاہ اشرف حسین سے حاصل تھی۔ لیکن آپ نے اپنے زمانے کے اکثر خانقاہوں کے اکابر سے اجازت حاصل کی اور اصغر کو مرحمت فرمائی یہ صرف اکتساب و عطاء فیض کا معاملہ نہیں تھا بلکہ یہ خانقاہی نظام کے احیاء کے آپ کے مشن کا ایک حصہ تھا۔ خانقاہی نظام میں حرکت و حیویت پیدا کرنے کا ذریعہ تھا۔ آپ کے عہد میں خانقاہی بزرگوں کے درمیان زیارت و ملاقات کا سلسلہ تقریباً موقوف ہو گیا تھا۔ آپ نے قدیم بزرگوں کی اس رسم و طریقہ کو زندہ فرمایا۔

چنانچہ آپ کثرت سے اعراس میں شرکت کرتے تھے اور خانقاہوں کی زیارت کرتے تھے۔ آج کی اصطلاح میں ہم اسے صوفی ٹیٹ ورنگ کا نام دے سکتے ہیں۔

آپ کو جن مشائخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی ان میں نقیب الاشراف و جانشین غوث اعظم حضرت سید صالح آفندی رزاقی جیلانی سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں آستانہ غوثیہ میں حضرت شیخ عبدالجبار سے بھی آپ کو اجازت تھی۔ اس اجازت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ سند اجازت شیخ عبدالجبار سے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک اباعن جد پہنچتی ہے۔ شغل و جود یہ اور بعض دوسرے اذکار کی اجازت خاندان اشرفیہ کے ایک بزرگ سید شاہ عماد الدین اشرف عرف لکڑ شاہ سے ملی تھی۔ سلطان الاذکار، شغل محمود اور سلسلہ قادریہ زیدیہ کے دیگر کئی اشغال کی اجازت حضرت راج شاہ صاحب سوندھوں ضلع گڑگاواں سے حاصل تھی۔ آپ بلیا کے مقام پر شاہ محمد امیر کابلی سے سلسلہ منورہ معمریہ قادریہ میں مازون ہوئے۔ یہ سلسلہ حضرت اشرفی میاں سے صرف چار واسطوں کے ذریعے سیدنا غوث پاک تک پہنچتا ہے۔ دلائل الخیرات شریف کی اجازت آپ کو کوئی بزرگوں سے ملی تھی۔ جن میں فخر الامثل مولانا ابوالاحیاء محمد نعیم فرنگی محلی، لکھنؤ سید شاہ عبدالغنی پتھوی سید محمد رضوان مدنی اور مولانا عبدالحق مہاجر کی شامل ہیں۔

خانوادہ اشرفیہ کے لئے عموماً اور حضور اشرفی میاں کے احفاد و اسباط کے لئے خصوصاً یہ فخر و اعزاز کی بات ہے کہ انہیں حضرت اشرفی میاں کے توسط سے برکاتی برکتیں بھی حاصل ہوئیں۔ کیونکہ حضور اشرفی میاں کو خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی سے بھی سلسلہ برکاتیہ قادریہ میں اجازت ملی تھی۔ ساتھ میں خاندان برکات کے متعدد اور رادوا اشغال بھی حاصل ہوئے تھے مشہور ہے کہ آپ خاتم الاکابر کے خاتم الخلفاء تھے۔

حضور اشرفی میاں کو حضرت سید نوازش رسول بھٹیوی، سید محمد حسن غازی پوری، سید شاہ سعادت علی شطاری احمد پوری، سید عبدالقدیر بغدادی، مفتی عزیز الحسن دہلوی اور مولانا شاہ مفتی نقی علی خلیفہ شاہ تراب علی کا کوروی وغیرہ بہت سے اکابرین امت سے خلافت حاصل تھی۔

علاوہ ازیں آپ نے مشائخ کے آستانوں سے بھی بہت کچھ اکتساب فیض کیا۔ بالخصوص مشائخ چشت کی بارگاہوں میں حاضری سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔ یہاں آپ پابندی سے حاضر ہوتے تھے اور اکثر مراقبہ اور چلہ کشی فرماتے تھے۔

خانقاہ مارہرہ

خانقاہ مارہرہ مطہرہ بھی اس عہد میں پوری آب و تاب کے ساتھ قائم تھی اور ایک زمانہ اس میخانہ تصوف سے سرشار ہو رہا تھا۔ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف حضور خاتم الاکابر سے اجازت و خلافت ملی تھی بلکہ اجازت و خلافت ملی تھی جبکہ ان کے بعد ان کے صاحبزادے اور اہل خاندان سے بھی ان کے تعلقات قائم رہے۔ حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری میاں کے خادم و خلیفہ مولانا غلام شبیر قادری بدایونی رقمطراز ہیں کہ:

”حضور پر نور قدس سرہ کو حضرات قادریہ سے خاص انس تھا، صاحب زادگان قادری کا نہایت اکرام فرماتے... سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی اور حاجی سید وارث علی صاحب خاص حضور کے ملنے والے ہیں۔“

حضرت مولانا شاہ اسماعیل حسن مارہروی معروف بہ شاہ جی میاں کو حضور اشرفی میاں سے خصوصی تعلق تھا اور وہ ان کی مارہرہ تشریف آوری پر خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے۔ ان کی صاحبزادی کے یہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی اس بات کا تذکرہ انہوں نے اشرفی میاں سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ:

”میں اپنی بیٹی کو کچھ چھ شریف لے جاؤں گا۔“

چنانچہ حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ کی پیدائش کچھ چھ مقدسہ میں حضور اشرفی میاں کے گھر پر ہوئی۔ اس تعلق سے حضرت سید العلماء حضور اشرفی میاں کو اشرفی نانا ہی کہتے تھے بلکہ وہ پورے خانوادہ برکاتیہ میں اشرفی نانا کے مخاطب سے ہی یاد کیے جاتے ہیں۔

علماء سے روابط

معاصر علماء دین و مفتیان شرع متین بھی ان کے والد و شہید اچھے اور حضور والا بھی ان کے دینی کاموں میں ہر دور روحانی اور مادی طور پر مدد فرماتے تھے۔ معاصر علماء میں تاج الفحول بدایونی، امام احمد رضا بریلوی، مولانا احسن الزماں حیدر آبادی، مولانا آل احمد محدث مہاجر مدنی، مولانا عبدالعلیم رشیدی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا نیاز احمد فیض آبادی، مولانا محمد حسین الہ آبادی اور مولانا شاہ احمد حسن رحمہم اللہ حضور اشرفی میاں کا بڑا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔

گستاخان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فاضل بریلوی کے مشن کو مارہرہ مطہرہ کے بعد اگر کسی خانقاہ کا تعاون مطلق حاصل تھا تو وہ حضور اشرفی میاں کی قیادت میں کچھ چھ مقدسہ کی خانقاہ تھی۔ حضور اشرفی میاں کے فرزندان و اہل خاندان و مریدان و متوسلان سے ہی اعلیٰ حضرت بریلوی کے لشکر کے ہراول دستے کی تشکیل ہوئی تھی۔

حضور اشرفی میاں کو فاضل بریلوی اور ان کے مشن سے گہرا تعلق خاطر تھا وہ پورے خانوادہ رضویہ سے محبت و شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ اس خانوادہ نے اس امر کا اعتراف بھی کیا ہے۔ مولانا حسین رضا خاں بریلوی ”سیرت اعلیٰ حضرت“ میں لکھتے ہیں کہ:

”سید شاہ علی حسین صاحب کچھ چھوی جو شبیہ غوث پاک مشہور تھے ان کی شفقت و محبت تو آنکھوں دیکھی ہے۔“

حضرت شاہ اسماعیل حسن مارہروی فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی حضور اشرفی میاں کے مواعظ بڑے ذوق شوق سے سنتے تھے۔

خانوادہ اشرفیہ میں مشہور ہے کہ فاضل بریلوی کے یوم وصال حضور اشرفی میاں وضوء فرما رہے تھے کہ اچانک روپڑے لوگوں کے استفسار پر فرمایا کہ: ”قطب الارشاد“ کا جنازہ دیکھ کر روپڑا ہوں اور ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں برائے تعزیت عازم بریلی ہوئے۔ وہ فاضل بریلوی کے وصال سے بے حد دل گرفتہ تھے۔ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۵ء میں مراد آباد میں منعقد

آل انڈیائی کونفرنس کے خطبہ صدارت میں فاضل بریلوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”ان کے فراق نے میرا بازو کمزور کر دیا ہے“

حضور اشرفی میاں کو مشائخ، علماء، امراء اور عوام سبھی کی محبوبیت حاصل تھی اور یہ دین و سنیت کے لیے ان کے اخلاص کے سبب تھی، وہ اپنے فکر و عمل میں صوفیاء صافیہ کا عکس و پرتو تھے، وہی کشادہ دلی، وہی بلند نظری، وہی وسعت مشربی وہی استغناء و بے نیازی، وہی درد مندی اور شیریں مقامی وہی بے پایاں شفقت، وہی خوردنوازی، اور وہی دریا دلی اور مہمان نوازی، وہ ساری زندگی ”تو برائے وصل کردن آمدی“ کے فلسفے پر شدت کے ساتھ قائم رہے۔

شریعت مطہرہ کا بڑا پاس و لحاظ فرماتے تھے اور ہر سنت کی خوب رعایت کرتے تھے۔ اپنے مریدین و متوسلین کو ہمیشہ اتحاد و اتفاق کی تلقین فرماتے تھے۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:

”فقیر سید ابوالاحمد المدعو علی حسین اشرفی الجیلانی کی جانب سے جمع مریدان و محبان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں، اگر ان سے آپ لوگوں کو کسی مسئلہ میں اختلاف ظاہری پیدا ہو تو لازم ہے کہ اس فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین کر لو۔ اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے یعنی مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کے پیر نے مجھ کو بھی اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے، مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوؤں پر میں اور میرے مرید عمل کرتے ہیں۔“

شاعری اور خطابت

حضور اشرفی میاں ایک صاحب ذوق شاعر تھے۔ ان کا سارا کلام صوفیانہ طرز کا حامل ہے۔ جس میں عشق کا ایک سمندر موجزن ہے۔ مشائخ چشت کے طرز پر سماع سنتے تھے۔ محفل سماع میں ان پر ایک عجیب کیفیت طاری رہتی تھی۔ مولیٰ بخش اشرفی قوال جب اپنی پرسوز

آواز میں رخصت ہوئے تو صاحب محفل اور خود قوال سمیت ساری محفل رونے لگتی تھی۔ اپنے قوالوں کو بھی پڑھنے کے لیے اپنا کلام دیا کرتے تھے۔ تحائف اشرفی کے نام سے مبلغ اسلام غلام بھیک نیرنگ نے ان کے کلام کو مرتب کیا ہے جس میں فارسی، اردو اور ہندی کلام کو جمع کیا گیا ہے۔ اس دیوان فیض ترجمان میں مولانا علی احمد خاں اسید بدایونی پروفیسر عربی سینٹ جانس کالج آگرہ، علامہ سید شاہ محمد فاخر اجملی الہ آبادی اور مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی کی منظوم تقریظات اور تاریخی مادے بھی درج ہیں۔

حضور اشرفی میاں کے مواعظ ”ان من البیان لسحرا“ کا مصداق ہوتے تھے۔ تاج الفحول کے عرس کے موقع پر آپ کے خطاب کے بارے میں مولانا ضیاء القادری بدایونی فرماتے ہیں کہ:

”جناب معظم۔ سید فحیم بقیۃ السلف الصالحین، زبدہ العارفین، عمدۃ الواعظین حضرت مولانا سید شاہ علی حسین المعروف بہ اشرفی میاں صاحب دامت برکاتہم نے ...

”ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی“ ... کی تفسیر بیان فرمائی۔ آپ کا موثر وعظ ہی لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے کیا کم ہے، اس پر نکات تصوف کی جھلک، رموز معرفت کا رنگ، مثنوی شریف کے اشعار آبدار سامعین کے دلوں کو بے تاب و بے قرار کر دیتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب قبلہ حضور دستگیر عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی نورانی صورت سے غوث پاک کے انوار نمایاں ہیں ... ہندوستان میں بہت سے لوگ مثنوی شریف پڑھنے میں مشہور ہیں لیکن جناب والا کے سامنے کوئی لب نہیں کھول سکتا ہے اور نہ حضور کا لب و لہجہ کسی کو میسر ہے خدائے پاک نے آپ کو صورت و سیرت، خوش الحانی و شیریں کلامی میں بے عدیل و بے نظیر بنایا ہے۔ قریب ڈیڑھ گھنٹہ آپ نے بیان فرمایا۔ محفل پر عجب حالت طاری رہی۔“

فاضل بریلوی عموماً معاصروا عظیم و خطباء کی محفلوں سے اعراض فرماتے تھے مگر حضور اشرفی میاں کا وعظ ذوق و شوق سے سنتے تھے۔

تبلیغی و علمی سرگرمیاں

حضور اشرفی میاں، پوری زندگی سواد اعظم کے لیے ایک شجر سایہ دار کی مانند رہے۔ اہل سنت کے مدارس و مراکز اور تنظیموں کی سرپرستی فرماتے رہے۔ پورے برصغیر میں علمی و تبلیغی دورے فرماتے رہے آپ کی تبلیغ سے ہزاروں لوگوں نے گناہوں سے توبہ کی اور ہزاروں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی مؤنی صورت اور دلکش سیرت نے لاکھوں دلوں کو متاثر کیا۔ آپ ہمیشہ اتفاق و اتحاد کا درس دیتے رہے۔ حرکت و عمل کی تلقین کرتے رہے۔ جماعتی امور کی معاونت کرتے رہے۔ آپ سنی کانفرنس مراد آباد، جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی، بزم صوفیہ الہ آباد اور الجمعۃ الاثریہ کچھوچھ کے نگران اور سرپرست رہے۔

تبلیغ و دعوت اور سنیت کی آواز کو بلند کرنے کی خاطر کچھوچھ میں ایک مطبعہ قائم کیا جہاں سے ماہنامہ اشرفی کا اجراء کیا۔ جامعہ اشرفیہ کچھوچھ شریف سمیت سیکڑوں مدارس اور مراکز علمیہ کی بنیادیں ڈالیں۔ خانقاہ اشرفیہ کچھوچھ شریف میں ایک عظیم الشان مکتبہ قائم کیا جس کا ذکر محمد زبیر صاحب نائب لائبریرین مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ نے اپنی کتاب ”اسلامی کتب خانہ“ میں کیا ہے۔

شدھی تحریک اور فتنہ ارتداد کے خلاف بھی حضور اشرفی میاں اور ان کے خلفاء و مریدین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس فتنے کے انسداد کے لیے آپ نے اپنی پیری و ناتوانی میں کچھوچھ سے آگرہ کا سفر کیا۔ اور رضا کاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے جماعت رضائے مصطفیٰ کے کمپ دفتر پر طویل قیام فرمایا۔ اس جہاد عظیم میں آپ کے خلفاء و مریدین کی کارگزاریوں کو ہفتہ وار اخبار دبدبہ سکندری رامپور، ہفتہ وار مشرق گورکھپور، ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد اور ماہنامہ اشرفی کچھوچھ شریف کی رودادوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

شدھی تحریک کے انسداد کے ساتھ ساتھ حضور اشرفی میاں، ان کے نامور فرزند عارف ربانی سلطان الواعظین سید احمد اشرف جیلانی، ان کے نواسے حضرت محدث اعظم ہند، اہل خاندان اور ان کے خلفاء ذی شان نے دیوبند کے نولود مسلک کے خلاف سواد

اعظم کی نصرت و حمایت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حسام الحرمین کی تائید و تصدیق کی اور ملک بھر میں تبلیغ و وعظ، تصنیف و تالیف صحافت و خطابت اور مناظرہ و مباحثہ کے ذریعے اس عہد کے فتنوں کے خلاف اور حق کے دفاع میں کام کیا۔

خلفائے عظام

حضور اشرفی میاں کی شخصیت میں بے حد کشش و جاذبیت تھی جس کو ان کے اخلاق و اخلاص نے دوبالا کر دیا تھا۔ عوام خواص اور انحصار خواص سب آپ کے گرویدہ تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ہزار سے متجاوز تھی جن میں سیکڑوں جلیل القدر علماء تھے۔ ۲۲۸ ایسے خلفاء تھے جنہیں درویشانہ خطاب بھی دیئے گئے تھے۔ خانوادہ اشرفیہ کچھوچھ کے تقریباً تمام خورد و کلاں آپ سے بیعت تھے۔ بغیر لحاظ مراتب آپ کی چند مشہور خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں:

- ۱- فاضل کچھوچھ مولانا حکیم سید نذر اشرف اشرفی جیلانی
- ۲- جگر گوشہ اشرف الاولیا مولانا سید شاہ جعفر اشرف اشرفی جیلانی
- ۳- عارف کامل حضرت سید شاہ فضل اشرف اشرفی جیلانی
- ۴- عالم ربانی مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی
- ۵- سید غلام معین الدین نقوی بخاری، مخاطب بہ عنایت اللہ شاہ، دہلی
- ۶- سید شاہ رشید الدین سجادہ نشین مخدوم الملک مخاطب بہ ارشاد اللہ شاہ
- ۷- سید غلام بھیک نیرنگ مخاطب بہ فقیر اللہ شاہ۔ انبالہ
- ۸- سید دیدار علی الوری۔ مفتی آگرہ۔
- ۹- سید ضیاء الدین حسینی بخاری، گجرات
- ۱۰- سید فدا علی۔ بریلی
- ۱۱- ڈاکٹر سید محمود علی مخاطب بہ حامد اللہ شاہ، ہاپوڑ میرٹھ
- ۱۲- سید شاہ علیم اللہ سجادہ نشین آستانہ کبیریہ، سہ سہرام

وصال:

حضور اشرفی میاں صاحب نے ۱۳۵۴ھ میں تیسرا حج ادا فرمایا۔ ۱۳۵۵ھ میں عرس مخدومی کے اکثر مراسم اپنے پوتے اور ولی عہد شیخ المشائخ حضرت ابوالمحمود سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کے ذریعے ادا کرائے۔ جن کو اپنے بیٹے عالم ربانی کے فاتحہ چہلم کے روز ہی اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا تھا اور ان کے لیے اعلان و فرمان جانشینی بھی مرتب فرمایا تھا۔ محفل سماع میں بھی انہیں اپنی نشست پر بٹھایا۔ مقرباں بارگاہ کو اشاریہ لگیا چنانچہ عرس کی تقریبات میں غم و اضمحلال کی بھی شمولیت ہو گئی۔ عرس کے بعد بھی حضور والا حسب معمول گھر آنے کے بجائے خانقاہ ہی میں مقیم رہے اور آپ پر ایک استغراقی کیفیت طاری رہنے لگی جب رجب کا مہینہ داخل ہوا تو آپ کے استغراق میں اضافہ ہو گیا۔ پانچ رجب کو ناسازگی طبع میں شدت آئی تو لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ فقیر اپنے جد کی تاریخ میں دنیا سے جائے گا۔ چنانچہ اس سال گیارہ رجب المرجب کو طریقت و معرفت کا یہ تاجدار اس خاکدان بیتی سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقت سے جا ملا حالت استغراق کے ایام میں آپ آنکھیں تک نہیں کھولتے تھے لیکن اس حالت میں بھی تمام نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور نماز کے بعد پھر اسی استغراقی کیفیت میں چلے جاتے تھے۔

حضور اشرفی میاں کی تجہیز و تکفین میں اہل خاندان کے علاوہ سیوطی وقت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بھی شریک تھے مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ:

”ہمارے دادا پیر حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ عرف اشرفی میاں نے اپنی موت و کفن کے لیے یمنی حلہ طائف شریف کا شہد، آب زمزم اور خاک شفا محفوظ رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ نزع کے وقت یہ شہد پانی اور خاک شفا میں ملا کر میرے منہ میں پٹکایا جائے اور اس حلہ یمنی میں مجھے کفن دیا جائے۔ یہ اسی حدیث پر عمل تھا فقیر اس وقت حاضر تھا بلکہ حضرت کو میں نے غسل دیا تھا۔“ آپ کی تدفین آستانہ مخدوم اشرف میں روضہ شریف کے مواجہہ میں اور حضرت عالم ربانی کے قبر کے بغل میں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

- ۱۳- سید شاہ نذیر الحق صاحب، مخاطب بہ انوار اللہ شاہ، چٹا گام
- ۱۴- سید جعفر علی عبدوس سجادہ نشین خانقاہ عبدروسیہ، سورت
- ۱۵- مولانا سید شاہ محمد فراخ الہ آباد، دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد
- ۱۶- صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مخاطب بہ نعیم اللہ شاہ
- ۱۷- حضرت سید شاہ حمزہ دہلوی
- ۱۸- حضرت مولانا سید سلیمان اشرف، بہار
- ۱۹- حضرت مولانا حکیم سید آل حسن صاحب
- ۲۰- حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی صاحب
- ۲۱- حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلی
- ۲۲- حضرت مولانا عبدالحکیم خندی مخاطب بہ حکیم اللہ شاہ، میرٹھ
- ۲۳- حضرت مولانا عبدالحکیم صدیقی میرٹھی
- ۲۴- حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی مخاطب بہ نور اللہ شاہ، مدینہ منورہ
- ۲۵- حضرت مولانا عبدالحکیم بن محدث سورتی، لاہور
- ۲۶- حضرت مولانا محمد عمر نعیمی مخاطب بہ فاروق اللہ شاہ
- ۲۷- حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مراد آبادی، مخاطب بہ عزت اللہ شاہ
- ۲۸- حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن مخاطب بہ حجتہ اللہ شاہ
- ۲۹- حضرت مولانا ابوالخیر محیی غازی پوری
- ۳۰- حضرت مولانا عبدالمجید آنولوی
- ۳۱- حضرت مولانا عبد الرشید خاں فتحپوری
- ۳۲- حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب مظفرنگری
- ۳۳- حضرت مولانا محمد یونس نعیمی۔ سنجل، رحمہم اللہ جمیعاً

گوشہ

خلفائے سرکار نور قدس سرہ

- ☆ سراج ملت مولانا ہدایت رسول رام پوری، برکاتی
- ☆ اکمل الخلفا قاضی غلام شہر قادری بدایونی
- ☆ حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری برکاتی
- ☆ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری

سراج ملت مولانا ہدایت رسول رام پوری برکاتی قدس سرہ

مولانا قاری امانت رسول برکاتی، پبلی بھیت

حضرت شیر پیشہ اہل سنت علامہ مفتی محمد ہدایت رسول برکاتی رام پوری کی بلند پایہ شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ تاجدار مارہرہ، مرشد الاولیا، قطب عالم حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں قادری کے مرید و تلمیذ و خلیفہ تھے۔

خاندان ونسب:

حضرت مولانا مفتی محمد ہدایت رسول صاحب ابن حضرت مولانا شاہ حامد رسول صاحب قادری ابن حضرت مولانا عبد الرسول صاحب علیہم الرحمہ۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام بخارا کے باشندے تھے۔ بخارا سے ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے اور احمد آباد، سورت، رامپور میں آباد ہوئے۔ (فیوض ہدایت ص ۸، ماہنامہ سنی لکھنؤ)

آپ کے دادا بخارا سے سورت اور وہاں سے رامپور تشریف لائے اور وہیں وصال فرمایا۔ اور آپ کے والد ماجد کی نشوونما اور تعلیم و تربیت وغیرہ رامپور ہی میں ہوئی اور آپ کا وصال بھی وہیں ہوا۔ (ماہنامہ سنی لکھنؤ ص ۱۳)

ولادت:

حضرت مولانا محمد احمد کانپوری ثم پبلی بھیتی کا بیان ہے کہ:

حضرت مولانا مفتی محمد ہدایت رسول برکاتی اوائل شوال ۱۲۷۴ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی ولادت کے دو برس بعد سرزمین رامپور میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ کرام:

نبیرہ محدث سورتی حضرت شاہ مانا میاں رضوی کا بیان ہے کہ:

شیر پیشہ اہل سنت مولانا ہدایت رسول قادری کے دادا جان ہمارے دادا میاں شیخ الحدیث شاہ وصی احمد محدث سورتی کے پیر بھائی اور استاد بھائی بھی تھے۔ مولانا ہدایت رسول صاحب نے اپنے دادا جان اور دادا میاں محدث سورتی اور میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نیز اپنے پیر و مرشد قطب عالم حضور نوری میاں مارہروی علیہم الرحمہ سے اکتساب فیض کیا اور تمام علوم متعارفہ کی تحصیل سے فراغت پائی۔

اعلیٰ حضرت نے خود بیعت نہیں کیا:

تاجدار اہل سنت، مفتی اعظم ہند علامہ شیخ مصطفیٰ رضا برکاتی بے مثال خلیفہ سرکار نوری مارہروی پہلی بھیت میں غریب خانہ پر تشریف فرما ہیں، ارشاد فرمایا: ایک بات یاد آئی قاری امانت رسول آپ کے والد ماجد حاجی ہدایت رسول کا نام ہدایت رسول شیر پیشہ اہل سنت مفتی ہدایت رسول رامپوری نے رکھا ہے۔ انہوں نے ایک دن میرے والد ماجد حضور اعلیٰ حضرت قبلہ مجد د بریلوی سے عرض کیا حضور مجھے بیعت فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے بیعت نہیں کیا اور ارشاد فرمایا: ”میرے مرشد برحق، خاتم الاکابر، سید الاولیا حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی کے جانشین و نبیرہ محترم، قطب مارہرہ، شیخ المشائخ علامہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں جلوہ فرما ہیں آپ کو ان سے بیعت کرانا ہے۔“

اعلیٰ حضرت کے ساتھ قطب مارہرہ کی بارگاہ میں:

پھر اعلیٰ حضرت قبلہ بنفس نفیس مولانا ہدایت رسول صاحب کو ساتھ لے کر مارہرہ مطہرہ تشریف لے گئے اور سرکار مارہرہ حضور پر نور نوری میاں صاحب سے بیعت کرایا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے حضور نوری میاں صاحب سے عرض کیا حضرت آپ نے انہیں بیعت فرمایا، اب میری گزارش ہے کہ انہیں اپنی خلافت سے بھی نوازیں۔ سرکار نوری میاں صاحب نے ارشاد فرمایا: فقیر نے انہیں جملہ سلاسل وغیرہ کی اجازت و خلافت دی۔

اعلیٰ حضرت کی اجازت و خلافت:

نیز سرکار نوری میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا: آپ تو میرے جد امجد

خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی کے خلیفہ و مظہر اتم ہیں، چشم و چراغ خاندان برکات ہیں۔ آپ بھی مولانا ہدایت رسول برکاتی کو خلافت و اجازت دیجیے۔ اعلیٰ حضرت نے منظور نہیں فرمایا تو سرکار نوری میاں صاحب نے ارشاد فرمایا: فقیر کا حکم ہے آپ انہیں خلافت دیں تو اعلیٰ حضرت نے سرکار نوری میاں صاحب کے حکم پر خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

غوث اعظم کے دست پاک کا بچہ:

حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب کی پشت پر شہنشاہ بغداد، حضور پر نور غوث الثقلین کے دست مبارک کا نشان تھا۔ اس زمانے کے علمائے کرام نے فرمایا کہ عالم ارواح میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی پشت پر اپنا دست کرم رکھا۔ (ماہنامہ سنی لکھنؤ ص ۵)

جس سے آپ کی پشت پر پانچوں انگلیوں کے پورے دست مبارک کے نشانات بالکل صاف نظر آتے تھے۔

جب اعلیٰ حضرت نے مولانا ہدایت رسول صاحب کی پشت پر حضور غوث اعظم کے دست پاک کا بچہ دیکھا تو قصیدہ غوثیہ کے ایک حسن مطلع میں یوں فرمایا:

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو بچہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حق گوئی و بیباکی:

حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب کی حق گوئی و بیباکی اور بے خوفی دشمنان اسلام و سنیت اور اعدائے دین متین سے مناظروں میں فتح مبین کے ہزاروں واقعات ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

قادیانیوں کے چھٹکے چھڑا دیے:

۱۹۰۰ء کا ابتدائی زمانہ ہے۔ نیا نیا مذہب قادیانی پیدا ہوا اور پرورش پا رہا تھا۔ بعض دماغوں پر بری طرح یہ بھوت سوار تھا کہ نیا پیغمبر ہے، نئے نئے امتی۔ (معاذ اللہ رب

العلمین) چنانچہ یہ بلا یہ و با ضلع ہر دوئی میں بھی پھیلائی جا رہی تھی اور ہر طرف قادیانی اپنی تبلیغ کرتے گھومتے پھرتے تھے۔ ہر شخص یا ہر مولوی پورے طور پر ہر مذہب سے تو واقف نہیں ہوتا جو ان سے بحث و مباحثہ کرے۔ ضلع کے لوگ سخت حیران و پریشان تھے کہ کیا کیا جائے۔ چنانچہ یہ خبر شیر بیٹہ اہل سنت علامہ مولانا ہدایت رسول صاحب کو بھی ملی۔ آپ تو ہر وقت کفن بردوش دینی خدمات کے لئے تیار رہتے۔ فوراً ہر دوئی پہنچے۔ حضرت کا ہر دوئی پہنچنا تھا کہ انقلاب عظیم بھی ساتھ پہنچ گیا۔ حضرت کے بیانات شروع ہو گئے اور پورے ضلع میں قادیانیوں پر ایک قیامت برپا ہو گئی۔

ڈی ایم کے بنگلے پر جلسہ عام:

وہاں کے ڈی ایم صاحب وغیرہ سارے حکام انگریز تھے۔ حضرت کے بیانات سے بہت شور برپا ہوا اور قادیانیوں کی پول کھلنے لگی۔ ہر طرف ان کے کفر و ارتداد کا بھانڈا پھوٹنے لگا۔ بچہ بچہ قادیانیوں کی بد مذہبیت سے واقف ہونے لگا۔ تو قادیانی حکام کے پاس دوڑے اور ہر ممکن کوشش کر کے اپنی طاقت و قوت کا پورا پورا مظاہرہ کیا۔ اور عین اس وقت جب کہ حضرت ایک جلسہ میں رد قادیانی کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اُسی دوران ڈی ایم کا آرڈر آ گیا کہ آپ کی زبان بند کی جاتی ہے اور آپ اب قطعی بول نہیں سکتے۔ آپ کی تقریر نہیں ہو سکتی۔ ڈی ایم کو یہ کیا معلوم تھا کہ یہ مولوی کوئی ایسا ویسا مولوی نہیں ہے، یہ شیر بیٹہ اہل سنت ہے، مجاہد اسلام ہے، ابوالوقت ہے۔ یہ وقت اور زمانے کا لحاظ نہیں کرتا بلکہ وقت اور زمانہ خود اس کا تابع ہے۔ یہ تو سچا نائب مصطفیٰ علیہ الخیۃ والثنا ہے۔ اُسی وقت اور اُسی جلسہ میں بیٹھے بیٹھے حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب نے حکم دیا کہ اب یہ جلسہ ڈی ایم صاحب کے بنگلے پر ہوگا۔ اور اب یہاں سے سب لوگ وہاں چلیں۔

ڈی ایم صاحب کی کوٹھی پر مخلوق خدا کا جم غفیر:

بس پھر کیا تھا حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب کے حکم کی دیر تھی جس کو دیکھئے وہ ڈی ایم صاحب کے بنگلے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ ہزاروں کا جم غفیر ڈی ایم صاحب کے

بنگلے پر پہنچ گیا۔ ضلع کے دیہاتی لٹھ بند چاروں طرف نظر آنے لگے۔ عوام ”بھگاؤ ایسے حاکموں کو“ کا شور مچانے لگے، خواص کے نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ کے نعروں سے بنگلہ کیا حکام کے دل دہل گئے، پولیس منگائی گئی، پہرا لگایا گیا، مجمع روکنے کی کوشش کی گئی، مگر وہ جذبات کا طوفان کس کے روکے رُکے۔ آخر ڈی ایم صاحب نے خیال کیا کہ یہ سارا مجمع اپنے مولوی صاحب کے قدموں پر قربان ہو جا گا۔ پھر تو صلح کی باتیں شروع کیں، بستر لگوا دیا، تخت بچھوا دیا گیا، خود اور دوسرے دو چار پادریوں اور سمجھدار حکام اور پبلک کے چند اہل حضرات کو کرسیوں پر بٹھایا گیا، پھر ڈی ایم صاحب نے کہا: ہاں! مولوی صاحب اب جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں کہئے۔

ڈی ایم صاحب کے یہاں حضرت کا وعظ:

اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضل و کرم سے یہ تھی سرکارِ رغوث اعظم کی کرامت، یہ تھی سرکارِ رہبرہ کی عنایت اور یہ تھی اعلیٰ حضرت کی حمایت۔ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب نے صبح ۹ بجے سے بارہ بجے تک حضرت سید ناعیسی روح اللہ نبی اللہ علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے لے کر آسمان پر جانے تک کے حالات و واقعات ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ سنائے اور ان کی زندگی کا ایسا ثبوت پیش کیا کہ تمام انگریز عیسائی اور مسلمان دنگ رہ گئے۔ کہاں کب کسی نے ایسی سیرت مبارکہ تمام عمر میں سنی ہوگی۔ پادری صاحبان تو کہہ اُٹھے کہ پادری ہم نہیں بلکہ آپ ہیں۔ اور واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی شان تھی۔ اس کے بعد پھر حضرت نے بیان فرمایا اور بتایا کہ ہم تو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو ایسا مانتے ہیں۔ مگر اب سنو کہ قادیانی کیا مانتے ہیں، قادیانی اپنے نئے نام نہاد نبی غلام احمد قادیانی کو کتنی فضیلت دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس قدر توہین کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ قادیانی ایک شعر میں یوں کہتے ہیں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

معاذ اللہ، توبہ توبہ! قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ مانتے ہیں، کشمیر میں ان کی قبر بتاتے ہیں، ان کی ایسی توہین کرتے ہیں، اپنی کتابوں میں انہوں نے لکھا ہے: ”علام احمد قادیانی خود مسیح تھا“ اور سب کتابوں کے حوالے دے کر اور کتابیں پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ دو بجے دن کی تقریر کا یہ نتیجہ نکلا ہم لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا پاک و صاف ستھرا نبی مانتے ہیں تو ہماری زبان بندی کا حکم دیا جاتا ہے اور جو لوگ ایسی ایسی توہین کرتے ہیں ان کو بیان کی عام اجازت ہے۔ بتاؤ کیا ایسا غافل حاکم اس قابل ہو سکتا ہے کہ ایسے عہدے پر مامور رہے؟ ”نہیں ہرگز نہیں“ چاروں طرف سے یہ آوازیں آئیں، ڈی ایم نے اپنا ٹوپ اُتار کر حضرت کے قدموں پر ڈال کر اظہار معذرت کیا اور خود بھی اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ حضرت پر جو دفعہ لگائی گئی تھی اسی وقت فوری طور پر واپس لی اور آپ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہم کو صحیح راستہ دکھایا اور قادیانیوں کو اسی وقت عام طور سے ضلع بھر میں تبلیغ کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی گئی۔ (سوانح حیات مولانا ہدایت رسول، ص: ۲۰ تا ۲۵)

”شیر پیشہ اہل سنت“ کا خطاب:

نبیرہ شیر پیشہ اہل سنت حضرت قیصر وارثی رضوی لکھنوی کا بیان ہے کہ:

”دادا جان حضرت علامہ شاہ ابوالوقت محمد ہدایت رسول صاحب کو ”شیر پیشہ اہل سنت“ کا خطاب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا تھا۔ خاندان کے کئی بزرگوں سے منقول ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ کو سرزمین مارہرہ مطہرہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرشد برحق غوث زمانہ، تاج اکالین، سید العارفین حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ عنہ کا عرس شریف تھا، ہندوپاک کے اکابر علما و مشائخ، صوفیہ و سجادہ نشینان، خانقاہ برکاتیہ میں حضرت خاتم الاکابر کے قل شریف میں حاضر ہیں۔ تاجدار مارہرہ، قطب عالم، سرکار ابوالحسین احمد نوری مسند سجادگی پر جلوہ بار ہیں کہ مجاہد اسلام حضرت علامہ مفتی ہدایت رسول صاحب برکاتی لاجواب خطاب فرما رہے ہیں۔ خاتم الاکابر کی سوانح حیات اپنے اچھوتے نرالے انوکھے انداز میں بیان فرما رہے ہیں اور آریوں عیسائیوں

وہابیوں رافضیوں سے جو آپ نے مناظرے فرمائے اس پر بھی ضمناً روشنی ڈالی۔ اُسی وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مولانا ہدایت رسول رامپوری کو شیر پیشہ اہل سنت کا لقب عطا فرمایا۔ مرشد الاولیا، سرکار نوری میاں نے بھی تائید فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ (سوانح حیات مولانا ہدایت رسول، ص: ۵۲)

عالم توریت و زبور و انجیل:

شیر پیشہ اہل سنت، علامہ ہدایت رسول قادری قرآن و حدیث ہی کے عالم و عارف نہیں تھے۔ بلکہ آپ کے نبیرہ محترم حضرت قیصر صاحب وارثی رضوی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں:

”میرے دادا جان مولانا ہدایت رسول صاحب توریت و زبور و انجیل اور ہندو مذہب کی تمام اہم کتابوں کے عالم تھے اور اکثر مناظروں میں انہیں کتابوں سے مخالفین کو لاجواب کر دیتے۔“ (فیوض ہدایت)

آپ کے کتب خانہ میں اسی ہزار کتابیں:

حضرت مولانا شرافت رسول کا بیان ہے کہ:

”میرے دادا جان کا جب وصال ہوا تو اسی ہزار سے زیادہ ہر مذہب کی کتابیں آپ کے کتب خانہ قادر یہ نوریہ میں موجود تھیں۔“ (ماہنامہ سنی لکھنؤ ص: ۱۱)

اولاد:

حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب نے لکھنؤ، ممبئی، دہلی اور بنارس میں چار شادیاں کی تھیں۔ زیادہ تر آپ کا قیام لکھنؤ میں رہتا تھا، وصال کے وقت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب چالیس اولادوں کے والد ماجد تھے۔ آپ کے بعض مشاہیر شہزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: علامہ مفتی امانت رسول عشقی، علامہ شفاعت رسول، علامہ حافظ محمد عنایت رسول، علامہ شرافت رسول، حافظ معراج رسول، مولانا شفقت رسول، مولانا وزارت رسول۔

ابوالحسنی احمد رضائی:

آپ اپنے استاد محترم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اپنے مرشد اکرم سرکار احمد نوری مارہروی سے اتنا عشق رکھتے تھے کہ اکثر اپنے دستخط میں نام کے بعد ”قادری برکاتی ابوالحسنی احمد رضائی“ تحریر فرماتے تاکہ اپنے مشائخ کا پورا نام بھی آجائے۔

قرآن کی آیت سے سال رحلت:

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے دوست شیخ الحدیث مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی ثم پبلی بھیتی کی سال وصال قرآن عظیم کی ایک آیت مبارکہ سے ۱۳۳۲ھ استخراج کی تھی اور فرمایا اسی آیت کریمہ سے علامہ مولانا ہدایت رسول صاحب کی سال رحلت نکلے گی۔

سفر آخرت:

آپ عمر بھر اہل دنیا کو کلمات حق اور پیغامات خدا و رسول سناتے سناتے ۱۳۳۲ھ میں بتاریخ ۲۶ رمضان جمعۃ الوداع کو منازل حیات طے فرما گئے۔ آپ کا مزار پر انوار سرزمین رامپور پر قطب وقت حضرت شاہ درگاہی میاں صاحب علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے پائنتی کی طرف ہے۔

قطعہ تاریخ وصال:

یہ دنیا تو ہے مزرعہ آخرت

بجز ذکر حق اور سب ہے فضول

گئی روح پاک ان کی فردوس میں

حقیقت میں تھے جو فنا فی الرسول

کہا مجھ سے رضواں نے صدیق آج

جناں میں ہے وعظ، ہدایت رسول ۱۹۱۵ء

(آفتاب ہدایت ص ۴ وسوانح حیات مولانا ہدایت رسول)

مرشد برحق کی بارگاہ میں منقبت شریف:

مجھے بھی کر عطا، نور و ضیاء احمد نوری

خدائے احمد نوری، براے احمد نوری

ہمیشہ رہتی ہے ذات جناب غوث اعظم میں

فناے احمد نوری، بقائے احمد نوری

نہیں خطرے میں لاتا بادشاہ ہفت کشور کو

غلام احمد نوری، گداے احمد نوری

خدا کے فضل سے اب رہنمائی اہل عرفاں میں

رضائے احمد نوری، لجاے احمد نوری

تپش سے آفتاب حشر کی ہم کو بچائے گی

قبائے احمد نوری، رداے احمد نوری

خدا کے فضل سے انوار احمد مجھ میں تاباں ہیں

ہدایت مجھ میں ہے، نور و ضیاء احمد نوری

نوٹ:

تفصیلی واقعات فقیر نوری محمد امانت رسول قادری برکاتی رضوی کی تصنیف

”سوانح حیات شیر پیشہ اہل سنت مولانا ہدایت رسول رامپوری“ میں ملاحظہ

فرمائیں۔

اکمل الخلفا قاضی غلام شہر صدیقی قادری نوری قدس سرہ

تسلیم غوری، بدایونی

نور حق، نور نبی، نور علی، نور لقیب
بادشاہ و سید و سردار یاد آمد مرا

(حسرت بدایونی)

صوبہ اتر پردیش کا مشہور ضلع ایٹھ اپنی گوں ناگوں خصوصیات کی بنا پر تاریخ کا اہم جزو بن گیا ہے۔ اس ضلع کا ایک قصبہ ”مارہرہ“ ہے جو تقریباً چار صدی سے روحانیت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس قصبہ میں ایک خاندان میر عبدالواحد بلگرامی کا شہرہ آفاق ہے جو عہد اکبری کے نامور شیخ طریقت گذرے ہیں۔ ان کے صاحبزادے عبدالجلیل بلگرامی ۱۰۵۷ھ مطابق ۱۶۴۷ء میں بلگرام سے ترک سکونت کر کے مارہرہ آئے۔ اسے اور اس سرزمین کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ میر عبدالجلیل بلگرامی کے حقیقی پوتے شاہ برکت اللہ بن میر اولیس نے مارہرہ میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند اکبر سید آل محمد مارہروی صاحب سجادہ بنائے گئے، ان کے وصال کے بعد حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی اور ان کے بعد ان کے فرزند سید آل احمد مارہروی عرف اچھے میاں مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضور اچھے میاں کے زمانے میں اس خاندان نے خوب شہرت پائی اور قادری سلسلے نے فروغ پایا۔

بدایوں میں قادری سلسلہ آپ کے زمانے میں ہی قائم ہوا۔ حضور اچھے میاں کے بعد سلسلہ قادریہ کو جس بزرگ کے زمانے میں عروج حاصل ہوا اس بزرگ کا نام نامی اسم گرامی سید شاہ ابوالحسین احمد مارہروی عرف نوری میاں صاحب ہے جو ۱۲۵۰ھ مطابق

۱۸۴۹ء میں سید شاہ ظہور حسن مارہروی کے گھر مارہرہ میں جلوہ افروز ہوئے اور ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۰۶ء کو ہی ملک بقا ہوئے۔ بدایوں میں حضرت نوری میاں کے متعدد خلفا گذرے ہیں انہیں خلفاء میں ایک نام علامہ قاضی غلام شہر بدایونی قادری نوری کا بھی ہے جن کا تذکرہ کرنا اس مضمون میں مقصود ہے۔

قاضی غلام شہر قادری نوری کا تعلق بدایوں کے ایک شیخ صدیقی حمیدی خاندان سے تھا۔ اسی خاندان کے مورث اعلیٰ شیخ حمید الدین صدیقی متخلص بہ مخلص گنوری ایران کے قصبہ سبزوار کے قریہ گنا آباد سے ۶۷۷ھ میں بغرض داخل شجرہ نسب دہلی ہوتے ہوئے بدایوں آئے اور بدایوں کے قاضی شیخ سعد الدین عرف سدا بے گواہ کے انتقال کے بعد عہدہ قضا پر معمور کیے گئے تھے کچھ لوگوں نے ان کے مجہول النسب ہونے کی شکایت شہنشاہ وقت سلطان غیاث الدین بلبن سے کی تھی سلطان نے قاضی بدایوں کا شجرہ نسب طلب کیا۔ قاضی بدایوں نے اپنے خاندانی شجرہ نسب کو لے کر اپنے والدین کو ہندوستان بلایا اس وجہ سے شیخ حمید الدین صدیقی ہندوستان آئے اور دربار بلبنی میں اپنا نسب نامہ پیش کیا جس سے اراکین سلطنت مطمئن ہوئے اور سلطان نے حمید الدین صدیقی کو منصب ”دیوان انشا“ اور خطاب ”عمدۃ الملک“ عطا کر بدایوں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بدایوں آ کر شیخ حمید الدین نے اندرون قلعہ بدایوں بھر کول دروازے سے ملحق سکونت اختیار کی اور ایک مسجد و ایک کنواں تعمیر کرایا۔ جو تاریخ میں ”گنوری کنواں“ اور ”داد احمدی کی مسجد“ کے نام سے مشہور ہے۔ جس علاقے میں حمید الدین صدیقی نے سکونت اختیار کی اور مذکورہ تعمیرات کرائیں وہ جگہ ”شیخ پٹی“ کے نام سے موسوم ہوئی اور یہ خاندان ”حمیدی خاندان“ کہلایا۔

داد احمدی کے خاندان میں ہر عہد میں صاحب سیف و قلم اور ولی کامل بزرگ پیدا ہوئے ہیں۔ فارسی کے مشہور شاعر ظہور اللہ نوا جن کو شہنشاہ ایران نے طوطی ہند کا خطاب عطا کیا تھا، اسی خاندان حمیدی کے چشم و چراغ تھے۔ شیخ ابراہیم ذوق دہلوی کے شاگرد تھے ان کے اور اپنے آستانے سے آج بھی فیض کے دھارے پھوٹ رہے ہیں۔ ادب میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا پہلا ڈاکٹریٹ پروفیسر ابوالیث صدیقی اور جنوبی ایشیا میں بچوں کا ادب

موضوع پر پہلا ڈاکٹریٹ پروفیسر اسد ادیب اسی خاندان حمیدی کی یادگار ہیں۔ اردو ادب کی مشہور شاعرات محترمہ ادا جعفری اور زہرہ نگاہ اسی خاندان حمیدی کی صاحبزادیاں ہیں۔

اسی نامور خاندان میں ایک بزرگ مولوی امام بخش صدیقی گذرے ہیں جو انگریزی عہد میں صاحب ثروت اور بااثر شخصیت کے مالک تھے، ان بزرگ کی اولاد زینہ میں تین بیٹے مولوی غلام سرور، مولوی غلام صفدر اور مولوی غلام حیدر تھے۔ داغ دہلوی کے چہیتے شاگرد مولوی عبدالحی صدیقی بخود بدایونی اول الذکر مولوی غلام سرور صدیقی کے صاحبزادے تھے۔ پروفیسر ایوب قادری نے ”تذکرہ نوری“ میں بخود بدایونی کی ولدیت غلام رسول لکھی ہے جو غلط ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اسعد بدایونی نے اپنی پی ایچ ڈی کے مقالے میں مولوی عبدالحی صدیقی بخود بدایونی کو عباسی خاندان کا فرد لکھا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے۔ مولوی امام بخش قادری کے دوسرے بیٹے لا ولد تھے جبکہ تیسرے فرزند مولوی غلام حیدر صاحب اولاد بھی تھے اور صاحب اقتدار بھی۔

مولوی ضیاء القادری نے اکمل التاریخ حصہ دوم مطبوعہ ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۳۴ پر مولوی غلام حیدر کا ذکر اس طرح کیا ہے:

”مولوی غلام حیدر صاحب، آپ صدیقی شیوخ ہیں، نواح بلند شہر میں آپ کا بہت بڑا علاقہ زمینداری تھا، آپ حضرت تاج الفحول کے بڑے ماموں تھے، شرف بیعت و تلمذ حضرت اقدس سے حاصل تھا۔ مروت، محبت، ثروت اور سخاوت نے آپ کے اوصاف کو عطر مجموعہ بنا رکھا تھا، عرصہ دراز تک مناسب جلیلہ پر فائز رہے، ایام ذعر میں دولت انگلیشیہ کی خیر خواہی نے آپ کے اعزاز کو اور چمکایا، سکونت و قربت بدایوں زیادہ تر محلہ عباسیان میں اب تک قائم ہے۔“

پروفیسر ایوب قادری تذکرہ نوری مطبوعہ ۱۹۶۸ء کے صفحہ ۱۸۳ پر رقمطراز ہیں:

مولوی غلام حیدر ولد قاضی امام بخش بدایونی ۱۲۶۶ھ میں مارہرہ ضلع ایٹہ میں تھانیدار تھے، پھر سہارن پور میں تحصیل دار رہے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بہ حیثیت تحصیلدار وفادار و خیر خواہ سرکار رہے، اس صلے میں انگریزی حکومت نے خان بہادر کے

خطاب کے علاوہ موضع بھنڈولی ضلع بلند شہر میں جاگیر عطا کی۔ ڈپٹی کلکٹر ہوئے ۱۲۸۵ء میں متذکرہ صدر میں انتقال ہوا، قاضی امام بخش بدایونی کی صاحبزادی مولانا فضل رسول بدایونی کی طرف منسوب تھیں۔“

مذکورہ دونوں اقتباسات سے واضح ہو رہا ہے کہ قاضی غلام حیدر انگریزی حکومت کے خیر خواہ رہے جس کے صلے میں خان بہادر کا خطاب حاصل کیا اور پولس تھانیداری سے ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹر بنائے گئے اور ہندوستانیوں کی ضبط شدہ آراضی جو بلند شہر کے علاقہ بھنڈولی میں تھی غور کریں دوامی عطا کی گئی جہاں قاضی غلام حیدر نے حویلی تعمیر کرائی اور بدایوں و بلند شہر میں باغات نصب کرائے۔ انہیں خان بہادر قاضی غلام حیدر کے گھر ۲۷/۲۸/۲۹/۳۰/۳۱/۳۲ مطابق ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۹ء کو سہارن پور میں ایک بچے نے جنم لیا جو غلام شہر کے نام سے مشہور ہوا۔

قاضی غلام شہر کا تاریخی نام غلام صدیق تھا جس سے ان کی پیدائش کا سال ہجری برآمد ہوتا ہے چونکہ اس زمانے میں ان کے والد سہارن پور میں تحصیلدار تھے اس لیے ناز و نعم میں پرورش پائی۔ تعلیم و تربیت کی ابتداء قرآن شریف سے ہوئی جو انہوں نے حافظ محمد یوسف خاں نشہ برقی سے حاصل کی۔ ابتدائی فارسی کتابیں میاں جی دادا الہی، میاں جی بوعلی بخش، میاں جی غلام جیلانی اور اپنے برادر مکرم قاضی غلام عمر صدیقی حمیدی سے پڑھیں۔ جب آپ کی عمر صرف دس سال کی تھی تو ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ کو والد ماجد کا پھنڈولی ہی میں انتقال ہو گیا۔ مولوی ساجد علی سے عربی پڑھی، کچھ دن عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی والدہ کے ہمراہ بدایوں آ گئے اور گھر پر ہی مولانا عظیم الدین سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ میں مدرسہ قادریہ میں داخل کرائے گئے جہاں مولانا عبد القادر تاج الفحول عثمانی سے صرف درس عربی اور مولانا نور احمد عثمانی سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ابھی چند ماہ ہی تعلیم حاصل کر پائے تھے کہ مولانا حافظ خورشید حسن صدیقی خلیفہ ذکر اللہ شاہ فرشتوری شاگرد رشید مولانا عبد القادر عثمانی سے گھر پر تعلیم کا انتظام ہوا۔ شرح جامی، قطبی، میر اور نور الانوار کی تعلیم حاصل کی۔ ابھی تعلیم ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ جائیداد کی دیکھ

بھال کی ذمہ داری کا ندھوں پر آگئی اور آپ بدایوں سے بلند شہر چلے گئے جہاں تعلیم کو خیر آباد کہنا پڑا۔

روحانی سلسلے میں ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۲۹۷ھ کو داخل ہوئے اور اپنے عہد کے باوقار روحانی بزرگ اور سلسلہ قادریہ کے علم برادر حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب کے دست مبارک پر بدایوں میں بیعت ہوئے اور قادری سلسلے میں داخل ہو گئے۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ کو حضرت نوری میاں نے خلافت عطا کی اور اجازت عام بھی دی۔ قاضی غلام شہر نوری برکاتی کے خاندان کے زیادہ تر افراد خاندان مارہرہ سے وابستہ تھے۔ قاضی غلام شہر نوری کے دادا حضرت قاضی امام بخش قادری برکاتی کو حضرت سید شاہ آل احمد مارہروی عرف اچھے میاں سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔

قاضی غلام شہر اپنے خاندان کے متعلق خود لکھتے ہیں:

”فقیر حقیر غلام شہر صدیقی حنفی قادری بدایونی غلام موروثی خانوادہ عالیہ برکاتیہ مارہرویہ ہے، ابا عن جد نمک پروردہ سرکار قادریہ حضور فرجد (پردادا) قاضی غلام چشتی مرحوم کی بیعت حضور العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ سے حاصل تھی، حضرت جدی قاضی امام بخش علیہ الرحمہ مرید و خلیفہ حضور شمس الدین ابو الفضل سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ کے تھے اور بہ شہادت حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول اور حضور انور حضرت مرشدی و مولائی سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہا مرتبہ حضور دوام اور فنا بیت مطلقہ سے معزز تھے، حضور والد ماجد علیہ الرحمہ کو بیعت و تلمذ اپنے قرابتی ماموں مولانا شاہ فضل رسول عثمانی مجیدی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا، حضرت عمی حکیم غلام صفدر صاحب مرحوم مرید حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمد قدس سرہ سے اور دونوں صاحبوں کو طلب خاندان چشتیہ اور اجازت اعمال و اشغال و وظائف حضور مرشدی حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ سے حاصل تھی۔ والا برادر مرید مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم، برادر مرید مولوی غلام سادات سلمہ اللہ تعالیٰ، عزیز مرید مولوی غلام حسنین مرحوم، غلام سبطین، غلام علی غرض حقیر کے سب بھائی بھتیجے، لڑکے لڑکیاں تمام خاندان کو شرف بیعت

حضور مرشدی و مولائی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قدس سرہ سے حاصل ہے اور سب دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خانوادہ علیا کا فیضان قیامت تک قائم رکھے اور اس کی اصل ہری بھری اور ہر شاخ پر از گل و ثمر رہے۔“ (مداح حضور نور (حصہ اول)، صفحہ ۲)۔

قاضی غلام شہر نے جس عہد میں ہوش سنبھالا وہ زمانہ بدایوں کی تاریخ میں ادب و شاعری کا سنہری دور تھا چاروں طرف شاعری اور تصنیف و تالیف کا غلبہ تھا۔ بدایوں میں حضرت غالب، حضرت داغ، اور حضرت امیر مینائی کے شاگرد موجود تھے، اس کے برعکس خاقانی ہند ابراہیم ذوق دہلوی کے شاگرد سید شاہ ولد ارعلی صدیقی حمیدی بہ متخلص مذاق بدایونی کا طوطی بول رہا تھا، اس شعری و ادبی ماحول سے بھلا کوئی خود کو کب تک بچا تا نتیجتاً قاضی غلام شہر صدیقی نوری بھی زلف شاعری کے اسیر ہو گئے اور حسرت تخلص اختیار کیا۔ حضرت مذاق میاں بدایونی کے سامنے زانوائے ادب خم کر دیئے۔

مولوی فضل اکرم فرشتوری نے حضرت مذاق میاں کے تلامذہ کا ایک تذکرہ ”بہار بوستان شعرا“ نام سے لکھ کر ۱۸۸۲ء میں شائع کرایا اس تذکرے کے صفحہ ۲۵ پر حسرت کا ذکر بڑے ادب و احترام سے کیا ہے اور ان کے درج ذیل اشعار بھی پیش کیے ہیں۔

ارنی کس کی ہے نظارہ کا تقاضہ کس کا مجھ کو بن دیکھے ہی غش آئے ہیں جلوہ کس کا
دل کو کب جانتے ہیں اپنا عدو جھوٹا ہے گھر تمہارا ہے رہو جاؤ اجارہ کس کا
قدر ہو ناز کی یا رتبہ ارباب نیاز دیکھیے رہتا ہے واں مرتبہ بالا کس کا
دل میں آخرت، ارماں کو نہ بیگانہ سمجھ تو ہے یادوں وہ گھر والے ہیں پردہ کس کا
جگر سے تنک آتے آتے لاکھوں پڑ گئے چھالے حرارت کس بلا کی میری آہ آتشیں میں ہے
نکالو ہم سے غبار بادو پہ یہ ڈالو خاک و گرنہ خاک اڑائیں گے خاکسار بہت
بے طلب کیوں کر ہوں حاضر اب بلا بھی لیجیے مدتوں سے حسرت خانہ خراب آنے کو ہے

مذکورہ کلام کے علاوہ ایک قطعہ بھی حسرت کا پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو بڑی تحقیق کے بعد دستیاب ہوا ہے۔ کہتے ہیں:

کون سن سکتا نہیں یہ صرف مشکل ہی نہیں حسرت اپنی داستان کہنے کے قابل ہی نہیں
سرگذشت درد جس کو یاد تھی وہ دل کہاں کیا کہیں جب یاد کچھ افسانہ دل ہی نہیں
بہار یہ شاعری کے علاوہ حسرت بدایونی نے نعت و منقبت بھی اردو اور فارسی میں
بھی لکھی ہیں جو ان کی مطبوعہ تصانیف میں جگہ جگہ محفوظ ہیں جن میں سے چند اس مضمون کے
آخر میں پیش کروں گا۔

قاضی غلام شہر صدیقی حمیدی نوری بدایونی کی ان کتب کا جائزہ پیش کرتا چلوں جو
منظر عام پر آئیں مگر آج نایاب ہیں۔ کافی جستجو کے بعد مجھ کو موصوف کی چند کتب دستیاب ہو
سکیں جن کا تعارف قارئین اردو ادب سے کرانا اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں۔ ابھی یہ پوری طرح
نہ معلوم ہو سکا کہ قاضی غلام شہر صدیقی نے کتنی کتب نثر میں تحریر کیں اور شائع کرائیں، جو کتب
مجھ کو دستیاب ہوئیں ان کا تذکرہ کاغذ پر محفوظ کرتا ہوں شاید کسی تشنگان ادب کے کام آجائے۔

(۱) سلیکنی اخبار سلطان المدینہ (دوحے): اس کتاب کا پہلا حصہ میری تحویل
میں ہے جو بڑے سائز کے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ
کے اسوہ حسنہ حلیہ مبارکہ اور فضائل و برکات درج ہیں یہ کتاب سید اعجاز حیدر صاحب
پرائیویٹ سکریٹری نواب چھتاری ضلع بلند شہر کی فرمائش پر لکھی گئی جس کو حکیم منشی سید احمد حسن
صاحب (سپرٹنڈنٹ حکمہ نمک) نے اپنی جیب خاص سے شائع کرایا۔ اس کتاب پر تقریظ
بھی آخر الذکر نے ہی لکھی ہے۔ دوسری تقریظ سید شاہ علی احسن صاحب سجادہ سرکار خور
مارہرہ بہ مشہور احسن مارہروی شاگرد رشید داغ دہلوی نے لکھی تھی جو ان کی اعلیٰ نثر کا نمونہ
ہے اپنی تقریظ میں مولانا احسن مارہروی لکھتے ہیں:

”اس وقت جو کتاب فضیلت و انتساب ہمارے پیش نظر ہے یہ بھی میلاد حضرت
ختمی پناہی ﷺ کا ایک نادر مجموعہ ہے اس کے مؤلف غلام شہر بدایونی ہیں۔ مؤلف نے
خصوصیت کے ساتھ اس تالیف میں محنت اٹھائی ہے، اکثر کتب میلاد نبوی میں روایات غیر

معتبر محض زینائش کلام کے لیے لکھ دی جاتی ہیں اور ان کی صحت و عدم صحت کا ذرا بھی لحاظ
نہیں کیا جاتا۔ مؤلف نے اس کی کونہایت کامیابی کے ساتھ پورا کیا ہے، کوئی ساقط الاعتبار
روایت نہیں لکھی ہے۔“ (ص: ۵)۔

اس حصے کی ابتدا مناقب اہل بیت محترم عنوان کے ان چار مصرعوں سے ہوتی ہے:

کیا شان کرم ہے بندہ پرور تیری سوکھے جو زباں نہ ہو ثنا گر تیری
تیرے اصحاب ہیں ہدایت کے نجوم کشتی نجات آل اطہر تیری
کتاب کے آخر میں مؤلف کا تحریر کردہ بہ زبان فارسی ایک شکریہ ہے جس میں
مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ہدیہ روح عزیز علی مرحوم کی ایصال ثواب کے واسطے لکھی
گئی ہے جن کا یکم رجب ۱۳۲۷ھ میں بدایوں میں انتقال ہوا اور وہ بھی عین عالم شباب میں۔
جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں مذکورہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے مگر میرے علم میں یہ
بات نہیں تھی۔ عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری عاصم میاں (متوفی ۲۰۱۲ء) نے ۲۰۱۳ء
میں مولوی غلام شہر قادری بدایونی کی مشہور زمانہ تالیف مدائح حضور نور کے دونوں حصوں کی
طباعت جدید تقاضوں کے ساتھ ”تذکرہ نوری“ کے نام سے شائع کرا دیا۔ اس کتاب میں
مولانا مرحوم نے ”ابتدائیہ“ کے عنوانات سے ایک مضمون شامل کیا ہے جس میں مذکورہ
کتاب کی دو جلدوں میں شائع ہونے کا ذکر کیا ہے۔ میری نظر سے مولانا مرحوم کا جب یہ
مضمون گذرا تو میں نے مرحوم سے اس سلسلے میں رجوع کیا میرے سوال پر مولانا مرحوم نے
مجھے خانقاہ قادریہ بدایوں کی قادری لائبریری میں مذکورہ کتاب دیکھنے کی دعوت دی، مولانا
کے بلاوے پر میں مولانا کے پاس گیا تو انہوں نے میرے سوال کا جواب مذکورہ کتاب کی
دونوں جلدوں کو میرے سامنے رکھتے ہوئے دیا۔ اس دن میں نے پہلی مرتبہ مذکورہ کتاب
کے دوسرے حصے کی زیارت کی اور اپنے علم میں اضافہ کیا یہ کتاب آج بھی قادری لائبریری
میں محفوظ ہے مگر میرے مولانا اب اس دنیا میں نہیں رہے اس لیے میں اسی دوسرے حصے کا
تعارف کرانے سے قاصر ہوں۔

(۲) مدائح حضور نور (دوحے): مولانا غلام شہر قادری بدایونی کی یہ کتاب بھی دو

جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مارہرہ کے سادات خاندان کے تذکرے پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں مؤلف نے اپنے پیر و مرشد حضور سیدنا ابوالحسین احمد نوری مارہروی کے حالات، اشغال و اطوار اور ان کے خلفا کا ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں حصے ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴-۱۵ء میں لکھے گئے اور ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۶-۱۹۱۵ء میں امیر الاقبال پردیس بدایوں سے منشی امیر احمد قادری نے شائع کیے۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف بتاتے ہوئے قاضی غلام شہر قادری رقمطراز ہیں:

”اس عاجز کی عرصے سے آرزو تھی کہ حالات حضور مرشدی قدس سرہ تحریر کروں لیکن پریشانی و بے سروسامانی کثرت سفر، قلت قیام، نظر کمزور، عمر ضعیف پھر نہ قابلیت تصانیف و تالیف غرض چند در چند مانع تھے۔ الحمد للہ کہ حسب حکم حضور صاحبزادہ وارث سجادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب دامت برکاتہم یہ تحریر شروع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق و ہمت عطا فرمائے کہ تعمیل حکم سرکار کے ساتھ مردہ روحوں میں جان پڑ جائے۔ (ص ۳)

اس کتاب میں گیارہ باب، گیارہ فصل، ایک مقدمہ اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمے میں ذکر نسب اطہر و مختصر حالات حضرات اکابر برکاتہ قدس سرہم اور نسب نامہ اولاد امجاد حضور سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ اور سلاسل بیعت درج ہیں۔ میرے پیش نظر اس کتاب کے دو نسخے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مؤلف کی زندگی میں ہی دوسرے مرتبہ شائع ہوئی تھی، مدائح حضور نور کا پہلا حصہ ۱۱۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اسی آخری صفحے سے دوسرے حصے کی ابتداء ہو جاتی ہے جس کا آغاز حمد دوم عنوان سے کیا گیا ہے۔

مدائح حضور نور الملقب بہ تنویر العین من کنز مدائح السید ابی الحسین کے دوسرے حصے کے متعلق قاضی غلام شہر رقمطراز ہیں:

”حصہ دوم میں حضور اقدس مرشدی مولائی و سیدی حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ النورانی کے حالات تعلیم و تربیت، اجازت و خلافت، عبادت و ریاضت، سیرت و صورت تصرف و کرامت، عطا و قناعت، تصنیف و تالیف، رعب و سطوت، صدق مقال و ستر مآل، غفو و صبر، معاشرت و استقامت مختصراً حضور اقدس کے اساتذہ ظاہری و

باطنی کے حالات بعض خلفائے حضور کا تذکرہ، چند مریدوں کے اسمائے سامی آداب و طریقہ سے اتصاف ذات گرامی، بعض فوائد تصوف و سلوک و اعمال و عزائم سے مرفع شکوک اکثر چشم دید واقعات خود گذشتہ واقعات مذکور ہیں۔“ (حصہ اول، ص ۱۱۴)۔

۱۹۶۸ء میں اردو کے فائق تنقید نگار و محقق ڈاکٹر ایوب قادری (متوفی ۱۹۸۳ء) نے لائل پور (فیصل آباد) پاکستان سے مدائح حضور نور کے دوسرے حصے کو تذکرہ نوری نام سے مرتب کر کے شائع کرایا اور اپنے مقدمے میں لکھا کہ یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع کی جا رہی ہے جو کہ بالکل بے بنیاد ہے۔ مذکورہ کتاب کے دونوں حصے مؤلف کی زندگی میں ہی شائع ہو گئے تھے۔ تذکرہ نوری پر تنقید کرتے ہوئے مولوی غلام شہر قادری نوری بدایونی کے حقیقی نواسے پروفیسر محمد عبدالہادی عثمانی بدایونی (متوفی ۱۹۹۴ء) اپنے شعری مجموعے مجموعہ نعت و مناقب مطبوعہ ۲۰۰۱ء میں لکھتے ہیں:

”اکابر مارہرہ کے حالات سے باخبری کے لیے میرے نانا حضرت مولانا غلام شہر قادری علیہ الرحمہ کی تصنیف مدائح حضور نور کا پہلا حصہ ضرور پڑھنا چاہیے دوسرا حصہ شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب کے حالات کے لیے مخصوص ہے اس حصے کی محمود ایوب قادری نے مع مقدمہ شائع کیا ہے مگر افسوس چھاپنے والوں نے دوران کار حواشی کے ذریعہ اصل کتاب کی تحریف سی کردی ہے، اس لیے ان کی محنت رائگاں گئی۔ (ص ۲۹)

جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں مذکورہ کتاب کے دونوں حصوں کو مولانا سید الحق قادری عاصم میاں (متوفی ۲۰۱۴ء) نے ”تذکرہ نوری“ کے نام سے ۲۰۱۳ء میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا مرحوم نے بھی اس اشاعت میں اصل کتاب سے الگ راہ اختیار کی ہے۔ اس کتاب کے دونوں حصے مسودے کی شکل میں مؤلف کے تحریر شدہ مؤلف کے رشتے کے نواسے ڈاکٹر مسعود حسین صدیقی حمیدی بدایونی صاحب کے پاس محفوظ ہیں جس کے ایک ایک صفحے کو ڈاکٹر صاحب نے لیمینٹ کرا کے محفوظ کر لیا ہے، ڈاکٹر صاحب آج کل علی گڑھ ہی قیام پذیر ہیں اور میرے کرم فرماؤں میں ہیں۔

(۳) آثار برکاتہ: یہ اردو ترجمہ ہے حضرت سرکار و سیدنا شاہ ابوالحسین احمد

نوری الملقب بہ میاں صاحب کی تصنیف سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کا جو بہ زبان فارسی پہلی مرتبہ ۱۳۰۳ھ میں وکٹوریہ پریس بدایوں سے شائع ہوئی تھی، اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے، میرے کتب خانے میں ۱۳۱۳ھ کا مطبوعہ نسخہ محفوظ ہے۔ اس فارسی کتاب کا اردو میں ترجمہ مولوی غلام شہر قادری برکاتی نوری نے ۱۳۳۰ھ میں مکمل کیا اور اس کا نام سیر العارف اسراج المعارف الملقب بہ آثار برکاتیہ رکھا۔ آثار برکاتیہ سے اس کا سن ترجمہ برآمد ہوتا ہے جو ۱۳۳۰ھ ہے۔ یہ قلمی ترجمہ شائع نہیں ہوا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں مؤلف کے برادر حقیقی مولوی غلام قمبر قادری برکاتی کے حقیقی نواسے قاضی مرتضیٰ احمد صدیقی قادری برکاتی نے کراچی سے شائع کرایا۔ ۱۳۶۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب اہل سلوک اور عارف حضرات کے واسطے سیر اور لائحہ عمل ہے۔

(۴) باب القبول فی حال غزوة الرسول: اس کتاب کا دیدار میں نے نہیں کیا مدائح حضور نور کے (ص ۱۱۴) پر اس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کتاب کے تعلق سے وثوق سے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) جامع انساب شرفائے نجیب الطرفین بدایوں: یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے اور جناب ڈاکٹر مسعود حسین صدیقی حمیدی صاحب کے پاس علی گڑھ میں محفوظ ہے جو مولوی غلام شہر قادری نوری کے رشتے کے نواسے ہوتے ہیں اس کتاب کی نوٹو کا پی ڈاکٹر صاحب نے میرے اصرار پر مجھے بھی عنایت کی جس کے لئے میں صمیم قلب سے ڈاکٹر صاحب کا ممنون ہوں۔ اس کتاب میں بدایوں کے نجیب الطرفین خاندانوں کا شجرہ نسب محفوظ ہیں۔ اس کتاب میں قاضی غلام شہر صدیقی حمیدی نوری نے اپنے خاندان خاص کو اپنے بھائیوں اور ان کی اولاد کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ اس کو شائع کرا کے ایک کار عظیم انجام دیں۔

مذکورہ کتب کے علاوہ مولوی غلام شہر صدیقی قادری کی ایک اور کتاب بھی میرے کتب خانے میں محفوظ ہے جو

تنبیہ الاشرار کے نام سے موسوم ہے مگر افسوس اس کتاب کا مکمل نسخہ میرے پاس نہیں ہے

اور نہ ہی کہیں دوسری جگہ دیکھنے کا موقع ملا اس لیے تفصیل سے اس کا تعارف نہیں کرایا جاسکا۔

اولاد امجاد:

مولوی قاضی غلام شہر قادری نوری کی مذکورہ اولاد معنوی کے علاوہ تین بیٹے مولوی غلام سبطین صدیقی حمیدی، مولوی غلام رسول صدیقی حمیدی، مولوی غلام حمزہ صدیقی حمیدی اور دو بیٹیاں مولوی غلام شہر صدیقی حمیدی کی یادگار تھیں جن کی اولاد آج بھی پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔ پہلی بیٹی کی شادی حسرت بدایونی نے اپنے پھوپھی، زاد بھائی مولوی عبدالقادر عثمانی بدایوں کے چھوٹے صاحبزادے مولانا مفتی عبدالقدیر عثمانی قادری بدایونی (متوفی ۱۹۱۰ء) سے کی تھی جن کی یادگار پروفیسر محمد عبدالہادی قادری بدایونی تھے جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ دوسری بیٹی کا عقد مولوی غلام سید صدیقی سے ہوا تھا۔ جو مولوی غلام شہر صدیقی قادری کے حقیقی بھتیجے تھے۔

آخر کار خاندان حمیدی کا یہ درخشندہ ستارہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو بدایوں میں غروب ہو گیا اور بدایوں کی خاک کا بیوند بنا۔ بدایوں کے ایک خوش فکر شاعر مولوی خلیل الدین نوشہ عباسی نے مولوی غلام شہر صدیقی کے انتقال پر قطعہ تارتخ وصال لکھا تھا جو اس طرح ہے، اس قطعے کے آخری مصرعے میں شامل لفظ غفر اللہ سے سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

شدر دنیا غلام شہر حیف زاہد و متقی و مرد خدا
بہر سال و فالش اے نوشہ ”غفر اللہ“ شد زغیب القا
آخر میں حسب وعدہ مولوی غلام شہر صدیقی حسرت بدایونی کے تین مناقب پیش کرتا ہوں جن کو میں نے ان کے مطبوعہ کتب سے اخذ کیا ہے۔ پہلی منقبت حضرت سید شاہ آل محمد صاحب مارہروی قدس سرہ کی شان میں ہے، دوسری حضرت شمس الدین ابوالفضل سید شاہ آل احمد عرف اچھے میاں قدس سرہ کی شان میں ہے، جبکہ تیسری منقبت حسرت

بدایونی نے اپنے پیرومرشد حضرت ابوالحسن احمد نوری مارہرہوی بہ مشہور میاں صاحب کے وصال پر لکھی ہے۔

مناقب

(۱)

ہوا ہو نام لوں گرج دم آل محمد کا ادب رکھی ہے یہ شام الم آل محمد کا
درد دولت ہے مرجع بادشاہوں کا فقیروں کا فلک سے پوچھیے جاہ و حشم آل محمد کا
مئے بغدادی و ساقی حجازی میکدہ ہندی دکھادیں چل تجھے دربار ہم آل محمد کا
خدا کا خاص بندہ حاکم و وارث خدائی کا عرب آل محمد کا عجم آل محمد کا
وہی مارہرہ ہے تو نے سنا منصور کا قصہ حصار امن ہے یہ فوج غم آل محمد کا
خدا بندہ نواز و رحمت عالم پیہر ہے کرم ہے غوث اعظم کا کرم آل محمد کا

دم آخر خدا یا جب مری آنکھوں میں دم آئے
دہن سے نام نکلے دم بدم آل محمد کا

(۲)

یہ کب تک ہو فریاد و بکایا آل احمد خذ بیدی
اے سید و آقا سن لے ذرا یا آل احمد خذ بیدی
بغداد سے تجھ کو ہے قربت اجیر سے تجھ کو ہے نسبت
اے غوث و معین شاہ گدا یا آل احمد خذ بیدی
صحت بخش ہر درد ہے تو فریاد رسی میں فرد ہے تو
اے عینی دوراں خضر بقا یا آل احمد خذ بیدی
سلطان عرب اے ہندولی فرزند نبی اولاد علی
اے نائب خاص غوث وری یا آل احمد خذ بیدی

تاری غم نے گھیر لیا برقع کو اٹھا مکھڑے کو دکھا
اے مہر جبین اے ماہ لقا یا آل احمد خذ بیدی
حیران و غمگین مضطر ششدر کیا تجھ کو نہیں حسرت کی خبر
ہے غرق سیل جفا و بلا یا آل احمد خذ بیدی

(۳)

تم تصور میں ہو حاصل ہمیں خلوت ہے وہی
مجلس ناز و ہی گری صحبت ہے وہی
اے مسیحا تیرے بیمار کی حالت ہے وہی
درد دل ہے وہی سوز تپ فرقت ہے وہی
برکت تیری ہے مارہرہ میں ابن برکات
دولت فقر و غنا تیری بدولت ہے وہی
نوری آئینے میں اچھے میاں کی تصویر
قد و قامت ہے وہی شکل و شبابت ہے وہی
ثانی ستھرے میاں آپ ہیں لا ثانی ہیں
رنگ اخفا ہے وہی طرز عبادت ہے وہی
ہم مریدوں پہ تمہیں اے خلف آل رسول
نظر رحم وہی چشم عنایت ہے وہی
بالتین آپ ہی اولاد علی آل نبی
مرتضیٰ جس کی شہادت دیں سیادت ہے وہی
یا شب و روز اسے رونے سے فرصت ہی نہیں
یا ہنسا کرتا تھا روتوں پہ یہ حسرت ہے وہی

حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری قدس سرہ

مولانا کوثر امام قادری، استاذ: دارالعلوم قدوسیہ، مہراج گنج

ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ
دل کی کلیاں کھلائے آل رسول

برصغیر میں سلسلہ قادریہ کے فروغ و اشاعت اور برکات غوث اعظم کی تقسیم میں مشائخ مارہرہ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیا وہ نہ صرف یہ کہ تاریخ کے زریں اوراق پہ ثبت ہیں بلکہ ماتھے کی نگاہوں سے دیکھی جانے والی ایک ظاہر و باہر حقیقت ہے، ایسی حقیقت جو نہ تو جھٹلائی جاسکتی ہے اور نہ ہی ہوش و حواس کی موجودگی میں اس کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

علوم ظاہری کی ترویج ہو یا باطنی و روحانی فیضان کی ترسیل، ہر چیز کا مرکز و منبع اور بالخصوص تطہیر فکر و نگاہ، تزکیہ نفوس، روحانی بالیدگی، کشف صدور، انشراح قلوب، پاکیزگی باطن کا چشمہ جہاں صدیوں سے اہل تارہا ہے وہ مارہرہ مطہرہ کی پر افتخار سرزمین ہے۔

یہاں سے نہ جانے کتنے ذرے خورشید ہدایت بن کر چمکے، کتنے بھٹکے ہوئے سالار رہروان منزل مقصود بن کر نکلے، اور نہ جانے کتنے تشنگان علم و حکمت آئے اور آسمان علوم و فنون بن کر آفاق عالم پر چھا گئے، یہاں جہلا، گمراہ، کفار، مشرکین گم گشتہ راہ ہدایت، علمائے اسلام، فقہائے کرام، مفتیان امت، محدثین، مقررین، خطباء، عوام بے جھجک آئے اور گوہر مراد سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ نہیں بلکہ وقت کے عظیم مجدد سیدنا سرکار علی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی بھی اپنی تمام تر خوبیوں اور کمالات کے باوجود کہیں اور نہ جا کر انھیں مشائخ مارہرہ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور برکاتی مشائخ اور اکابر کی توجہ، عنایات، فیاضی، جود و سخا، لطف و عطا کا مرکز بنے اور وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو کاتب قدرت نے نوشتہ ازل میں مرقوم فرما دیا تھا۔

بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا کہ جس چشمہ نور و نہایت سے خود سیراب ہوں اس سے اپنوں

اور بالخصوص صاحبز دگان کو محروم رکھیں لہذا اپنے بڑے صاحبزادے مفتی حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی کو بھی اسی برکاتی چشمہ سے زلال صافی کا جام نوش کرانا پسند فرمایا۔

چنانچہ اپنے اس فرخندہ خال، طالع اقبال، فرزند ارجمند کو جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ سے آراستہ و پیراستہ فرما کر حضور سیدنا سرکار نور العارفین الشاہ ابوالحسین نوری مارہروی کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور سرکار مارہرہ نے روحانیت و ولایت اور کشف و کرامت کے کون کون سے مراحل و مدارج طے کرائے یہ کون جانتا۔ ہاں کچھ ان چیزوں کا انکشاف ہوا جن کا ظہور خلق خدا اور امت مصطفیٰ ﷺ کے حق میں نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بلا شک میں اپنے عزیز تر بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خاں کو تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و اشغال و اورد و اعمال اور ہر اس چیز کی جس کی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام سے اجازت پہنچی، اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق شیخ طریقت نور اکاملین، خلاصۃ الواسلین، سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ النورانی کے حکم سے تھا۔ (تجلیات حجتہ الاسلام ۴۳)

سرکار نور سے آپ کو طریقت و معرفت کے جن تیرہ سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ - (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ - (۳) قادریہ اہدائیہ -
- (۴) قادریہ رزاقیہ - (۵) قادریہ منوریہ - (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ - (۷) چشتیہ جدیدہ -
- (۸) سہروردیہ قدیمہ - (۹) سہروردیہ جدیدہ - (۱۰) نقشبندیہ علاقائیہ صدیقیہ - (۱۱) نقشبندیہ علاقائیہ علویہ - (۱۲) بدیعہ - (۱۳) علویہ مناسیہ -

مختصر یہ کہ سلسلہ برکاتیہ کے وابستگان و خلفا اور مریدین کی فہرست میں ایک حسین و جمیل نام حجتہ الاسلام کا بھی ہے جنھوں نے پوری زندگی خدمت دین، تحفظ سنیت و شریعت، اشاعت مذہب حنفیہ میں صرف فرمائی اور اپنے والد گرامی سیدی اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشائخ مارہرہ کے مشن کو خوب خوب فروغ دیا اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہاں آپ کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر مختصر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔

ولادت:

ربیع النور ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء کے پر بہار موسم میں حجۃ الاسلام کی ولادت ہوئی، امام احمد رضا نے ۹۲ رکا لحاظ کرتے ہوئے آپ کا تاریخی نام ”محمد“ رکھا جس کے اعداد بانوے ہیں، اسی نام سے عقیقہ ہوا جب کہ پکارنے کا نام ”حامد رضا“ تجویز ہوا جس کے اعدادز بروینہ میں ۱۳۶۲ھ ہوتے ہیں اور یہی ۱۳۶۲ھ آپ کا سن وصال ہے۔

تعلیم و تربیت:

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو تعلیم کا آغاز ہوا، خاندانی روایت کے مطابق حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے گھر ہی میں تعلیم و تربیت کے سارے مراحل طے کیے، اعلیٰ حضرت کا فیضان علم و فضل سے ایک زمانہ سیراب ہو رہا تھا، صاحبزادہ گرامی نے بھی خوب خوب آسودگی حاصل کی، تمام کتب درسیہ و دینیہ اعلیٰ حضرت سے پڑھیں اور انیس سال کی عمر ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل سے فراغت ہوئی۔

یہ گھرانہ چونکہ پچھلے کئی سالوں سے فقہ و فتاویٰ کا مرکز اور تصنیف و تالیف کا سینٹر رہا ہے اور جب اعلیٰ حضرت منصف شہود پر جلوہ گر ہوئے تو پورے عالم اسلام کا مرکز توجہ بن گیا، ہر طرف سے استفتا آتے اور یہاں سے شرعی جوابات بھیجے جاتے، حجۃ الاسلام کو بہت حسین موقع ملا، اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کے انداز و منابج اور طریقے و ضابطے معلوم کیے اور ۱۸۹۵ء سے ۱۹۴۲ء تک تقریباً ۴۷ رسالوں تک فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کے کارہائے نمایاں انجام دیے۔

حسن صورت و سیرت:

رب تبارک و تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل اور فضل و کمال کے ساتھ حسن صورت و حسن سیرت کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا، انتہائی خوب رو اور پرکشش جسم، چاند جیسا چہرہ۔ آپ کے حسن صورت کا تذکرہ کرتے ہوئے قاری مصلح الدین صدیقی فرماتے ہیں: ”ان کا حسن و جمال، عمامہ کی بندش، داڑھی کی وضع قطع، پاکیزہ صاف ستھرا

لباس اور بزرگی دلوں کو مستخر کر رہی تھی۔ وہابیہ اور شیعہ حضرات نے کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی۔“

مولانا شمس بریلوی کہتے ہیں:

”آپ نہایت حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے، سرخ و سفید چہرہ، اس پر سفید ریش اور آپ کا قد بالا ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں پہچان لیا جاتا تھا۔“ (تجلیات حجۃ الاسلام) مولانا نور احمد قادری لکھتے ہیں:

”حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک نور مصطفیٰ ﷺ کے جلووں سے ایسا روشن تھا کہ بس دیکھنے والے کا یہی دل کرتا کہ وہ حضرت کے شمع کی طرح روشن چہرے کو دیکھتا ہی رہے اور آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے ہندو کا ستھ ۱۹۳۴ء میں اجیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس شریف کے موقع پر صرف آپ کا شمع کی طرح روشن چہرہ دیکھ کر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے، وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق و صداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔“ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ص ۸)

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں:

”جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا، اسی طرح آپ کا دل بھی منور تھا، وہ ہر اعتبار سے حسین تھے۔ صورت و سیرت، اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، علم و فضل، زہد و تقویٰ سب میں بے مثل و بے نظیر تھے، بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، بہت ہی متواضع، وضع دار، رحم دل، مہربان اور رحیم و کریم تھے، اپنے ہوں یا بیگانے سبھی ان کے حسن صورت و حسن سیرت اور حسن اخلاق کے معترف تھے، البتہ دشمنان دین و سنیت اور گستاخان خدا اور رسول کے لیے شمشیر برہند اور غلامان مصطفیٰ و نیاز مندان اولیا کے لیے شاخ گل کی طرح نرم و نازک اور لچک دار تھے۔“ (تجلیات حجۃ الاسلام ص ۷۵)

عقد مناکحت:

اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن حجاب بیگم جن کی شادی عالی جناب حاجی وارث علی

خاں سے ہوئی تھی، آپ سنت و شریعت اور پردہ کی سخت پابند تھیں، صالحہ، متقیہ، خاتون تھیں، آپ کی صاحبزادی کنیز عائشہ سے حضرت حجۃ الاسلام کا عقد مناکحت ہوا۔ یہی وہ خانوادہ رضویہ کی پاک بیوی ہیں جن سے اعلیٰ حضرت کی اولاد کا سلسلہ چلا اور خانوادہ رضویہ کے موجودہ صاحبزادگان آپ ہی کے پوتے، پڑپوتے ہیں، آپ ہی کے لطن سے مفسر اعظم ہند مولانا شاہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں، مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں جیسے جلیل القدر اساطین ملت پیدا ہوئے۔

رضوی مشن کا اہتمام:

امام احمد رضا کے تحریک و عمل کا دائرہ کافی وسیع تھا، مختلف شعبہائے عمل کا اہتمام فرماتے، قوم مسلم کی فلاح و بہبود اور مذہبی ضروریات کے بہت سارے پہلوؤں پر آپ کی بھرپور توجہ تھی، فتویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، رد و مناظرہ، وعظ و نصیحت، ادارہ منظر اسلام کا انتظام و انصرام، تبلیغی اسفار، دینی و ملی رہنمائی، اٹھتے ہوئے فتنوں کا سد باب، ابطال باطل، احقاق حق وغیرہ صد ہا چیزیں ایسی تھیں جو رضوی مشن کے دائرہ اثر میں تھیں اور اسی مشن کو بعد کے زمانے میں بھی جاری رکھنا تھا اس لیے امام احمد رضا نے حضرت حجۃ الاسلام کو اس کے لیے تیار کیا اور لوگوں کو بتا دیا کہ میرے بعد اس مشن کی ذمہ داری جس کے کاندھے پہ آنے والی ہے وہ کوئی معمولی شخصیت کا مالک نہیں بلکہ یکتائے روزگار ہے اور ہر جہت سے میرا جانشین ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت کو پوکھریا (جو پہلے ضلع مظفر پور بہار میں تھا اور اب ضلع سیتا مڑھی بہار میں ہے) کے ایک جلسہ کے لیے مولانا عبدالرحمن صاحب مجبی نے دعوت دی، مصروفیت کے سبب اعلیٰ حضرت نے اپنی جگہ پر حجۃ الاسلام کو ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کر دیا، جس میں یہ تحریر فرمایا:

”اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی سمجھا جائے۔“

ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:

”مولوی حامد رضا پسرکلاں جو لائق، ہوشیار اور دیانت دار ہیں متولی کر کے قابض و ذخیل بحیثیت تولیت کاملہ کر دیا۔“

اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کے لیے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی:

”ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، ان کا مرید میرا مرید ہے۔“ (تجلیات حجۃ الاسلام ۴۶)

دارالعلوم منظر اسلام:

منظر اسلام کا جب قیام عمل میں آیا تو اس کے نظم و نسق اور اہتمام کی ساری ذمہ داری پہلے اعلیٰ حضرت کے برادر اوسط استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں اور پھر حجۃ الاسلام کے سر آئی، آپ نے عمر کے آخر دور تک انتظام و اہتمام کو اپنے ہاتھوں میں رکھا اور انتہائی خلوص کے ساتھ فرائض منصبی کو نبھایا، اس پر مستزاد یہ کہ انتظام و انصرام کے ساتھ درس و تدریس سے بھی وابستہ رہے۔

آپ کی بارگاہ سے اکتساب علم و فضل کرنے والوں میں مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں، علامہ حسنین رضا خاں، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد، مولانا سید وزارت رسول قادری رضوان اللہ علیہم کے نام سرفہرست ہیں۔

حج زیارت:

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ آپ نے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ۳۱ سال کی عمر میں زیارت حریم شریفین کی سعادت حاصل کی اور دوسری مرتبہ ۱۳۲۴ھ میں حج زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے۔

سلسلہ قادریہ برکاتیہ کا فروغ:

اس دور میں مختلف ناموں سے بہت سارے سلسلہ طریقت رائج ہیں: سلسلہ رضویہ، برکاتیہ، نوریہ، نظامیہ وغیرہ دراصل یہ سارے سلاسل حضور سیدنا سرکار غوث اعظم کے

ہی بحر فیضان سے نکلی ہوئی نہریں ہیں جو قریب کے مشائخ کی طرف منسوب ہیں۔ ہر شیخ نے سلسلہ قادری کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خود بھی لوگوں کو مرید کرتے اور دوسروں کو بھی اجازت و خلافت دیتے تاکہ دوسرے بھی اس کار حسن کو بحسن و خوبی انجام دیں جس سے ایک طرف خلق خدا کو روحانی دولت ملے تو دوسری طرف بارگاہ غوثیت میں سرخروئی حاصل ہو۔

سیدنا نور العارفین شاہ ابوالحسن نور رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حجۃ الاسلام کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تھی، جس کو آپ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ نبھایا، بکثرت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، اور غوثیت مآب کی غلامی حاصل کی، آپ جہاں بھی جاتے علماء، طلباء، عوام، خواص کی بھیڑ لگ جاتی اور لوگ جوق در جوق خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ میں داخل ہوتے۔ اس سلسلہ میں آپ نے ملک و بیرون ملک کے مختلف صوبوں اور شہروں کا دورہ کیا، اور بندگان الہی کو حصول فیضان کا موقع بخشا۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں:

میواڑ راجستھان کے علاقوں اودے پور، چتور گڑھ، بھیل واڑہ وغیرہ کے بیشتر سنی حجۃ الاسلام ہی کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ اودے پور کے مشہور نعت گو اور آرٹسٹ جناب قمر انجم صاحب جو ۱۹۴۷ء کے بعد کراچی پاکستان منتقل ہو گئے تھے، بارہ سال کی عمر میں اودے پور ہی میں حجۃ الاسلام سے بیعت ہو گئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ تقسیم ہند سے قبل اودے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈے سے بھی نہیں مل پاتا تھا اور یہ سب حضرت حجۃ الاسلام کے قدموں کی برکت تھی۔ [تجلیات حجۃ الاسلام ص ۵۵]

حضرت حجۃ الاسلام نے لاہور کے متعدد اسفار کیے تھے۔ لاہور میں آپ کا قیام عام طور سے حضرت شاہ محمد غوث قادری علیہ الرحمۃ کے مزار پر ہوتا، یہاں علماء اور عوام و خواص آپ سے خوب خوب استفادہ کرتے، لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہوتے۔ [ایضاً ص ۵۷]

بنارس میں آپ کے مریدین اور معتقدین کی ایک کثیر تعداد تھی، شیر بیشہ اہل سنت علامہ ہدایت رسول کے خانوادہ کے افراد سے خصوصی تعلق تھا، ان کے صاحبزادہ مولانا وزارت رسول صاحب حجۃ الاسلام کے خاص مرید و خلیفہ اور تلمیذ تھے، ان سے آپ کو بہت محبت تھی۔ [ایضاً ص ۶۲]

مدھ پردیش میں گوالیار میں حضرت حجۃ الاسلام کے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی اور آپ ان شہروں کا اکثر دورہ فرمایا کرتے تھے، یہ شہر راجاؤں کے شہر تھے، راجگان بھی آپ کے دیدار کے لیے بے تاب رہا کرتے تھے، آپ جب ان مقامات میں سے کسی مقام پر جاتے تو کسی نہ کسی بہانے سے راجگان آپ کا دیدار کر لیتے۔ (ایضاً ص ۷۲)

خلفائے کرام:

حضرت حجۃ الاسلام کی بدولت بہت سارے لوگوں کو سلسلہ قادریہ میں دخول کا موقع ملا علاوہ ازیں آپ نے بہت سی شخصیات کو اجازت و خلافت عطا فرمائی جنہوں نے ہندوپاک میں مریدوں کا جال بچھا دیا، آپ کے نامور خلفا کی تعداد بہت ہے ان میں بعض کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

- مفسر اعظم ہند، مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (متوفی ۱۹۶۵ء)
- محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد، فیصل آباد (متوفی ۱۹۶۲ء)
- شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں، پبلی بھیت (متوفی ۱۹۶۰ء)
- مجاہد ملت حبیب الرحمن، دھام نگر (متوفی ۱۹۸۱ء)
- امین شریعت مفتی محمد فاقہ حسین، کانپور (متوفی ۱۹۸۳ء)
- مولانا مفتی شاہ محمد اجمل سنبھل (متوفی ۱۹۶۳ء)
- محدث جلیل مولانا محمد احسان علی بہاری (متوفی ۱۹۸۲ء)
- نبیرہ حجۃ الاسلام مولانا ریحان رضا خاں (متوفی ۱۹۸۵ء)
- شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (متوفی ۱۹۸۶ء) وغیرہم

تصنیف و تالیف:

آپ کی رشحات قلم سے نکلی ہوئی چند کتابوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:

- (۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی۔ (۱۳۱۵ھ)، (۲) اجتناب العمال عن فتاوی الجہال، (۳) دقایہ اہل سنت حاشیہ مکتوبات امام احمد رضا، (۴) حاشیہ ملا جلال (قلمی)، (۵) تمہید و ترجمہ الدولۃ المکیہ، (۶) حاشیہ کنز المعلمی، (۷) سلامۃ اللہ لاہل

السنة، (۸) اجلی انوار الرضا۔

علاوہ ازیں فتویٰ نویسی کا فریضہ بھی آپ کو خاندانی ورثہ میں ملا تھا جس کو تادم آخر آپ نے سنبھال کر رکھا ۱۸۹۵ء سے ۱۹۴۲ء تک اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں آنے دی اور کئی سو فتاویٰ لکھے۔ افسوس کہ وہ سارے فتاویٰ محفوظ نہ رہ سکے، بڑی تک و دو کے بعد کچھ فتاویٰ دستیاب ہوئے تو انھیں ”فتاویٰ حامدیہ“ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ اس سے آپ کے انداز تحریر، طرز استدلال، دقیقہ رسی، بالغ نظری، جزئیات و مبادیات، دلائل و براہین، اصول و معانی کے استخراج کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مرشدان طریقت سے عقیدت:

یوں تو ہر شخص کو اپنے مرشد سے عقیدت و محبت ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے تاکہ فیضان مشائخ کا سلسلہ جاری رہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی اپنے مشائخ کا بہت احترام فرماتے تھے، ان کی شان میں متعدد نظمیں لکھیں۔

حضرت حجت الاسلام کو اپنے مشائخ کا احترام، مشائخ و پیران طریقت سے والہانہ لگاؤ، بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت یہ سب کچھ وراثت میں ملا تھا، اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مارہرہ مطہرہ کی عظمتوں اور اپنے مشائخ کی شان رفیع کا جس محبت و عقیدت کے ساتھ ذکر کیا ہے اسے پڑھ کر طبیعت جھوم اٹھتی ہے۔ فرماتے ہیں:

ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ

دل کی کلیاں کھلائے آل رسول

نوری مسند پہ نوری پتلا ہے

اچھا ستھرا رضائے آل رسول

اس طرح پچاس سے زائد اشعار لکھ کر حضرت حجت الاسلام نے مشائخ مارہرہ کی عظمتوں کو خراج عشق و محبت پیش کیا ہے۔

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری قدس سرہ

محمد حنیف خاں رضوی، صدر المدرسین، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی

سراج السالکین، زبدۃ العارفین، چشم و چراغ خاندان برکات حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی کی عظیم بشارت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی کی دعائے جمیل کا مجمع البحرین تھے مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی۔

نام اور ولادت:

ایک مرتبہ سیدنا اعلیٰ حضرت اپنے مرشد کی بارگاہ اقدس میں مارہرہ مقدسہ کی نورانی حویلی میں رات کو آرام فرماتے، صبح کو فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے اور جب مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تو نور العارفین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے حضرت نور العارفین نے بشارت سنائی اور مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا: مولانا صاحب! آپ کے یہاں ایک عظیم فرزند کی ولادت ہوئی ہے، وہ بچہ نہایت مبارک ہے، ہم نے اس کا نام ”آل الرحمن“ ابو البرکات محی الدین جیلانی“ رکھا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں اس کو داخل سلسلہ کر لوں، آپ نے عرض کیا: وہ آپ کا غلام زادہ ہے، لہذا اس کو غلامی میں قبول فرمائیں۔ حضرت نے بعد نماز فجر مصلیٰ امامت پر ہی غائبانہ مرید فرمایا اور ساتھ ہی اپنا جبہ و عمامہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا ہم جلد ہی بریلی آکر اس بچہ کی روحانی امانتیں اس کے سپرد کریں گے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت نے بریلی شریف آکر ساتویں دن ”محمد“ نام پر آپ کا حقیقہ کیا اور عرفی نام ”مصطفیٰ رضا“ تجویز فرمایا۔

خلافت:

اس نوید و بشارت کے چھ ماہ بعد جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ میں حضرت نور العارفین بریلی تشریف لائے اور آپ کو گود میں لے کر خلافت سے سرفراز فرمایا اور جدید و قدیم تیرہ سلاسل کی اجازت عطا فرمائی، ساتھ ہی ارشاد فرمایا: یہ بچہ مادر زاد ولی ہے، فیض کے دریا بہائے گا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے بھی اپنے لخت جگر کو تمام سلاسل کی اجازت عطا کی، اس طرح خاندان برکات کے دو چشم و چراغ سے آپ نے بلا واسطہ فیض پایا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے قرآن کریم کی تعلیم اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت، عم محترم حضرت مولانا محمد رضا خاں، برادر مکرم حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہم الرحمہ سے پائی اور فارسی و ابتدائی عربی کی تعلیم بھی انہی حضرات سے حاصل کی۔ پھر جب مدرسہ اہل سنت قائم ہوا تو اپنے والد معظم سیدنا اعلیٰ حضرت اور آپ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی درس لیا:

۱- برادر اکبر حجت الاسلام مولانا حامد رضا قادری

۲- استاذ الاساتذہ مولانا شاہ رحم الہی منگلوری

۳- شمس العلماء مولانا ظہور الحسنین فاروقی رام پوری

۴- شیخ العلماء مولانا سید شاہ بشیر احمد علی گڑھی

آپ کی فراغت ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں بہ عمر اٹھارہ سال ہوئی اور والد محترم کے دست مبارک سے دستار حاصل کی، پھر ۱۲ سال مجدد اعظم امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر رہے اور جملہ علوم و فنون میں دستگاہ اور مہارت تامہ حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب بطور خاص اعلیٰ حضرت اپنی تصانیف کے ذریعہ ردفرق باطلہ کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور علم و عرفان کے دریا بہا رہے تھے۔ اس وقت اپنے والد ماجد کی خدمت میں پورے طور پر شریک کار تھے۔ آپ کی بہت سی تصانیف اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جن علوم و فنون

کو آپ نے اساتذہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا تھا ان میں مہارت تامہ اور عبقریت حاصل کرنے کا یہی زمانہ ہے جو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں رہ کر بلا شرکت غیر آپ کے حصہ میں آیا۔

فتویٰ نویسی:

سیدنا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں رہ کر آپ نے بطور خاص فتویٰ نویسی کے علم و فن میں بھی مہارت حاصل کی، ان دونوں کا ثبوت آپ کے فتاویٰ اور تصانیف میں موجود ہے۔ فتویٰ نویسی کا آغاز حیرت انگیز طور پر ہوا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو کسی دن دارالافتا میں تشریف لائے، دیکھا کہ تلمیذ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری فتویٰ لکھنے کے سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ میں مشغول ہیں، آپ نے فرمایا: فتاویٰ رضویہ دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں؟۔ ملک العلماء نے جواب دیا: اچھا تو آپ بغیر دیکھے لکھ دیں تو جانوں، آپ نے فوراً مراجعت کتب کے بغیر مدلل فتویٰ تحریر فرمادیا، یہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔

فتویٰ جب اصلاح کے لیے مجدد اعظم امام احمد رضا کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کس نے لکھا ہے؟ عرض کیا گیا: چھوٹے میاں نے، (اس وقت تک آپ گھر اور باہر اسی عرفیت سے مشہور تھے) آپ نے طلب فرمایا: حضور مفتی اعظم حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نہایت مسرور ہیں، پیشانی اقدس سے بشارت نمایاں ہے۔ فرمایا: اس پر دستخط کرو، دستخط کرانے کے بعد آپ نے تحریری طور پر اس کی تصدیق و تصویب فرمائی اور یوں تحریر کیا:

صح الجواب بعون الملک الوہاب۔

ساتھ ہی پانچ روپے انعام میں عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا:

تمہاری مہربانواتا ہوں، اب فتویٰ لکھا کرو، اپنا ایک رجسٹر بنالواس میں نقل بھی

کر لیا کرو۔ (پندرہ روزہ رفاقت، فروری ۱۹۸۲ء)۔

مہر جب بن کر آئی تو اس میں تحریر تھا: (ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن عرف محمد مصطفیٰ رضا)

فقہ اعظم، شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور ان کے آئینہ جمال و کمال مفتی اعظم نے بھی پہلا فتویٰ مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا۔ خاص بات یہ ہے کہ اس پہلے فتوے پر اعلیٰ حضرت نے نہ ایک لفظ گھٹایا نہ ایک لفظ بڑھایا۔ یعنی کوئی اصلاح نہ کی۔ پہلا فتویٰ ہی حضرت مفتی اعظم نے ایسا صحیح اور مکمل لکھا کہ کہیں اس میں کوئی انگلی رکھنے کی جگہ نہ تھی۔

آغاز کا جب یہ عالم ہے انجام کا عالم کیا ہوگا۔ (ایضاً)

پھر اس آغاز کا انجام اس طرح ظہور پذیر ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد جب اہل ہند اس فقہ فقید المثال کے فتاویٰ اور رہنمائی سے بظاہر محروم ہو گئے تو بریلی کی وہ عظیم مسند افتا جو تقریباً سو سال سے امت مسلمہ کی رہنمائی کر رہی تھی اس کو زینت بخشنے کے لیے اعلیٰ حضرت کے دونوں شہزادگان حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم نے اہم رول ادا کیا۔ مگر حجۃ الاسلام ملک و ملت کے دوسرے مسائل حل کرنے میں مصروف ہوئے تو پھر یہ منصب محض آپ کے سپرد ہوا اور اس وقت کے جلیل القدر علما و فقہانے بالاتفاق آپ کو مفتی اعظم خطاب دیا۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا جس میں سیدنا اعلیٰ حضرت کے جلیل القدر خلفا و تلامذہ موجود تھے۔ اس کے باوجود حجۃ الاسلام کے حکم سے سیکڑوں علما کی موجودگی میں اعلیٰ حضرت کے ساتویں عرس کے موقع پر ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء کو اس عظیم اجتماع میں جو تجاویز پاس ہوئیں ان کے نمبر (۳) میں آپ کو صدر العلماء اور مفتی اعظم لکھا گیا۔ (جہان مفتی اعظم ص ۱۲۶)

اس کے بعد مفتی اعظم خطاب اس طرح عام ہوا کہ علما و فقہاء عوام و خواص اور ارباب علم و دانش اسی سے یاد کرتے ہیں اور آج تک یہی زبانوں پر جاری و ساری ہے۔ یعنی اب یہ بمنزلہ علم ہو چکا ہے۔

ملی اور قومی کارنامے:

آپ نے ملک و ملت کی حفاظت کے لیے اپنی اسلامی سیاسی بصیرت اور قوم مسلم کے عروج و ارتقا کے لیے حسن تدبیر کو بروئے کار لا کر بروقت رہنمائی فرمائی اور میدان عمل میں تشریف لا کر اپنی رہبری و پیشوائی کے انمٹ نقوش چھوڑے۔

آپ کا دور نہایت پر آشوب تھا، ایک فتنے کے بعد دوسرے کا ظہور، پیہم غیر شرعی تحریکات اور ملک میں قابض حکمرانوں کا جبر و استبداد۔ ان سب مشکلات سے امت مسلمہ دوچار تھی۔ مزید اس پر یہ ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے دین اسلام ہی سے برگشتہ کرنے اور اہل اسلام کی تعداد گھٹانے کے لیے مشرکین نے شدھی تحریک شروع کر دی جس کے سیلاب میں لاکھوں مسلمان بہہ گئے اور مرتد ہو گئے۔ ادھر آزادی وطن کی تحریک نے اسلامی امور میں مداخلت شروع کر دی، کبھی تحریک خلافت اور کبھی تحریک ہجرت کا شوشہ چھوڑا گیا جس نے نہ جانے کتنے مسلمانوں کو بے وطن، مفلس اور کوڑی کوڑی کا محتاج بنا دیا۔ غرض کہ فتنے بے شمار اور قائد و رہبر اقل قلیل۔

ان تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور بروقت رہبری و پیشوائی کرنا، پھر شرعی امور سے آگاہ کرنا۔ یہ وہ تمام خدمات تھیں جن کے لیے آپ نے ”جماعت رضا مصطفیٰ“ کو پلیٹ فارم بنایا اور ہر موقع و مقام پر پہنچ کر مسلمانوں کی دستگیری فرمائی۔ صرف شدھی تحریک کے اسناد کو لے لیجیے جس میں آپ اور آپ کے رفقاء نے شہر شہر، بستی بستی اور قریہ قریہ پیدل سفر کر کے پانچ لاکھ سے زیادہ مرتدین کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔

اس تحریک کے اسناد میں مفتی اعظم کی جہد مسلسل اور جانفشانی کا ایک گوشہ شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی کی زبانی ملاحظہ کیجیے:

اس وقت کی مسلمانوں کی ساری تنظیمیں خاموش تھیں۔ تمام خانقاہوں پر جمود طاری تھا۔ سارے مسلمانوں کے مقتدا بننے والے چپ سادھے تھے۔ مگر مجدد اعظم کے وارث علم و فضل حضرت مفتی اعظم سے رہا نہ گیا۔ تن بہ تقدیر کیا و تنہا چند اپنے رفقاء کو لے کر

اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے۔ چوں کہ اس فتنے کا زور نواح آگرہ میں بہت تھا اس لیے آگرہ کو مرکز بنا کر دیہاتوں کا پیادہ دورہ شروع کر دیا۔ جب اطلاع ملتی کہ وہ لیڈرفلاں جگہ گیا ہے، وہیں پہنچ جاتے۔ جگہ جگہ اس کا پیچھا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ بطور حفظ ماقدم ان دیہاتوں میں بھی تشریف لے جاتے جہاں ابھی اس کا گز نہیں ہوا تھا۔ ایک دو دن نہیں برسہا برس اس میں مصروف رہے۔ گرمی ہو یا جاڑا ہو یا برسات ہو کسی کی پرواہ نہیں کی۔ ناز و نعمت میں پلا ہوا ایک رئیس شہزادہ جو کبھی چند قدم پیدل نہ چلا ہو، میلوں پیدل چل رہا ہے۔ جاڑوں کی بریلی ہوائیں، گرمیوں کے لو کے جھکڑ سب کچھ سہتا ہے۔ بے پڑھے لکھے سیدھے سادے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے جہد مسلسل میں مصروف ہے۔ پھولوں کی سیج پر سونے والا شہزادہ زمین کے فرش پر سو رہا ہے۔ نہ کھانے کی پراہ، نہ آرام کا خیال، دھن ہے تو یہ ہے کہ جس طرح ہو مسلمانوں کو بچایا جائے۔ کیا راہ خدا میں اس قسم کے جہاد مسلسل کی اس دور میں اور کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم کا اس ہولناک فتنہ ارتداد کے مقابلے کا کارنامہ تاریخ اسلام کا وہ زریں باب ہے جو ہمیشہ درخشاں رہے گا۔ افسوس یہ ہے کہ اس کی تفصیل آج مل نہیں سکتیں ورنہ دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی۔ [جہان مفتی اعظم ص ۳۳۷]

اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے ایک ایسا موقع بھی آیا کہ آپ ۱۱ مہینے تک اپنے وطن بریلی شریف تشریف نہیں لائے۔

درس و تدریس:

آپ نے فراغت کے بعد ہی سے درس کا سلسلہ شروع فرما دیا تھا، منظر اسلام میں آپ نے مسند تدریس کو رونق بخشی، آپ کی تدریس کا زمانہ تقریباً چالیس سال ہے، اس زمانے میں آپ سے درس لینے والی وہ عظیم ہستیاں بھی ہیں جن کو ہندوپاک کے جلیل القدر علما و فضلاء میں شمار کیا جاتا ہے اور جو بجائے خود اساطین ملت شمار کیے جاتے ہیں۔ مثلاً:

شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی آپ نے

ان کو بخاری شریف کا درس دیا محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب لائپوری ان کو آپ نے قطبی، رضی اور مطول کا درس دیا۔ (جہان مفتی اعظم ص ۱۰۷)

اسی طرح آپ سے دوسرے فقہاء اور علما نے استفادہ کیا۔ اور یہ سلسلہ ۱۳۶۵ھ تک رہا۔ چوں کہ آپ کو فراغت کے بعد سے سیدنا اعلیٰ حضرت نے اپنی خدمت میں رکھ لیا تھا جہاں اعلیٰ حضرت تصنیف و فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے، حضور مفتی اعظم آپ کے شریک کارحوالوں کی تتبع، تلاش اور اعلیٰ حضرت کے حکم سے تصنیف و تالیف میں مشغولیت، اس بارہ سالہ مدت میں آپ نے بھی متعدد اہم علمی کتابیں تصنیف فرمائیں اور اعلیٰ حضرت کے علم و فضل سے خوب خوب سیراب ہوئے۔ پھر بھی آپ کے تلامذہ و مستفیدین کی بہت بڑی تعداد ہے۔

تصانیف:

آپ کی تصانیف میں سے بعض جو راقم الحروف نے مطالعہ کیں اور فتاویٰ مفتی اعظم میں مرتب کر کے شائع کیں یہ ہیں:

- ۱- وقعات السنان فی حلق المسماة بسط البنان ۱۳۳۰ھ
- ۲- ادخال السنان الی حکم الحلقی بسط البنان ۱۳۳۲ھ
- ۳- وقایہ اہل السنۃ عن مکرد یو بند و الفتنة ۱۳۳۲ھ
- ۴- نفی العار عن معائب المولوی عبدالغفار ۱۳۳۲ھ
- ۵- مقتل کذب و کید ۱۳۳۲ھ
- ۶- الموت الاحمر علی کل انفس اکفر ۱۳۳۷ھ
- ۷- القول العجیب فی جواز التتویب ۱۳۳۹ھ
- ۸- الحجۃ الواہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ ۱۳۴۲ھ
- ۹- الریح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی ۱۳۳۱ھ
- ۱۰- الہی ضرب براہل حرب ۱۳۳۲ھ

- ۱۱- مقتل اکذب واجہل ۱۳۳۲ھ
- ۱۲- الطاری الداری لمفوات عبدالباری ۱۳۳۹ھ
- ۱۳- القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ ۱۳۳۳ھ
- ۱۴- المملفوظ ۱۳۳۸ھ
- ۱۵- شفاء الہی فی جواب سوال بمبئی
- ۱۶- وہابیہ کی تقیہ بازی
- ۱۷- طرد الشیطان
- ۱۸- کانگریسیوں کا رد
- ۱۹- تنویر الحجۃ لمن یحوز بالتواء الحجۃ
- ۲۰- مسائل سماع
- ۲۱- کشف ضلال دیوبند (حواشی و تکیلات الاستمداد)

ذات شیخ میں فنائیت:

حضور مفتی اعظم فنانی الشیخ کی منزل رفیع پر فائز تھے، آپ کے شیخ نے پہلے ہی دن آپ کو اپنی ذات میں اس طرح جذب کر لیا تھا اور مصلیٰ امامت پر بیعت کر کے اور اپنے ملبوسات عطا فرما کر ان پر اپنے انوار و تجلیات کی ایسی بارش فرمائی کہ سرکار نور کا یہ چہیتا مرید بھی نوری ہو گیا جس کا اشارہ خود آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا:

فقط نسبت کا جیسا ہوں، حقیقی نوری ہو جاؤں

مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں! نوری میاں تم ہو

ہاں اور یہ تعلق بھی نور علی نور ہے کہ سرکار نور نے اپنے فیوض و برکات ظاہری لباس تک ہی محدود نہ رکھے بلکہ آپ کے پورے وجود کو شرسار کر دیا جس کی تمثیل یوں عمل میں آئی۔ شہزادہ سید العلماء سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی لکھتے ہیں:

چھ ماہ بعد حضرت نوری میاں صاحب بریلی تشریف لے جاتے ہیں، نومولود کو

نہالچہ میں سرکار کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ نوری میاں صاحب بڑی شفقت سے گود میں لیتے ہیں۔ یہ کون ہے؟ یہ چشم و چراغ خاندان برکات کا لخت جگر ہے۔ جن مبارک ہاتھوں نے اس کے پیدا ہونے کی دعا مانگی تھی، آج وہی ہاتھ اس پر شفقت برسا رہے ہیں۔ نوری میاں صاحب کلمہ کی انگلی بچہ کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ شاید بچہ کو معلوم ہے کہ میرے والد کے قلم سے یہ شعر نکلا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا

یہ نوری گھرانے کے نوری فرد نوری میاں کی انگلی ہے۔ بچہ بڑے چاؤ سے انگلی چوس رہا ہے۔ نوری میاں بڑی شفقت سے مسکراتے ہوئے اپنے خاندان عالی کا نور بچے کے سینے میں انڈیل رہے ہیں۔ قطب مارہرہ کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ بچہ آگے چل کر ولایت کی منزلیں طے کرے گا۔ سچ ہے: ع

ولی را ولی می شناسد

نوری میاں کی ساری دعائیں اس بچے کے حق میں صحیح ثابت ہوئیں اور وہ بچہ آگے چل کر مفتی اعظم کے نام سے مشہور ہوا۔

حضور مفتی اعظم اپنے مرشد کے وصال کے وقت ۱۴ سال کے تھے، کیوں کہ سرکار نور کا وصال ۱۳۳۴ھ میں ہوا۔ اس لیے آپ کو اپنے مرشد کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا بہت مختصر زمانہ ملا۔ اس قلیل مدت میں آپ نے جتنی مجالس کا فیض پایا وہ تو اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں ہی، مگر سرکار نور کے وصال کے بعد آپ کو تقریباً اٹھتر (۸۷) سال کا طویل زمانہ ملا جس میں آپ ہر سال بذوق و شوق بارگاہ مرشد میں حاضری دیتے۔ حضرت امین ملت صاحب سجادہ آستانہ عالیہ برکات بیان کرتے ہیں کہ:

آپ سرکار نور کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور گھنٹوں مراقبہ رہتے پھر حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے۔ جہاں مفتی اعظم ص ۱۸۴۔

گوشہ

خلفائے مجدد برکاتیت قدس سرہ

حضرت مجدد برکاتیت، سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں
قدس سرہ کے خلفائے گرامی

ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی

سرکار میاں صاحب قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد مارہرہ مطہرہ میں اس چیز کی کمی محسوس کی جانے لگی کہ جن خصوصیات اور امتیازات سے مارہرہ مقدسہ مستعار تھا۔ اور یہ فطری بات تھی کہ سرکار نور کی ذات بینارہ علم تھی اور منبع تصوف بھی۔ آپ مرتبہ قطبیت پر تھے۔ آپ کا تہا وجود ہی سب پر بھاری تھا۔ آپ کے وصال شریف کے بعد خانقاہ برکاتیہ کے علمی اور روحانی تشخص کو برقرار رکھنا ایک اہم مسئلہ تھا، اس دور میں حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ العزیز نے جو تجدیدی کارنامے انجام دیئے، علم کے فروغ کے لئے جو سعی فرمائی، غرضیکہ خانقاہ کی ایک ایک چیز کی حفاظت فرمائی۔ حضرت نے ایسے خانقاہی نظام کی بنیاد ڈالی جس میں انہوں نے علم و فضل، فکر و آگہی، سیاسی و سماجی بصیرت، خدمت خلق، اسلاف شناسی وغیرہ کے حوالے سے اپنے اخلاف کو قولاً اور عملاً تربیت دی، مذہب اور مسلک پر تعلق و تعصب دونوں کو مذہب و مسلک کے لئے لازم کیا، نیز حضرت مجدد برکاتیت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے خاندان برکات کی تمام کتابوں کو محفوظ کیا۔ مخطوطات کو جمع فرمایا۔ کتب خانے میں عمدہ عمدہ کتابیں منگاکر جمع فرمائیں۔ اپنے مشائخ کی تصنیفات کو تلف ہونے سے بچایا۔ شاید یہی وجہ رہی کہ انہوں نے سلسلے کے فروغ کے لئے اپنی ذات کی تشہیر کو اہمیت نہ دی۔ خانقاہ کی ترقی پر خود کو مرکوز کیا، اور خلافت و اجازت کے معاملے میں خود کو تھوڑا محتاط رکھا۔

☆ حضرت سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قدس سرہ

☆ تاج العلما حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ

☆ حضرت سید شاہ بشیر حیدر آل عبا قادری

☆ سید العلما حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ

☆ حضرت سید شاہ محمد علی المقلب نوشہ میاں قدس سرہ

☆ حضرت شاہ گل باز افغانی قدس سرہ

☆ نواب سید سردار علی خاں سردار نواز جنگ بہادر

☆ شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی قدس سرہ

آج خانوادہ برکاتیہ سے جو علم و فضل، روحانی تصوف و سلوک کی بہاریں جاری ہیں اس کا سہرا مجدد برکاتیت اور ان کے فرزند حضور تاج العلماء قدس سرہا کے سر ہے۔ ان حضرات نے خاندان برکات کے علمی وقار میں چار چاند لگائے۔ اپنے خاندان کے علمی، تہذیبی و روحانی ورثہ کی حفاظت فرمائی۔ خاندان میں علم کے فروغ کے لئے سنجیدہ سعی فرمائی۔ اپنے دونوں ہمشیر زادوں کو علوم دینیہ اور دنیوی دلو کر فخر خاندان برکات بنایا اور ان حضرات نے خانقاہ برکاتیہ کے پلیٹ فارم سے دین و مذہب کی جو خدمات انجام فرمائیں وہ محتاج تعارف نہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ نے خاندان برکات کو شہرت دوام دلانے میں علم کو کلیدی جزو مانا، انہوں نے سب سے پہلے اپنے صاحبزادے اور اپنے نواسوں اور نواسیوں کی مکمل تربیت فرمائی، گھر کے تمام افراد کو حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال کروایا۔ خانقاہ برکاتیہ میں علم دین کی تعلیم کے ادارے کھولے۔ علمائے کرام کو باہر سے مدعو کیا اور افراد خاندان کے علاوہ اطراف و جوانب سے طالبان علوم نبویہ کو بلوا کر ان کی تربیت فرمائی۔ خاندان کی تمام روایات و رسومات کو اپنے عمل سے ایسے ہی جاری رکھا جیسے ان کے مشائخ نے ان کو تعلیم فرمایا تھا۔

حضرت سید شاہ ابوالقاسم شاہ جی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ صرف اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ بل کر خانقاہ برکاتیہ کے روحانی اقدار کی حفاظت میں مصروف تھے، بلکہ دیگر تمام معاملات دنیاوی پر بھی گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے، یہ حقیقت ہے کہ حضرت مجدد برکاتیت، اپنے مشائخ کی روش کے مطابق گوشہ نشین تو ضرور تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملی، ملکی و جماعتی معاملات پر اپنی نگاہ مسلسل رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ملک میں ہونے والی تمام سیاسی اتھل پتھل پر پوری گرفت فرمائی، اور ایسے تمام سیاسی و سماجی امور پر خانقاہ برکاتیہ کے موقف کو باقاعدہ تنظیم بنا کر زبان و قلم سے ظاہر کیا، اور یہی درس ان کے خلفائے بھی جاری رکھا۔

آج سلسلہ عالیہ برکاتیہ، جو ملک کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے، وہ حضرت مجدد برکاتیت اور ان کے خلفائے کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ ان کے کچھ خلفاء کے سوانح خاکے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

(۱) حضرت سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قدس سرہ:

آپ حضرت مجدد برکاتیت کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کا لقب ثابت حسن تھا، ۴ ربیع الآخر ۱۳۰۲ھ محل سرائے برکاتی میں تولد ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والدین کریمین کے آغوش شفقت میں پائی۔ بارہ سال کی عمر میں حافظہ مکمل کیا، اس کے بعد آپ نے حافظ شاہ عبدالکریم صاحب مرحوم، حضور تاج الفحول قدس سرہ، مولانا محبت احمد صاحب بدایونی مرحوم و مغفور، حافظ حکیم محمد امیر اللہ صاحب بریلوی، مولوی فضل اللہ صاحب سینا پوری وغیرہم سے علوم دین کی تکمیل فرمائی۔ تعلیم خاندانی اپنے والد ماجد حضرت مجدد برکاتیت سے حاصل فرمائی اور بعد تکمیل تربیت حضرت والد ماجد نے خرقہ خلافت پہنایا۔ آپ نے ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ میں لکھنؤ میں انتقال فرمایا، جسد مبارک لکھنؤ سے مارہرہ شریف لایا۔ درگاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں اپنے نانا صاحب، سرکار نور قدس سرہ کے مزار مبارک سے ملحق، آغوش مبارک میں آرام فرما رہے ہیں۔

(۲) حضرت تاج العلماء سراج العرفا، سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ:

حضرت تاج العلماء کی ذات، گلشن برکات میں گل سرسبد کی سی ہے، جن کو ان کے شاندار علمی، تجدیدی، تعمیری کاموں کی بدولت تاج العلماء سے تعبیر کیا جاتا ہے، آپ کا سب سے اہم کارنامہ خاندان برکات کی تاریخ کو رقم کرنا ہے، جس کے سبب آپ کو ”مورخ خاندان برکات“ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

آپ تقویٰ پرہیزگاری، علم اور اہل علم سے محبت، مروت و اخلاص، نظم و ضبط کے حوالے سے تمام خاندان میں امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ وہ ایک مہربان اور مشفق مرشد بھی تھے اور مضبوط اصول و ضوابط والے قائد بھی۔ حضرت تاج العلماء کا سب سے اہم وصف

تصلب فی الدین تھا، جس پر ساری زندگی انہوں نے خود کو گامزن رکھا، اور اپنے اخلاف کو اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تعلیم دی۔

آپ کی حیات مبارکہ خانقاہ برکاتیہ میں گوناگوں مصروفیات کے ساتھ ساتھ دینی، علمی، تبلیغی، سیاسی، سماجی، اصلاحی اور تربیتی خدمات سے خصوصی طور پر عبارت تھی۔

۶۴ سال کی عمر شریف میں، تمام مذہبی، دینی، علمی، ادبی، سیاسی، سماجی کاموں کو انجام دیا، جو اپنے آپ میں نادرا المثل ہیں۔

آپ نے ان تمام مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے ذریعے دین و سنیت کی جو خدمات انجام دیں، وہ اپنے آپ میں ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے، فقہ، تصوف، حدیث، عقائد، اخلاقیات، تاریخ و تذکرہ، ترجمہ شعر و ادب، تنقید اور مکاتیب، غرض کہ ہر میدان میں آپ نے اپنا علمی ورثہ اپنے اخلاف کے لیے چھوڑا۔ حضرت شرف ملت مدظلہ العالی کے مطابق ”خاندان برکات میں شاید ہی کسی بزرگ نے ان سے زیادہ تصانیف چھوڑی ہوں۔“

آپ کا وصال شریف، مارہرہ مطہرہ میں ہوا اور اپنے والد ماجد کے ملحق آرام فرما ہوئے۔

(۳) حضرت سید شاہ بشیر حیدر آل عبا قادری قدس سرہ

حضرت سید شاہ آل عبا قادری ۱۸۹۲ء میں سیتا پور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت سید شاہ حسین حیدر حسینی میاں رحمۃ اللہ علیہ ہے، جو حضرت خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہیں۔ آپ کو بیعت نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ العزیز سے ہے اور خلافت حضرت مجدد برکاتیت نے عطا فرمائی۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل فرمائی، پھر عصری علوم کی تکمیل کے لیے سیتا پور تشریف لے گئے، اور وہاں سے M.A.O کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے انٹرمیڈیٹ پاس کر کے عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد گریجویشن کی تعلیم

کے لیے تشریف لے گئے، بی اے کی تعلیم کے بعد حیدر آباد پوسٹ ماسٹر جنرل کے مشیر خاص کے عہدے پر فائز ہوئے۔

حضرت سید شاہ آل عبا قدس سرہ کا شمار اس دور کے بلند پایہ ادیبوں اور نثر نگاروں میں ہوتا تھا۔ ان کی علمی ادبی اور لسانی صلاحیتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے معروف ادیب رشید احمد صدیقی نے لکھا کہ زبان کا لطف، زبان پر قدرت اور پتے کی بات کہہ جانے کا جو ملکہ سید صاحب کو ہے، وہ دوسروں کو میسر نہیں۔ اس زبان کو شروع سے آخر تک بڑے بڑے خواص بھی نہیں نبھا سکے، آج زبان پر جو قدرت سید صاحب کو ہے وہ کسی کو نصیب نہیں۔ آپ اپنا قلمی نام ”آوارہ“ فرماتے تھے۔ ریڈیائی ڈراموں کی تخلیق میں آپ یگانہ روزگار ادیب مانے جاتے تھے۔ آپ کے فن و شخصیت پر معروف ادیب عبدالماجد دریابادی رقم طراز ہیں:

”خاک مارہرہ کی علمی، ادبی روحانی فضیلتوں کا معتقد تو ہمیشہ سے ہوں، ادبی کرامات کا قائل آج حضرت آوارہ کی وجہ سے ہونا پڑ رہا ہے۔ زبان کے محاورات پر یہ عبور، ادب کی نوک و پلک پر یہ قدرت، استعاروں پر بے تکلف حکومت، اصطلاحوں پر یہ قدرت شاید ہی کسی کے نصیب میں ہو۔“

آپ کی تخلیق ”میرا فرمایا ہوا“ پر معروف افسانہ نگار اور ادیب قاضی عبدالستار نے لکھا ”یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں، اس فرید روزگار صاحب قلم کا اعجاز ہے، جس کی مثال سے خاصان ادب کے خزانے خالی ہیں۔“

انشائیے کے مجموعے ”بے پرکی“ پر تبصرہ کرتے ہوئے، سید وزیر حسن دہلوی رقم طراز ہیں کہ ”انہیں اودھ دیس کے ان جوہریوں میں سے سمجھیے، جنہوں نے اردو کو ہیرے کی طرح پہلے دار بنا کر اجالا ہے۔“

حضرت سید شاہ آل عبا قدس سرہ پر ادبی اور معاصر سرگرمیوں کے باوجود مذہب و سنیت اور تصوف ہمیشہ غالب رہا۔ اپنے بزرگوں کی پیروی اور اتباع ہمیشہ پیش نظر رہی۔

والد ماجد سید شاہ حسین حیدر حسینی میاں، نانا حضرت میر سید محمد صادق نے طریقت کے جو جام ان کو پلائے، اس سے وہ آخری سانسوں تک مخمور رہے۔ آپ کا عقد مجدد برکاتیت کی صاحبزادی حضرت شہر بانو قدس سرہا سے ہوا۔ جن کے لطن پاک سے حضرت سید العلماء، حضرت احسن العلماء قدس سرہما اور حضرت سید شاہ مرتضیٰ حیدر حسین میاں مدظلہ العالی (آپ بقید حیات ہیں) اور دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ عائشہ اور حضرت سیدہ زابدہ قدس سرہما پیدا ہوئیں۔ ۱۹۶۸ء میں ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن مارہرہ شریف تشریف لے آئے، اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۸۴ء میں مارہرہ شریف میں وصال فرمایا۔ درگاہ برکاتیت میں ابدی آرام گاہ ہے۔

(۴) سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ اولاد حیدر سید میاں مارہروی قدس سرہ
آپ خاندان برکات کے ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے خانقاہ برکاتیت کے مشن کو ملک و بیرون ملک خوب خوب آگے بڑھایا، آپ کی ولادت ۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۹ جون ۱۹۱۵ء بروز بدھ مارہرہ شریف میں ہوئی۔

جد کریم حضرت مجدد برکاتیت نے اپنے آغوش تربیت میں رکھ کر ابتدائی علوم دین کی تکمیل کرائی، قرآن حفظ کروایا۔ درس نظامی کی تعلیم کے لئے جامعہ معینیہ اجیر شریف تشریف لے گئے، وہاں حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ درس نظامی کی تعلیم کے بعد حضور سید العلماء نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے طب کی سند حاصل کی۔ آپ شفاء الملک حکیم عبداللطیف صاحب کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔ آپ مایہ ناز حافظ، خوش الحان قاری، فقیہ و محدث اور شاندار خطیب، غرض کہ ذات والا مجموعہ کمالات تھی۔ فقر و درویشی حضور سید العلماء کی امتیازی صفت تھی، آپ کے اس وصف کو حضرت شرف ملت نے اپنے اشعار میں خوب بیان کیا۔

وہ اپنے حجرہ کم جا میں خوش رہے واللہ

وہی تھا قصر بھی ان کا وہی تھی انگنائی

آپ کو اپنے نانا مجدد برکاتیت، حضرت سید شاہ اسماعیل حسن قدس سرہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی، نیز حضرت سید شاہ مہدی میاں صاحب و حضرت شاہ ارتضیٰ حسین پیر میاں صاحب سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت سید العلماء نے بے حد استقلال و استحکام کے ساتھ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی ممتاز خدمات انجام دیں، آپ رہتی زندگی تک آل انڈیائی سنی جمعیت العلماء کے صدر الصدور رہے۔ اس دور کے سنی علما و مشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر لانا اور ملک گیر پیمانے پر اہل سنت و جماعت کے موقف کی ترویج و اشاعت کرنا حضور سید العلماء ہی کے بلند حوصلوں کا کارنامہ ہے، آپ نے جماعتی مسائل کے ساتھ ساتھ ملی مسائل کے حوالے سے بھی مسلمانوں کی بھرپور قیادت فرمائی۔

اس دور کے جتنے بھی ملکی و ملی مسائل مسلمانوں سے تعلق رکھتے تھے سبھی میں حضور سید العلماء نے پیش قدمی کرتے ہوئے ان کو حل کرانے میں اپنا گراں قدر تعاون پیش کیا۔ ایک بلند پایہ عالم اور خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بلند شعری ذوق کے مالک اور صاحب طرز ادیب بھی تھے۔ مقدس خاتون، نئی روشنی آپ کی اہم قلمی نگارشات ہیں۔

آپ کا عقد حضرت سید شاہ آل حبیب صاحب کی صاحبزادی سیدہ قیصر جہاں قدس سرہا سے ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادے حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی قدس سرہ اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔ حضور سید العلماء کا وصال ۱۰ جمادی الآخرہ مطابق ۱۹۷۴ء کی درمیانی شب ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر دو شنبہ کو ساٹھ سال کی عمر میں بمبئی میں ہوا۔ درگاہ برکاتیت میں اپنے نانا اور مرشد حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب کے روضہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی نعت کا مقطع آج بھی زبان زد خاص و عام ہے۔ حضور سید العلماء کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی قدس سرہ مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔

(۵) احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری قدس سرہ

حضور احسن العلماء قدس سرہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۲۷ء کو مارہرہ مطہرہ میں تولد ہوئے۔ آپ حضرت سید شاہ آل عبا قدس سرہ کے خلف اوسط ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت مکمل طور سے حضرت مجدد برکاتیت کی آغوش عاطفت میں ہوئی۔

نیز درس نظامی کی تعلیم حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب، شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب، خلیل العلماء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب برکاتی سے حاصل کی، حضرت احسن العلماء کو مجدد برکاتیت نے مثل فرزند پالا پوسا اور اپنی حیات ظاہری میں اپنا جانشین مقرر فرمایا، جب اہل خاندان نے حضرت مجدد برکاتیت سے اس پر سوال کیا کہ حضرت تاج العلماء کے ہوتے ہوئے ایسا کیوں؟ تو حضرت مجدد برکاتیت نے فرمایا کہ ”محمد میاں میری نسل کے سجادہ ہیں اور حسن میاں میری ذات کے سجادہ ہیں۔“

حضرت احسن العلماء کے نانا نے اپنی ذات کے صاحب سجادہ کی پرورش و تربیت ایسی کی کہ وہ ان کی ذات کا مظہر اتم بن کر زمانے کے سامنے آئے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیم و تربیت پران کے جد کریم نے ایسا دھیان دیا کہ سفر و حضر میں بھی کبھی تعلیم کا ناغہ نہ ہونے دیا۔ وہ جب بھی کہیں باہر تشریف لے جاتے استاد حضرت خلیل العلماء مارہروی سفر میں تعلیم دیتے چلتے تھے۔

حضرت احسن العلماء قدس سرہ العزیز کو نہ صرف ان کے نانا حضرت مجدد برکاتیت نے اپنا جانشین مقرر کیا، بلکہ ان کے خال محترم حضور تاج العلماء قدس سرہ نے خرقہ سجادگی پہنا کر مسند سجادگی پر متمکن کیا۔

حضور احسن العلماء نے اپنے نانا اور خال محترم کی دی ہوئی تربیت خاص سے اپنے اکابر کے مشن کو مزید فروغ بخشا۔ آپ نے اپنے حسن عمل سے اپنے متوسلین کو ایسی تعلیم عطا فرمائی کہ سلسلہ برکاتیت کے وابستگان آج بھی اس تربیت خاص سے بہرہ ور نظر آتے ہیں۔

حضور احسن العلماء نے علم اور اہل علم کی توقیر کو اپنا شیوہ اور شعار بنایا۔ انہوں نے بے شمار علمی اداروں کی سرپرستی فرمائی اور ان کے استحکام میں ہر قسم کا تعاون فرمایا۔ علمائے کرام کی عظمت و توقیر کو عوام الناس کے درمیان مضبوط کرنے میں خود اپنے کردار و عمل سے ترغیب عطا فرمائی۔

اپنے صاحبزادگان کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی طرف رغبت دلا کر اعلیٰ مناصب پر فائز کروایا کہ وہ حضرات آج پوری ملت کے لئے سامان راحت و باعث فخر ہیں بلاشبہ حضور احسن العلماء کا یہ عمل دیگر خانقاہوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے اسلاف کرام کی سچی یادگار، خاندان برکاتیت کی روایتوں کے امین، میدان طریقت کے شہسوار، شریعت مطہرہ کے پاس دار، عاشق رسول، متبحر عالم دین، زبردست فقہی بصیرت کے مالک، قادر الکلام شاعر، قرآن وحدیث کی غمازی کرنے والے خطیب اور ایسے پیر طریقت جن کو روحانیت کا مینارہ عظیم اور مسند ارشاد کا وقار کہا جاسکتا ہے۔

آپ کی فیاضی و سخاوت، مہمان نوازی، اعلیٰ ظرفی، بلند اخلاق، خدمت دین کا وافر جذبہ، اصغر نوازی الحمد للہ آج تک وہ حضرات نہ بھول پائے جنہوں نے آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مذہبی خدمات کے سبب بے حد محبت فرماتے اور ان کے پیغام یعنی عشق رسول کو عام کرنے کے لئے زبانی اور عملی طور سے آخری سانسوں تک خود کو وابستہ رکھا۔

اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام پران کو دسترس حاصل تھی، حدائق بخشش کی جیسی شرح حضور احسن العلماء بیان فرما گئے شاید اس دور میں کسی اور کے لئے عقبا ہے۔

حضور احسن العلماء کا عقد سیدہ محبوبہ فاطمہ نقوی قدس سرہا سے ہوا، جن کے لطن پاک سے حضرت امین ملت، حضرت شرف ملت، حضرت رفیق ملت، حضرت افضل میاں صاحب و صاحبزادی سیدہ ثمینہ نقوی صاحبہ بقید حیات ہیں۔ آپ نے اپنی حیات ظاہری

میں اپنا ولی عہد وجانشین حضرت امین ملت کو منتخب فرمایا، آپ کا وصال ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۹۵ء شنبہ کو ہوا مزار مبارک درگاہ عالیہ قادریہ میں واقع مرجع خلافت ہے۔

(۶) حضرت سید شاہ محمد علی الملقب نوشہ میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نوشہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحصیل چندوسی ضلع سنبھل کے جہٹہ شریف کے رہنے والے تھے، آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید شاہ بنیاد علی صاحب قدس سرہ تھا، آپ کو بیعت حضرت احمد شاہ صاحب قدس سرہ سے تھی، آپ اپنے دور کے زبردست عالم و فاضل اور زمین دار گھرانے سے تعلق رکھنے والے بزرگ تھے، مارہرہ شریف سے آپ کی وابستگی اور تفویض خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے، مورخ خاندان برکات حضرت تاج العلماء قدس سرہ رقم طراز ہیں:

”جہٹہ ضلع مراد آباد کے ایک بزرگ سید شاہ محمد علی الملقب نوشہ میاں کو میں نے دیکھا تھا، جو حضرت شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں مرید حضرت شاہ رحیم اللہ سے رشتہ نسبت رکھتے تھے، یہ بزرگ بیعت سلسلہ قادریہ میں لیتے تھے، البتہ بعد کو معلوم ہوا کہ ان کو ہمارے یہاں سے اجازت و خلافت نہ تھی، صرف بیعت تھی، پھر بعد میں انہوں نے فقیر کے والد ماجد حضرت سید شاہ اسماعیل حسن قدس سرہ سے اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔“

حضرت نوشہ میاں صاحب کا وصال ۱۹۱۵ء میں ہوا، مزار مبارک آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ جہٹہ شریف ضلع سنبھل میں واقع ہے، آپ کا آستانہ آج بھی مرجع خلافت ہے، آسیب زدہ لوگ بھاری تعداد میں آپ کے آستانہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بحکم خدا شفا یاب ہوتے ہیں۔

چندوسی کے اس خطے جہٹہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان حضرات کی تشریف آوری کے بعد جناتوں کا اس علاقے اور وہاں کی عوام پر سے غلبہ دور ہوا، اور یہ موضع ”جن ہٹا“ کے نام سے تعبیر کیا گیا، جس کو اب بدل کر جہٹہ شریف کہا جاتا ہے۔

نوشہ میاں کے اخلاف اور متوسلین ان کی نسبت سے خود کو نوشاہی لکھتے ہیں اور آج

بھی اس خانقاہ میں قادری اور چشتی مشرب کی مشترکہ طور پر پیروی کی جا رہی ہے، یہاں محفل سماع بھی منعقد ہوتی ہے اور علمائے کرام کے مواعظ حسنہ سے بھی فیضیابی حاصل کی جاتی ہے۔ خانقاہ شریف پر زائرین اور آسیب زدہ مریضوں کا ایک اژدہا رہتا ہے۔ دور جدید میں خانقاہ برکاتیہ سے اس خانقاہ کی ایک اور وابستگی ہو گئی ہے۔ خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے صاحب سجادہ حضرت ڈاکٹر شاہد میاں صاحب قبلہ کی صاحبزادی سے خانقاہ برکاتیہ کے ولی عہد برادر م سید محمد امان میاں زید مجدہم کا عقد ہوا ہے۔ اس طرح ان دو خانقاہوں کے درمیان رشتہ عقیدت کے ساتھ ساتھ رشتہ مصاہرت بھی ہے۔

(۷) حضرت شاہ گل باز افغانی قدس سرہ العزیز

شاہ گل باز صاحب قدس سرہ افغانستان سے تشریف لائے۔ انہوں نے افغانستان میں مارہرہ مقدسہ کا شہرہ سنا تو معرفت کی طلب میں حضرت شاہ اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ کی بارگاہ میں آئے۔ اللہ کی یاد میں مست رہنے والے بزرگ تھے۔ حضرت مجدد برکاتیت نے اپنے پاس رکھ کر ان کی تربیت فرمائی۔ تصوف کی تعلیم دی، اور پھر خلافت و اجازت سے نوازا۔ ایک دن شاہ گل باز میاں نے اپنے مرشد اجازت حضرت مجدد برکاتیت سے تحصیل زر کا عمل حاصل کرنے کی التجا کی۔ حضرت نے ترک جمالی و جلالی کی تلقین فرمائی اور تحصیل زر کا عمل عطا فرما کر اس کی ترکیب بتائی لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا میں عمل تو دے رہا ہوں پر سونا قسمت ہی سے بنتا ہے۔ اور یہ شرط بتائی کہ جو بھی چیز اس عمل کو پڑھنے کے بعد ظاہر ہو اس کو لوہے کی چیز سے چھو نہ سونا ہو جائے گی۔ میاں شاہ گل باز نے چالیس دن وہ عمل پڑھا۔ چالیسویں دن جب پیڑ پر بیٹھ کر وہ عمل پڑھ رہے تھے تو شیر کی سی شکل نمودار ہوئی اور بڑھتے بڑھتے اس کا قد پیڑ کے برابر ہو گیا۔ بس سونا بنانے کا جو خیال آیا تو دھیان آیا کہ ہاتھ میں کوئی لوہے کی چیز تو ہے نہیں، غرضیکہ وہ چیز غائب ہو گئی اب جو حضرت کے پاس آ کر واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہم نے کہا ہی تھا کہ سونا قسمت سے بنتا ہے۔ یہ ہیں مشائخ کی تربیتیں اور ان کا فیضان تصرف جن کے سبب لوگ کہاں کہاں سے آتے اور ان

حضرات کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔

(۸) نواب سید سردار علی خان سردار نواز جنگ بہادر

آپ حیدر آباد دکن ریاست کے والی ریاست اور بہت ہی خوش عقیدہ، صاحب نسبت اور عالی مرتبت شخصیت کی حامل، صاحب ثروت و منصب ہونے کے باوجود نواب صاحب ایک خالص مذہبی اور شریعت و طریقت کے رموز آشنا اور عامل تھے۔ آپ سیدنا غوث اعظم کی اولادوں میں سے تھے۔ اور حضرت صاحب الاقتر مولانا عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ نواب صاحب مرحوم و مغفور کے حضرت حاجی اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ سے بڑے قریبی مراسم تھے۔ جن کا اظہار حضرت والا کی نواب صاحب سے ہوئی مسلسل خط و کتابت سے ہوتا ہے۔ نواب صاحب حضرت مجدد برکاتیت کی خدمت میں بیحد مودب اور نیاز مند انداز سے خود کو حاضر رکھتے۔ بہت سے مذہبی اور سماجی مسائل کے حل کے لئے حضرت کی خدمت میں نیاز نامے بھیجتے تھے۔ حضرت مجدد برکاتیت بھی ان سے بڑی شفقتوں کے ساتھ پیش آتے۔ بہت سے اوراد و وظائف، اعمال و اشغال کی تعلیم بھی سید سردار علی صاحب کو حضرت مجدد برکاتیت نے عطا فرمائی۔ حضرت نواب سید شاہ بھی دینی و مذہبی امور میں حضور مجدد برکاتیت کی پیروی کو فوقیت دیتے تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مجدد برکاتیت کے فیضان تصرف سے ہم سب کو حصہ عطا فرمائے اور ان کے پیغام اور مشن کو فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیر پیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی لکھنوی قدس سرہ



شخصیت کا تحلیلی جائزہ:

حضور شیر پیشہ اہل سنت کی ولادت ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں لکھنؤ میں حضرت مولانا صوفی عبد الرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ مقدسہ کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں ہوئی۔ سگ بارگہ بغداد (۱۳۱۹ھ) مادہ تاریخ ولادت ہے۔ آباء و اجداد میں جو پہلے بزرگ درہنمبر سے ہندوستان آئے وہ محمد خاں آفریدی تھے، یہاں آنے کے بعد فوجی افسر مقرر ہوئے اور اپنے کارناموں کے سبب معافیات کے حقدار ہوئے، یہ معافیات آپ کو حضرت بندگی میاں صاحب کی اٹیٹھی ضلع لکھنؤ میں ملی تھیں آج بھی وہ اپنی آراضی میں وہیں محو استراحت ہیں۔

والد ماجد ابو الحافظ محمد نواب علی خاں قادری نے نومولود بیٹے کا نام محمد حشمت علی رکھا اور حضرت مولانا محمد ہدایت رسول نے محمد صدیق نام تجویز کیا۔ شعر و سخن میں عبید کا لفظ تخلص کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ ابوالفتح اور غیظ منافق اور ولد مرافق بارگاہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان (وصال ۱۹۲۱ء) سے ۱۳۳۹ھ/۱۹۱۱ء میں ایک مناظرہ میں شاندار کامیابی پر ملنے والے خطابات تھے۔ شیر پیشہ اہل سنت کا خطاب علمائے گجرات نے راندیر کے مناظرہ میں فتح و کامرانی حاصل کرنے کے بعد عطا کیا تھا اور مظہر اعلیٰ حضرت اس دور کے جلیل القدر علماء کی جانب سے ملنے والا خطاب تھا۔ یہ دونوں خطابات اس قدر مشہور ہوئے کہ لوگ آپ کا اصل نام بھول گئے۔

کسمنی میں پڑھنا شروع کیا متدین باپ کے دیندار بیٹے ہونے کے ناطے پہلے

قرآن پاک حفظ کیا۔ دس سال کی عمر میں حفظ کلام اللہ سے فراغت حاصل کی اور پہلی محراب سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ بینا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنؤ کی (وصال ۸۸۴ھ) مسجد میں سنائی۔ مدرسہ فرقانیہ سے سند قرات بروایت حفص، ۱۳ سال کی عمر میں سند قرات سب سے اور ۱۴ سال کی عمر میں قرات عشرہ کی سند حاصل کی۔ مشہور خطاط منشی شمس الدین اعجاز قم سے خوش خطی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی عمدہ صلاحیت کے باعث مولانا عین القضاۃ آپ کو اپنے مدرسہ کا ”آفتاب“ کہا کرتے تھے۔

علوم متداولہ کی تحصیل کے لئے ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں آپ نے بریلی کا سفر کیا اور امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر مدرسہ منظر اسلام میں اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا۔ امام اہل سنت نے آپ کی ایسی تربیت کی اور آپ پر فیوض و برکات کی ایسی بارش فرمائی کہ علم و فضل میں یکتائے روزگار ہو گئے۔ علوم شرعیہ، علوم عقلیہ اور علوم ادبیہ میں بالادستی حاصل ہو گئی۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے جلسہ عام میں اس دور کے مقدس ترین علماء کے ہاتھوں آپ کی دستار بندی ہوئی اور سند فراغت سے سرفراز فرمائے گئے، اسی سال امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا مگر فتویٰ نویسی کا کام آپ نے اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ میں شروع فرما دیا تھا۔ دستار بندی کے موقع سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری (وصال ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) فرزند اکبر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری نے سلسلہ قادریہ کی خلافت دی اور اپنا جبہ پہنایا۔ اور ساتھ ہی صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم محمد امجد علی قادری (وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (وصال ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) نے بھی اپنی اپنی خلافتوں اور نیابتوں سے نوازا۔ حضرت حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے خلف اکبر حضرت مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں قدس سرہ (وصال ۱۹۶۵ء) کا بیان ہے کہ اباجی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ایک مولانا سر دار احمد صاحب اور ایک

حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب اور یہ سیدنا امام حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی نگاہ مبارک کا اثر ہے کہ دونوں ہی ہم ذوق و ہم مزاج سخت متضلع اور جذبہ تبلیغ سنیت سے شرسار تھے۔

تحصیل علم و فن سے فراغت کے بعد منظر اسلام بریلی میں درس و تدریس کا مشغلہ شروع کیا، مدرسہ مسکینیہ دھوراجی گجرات اور مدرسہ اہل سنت پادرہ ضلع بڑودہ گجرات میں بھی تدریسی خدمات انجام دئے۔ علوم و فنون میں حد درجہ مہارت کی بنیاد پر فن مناظرہ میں آپ کو اعلیٰ کمال حاصل تھا۔ بڑے بڑے گستاخان رسول کے آپ نے تنہا چھکے چھڑا دئے ہیں۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کا خصوصی شعار تھا۔ بڑی بڑی طاغوتی طاقتوں کے سامنے بھی آپ نے اتحاق حق میں تامل نہیں کیا۔ اشداء علی الکفار و رحماء بینہم کی عملی تصویر تھے۔

حضور شیر پیشہ اہل سنت کا مناظرہ آریہ سماج کے گرو گھنٹالوں سے ہو یا عصر حاضر کے علمائے سو سے ہر جگہ آپ کا مزاج باطل شکن تھا۔ آپ نے علمائے سو سے جو مناظرے کئے ان کی طویل فہرست ہے ان مناظروں میں آپ نے جن ماہرانہ صلاحیت کا مظاہرہ فرمایا اس تعلق سے نائب مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی (وصال ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) فرماتے ہیں۔

”اس سے ایک طرف مذہب اہل سنت و جماعت و مسلک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت کا اذعان کامل حاصل ہوگا تو دوسری طرف دیوبندیت کے بطلان کا یقین کامل۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حاصل ہو جائے گا کہ حضرت شیر پیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عز و جل نے کیسا بے پناہ علم عطا فرمایا تھا اور کیسا بے نظیر حافظہ اور کتنے اعلیٰ درجے کی حاضر جوابی اور کتنے اعلیٰ پیمانے کا زور بیان عطا فرمایا تھا۔

حضور شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی نے تدریس و تبلیغ، اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ مختلف طریقوں سے دین حق کی تبلیغ و اشاعت کی ہے۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جس میں سید العلماء حضرت مولانا آل مصطفیٰ

مارہروی (وصال ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی (وصال ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء) مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں بریلی (وصال ۱۹۶۵ء) اور شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

دینی خدمات:

حضور شیر بیشہ اہل سنت کی پوری زندگی دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں گزری ہے ، دامے ، درمے ، قدمے ، سٹخے ، قلمے ہر طرح عمر بھر تبلیغ سنیت میں مصروف رہے۔ جو کچھ فاضل بریلوی کا قلم لکھتا اسی کی آپ تبلیغ فرماتے ، اعدائے دین کے خلاف جوشدت فاضل بریلوی کے قلم میں تھی وہی شدت دشمنان رسول کے خلاف آپ کی زبان پر ہوتی گویا کہ آپ اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

کلمک رضا ہے خنجر خوں خوار برق بار

اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

شریعت میں جو اعلیٰ حضرت کو موقف تھا زندگی بھر سختی کے ساتھ آپ اسی پر گامزن رہے اور اسی کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتے رہے بقول حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی:

”بریلوی مسلک کے فروغ و ارتقا میں اگر سب سے پہلے کسی کا نام لیا جاسکتا ہے تو شیر بیشہ اہل سنت اور محبوب ملت کا۔ دنیا ہزار طعنہ دیتی رہی لیکن علامہ جامی کی زبان میں یہی کہتے رہے۔“ بصد سامان رسوائی سر بازاری رقم قسم“

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور شیر بیشہ اہل سنت کا نام سنت ہی ایوان باطل میں زلزلے پڑ جاتے تھے اور دنیاے سنیت کے لئے اس کی ذات ایسی متاع بے بہا تھی کہ اس کے تذکرے سے ایمان والوں کے چہروں پر مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی تھی سچ کہا ہے علامہ ارشد القادری نے:

”یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ جس شان و افٹگی کے ساتھ حضور شیر بیشہ اہل سنت نے اسلام کو داخلی فتنوں سے پاک کیا اس کی مثال دور حاضر میں نہیں

ملتی اور یہ بھی ایک امر مسلم ہے کہ اسلام کو جتنا اندر سے نقصان پہنچا ہے، باہر سے نہیں۔ صدر اول کا وہ فتنہ جس نے ایوان اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور آج تک اس کی دھمک محسوس ہوتی ہے وہ اندر سے ہی برپا ہوا تھا اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ مرد مومن اپنے وقت کا بہت بڑا مجاہد ہے جو دین مصطفیٰ کو اندر سے پاک کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور بے مثال جرأت و پامردی کے ساتھ باطل کی بساط الٹ کر حق کو برتر و غالب کر دیا۔“

شیر بیشہ اہل سنت نے اصلاح قوم کی خاطر مختلف طریقے اختیار کئے۔ کہیں مدرس، کہیں مقرر، کہیں مفتی اور کہیں مناظر اعظم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وقت کے بڑھتے ہوئے فتنہ و فساد کا آپ نے زبان و قلم دونوں سے دفاع کیا۔ مذاہب باطلہ کی تردید میں کتابیں لکھیں اور نیست و نابود کرنے کی انتھک کوششیں بھی کیں، وہ کتابیں جو ہمیں دستیاب ہیں وہ کسی نہ کسی فرقہ باطلہ کی تردید میں ہیں۔ فن تفسیر میں آپ گہری نظر رکھتے تھے، اس وسعت معلومات کی بنا پر آپ نے قرآن کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی مگر زمانہ نے وفانہ کیا، صرف سورہ بقرہ کی تفسیر مکمل ہو پائی تھی جس کی کچھ بحثیں ترجمان اہل سنت پہلی بھیت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ تفسیر سورہ بقرہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے تہذیب فی الدین اور علمی وجاہت پر مکمل دال ہیں۔

- (۱) اجمل انوار الرضا (۲) الانوار الغیبیہ (۳) الصوارم الہندیہ (۴) حکم جبار بر خاکسار (۵) احکام نور یہ شریعہ بر مسلم لیگ (۶) القلادۃ الطیبہ المرصعہ (۷) تقریر منیر قلب (۸) عرض منیر (۹) ستر با ادب سوالات دینیہ و ایمانیہ (۱۰) مظاہر الحق الاجلی (۱۱) راز سیرت کمیٹی (۱۲) سیرت کمیٹی کا اسلام (۱۳) درد دل کا علاج (۱۴) قہر و اجد دیان بر ہمشیر بسط البنان (۱۵) لطمہ شیر بر نجدی زادہ راندیر (۱۶) تفسیر سورہ بقرہ (۱۷) کھلی مسلمانی چٹھی (۱۸) اسلامی پیغام (۱۹) اسلامی خط (۲۰) فرنگی محل ہاؤس میں کفر کی مشین (۲۱) کمیٹی کا پاکیزہ فوٹو گراف (۲۲) حق کا خنجر (۲۳) مصرع دماغ مجنوں (۲۴) الفرح والتاج لمحج محفل معراج (۲۵) فتح الابرار علی الکفار (۲۶) جمال الایمان (۲۷) القول الاظہر (۲۸) شامۃ العنبر (۲۹) الجوابات السنیہ (۳۰) پشت خار در افتخار (۳۱) عطر الصد ل (۳۲)

ہیبت قہاریہ (۳۳) کہر المعبود (۳۴) مخزن ہدایت (۳۵) انقلابی افتراؤں کے جوابات (۳۶) الصولۃ الاحدیہ (۳۷) سل الصوارم الصمدیہ۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت نے دشنام اسلام سے کتنے مناظرے کئے اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں تاہم اتنا مسلم ہے کہ جہاں بھی بحیثیت مناظر آپ گئے دشمنوں نے راہ فرار اختیار کرنے ہی میں عافیت سمجھی اور اگر مقابل آئے تو انہیں شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔

ہندوستان کے تمام شہروں میں عروس البلاد بمبئی کو جو اسلامی رونق حاصل ہے وہ کسی شہر کو میسر نہیں خواہ وہ رمضان کا مبارک مہینہ اور اس میں علمائے کرام کا ورود مسعود ہو یا محرم کی مجالس بمبئی کی اپنی ایک جداگانہ شناخت ہے۔ جو دینداری وہاں کے مسلمانوں میں دیکھنے کو ملی وہ کہیں نہیں، بمبئی کے دینی ماحول کو فروغ دینے میں حضور شیر بیشہ اہل سنت کا ہی کردار رہا ہے بعد میں دیگر علمائے کرام نے اس ماحول کو بہتر بنانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا۔ محرم کی مجالس کا آغاز بھی آپ نے ہی فرمایا اور جب علمائے دیوبند نے محرم کی مجالس کرنی شروع کیں تو آپ نے اپنی مجالس میں صلاۃ و سلام اور قیام تعظیسی کا بھی سلسلہ شروع کر دیا تاکہ علمائے دیوبند سے علمائے اہل سنت کی مجالس کا امتیاز ہو جائے۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت کے خانوادہ برکات سے باہمی روابط:

حضرت مولانا حشمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خانوادہ اعلیٰ حضرت اور خانوادہ برکات سے بڑے گہرے مراسم تھے آپ کی پوری زندگی انہیں دونوں خانوادوں کی پاسداری میں بسر ہوئی ان خانوادوں کے چشم کرم کے ہمیشہ آپ منتظر رہے۔ ایسا کوئی کام آپ نے نہیں کیا جس سے ان خانوادہ کے لوگوں کو ناراضگی ہو گیا کہ انہیں خانوادوں کے زیر سایہ آپ کی دینی و مذہبی تربیت رہی اور زندگی میں دین اور مسلک کی ترویج و اشاعت کے تعلق سے وہ کارہائے نمایاں آپ نے انجام دئے جس سے ان دونوں خانوادوں کا بچہ بچہ آپ سے نہ صرف خوش رہتا بلکہ آپ کو اپنے پلوں پر بٹھانے کی تمنا کرتا۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت کی جب شادی ہوئی تو اس موقع سے جن اکابر علماء نے شرکت کی اس میں خاندان برکات کی دو عظیم شخصیتیں بھی شامل تھیں جن میں تاج العلماء حضرت مولانا مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی بھی شریک تھے اس شادی میں سید العلماء حضرت مولانا حکیم مفتی سید آل مصطفیٰ میاں قادری برکاتی نے شہ بالا بن کر اس شادی کے مراسم میں خصوصی حصہ لیا۔ شادی میں پھولوں کے گجرے پہن کر حضرت مولانا حشمت علی نوشہ کی داہنی جانب بیٹھ کر اپنی یہ ذمہ داری نبھائی۔

اور جب حضور شیر بیشہ اہل سنت کے یہاں کسی بچہ کی ولادت ہوئی تو حضور سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی نے اپنی مسرت کا اظہار ان لفظوں میں کیا اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

”فقیر غفرلہ المولیٰ القدر پر سوں جمعہ مبارکہ کو سینا پور سے عمہ محترمہ مدظلہا کو ہمراہ لے کر واپس ہوا۔ ابھی تک جناب والا کا پہلا کرم نامہ موصول نہیں ہوا ہے بہر حال نومولود صاحبزادہ کی پیدائش مبارک ہو اور مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والدین محترمین و دیگر سنی اعزہ کے سائے کے نیچے بہ سلامتی ایمان و امان و صحت و دولت وازد یاد عمر و علم و اقبال و حصول عافیت دارین پروان چڑھائے اور دین و سنیت کا بوعونہ تعالیٰ سچا خادم اور کفر و بدعت کا پکا ہادم بنائے آمین آمین شتم آمین۔“

فقیر آں سلمہ کے عقیقہ میں بسر و چشم حاضر ہوتا اور حضرت مدظلہ نیز دوسرے حضرات علمائے اہل سنت سے شرف نیاز حاصل کرتا مگر تاریخ مقرر جو غالباً بجائے صلح محرم الحرام غرہ صفر ہوگی حضور سیدنا مرشد برحق قدس سرہ العزیز کے وصال پاک کی تاریخ ہے اور درگاہ معلیٰ میں برادر دینی ڈاکٹر ایوب حسن صاحب زید مجاہد کی طرف قل شریف کی محفل ہوتی ہے اور حضرت خال معظم مدظلہم الاقدس کی طرف سے زنان خانہ میں فاتحہ ہوتا ہے، ادھر رسالہ اہل سنت کے اگلے حصہ کے لئے نئی روشنی کی تصنیف ضروری ہے جو پچھلے سفر کی وجہ سے تعویق میں تھی اس لئے سردست فقیر بصداہب حاضری خدمت سے عذر خواہ ہے امید ہے کہ جناب والا فقیر کے اعتذار کو قبول فرمائیں گے۔ فقیر برکاتی غنی عنہ، ۲۷/ جمادی

الاولیٰ۔

شیر بیشہ اہل سنت ہر ماہ کے کچھ حصے مارہرہ شریف میں اپنے ان محسنین کی خدمت میں ضرور گزارتے، دینی سفر کے علاوہ جو اوقات بچتے ان میں یا تو آپ مارہرہ میں ہوتے یا بریلی شریف میں ان مشائخ اور بزرگوں کی صحبت سے جو آپ نے فائدے اٹھائے اس کا اظہار لفظوں میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے مارہرہ شریف میں رہ کر سالوں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دئے ہیں حضور احسن العلماء حضرت مولانا سید حیدر حسن علیہ الرحمۃ والرضوان سجادہ نشین آستانہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ کو آپ نے سبقاً پڑھایا ہے، اس سلسلے میں آپ اپنے بچوں کے ساتھ ایک عرصہ تک مارہرہ شریف میں گزارے ہیں۔ جب حضور سید العلماء کی والدہ ماجدہ سیدہ اکرام فاطمہ عرف شہر بانو بیگم کا بتاریخ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ بروز سہ شنبہ بوقت فجر وصال ہوا تو آپ نے کئی تاریخی مادے نکالے اور ایک قطعہ تاریخ وصال بھی لکھا جس سے مرحومہ سے آپ کی عقیدت بے پایاں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قدیم اور دائم ہے وہ رب قادر	جو ہے حی و باقی مقدم و موخر
ملے اپنے مولیٰ سے آقا بھی جا کر	جو ہیں حی و قیم نذیر و مبشر
درو و سلام ان پہ اور آل پہ بھی	اور اصحاب پر جو ہیں ہادی و منذر
تو پاس اپنے آقا کے جاتیں نہ کیوں کر	وہ مخدومہ پاک ذات المفاخر
وہ نور نظر شاہ حاجی میاں کی	سمی ام اصغر کی بنت الاطاهر
وہ خواہر اسی ناصر دین کی جو	ہے تاج الاکرام سراج الاکابر
صفر کی تھی عشرین یوم الثلاثا	ہوئیں دار عقبی کی جب وہ مسافر
عبید الرضا سن دعائیہ لکھ	کرو عرض رب سے الہی لھا اغفر

شیر بیشہ اہل سنت جن دنوں مارہرہ شریف میں تھے ان دنوں ان کے تیسرے فرزند حضرت مولانا حافظ عسکری رضا طفل شیر خوار تھے کسی موقع سے سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی اہلیہ محترمہ نے عسکری میاں کو دودھ پلا کر آسودگی بھی عطا کی تھی اور روحانیت کا

فیضان بھی عطا کیا تھا۔ ان تفصیلات کی تصدیق سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کی درج ذیل تحریر سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں۔

”میں حضرت شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ ان کی عمر انیس سال کی تھی اور میں آٹھ سال کا بچہ تھا بریلی شریف سے تشریف لائے تھے، میرے خال محترم تاج العلماء تاجدار مسند برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کے لئے آئے تھے، مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرخ آباد کے تبلیغی جلسہ میں تشریف لے جا چکے تھے اور گھر میں میرے مرشد برحق قدوة الکملہ زبدۃ الأصفیاء حضور سید شاہ ابوالقاسم اسمعیل حسن الملقب بلقب شاہ جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے، میرے نانا جان ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو چکے تھے مجھ سے ارشاد فرمایا:

”لالہ! مولوی حشمت علی خاں صاحب آئے ہیں تمہارے ماموں کے لے جانے کے لئے ماموں تمہارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور انہیں ہماری حویلی میں ٹھہراؤ اور ان کے آرام کا بندوبست کرو“

آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لے کر گیا تھا اور میں نے کس طرح سے کھانا کھلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا کہ بتا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور میاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جائیے گا۔ یہ میری پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بڑھے کہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت اگر پندرہ دن بریلی ہیں تو پندرہ دن لکھنؤ ہیں تو دس دن مارہرہ شریف میں، مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے، جب میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی محل سرا میں رو قبیلہ دوزانو خود بیٹھے اور حضرت شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملا دو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ ”میں نے جملہ سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ سارے اعمال و اشغال و مراقبات جو خانوادہ برکاتیہ میں مجھے اپنے مرشدوں سے ملے ان سب کی اجازت تم کو دی اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیر بیشہ اہل

سنت نے اپنا سران کی گود میں ڈال دیا اور حضرت والا کا سران کے ہاتھوں پر آگیا۔
 شیر بیشہ اہل سنت سے میرے گھر کے ربط و ضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا
 تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا، تمہیں نہیں معلوم، حضرت شیر بیشہ اہل سنت سے میرے گھر
 کے تعلقات کو بمبئی میں جاننے والے ایک تھے جو گذر گئے میرے برادر طریقت منشی مصطفیٰ
 خاں صاحب مرحوم و مغفور پان والے اللہ تعالیٰ انہیں جی وقائم رکھے۔ حضرت شیر بیشہ اہل
 سنت کے برادر عزیز مجاہد اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب دامت
 برکاتہم القدسیہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے اس کے ساتھ
 ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت میرے استاذ محترم بھی تھے
 ۔ حضرت شیر بیشہ سنت نے ایک مہینے کے لئے خانقاہ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے
 تفسیر جلالین، نور الانوار، قطبی مع میر اور شرح وقایہ کے چودہ سبق حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 سے پڑھے ہیں، یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہہ کر کے حضرت سے
 پڑھے اور اس کے بعد میری عمر گذری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں ان کو دیکھنے، سمجھنے اور
 بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت میری تقریر کی سوجھ بوجھ اور میری سوچ اور سمجھ کا رنگ یہ
 حضرت شیر بیشہ اہل سنت کا ہے۔

اس کے بعد حضرت نے دارالعلوم اہل سنت شاہ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی
 تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا کہ اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر
 کا سب سے طویل بیان تھا، جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا جمل شاہ صاحب
 سنبھلی دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”میاں حضرت مولانا حشمت علی صاحب یاد
 آگئے، تو میں نے کہا صحیح بات ہے باپ کا پر تو بیٹے پر، استاد کا پر تو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے
 اگر آپ کو حضرت شیر بیشہ اہل سنت یاد آگئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔“

آج وہ ہم میں نہیں ہیں ان کا جسم ہم میں نہیں ہے لیکن تم باور کرو اس بات کو کہ
 ان کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی اور ان کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہل سنت کی مددگار
 رہیں گی۔ انہوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری و ساری رہیں گے۔ بڑی

خوشی کی بات ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے انہوں
 نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے ہم جیسے فیض لینے
 والے ان کی روحانی اولاد ہیں اور میرا عزیز بچہ مولانا مشاہد رضا خاں صاحب ان کے بڑے
 صاحب زادے الحمد للہ رب العالمین فارغ التحصیل ہو کر دستار بند ہو چکے ہیں اور اس کے
 معنی یہ ہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کی مسند علم و رشدان کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمہیں کھول رہا ہوں شاید تمہیں نہیں معلوم ہوگا ان کا چھوٹا بچہ حافظ وقاری
 عسکری رضا خاں سلمہ میرا دودھ کا بیٹا ہے اور میرے بچوں کی ماں نے اسے دودھ پلایا ہے
 اور اسی طرح سے مولانا حشمت علی خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ میری استانی نے میری ایک
 بچی کو دودھ پلایا تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں اور حافظ وقاری عسکری
 رضا خاں الحمد للہ جید قاری ہے، مستند قاری ہے اور ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ
 ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے کیوں کہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پی چکا ہے اور یہ
 بات کہنے میں میرے دل کو تسلی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مسند شیر بیشہ اہل سنت خالی نہ رہے گی
 اور جو کام عمر بھر حضرت شیر بیشہ سنت نے کیا خدا نے چاہا اور اس کے چاہے سے اس کے رسول
 نے چاہا جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم تو یہ کام انشاء اللہ تبارک و
 تعالیٰ ان کے فرزند ان ظاہری و معنوی کرتے ہی رہیں گے۔ آمین اللہم آمین۔“

حضرت حافظ وقاری عسکری رضا خاں کئی ماہ گھر سے غائب رہے وہ کہاں ہیں
 اس کی خبر گھر میں کسی کو نہیں تلاش و جستجو سے متعلق ساری کوششیں ناکام ہو چکی تھیں پھر انہیں
 اللہ تعالیٰ کے حفظ و مان میں چھوڑ دیا گیا تھا لیکن جب وہ اچانک کئی ماہ بعد گھر واپس آگئے تو
 اہل خانہ کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ رہی جتنی مسرت و شادمانی کا اظہار خانوادہ حشمتیت میں کیا
 گیا اس سے کہیں زیادہ اس کی خوشی خانودہ مارہرہ میں منائی گئی۔ حضور سید العلماء حضرت
 عسکری رضا کی والدہ کو خواہر گرامی سے مخاطب کرتے ہوئے مہربانی سے لکھے گئے خط
 میں اپنی مسرت کا اظہار ان لفظوں میں کیا وہ لکھتے ہیں۔

”امید کہ آپ بخیر ہوں گی سلمہ کے خط سے یہ خبر فرحت اثر معلوم کر کے میری

مسرت و خوشی کی انتہا نہ رہی، نور چشم، لخت جگر برخوردار محمد عسکری رضا خاں سلمہ آپ کی خدمت میں واپس لوٹ آئے، فللہ الحمد حمداً کثیراً میری طرف سے ہزاراں ہزار تہنیت و مبارک باد قبول فرمائیے۔ ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ اونکی سیدانی ماں اون کے لئے آپ سے کم بے چین نہیں تھیں اور وہ چاہتی ہیں کہ برخوردار سلمہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں۔

میری جانب سے عزیز محترم مولانا مشاہد رضا خاں صاحب اور دوسرے سارے بچوں کو سلام مسنون اور ادعیہ غفو و عافیت میں ۱۸ محرم الحرام کو مارہرہ شریف جاؤں گا۔ والسلام خیر ختام (آپ کا خورد فقیر برکاتی سید آل مصطفیٰ قاسمی عفی عنہ) ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ / ۲ مارچ ۲۰۰۱ء۔

اور حضرت مولانا مفتی مشاہد رضا خاں کو لکھے گئے خط میں سید العلماء اپنی مسرت و شادمانی کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

”ابھی ابھی یہ خبر فرحت اثر سن کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ برخوردار محمد عسکری رضا خاں سلمہ المولیٰ تعالیٰ بخیر و عافیت گھر واپس آگئے ہیں۔ آپ سب کو بہت بہت مبارک میرے گھر کے سارے افراد خورد و کلاں اس پر مسرت موقع پر آپ سب کو پھر خلوص مبارک باد پیش کرتے ہیں میری طرف سے آں عزیز سلمہ کو بعد سلام مسنون مبارکباد دیجئے اور اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں بھی سلام مسنون کے بعد بمضمون واحد سید آل مصطفیٰ حسینی عفی عنہ۔

اسی مضمون کا ایک دوسرا خط ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۹۲ھ کو حضور سید العلماء نے حضور مشاہد ملت کو لکھتے ہوئے عسکری رضا سے ملاقات کا اشتیاق جن لفظوں میں ظاہر کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے سید العلماء لکھتے ہیں۔

”فرزند نور العین برخوردار عسکری رضا سلمہ ربہ کی بازیافت میرے جتنی بہجت افزا ہوئی تھی اتنی ہی اس بات سے کوفت محسوس کرتا ہوں کہ میں ہنوز آں سلمہ کو گلے سے نہیں لگا سکا اسی طرح اوس کی سیدانی اماں بھی اوس کے دیکھنے کے لئے مشتاق ہیں میں نے حضرت می صاحبہ مرحومہ کے چہلم پر اسی لئے دعوت دی تھی مگر اتفاق کہ وہ بھی نہ ہو سکا۔ طرہ تو

یہ کہ عرس رضوی شریف پر وہ بریلی شریف تھا مگر وہاں بھی ملاقات شفاء ہی نہ ہو سکی: کل امر مرہون بآوقاتہا، ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو ملے گا ہی۔ اگرچہ اس کے لئے مجھے بیگم کے ساتھ پریم نگر سے حشمت نگر کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔“

اب اس وقت تو تشویش مزید کی یہ وجہ ہے کہ محبت سنیت عبدالحی صاحب حشمتی سلمہم ربہم کا خط بلرام پور سے ملا اور اوس میں آں سلمہ کی علالت شدیدہ اور اس کے سلسلے میں اسپتال میں داخلہ تحریر تھا، میں نے فوری جواب دیا اور مارہرہ شریف لکھا تا کہ اس کی ماں عیادت کریں، کل بعد ظہر اون کا خط ملا جس سے سلمہ کی علالت کی کچھ تفصیل معلوم ہوئی اور یہ کہ گلوکز وغیرہ کے عمل کے بعد آپریشن کی تجویز ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا نخواستہ اوس پر کسی کے سحر کرنے کا شبہ ہے، سخت اضطراب پیدا ہوا۔ اب تم مہربانی کر کے بہ واپسی ڈاک مجھے آں سلمہ کی مفصل کیفیت مرض اور طریق علاج و دیگر کیفیت سے مطلع کرو تا کہ میں کوئی صحیح مشورہ دے سکوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ سے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آں سلمہ کو شفاء کامل اور صحت عاجل غیر آجل جلد از جلد عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین المکین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ میری طرف سے اوسے بہت بہت دعائیں! (فقیر برکاتی سید حسینی قاسمی عفی عنہ) ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ، جمعرات۔

حافظ عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیماری سے جہاں سید العلماء مضطرب و پریشان تھے وہیں ان کی اہلیہ محترمہ مخدومہ کچھ کم پریشان نہ تھیں انہوں نے اپنے رضاعی فرزند حافظ عسکری رضا سلمہ کو براہ راست ایک گرامی نامہ ارسال کیا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔ مخدومہ لکھتی ہیں:

”میں ایک ہفتہ بعد گھر آئی تو ڈاک میں تمہارا خط ملا محمد عسکری کی طرف سے بہت فکر مند ہوں تم نے یہ نہیں لکھا کہ چوٹ تجویزی ہے یا رست کا مرض تجویز ہوا، بہر حال مرض جو بھی ہو خدا اون کو شفاء کلی عطا فرمادے جلد سے جلد قوت و توانائی عطا فرمائے کہ جلد آپریشن ہو سکے تم سب اور خود عسکری کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں انشاء اللہ آپریشن

کامیاب ہوگا اور ابھی اس عمر میں کسی قسم کا آپریشن ہوکا میاب ہی ہوتا ہے، اور خون بہت جلد بڑھتا ہے میں ہر نماز کے بعد اوس کے واسطے دعا کرتی ہوں خدا میرے بیٹے کو تندرست کر دے امی سے سلام کے بعد کہو کہ گھبرایا نہ کریں خدا کرے عسکری جلد اچھے ہو جائیں، عسکری کے بھائی والے ابو آنے والے ہیں اون سے کہوں گی اگر وہ لانے پر رضا مند ہو گئے تو عسکری کو ساتھ لے آؤں گی تنہا سفر کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ عسکری کی خیریت کے لئے یہاں سب بہنیں دعا کرتی ہیں عسکری کو دعا اور سب بہن بھائیوں کو دعائیں۔ حافظ عسکری کی اماں مارہرہ شریف اور جب حافظ عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علالت ہوئی اور وہ جوار رحمت باری میں چلے گئے تو اس کا صدمہ حضور سید العلماء اور ان کی اہلیہ محترمہ اور پورے اس خاندانہ کو کتنا ہوا ہوگا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے پہلا خط حضور احسن العلماء نے مشاہد ملت کو لکھا اور دوسرا خط سید العلماء نے ان کی والدہ محترمہ کو لکھا حضور مشاہد ملت کے خط میں احسن العلماء حضور سید احسن میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

آپ کا ۱۱ اگست کا مرسلہ ٹیلی گرام کو تار کی لائن کی خرابی کے باعث کل 15.8.72 کو بذریعہ ٹیلی فون مجھے ملا، انا للہ وانا الیہ راجعون ثم انا للہ وانا الیہ راجعون اوسی کا تھا جو اوس نے دیا اوسی کا تھا جو اوس نے لیا۔ اللہم لاتحر مناجرہ ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله ولجميع المؤمنين والمؤمنات بجاه حبيبک سيد الموجدات صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه اجمعين وبارک وسلم۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں مقام بخشے۔ سارے پس ماندگان اہل سنت خصوصاً آپ سب بہن بھائیوں اور اولادوں اور والدہ ماجدہ سلمہم ربہم کو اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق خیر رفیق فرمائے آمین بجاه الحبيب الامين عليه الصلوٰۃ والسلام وعلى آله واصحابه وعلينا معهم اجمعين۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جوان

آپ بفضلہ تعالیٰ سب بھائیوں میں بڑے ہیں سب کو ڈھارس بندھائیں خصوصاً اوس مغموم اور دکھے دل کی خاتون عصمت مآب کی کہ یوں ہی وہ کیا کم ٹڈھال اور

مغموم رہا کرتی تھیں اور سر پر یہ پہاڑ جیسا غم۔ صبر صبر صبر کہ ”الصبر عند الصدمة الاولى“۔

خدا اور رسول جل وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب کے دارین میں حافظ وناصر ہیں۔ میری طرف سے نیز میرے گھر کے تمام افراد کی طرف سے آپ سب کے لئے پیام صبر ہے۔ وقت ملنے پر کچھ تھوڑی بہت تفصیلات سے مطلع کیجئے۔ کیا مرحوم کا آپریشن ہوا تھا؟ اگر ہاں۔ تو کس جگہ انتقال ہوا؟۔ آپ سب کا شریک غم سید حیدر حسن عفی عنہ، ۱۶/۸/۷۷۔

حضور سید العلماء کو شیر بیشہ اہل سنت اور پہلی بھیت سے گہرا لگاؤ تھا آپ نے ایک مرتبہ آستانہ عالیہ شہتہ میں حاضری دی۔ اس وقت آستانہ پر حاضری کے بعد آپ نے درج ذیل تاثر قائم کیا وہ فرماتے ہیں۔

”آج فقیر بہ حسن تقدیر آستانہ شہتہ شہتہ نگر میں جامعہ مبارکہ شہتہ الرضا میں حاضر ہوا، بحمدہ تعالیٰ دارالعلوم کے حسن انتظام اور اس کے مہتممین اور منتظمین کے دینی لگن سے بے نہایت متاثر ہوا۔

حضرت سیدی و استاذی شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مبارک کا یہ تصرف ہے کہ باوجود انتہائی بے سرو سامانی، جامعہ مبارکہ اپنے انتظامی و تعلیمی ہر دو نقطہ ہائے نظر سے شاد و آباد ہے، حضرت علیہ الرحمہ کے خلف ارشد نور چشم فرزند عزیز علامہ مولانا شاہ محمد مشاہد رضا خاں قادری برکاتی رضوی شہتہ اور نور نظر خلف اصغر مولانا الحاج محمد مشہود رضا خاں قادری برکاتی رضوی شہتہ سلسلہ ربہما نیز جامعہ مبارکہ کے استاذ محترم برادر دینی و یقینی مولانا توکل حسین خاں قادری و دیگر اساتذہ کی انتھک محنتیں اور بے لوث ایثار امید دلاتی ہیں کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ عنقریب یہ جامعہ مبارکہ علوم دینیہ اور تعلیم سنیت کا ایک روشن مینارہ ثابت ہوگا کہ اس کی ضیائیں اطراف و اکناف ہند کو حضور شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فیضان سے مالا مال کر دیں گی۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ جامعہ مبارکہ اپنی بالکل ابتدائی مدارج میں ہے اس کی تعلیمی و تعمیری ضروریات بہت زیادہ ہیں اور مقابلہ اس کے اقتصادیات بہت

کمزور اس لئے یہ فقیر حقیر برادران اہل سنت سے عموماً اور خواجہ تاشان برکاتیت و رضویت و شمتیت سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مقدس جامعہ کی داسے، درمے، سنے ہر قسم کی مدد و اعانت فرما کر اپنے مشائخ کرام قدست اسرارہم کی ارواح طیبہ کی خوشنودی اور اپنے اللہ و رسول (جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم) کی رضا دونوں جہاں میں حاصل کریں۔ فقیر ابو الحسنین سید آل مصطفیٰ حسینی قادری برکاتی عفی عنہ، ۲۹/ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ شب شنبہ۔

خانوادہ برکات سے حضور شیر بیشہ زہل سنت کی محبت کا عالم یہ تھا کہ جب آپ نے مالیکاؤں میں حضور تاج العلماء کو بلایا تو آپ کے استقبال کی تیاری کے لئے حضور شیر بیشہ اہل سنت ایک ماہ قبل ہی مالیکاؤں پہنچ گئے اور حضور تاج العلماء کی مالیکاؤں میں تشریف آوری پر آپ کے اعزاز میں ایسا جلوس نکالا کہ وہاں کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس جیسا جلوس اس سرزمین پر اس سے پہلے کسی کے اعزاز میں کبھی نہ نکالا گیا تھا مالیکاؤں کی تاریخ کا بے نظیر جلوس تھا۔

حضرت سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ و صدر آل انڈیائی جمعیت العلماء ممبئی سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے حضرت آپ کو دل سے چاہتے تھے بسڈیلہ کے مناظرہ کے موقع پر جب تقریباً ڈیڑھ سو دیوبندی اور غیر مقلد مولویوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا تو آپ کو تشویش لاحق ہوئی حضرت نے آپ سے از راہ ہمدردی دریافت کیا کہ اتنے مولوی جمع ہیں آپ کس کس کا جواب دیں گے تو انہوں نے بڑے خود اعتمادی سے فرمایا :

حضور لومڑیاں سیکڑوں جمع ہو جائیں مگر شیر کے کھڑے ہوتے ہی فرار ہو جائیں گی، حضور آپ ابھی خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کی کیسی مدد فرماتے ہیں۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت نے ممبئی کے سنی مسلمانوں کے مسائل کے تصفیہ اور ان کی دیگر دینی ضروریات کی تکمیل کے لئے ممبئی کی سرزمین پر ”آل انڈیائی جمعیت العلماء“ کی

بنیاد ڈالی اس جمعیت نے ایک عرصہ تک ممبئی کے سنی مسلمانوں کی خدمت انجام دی، اب بھی کسی نہ کسی سطح پر اس تنظیم کی دینی و ملی سرگرمیاں جاری ہیں۔ وقت قیام اس جمعیت کے سرپرست تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا و شہنشاہ خطابت حضور محدث اعظم ہند اور حضور سید العلماء الحاج مفتی سید آل مصطفیٰ میاں قادری مارہروی رہے۔

حضور تاج العلماء کی کرم فرمائیاں مکمل طور پر حضور شیر بیشہ اہل سنت کو حاصل رہیں۔ ذیل میں چند خطوط کے اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں جن سے حضرت تاج العلماء سے آپ کے باہمی روابط کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

”مسیبعت عشر سے آپ نے کیا مراد لیا ہے یہ واضح فرمائیے آپ کے لئے برابر دعائیں کرتا رہتا ہوں، مشکور حسن خاں کے دونوں تعویذ ان کو بھیج رہا ہوں۔ صدر الافاضل سے انشاء اللہ تعالیٰ مرتب کرنے کی فرصت نکالوں گا مجھ پر کام بہت ہے اور پھر کتابیں چھپتی جاتی ہیں شائع نہیں ہوتیں اس طرح چھپواتے رہنے سے کیا نتیجہ؟ اور اتنا سرمایہ کہاں جو یوں لگایا جاتا رہے۔ آپ جب پہلی بھیت تشریف لائیں تو یہاں کہیں اور جائیں تو ضرور مطلع فرمائیں۔“ محمد میاں قادری از مارہرہ، ۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۳۶۵ھ یکشنبہ۔

”عرصہ کثیر سے کوئی والا نامہ نہیں آیا، مارہرہ سے ایک عریضہ پہلی بھیت کے پتے پر بھی حاضر کیا تھا اس کے بعد یہاں چلا آیا۔ آنکھیں میری بہت پہلے سے دکھ رہی تھیں اور اب بھی اس لائق نہیں ہوں کہ لکھنے پڑھنے کا کام حسب معمول کروں، یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ بھدر سرہ کے استغاثہ کا ذبہ کی مدافعت کے لئے یہاں سے تشریف لے گئے اب بوایسی خیریت اور ضروری حالات سے مطلع فرمائیں دل لگا ہوا ہے۔“ محمد میاں قادری، ۱۹/ شوال ۱۳۶۵ھ پنجشنبہ۔

”دینی آرڈر جس میں پھر شرعی استفسار کے حصہ پنجم میں درج کیے جانے کی فرمائش ہے وصول ہوا، طبع بھی ہو چکا ہوگا، اس لئے کہ منی آرڈر سے پہلے اس کے پروف یہاں آچکے تھے اس لئے حصہ پنجم میں اس کی اشاعت سے معذور رہا اب بھی اگر اس کی

اشاعت کی ضرورت جانتے ہوں تو مطلع کریں، کسی بعد کے حصہ میں درج کردوں گا رسالہ کی طبع کی دشواریاں اور مصارف برابر بڑھتے جا رہے ہیں، قریب پندرہ روز سے منشی ایوب علی حصہ پنجم کی طباعت کے لئے علی گڑھ گئے ہوئے ہیں۔ ان مصارف اور مشقتوں کے پیش نظر میں چاہتا ہوں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ دینی فائدہ کی وہ چیزیں شائع ہو جائیں جو ابھی نہ شائع ہوئی ہوں حاجی عبدالجیب وغیرہ معطیان کی اعانت کا شکریہ تو پہلے لکھ چکا ہوں مگر مولانا عطیات سے خریداران کی تعداد بڑھانا رسالہ کے استقلال کی صورت نہیں معلوم ہوتی یوں کہ اس عطیہ کے بعد پھر وہ خریدار خود تو نہ ہوئے تھے۔ لہذا آئندہ نہ رہیں گے اور معطیان کی ذمہ داران ہیں کہ آئندہ بھی عطیہ دیں گے۔ بہر حال حسبنا ربنا ونعم الوکیل۔ پہلی بھیت کے خط سے معلوم ہوا کہ سید اختر احمد صاحب آخر حوالات میں بند کر دئے گئے بہت افسوس ہوا دعائیں کیں اور تعجب ہوا کہ مولانا وجیہ الدین صاحب نے اپنے محلہ والوں کی مذہبی حالت اور سید صاحب کی افتاد طبیعت معلوم ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنا قائم مقام بنایا جس ابتدا کی انتہا یہ ہوئی گویا ان کو ان فتنوں کے لئے پیش کیا۔ حوالات میں ہونے سے رسالہ انہیں بھیجنے سے معذور ہوں دوسرا نام لکھئے۔ محمد میاں قادری از مارہرہ، ۳۰ ماہ صیام ۱۳۶۵ھ چہار شنبہ۔

تحریک پاکستان کے موقع پر علمائے اہل سنت دودھڑوں میں منقسم ہو گئے تھے، علما کا ایک گروپ قیام پاکستان کا حامی تھا جس کی قیادت صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) فرما رہے تھے جب کہ دوسرا گروپ تقسیم ہند کا مخالف تھا جس طرح کا وہ لوگ پاکستان چاہ رہے تھے اس کے یہ قطعی مخالف تھے، اس خیال کے علما کی باگ ڈور حضور شیر بیشہ اہل سنت کے ہاتھوں میں تھی، اس ہنگامی دور میں بھی علمائے بریلی اور علمائے مارہرہ آپ کے ساتھ تھے آپ کو ان حضرات کی حمایت حاصل تھی یہاں کے سجادگان نے آپ کی حمایت میں فتویٰ بھی جاری فرمایا اور دوسرے علمائے آپ کے موقف کی تائید میں اپنے اپنے بیانات جاری کئے تھے اس موقع سے سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی ۲۲ ستمبر ۱۳۶۵ھ کے ایک مکتوب میں

فرماتے ہیں۔

”فقیر نے رسالہ اجمل انوار الرضا اول سے آخر پڑھا مجھ پر اللہ تعالیٰ بالکل حق و صواب ہے اس پر عمل کرنا شرعاً لازم ہے۔“

اس فتویٰ کی تائید حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کی تھی اور لکھا تھا۔
”فقیر حقیر غفرلہ ربہ القدیر نے حضرت شیر بیشہ اہل سنت دام ظلہم الاقدس کا تحریر فرمودہ مبارک فتویٰ مسی بنام تاریخی اجمل انوار الرضا مطالعہ کیا۔ الحمد للہ بالکل حق و صحیح پایا جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر الجزاء“، فقیر قاسمی حافظ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی قاسمی غفرلہ ربہ العلی القوی، ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۵ھ یکشنبہ۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھرپور جدوجہد کی کہ ہند کی تقسیم نہ ہونے پائے اس کے مضرات و نقصانات سے لوگوں کو باخبر کیا لیکن پاکستان کا ایسا نشہ لوگوں پر سوار تھا کہ وہ دوسروں کی بات سننے کے روادار ہی نہ تھے، اس موقع سے لوگوں نے نہ جانے کیا کیا آپ کو کہا مگر چوں کہ علمائے بریلی اور علمائے مارہرہ کی حمایت آپ کو حاصل رہی اس لئے میدان میں آپ یکہ و تنہا ڈٹے رہے۔

حضور محمد میاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مراسلات حضور شیر بیشہ اہل سنت سے ہمیشہ علمی و دینی و سیاسی رہے حضور شیر بیشہ اہل سنت کے نام اپنے ایک مکتوب میں حضور تاج العلماء محمد میاں لکھتے ہیں۔

”جن احباب و برادران اہل سنت نے رسالہ اہل سنت کی آواز کی امداد و اعانت کی ان کو سلام مسنون کے بعد میرا شکریہ پہنچا دیجئے، مولیٰ عزوجل دارین میں ان سب کو اور مجھے اور جملہ اہل سنت کو ایمان و امان خیر و برکت و صحت و عافیت و دولت و عزت بخشے۔ اب اور آئندہ ہمیشہ۔ آمین بجاہ حبیبہ الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام و علی آلہ و اصحابہ۔ انشاء اللہ ہر چہار حصہ کے ۲۹ پیکٹ آپ کے فرستادہ پتوں پر جلد بھیجے دیتا ہوں اور بقیہ آٹھ کو بھی عنقریب معین کر کے بھیج دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔ رجسٹری سے پہلے ہی ۲۵ نئے قہر الماجد (یہ نام واضح نہیں) کے آپ کے نام بھیجے ہیں ایک خود آپ اپنے

پاس رکھیں باقی مناسب و مفید جائیں اور صاحبوں کو بلا قیمت دیدیں۔

یہاں بھی ۱۶ اگست کو لیگیوں نے ہڑتال منانے کے لئے کوشش کی مگر ہوا ہوا یا کچھ نہیں، خود لیگیوں نے اپنی دکانیں بند نہ کیں اس لیگ خبیث نے اپنے شور و غل سے کانگریس خبیث اسلام و مسلمین کی عداوت کے اظہار میں اور زیادہ جری اور بے باک بنادیا لیگیوں کے پاس سوائے زبانی غل و شور کے اور کچھ تو ہے نہیں۔ کانگریس خبیث ملعون اپنے من گندے پورے کر رہی ہے جس کے لپیٹ میں تخلصین و غربائے مسلمین بھی آرہے ہیں۔ ان صوبجات کی کانگریسی نظامت نے تنشیخ زمینداری کا ریزرویشن منظور کر لیا، حالانکہ ابھی اس کا نفاذ نہیں کیا ہے مگر کاشت کاروں کے سر پہلے سے ہی پھرے ہوئے تھے اب اور زیادہ پھر گئے، ہم غرباء بے دست و پا، کرم و نصرت الہی کے منتظر ہیں وہی ہمیں محفوظ رکھے گا۔ (محمد میاں قادری از مارہرہ) ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۳۶۵ھ دوشنبہ۔

جس زمانہ میں دشمنان رسول اور اعدائے دین کے خلاف فیض آباد کورٹ میں آپ کا مقدمہ چل رہا تھا آپ نے اپنا تمام اثاثہ دشمنان رسول کو غارت کرنے میں لگا دیا تھا اس وقت بھی خانوادہ مارہرہ نے حضور شیر بیشہ اہل سنت کی داسے، درمے، قدمے، سنخے امداد و اعانت فرمائی، اپنے ایک خط میں حضور تاج العلماء محمد میاں مارہروی لکھتے ہیں۔

”آپ کا کرم نامہ کئی روز ہو گئے ترسائی سے واپس آکر ملا تھا اور میں نے فوراً ہی کانپور جواب بھیج دیا تھا اس کے بعد سے اب تک میں برابر یہاں کے احباب کو آپ کی امداد و اعانت برائے مدافعت خبیثا و اعدائے دین و سنیت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور آپ کے خط کا مضمون بھی حاجی ہاشم صاحب وغیرہ کو بتادیا، یہاں آکر زکام کھانسی تو پہلے سے تھی اور زیادہ مبتلا ہو گیا بخار بھی آگیا، اب تک عوارض موجود ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کل واپس ترسائی کا ارادہ ہے۔ اور وہاں سے چند روز بعد واپسی وطن کا ارادہ ہے حاجی ہاشم صاحب سے بعض وجوہ کی بنا پر کل علاحدگی میں میں نے تفصیل سے گفتگو کی آپ کا خط بھی انہوں نے پڑھ لیا اور آخر میں مجھے یہ کہا کہ وہ آپ سے کوئی تکرر نہیں رکھتے اور نہ آپ کی امداد و اعانت سے گریزاں ہیں۔ نہ یوسف اسحاق صاحب نے انہیں بھڑکایا، اور نہ وہ ان کے

بھڑکانے میں آنے والے ہیں، وہ تیار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کی امداد و اعانت بھی کریں گے۔ آپ بوقت ضرورت انہیں تحریر فرمائیں اور انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو یہ لکھ بھیجوں، خیریت اور حالات مقدمہ سے ترسائی کے پتہ پر مطلع فرمائیں، ترسائی سے جب روانگی ہوگی تو مطلع کروں گا۔ محمد میاں قادری از گوئڈل، ۲۰، ۲۱ مئی ۱۳۶۵ھ چہار شنبہ۔ اس تعلق سے ایک فتویٰ مارہرہ مطہرہ کے صاحب سجادہ تاج العلماء مولانا سید اولاد رسول علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے مارہرہ مطہرہ وہ مرکز عقیدت ہے کہ وہاں سے اٹھنے والی ہر آواز سنی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن جاتی ہے، انہوں نے ہمیشہ وہاں کے فیصلے کو بسر و چشم قبول کیا ہے۔ جب آپ سے محمد عمر خاں قادری رضوی لکھنوی نے مسلم لیگ اور اس کے بانی محمد علی جناح کی پالیسیوں سے متعلق استفتاء کیا تو اس کا بڑا مبسوط اور مدلل جواب آپ نے تحریر فرمایا جو ایضاً سے ۱۹۳۹ء میں ”مسلم لیگ کی زریں بنجیہ دری“ کے نام سے شائع ہوا۔ استفتاء اور اس کے جواب کا تفصیلی مطالعہ تو ۳۲ ورقتی رسالے میں کیا جاسکتا ہے البتہ سائل کے سوال نمبر ۵ کے تحت جو جواب آپ نے دیا اس سے حضور شیر بیشہ اہل سنت سے آپ کے تعلق خاطر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

”مسلم لیگ ہر مسلمان کو اپنے جھنڈے کے نیچے ہندو مسلم اتحاد کے لئے لاتی ہے اور ساتھ ہی اس ناپاک و نامراد منجر بہ کفر و ضلالت والحاق و اتحاد کی خباثت و ہلاکت بھی قرآنی آیات اور مشاہدات و آیات سے روشن کردی جس سے ثابت ہو گیا کہ زید وغیرہ کا قول باطل اور جو شخص مسلم لیگ کے اس اسلام کش اتحادی جھنڈے کے نیچے آجائے وہ جنتی نہیں بلکہ دوزخ کے عذاب الیم کی طرف جائے گا۔

لیگ بد مذہبوں بد دینوں کی ایک مجنوں مرکب جماعت ہے خود اس کا صدر ایک رافضی بد دین ہے اور اس کے ارباب حل و عقد کرتا دھرتا اگر بالفرض خالصتاً نہیں تو بھی غالب اکثریت کے اعتبار سے یقیناً قطعاً مغرب زدہ تعلیم یافتگان جدید بے قید آزاد نیا چرہ اور وہابیہ اور رفاض وغیرہ مرتدین و مبتدعین ہی نہیں اور اس کے عام ارکان میں بھی بکثرت بد مذہب اور بد دین بھرے ہوئے ہیں، علاوہ بریں دوا، ہم ترین مقاصد جن کے لئے اس کی

تباہی ہوئی یعنی وہی آزادی اور اتحاد دونوں کی شرعی نقطہ نظر اور احکام کی رو سے سخت اشد شناعیت و بطلالت اور ان کا منافی مناقض احکام ایمان و قرآن ہونا اور منجر باشد کفر و ضلال و موجب سخت وبال و نکال ہونا واضح کر چکے اور یہ مقاصد وہ ہیں جن کا تحریری اقرار کئے بغیر کوئی شخص لیگ کارکن اور ممبر نہیں ہو سکتا۔“

بیعت و ارادت:

شیر بیشہ اہل سنت و کالتا بیعت مصنف بہار شریعت حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر چکے تھے لیکن جب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بریلی شریف پہنچے تو آپ نے یہاں اس بیعت کی تجدید فرمائی لیکن جن اکابر علمائے اہل سنت نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا ان میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں، حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں، صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی، حضرت مولانا الحاج ابوالمساکین محمد ضیاء الدین قادری تلمیذی کے علاوہ حضرت مولانا الحاج حافظ ابوالقاسم سید اسماعیل حسن قادری برکاتی مارہروی نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ نیز النور واللبھا کی مکمل اجازت کے علاوہ حزب التحریر دعائے حیدری شریف اور بہت سے اوراد کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ حضرت والا کی خاص نگاہ کرم آپ پر تھی۔ حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول قادری برکاتی قاسمی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی حضرت شیر بیشہ سنت تبرکات کا اجازت حاصل کی تھی۔

حضرت مولانا الحاج محمد ضیاء الدین قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ نے سلسلہ قادریہ معمریہ رضویہ کی اجازت بھی حاصل کی تھی یہ وہ مبارک سلسلہ ہے جس میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں، نعمت عظمیٰ سمجھ کر اسی سلسلہ کی آپ نے اشاعت فرمائی۔

سفر آخرت:

حضور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی زیارت حرمین شریفین کی

سعادت سے بارہا مشرف ہوئے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ آخری آرام گاہ خاک مدینہ ہی میں ہو اس لئے یہ اشعار اکثر ان کے ورد زبان رہتے۔

بلا لیجئے مدینے میں خدا را نہیں اب ہند میں اپنا گذارا
تمھارا در ہو اور ہو سر ہمارا اسی کوچے میں ہو بستر ہمارا
قضا آئے تو آئے اس گلی میں رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں

مگر مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا آپ کی اس آخری خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی اور نصف صدی سے زائد خدمت دین متین انجام دینے کے بعد علوم و فنون کا یہ آفتاب ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ بروز یکشنبہ ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر پبلی بھیت میں ہوش و حواس کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے غروب ہو گیا۔ رحمة اللہ تعالیٰ علیہم مادۃ تاریخ وصال ہے۔

آپ کے وصال کے بعد دنیا نے سنیت میں ایک خلا سا پیدا ہو گیا اور اب تک وہ پُر نہ ہو سکا تقریر و مناظرہ اور اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے آپ نے دین متین کی وہ خدمت انجام دی جس کی مثال دور دور تک نہیں ملتی۔ محدث اعظم ہند حضرت سید محمد اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال ۱۳۸۳ھ) کا وہ جملہ جو انہوں نے عرس رضوی کے موقع پر دعا مانگتے ہوئے فرمایا تھا اور سارا مجمع دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا قابل ذکر ہے فرماتے ہیں:

”ہمارا شیر ہو گیا ہے، ہم کو شیر چاہئے“

جب حضور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں قادری برکاتی کا وصال ہوا تو پوری دنیا نے سنیت جس کرب و اضطراب کا شکار ہوئی اس کا صحیح اندازہ تو اس دور کے اخبار و جرائد سے لگایا جاسکتا ہے اس موقع سے خانوادہ برکاتیہ پر کیا گذری اس کا اظہار حضور سید العلمائے اپنے ان مکتوبات میں کیا ہے جو انہوں نے مشاہد ملت حضرت مولانا محمد مشاہد رضا اور حافظ محمد عسکری کے نام لکھے ہیں حضور مشاہد ملت کے نام سید العلمائے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

”حضرت سیدی و استاذی شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مفارقت کا غم صرف ان کے اہل و ولد و عشیرت کا ہی غم نہیں بلکہ وہ میرا غم ہے، میری خانقاہ کا غم ہے، میرے

اہل بیت کا غم ہے، سارے برکاتوں رضویوں کا غم ہے، بلکہ تمام سنی مسلمانوں کا غم ہے، مولیٰ عزوجل آں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فردوس بریں میں مقام اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور ان کے اعتقاد خصوصاً تم سب بچے بچیوں اور تمہاری مادر گرامی قدر سلیمہ ربہم کو صبر جمیل و اجر جزیل بخشش فرما کر تم سلمہ کو ان کا صحیح جانشین اور حقیقی معنی میں خلف و خلیفہ بنائے آمین بجاہ النبی الامین المکین علیہ علی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ (دعا گو فقیر برکاتی سید آل مصطفیٰ قادری غفرلہ)، دوم صفر المظفر ۱۳۶۰ھ چہار شنبہ۔

جو خط حافظ عسکری رضا کو لکھا اس کا مضمون کچھ اس طرح تھا لکھتے ہیں۔

”فرزند تم کیا یتیم ہو گئے ہماری اور سارے سنیوں کی روحانیت یتیم ہو گئی لیکن رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ آؤ ہم تم مل کر دعا کریں کہ مولیٰ عزوجل انہیں اپنی رحمت کاملہ میں لے کر ان کے فیوض و برکات کو ہم سب پر عام و تمام فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تمہاری مارہرہ والی اماں لکھتی ہیں کہ ”مولانا کی وفات سے میرا دل الٹ سا گیا ہے معلوم نہیں کہ میرا بچہ کہاں ہے کہ اس کو تعزیت لکھ دیتی میں نے ان کو تمہارا پتا لکھ دیا ہے وہ تمہیں نامہ صبر لکھیں گی میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، تم کو پیار و دعا۔ (تمہارے مارہرہ والے اباسید آل مصطفیٰ قادری غفرلہ)۔

حضور شیربیشہ اہل سنت کی رحلت کے بعد خود حضور سید العلماء نے ایک گرامی نامہ حافظ عسکری کے نام اس مضمون کا بھی ارسال کیا تھا۔

جس میں فرزند مصطفیٰ نور چشم من عسکری رضا سلمہ ربہ سے مخاطب کرتے ہوئے حضور سید العلماء لکھتے ہیں۔

”نامہ فرزند ملاخور سند کیا میں نے اپنے آنے کا نظام الاوقات عزیز گرامی مشاہد میاں کو لکھ دیا ہے دعا کرتے رہو کہ میں جلسہ کر کے وقت مقررہ پر تمہارے پاس پہنچ سکوں۔“

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء نے حضرت شیربیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ کا چہلم کیا، اس کی روداد مفصل حضرت مجاہد اہل سنت اسد الملتہ محبت الرضا زیدہ مجدد السامی سے سنو گے، وہ مع اہل و عیال ۱۰/۱۱ کی گاڑی سے روانہ ہو چکے ہیں۔ مارہرہ شریف میں تمہاری

سب سے چھوٹی بہن علیل ہو گئی تھی غالباً اسی لئے تمہاری مارہرہ والی اماں تمہیں خط نہ لکھ سکیں، مگر وہ آج کہہ رہی ہیں کہ میں نے خط لکھ دیا ہے۔ غالباً لکھا ہوگا۔ وہ تمہاری دونوں بہنیں تمہیں دیکھنے کی بہت متمنی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ موقع مناسب پر تم ضرور مارہرہ شریف آؤ گے تمہاری ساتھی بہن تو چھ مہینے کی ہی ہو کر گذر گئی تھی، اب تمہارے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے سید آل رسول حسنین ہیں اور ان کے بعد چار چھوٹی چھوٹی بہنیں، انشاء اللہ وقت آئے گا تو تم سب سے ملو گے، مولیٰ عزوجل تمہیں برکات رضائے قاسم علیہا الرحمہ سے دونوں حظ وافر عطا فرما کر ایمان و امان علم و عمل و دولت و عزت سے نوازے اور اپنے والد ماجد قدس سرہ کا صحیح پر تو بنائے آمین۔ اچھا بیٹے خدا حافظ! (تمہارا مارہرہ والا ابافقیر برکاتی سید آل مصطفیٰ) جمعرات ۷ صفر المظفر۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا برہان الحق جبل پوری (وصال ۱۳۱۰ھ) آپ کی جرأت و بہادری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بہر حال شیربیشہ اہل سنت ایک شیر تھے جس کی ایک لاکار اعدائے دین کو لرزہ بر اندام کر دیتی تھی۔“

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن اڑیسوی (وصال ۱۹۸۱ء) اپنے ایک خط میں آپ کے تعلق سے اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں۔

”فقیر کے قلب میں اس کے اظہار کی استطاعت کہاں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے کمالات ظاہر یہ شہرہ آفاق تھے۔ کمالات باطنیہ اہل باطن جانیں اور ایمان سوز تحریک و ہابیت کی تحریک ہے جو کفر محض کو اسلام خالص اور کافر و مرتد کامل الایمان ظاہر کر کے لاکھوں کو گمراہ و بد دین بنا رہی ہے۔ اس امر مخصوص میں حضرت علیہ الرحمہ اپنے انداز میں فرد تھے۔

حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز مراد آبادی (وصال ۱۹۷۶ء) جلال پورہ کے عظیم الشان جلسے میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”حضور شیربیشہ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا دامن مبارک اللہ جل شانہ کے حبیب ﷺ کا دامن کرم ہے۔“

کتابیات:

- ۱- مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ
- ۲- حیات بلند پایہ حشمت علی
- ۳- مناظرہ ادبی
- ۴- سوانح شیر بیشہ سنت
- ۵- شخصیات
- ۶- سوانح شیر بیشہ سنت
- ۷- مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں
- ۸- ترجمان اہل سنت از پنجم تا دہم
- ۹- فتاویٰ اہل السنۃ لکد اہل الفتۃ حشمت علی لکھنوی
- ۱۰- مسلم لیگ کی زریں بنیہ دری اولاد رسول
- ۱۱- مظہر انور عبدالوہاب قادری

گوشہ

خلفائے تاج العلماء قدس سرہ

- ☆ ولی العلماء مفتی سید عبدالولی لکھنوی
- ☆ حسام اہل سنت مفتی سید محمد عبدالقادر برکاتی
- ☆ حضرت مفتی سید عبدالرحمن لکھنوی
- ☆ حضرت سید شاہ محمد اشتیاق علی حسینی قادری
- ☆ حضرت مولانا محمد ابراہیم ترک بابو
- ☆ حضرت قاضی عبدالشکور برکاتی

حضرت تاج العلماء کے خلفائے گرامی

سید محمد امان قادری

ڈائریکٹر - البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ

میرے دادا مرشد مورخ خاندان برکات حضرت تاج العلماء سید شاہ محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ خاندان برکات کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن کے سر ہماری خانقاہ کے بہت سارے تعمیری و تجدیدی کارناموں کا سہرا ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں خاندان برکات کے علمی وقار میں چار چاند لگائے اور سلسلہ برکاتیہ کو فروغ بخشا۔ حضرت تاج العلماء علیہ الرحمہ اس دور کے مصروف ترین عالم اور شیخ طریقت تھے، وہ بیک وقت، تعمیر، تعلیم اور تربیت کے کاموں میں تنہا خانقاہ برکاتیہ کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ کو آپ کے والد ماجد نے ایسی تربیت عطا فرمائی کہ آپ ان کے تمام موقف کے ناصرف حامی تھے بلکہ ان کے جانشین برحق اور ان کے کمالات کے سچے مظہر تھے۔ حضرت تاج العلماء مذہب و مسلک کے معاملے میں بڑے تصلب کے قائل تھے۔ ان کے یہاں دینی معاملات میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا تھا، جس کا خاص اثر یہ ہوا کہ انہوں نے خلافت کے معاملے میں بے حد احتیاط سے کام لیا اور چند ہی افراد کو خلافت و اجازت سے نوازا لیکن بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ سلسلہ برکاتیہ کا فروغ دور حاضر میں جن بزرگوں سے ہوا تھا یا ہے وہ خصوصی طور پر حضور تاج العلماء کے تربیت یافتہ خلفائے ہیں۔

میرے بڑے دادا حضور سید العلماء قدس سرہ میرے حقیقی جد مکرم اور مرشد برحق حضور احسن العلماء قدس سرہ اور میرے والد ماجد حضرت امین ملت مدظلہ سے آج بفضلہ

تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں افراد سلسلہ برکاتیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میرے دونوں داداؤں حضور سید العلماء اور احسن العلماء کو ایسی تربیت تھی کہ ان حضرات نے پوری زندگی دین و سنیت کی اشاعت کے لئے وقف کر دی۔ صاحبزادگان خاندان برکات کے علاوہ ان کے جن خلفا کا تذکرہ مجھے مختلف ذرائع سے دستیاب ہوا۔ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس مضمون کو لکھنے میں ڈاکٹر علیم الدین صاحب کاسنگ، جناب احسن المظفر صاحب، سید عبدالرحمن برکاتی صاحب، سید آل حسین صاحب، مسرور برکاتی صاحب، اشرف رضا صاحب، عبدالقادر برکاتی صاحب، عمران برکاتی صاحب نے جو مواد فراہم کرانے میں میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۱) ولی العلماء حضرت مفتی سید شاہ عبدالولی قادری لکھنوی قدس سرہ

حضرت ولی العلماء ایک شاندار عالم دین، بلند پایہ مفتی اور زبردست مناظر تھے۔ آپ کی پیدائش لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کے والد سید امتیاز علی صاحب یہاں ایک مدرسہ میں مدرس تھے اور والدہ بی بی عصمت جہاں صاحبہ حافظہ تھیں۔ آپ نے لکھنؤ کے مشہور مدرسہ حفظ و قرأت ”مدرسہ فرقانیہ“ سے قرآن شریف حفظ کیا اور پھر یہیں سے قرأت کورس کی تکمیل فرمائی۔ آپ سات زبانوں کے ماہر تھے جس کی بنا پر آپ کو ”ماہرِفت زبان“ کہا جاتا تھا۔ آپ حضور تاج العلماء کے نہ صرف خلیفہ تھے بلکہ چہیتے مرید بھی تھے۔ حفظ و قرأت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہندوستان کی مایہ ناز دینی درسگاہ ”فرنگی محل“ سے فضیلت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہیں سے افتاء کا کورس بھی مکمل کیا۔

اس کے بعد آپ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں رنگون (برما) تشریف لے گئے اور وہاں دین متین کی خدمت انجام دی۔ وہاں سے علامہ کمال احمد مدنی کے اصرار پر کولکاتہ تشریف لائے اور وہاں کی مشہور ”ناخدا جامع مسجد“ میں افتاء کے فرائض انجام دیے۔ اس دوران آپ نے مشہور ”دہلوی مسجد“ میں بھی امامت کے فرائض انجام دیے۔ اس زمانے میں انہوں نے اس پورے خطے میں سنیت کی اہم خدمات انجام دیں۔ تقسیم ملک سے پہلے

آپ کراچی تشریف لے گئے اور وہاں بھی دعوت و تبلیغ میں سرگرم رہے اور کراچی میں ہی انتقال فرمایا۔

(۲) حسام اہل سنت مفتی سید محمد عبدالقادر برکاتی قدس سرہ

حضرت علامہ مفتی سید محمد عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ کا شمار حضور تاج العلماء کے اہم خلفاء میں ہوتا ہے۔ دنیائے اسلام آپ کو ”حسام اہل سنت“ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ حضرت تاج العلماء سے شرف بیعت بھی رکھتے تھے۔ آپ کی خدمات کی ایک طویل فہرست تیار کی جاسکتی ہے۔ آپ ایک بہترین عالم دین، مفتی، مدیر، منتظم، داعی اسلام اور شاعر تھے۔

آپ کے آبا و اجداد کا تعلق تردیری (Turdairi) ضلع پشاور پاکستان سے تھا۔ آپ کے دادا نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ آپ کی والدہ کا تعلق ”رائڈری“ سورت گجرات کی مشہور خانقاہ ”خانقاہ رفاعیہ“ سے تھا۔ آپ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے گجرات ہی کے ”دھوراجی“ ضلع میں مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی سے ۲۸-۱۹۲۱ء کے دوران درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ درس نظامی سے پہلے آپ دنیوی تعلیم میں ”انٹر“ پاس کر چکے تھے اور ماسٹر کے عہدے پر فائز ہونے والے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ استاد تو ہوئے لیکن اسکول کے نہیں بلکہ علوم اسلامیہ کی درس گاہوں کی رونق بنے۔ فراغت کے بعد ۳۳-۱۹۲۸ء میں آپ نے گوئڈل گجرات میں دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی دوران آپ نے گوئڈل کے مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور تعلیمات اسلام کو عام کرنے کے لئے ”سنی کمیٹی گوئڈل“ کی تشکیل دی اور گجراتی زبان میں رسالہ ”اہل سنت کی آواز“ جاری کیا۔ الحمد للہ یہ آپ کے خلوص نیت کا ثمرہ ہے کہ آج بھی نہ صرف یہ کمیٹی موجود ہے بلکہ یہ رسالہ بھی مستقل شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کمیٹی دیگر اسلامی لٹریچر شائع کرتی ہے۔

۱۹۳۵ء میں آپ مہاراشٹر کے مشہور تاریخی، صنعتی اور ادبی شہر ”مالیگاؤں“

تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اہم حصہ اس شہر کی نذر کر دیا اور مسلمانان مالیگاؤں نے بھی آپ سے بے حد محبت کی جس کا جیتا جاگتا ثبوت مالیگاؤں میں آپ کی یاد میں ”قادر یہ چوک، بیادگار حسام اہل سنت حضرت علامہ عبدالقادر برکاتی“ اور نیا اسلام پورہ میں آپ سے موسوم ”خانقاہ قادریہ برکاتیہ“ ہے۔ آج بھی جب آپ کے فرزند حضرت مولانا سید محمد عبدالرحمن صاحب گجرات سے تشریف لاتے ہیں تو خلق خدا کی بڑی تعداد آپ کے اور آپ کے والد کے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے وہاں جمع ہوتی ہے۔ خانقاہ میں مستقل نماز باجماعت کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جمعہ اور عیدین کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مالیگاؤں آنے کے بعد سب سے پہلے آپ کا تقرر یہاں کی مشہور قدیم اور اہم دینی درسگاہ ”مدرسہ حنفیہ سنیہ“ میں بحیثیت استاد ہوا۔ ماڈرن اور اسلامی تعلیم سے آراستہ اس جید عالم دین نے اس درسگاہ کی ایسی خدمت انجام دی کہ آپ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے انتظامی امور میں ہاتھ بٹانے لگے اور پھر آپ کی ایسی ترقی ہوئی کہ آپ ”مدرسہ حنفیہ سنیہ“ کے ناظم اعلیٰ ہوئے اور ایک طویل مدت تک اس عظیم منصب پر فائز رہے۔

۱۹۷۰ء میں آپ واپس اپنے وطن ”رائڈری“ سورت، گجرات تشریف لائے اور یہیں ۱۹۷۷ء میں انتقال فرمایا اور دفن ہوئے۔ ہر سال ۴ محرم الحرام کو آپ کا عرس ”خانقاہ قادریہ برکاتیہ مالیگاؤں“ میں منعقد ہوتا ہے اس وقت آپ کے دو فرزند باحیات ہیں سید محمد عبدالرحمن قادری برکاتی اور سید محمد علی قادری برکاتی، آپ اپنی خانقاہ کے ایسے عاشق صادق تھے کہ آپ کی وصیت کے مطابق آج بھی آپ کے تمام بیٹے اور پوتے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے بیعت ہوتے ہیں (سید محمد عبدالرحمن برکاتی)۔ آپ کی دینی خدمات کو خصوصاً مالیگاؤں میں آپ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آپ جیسے تبحر علمائے دین، زمانہ ساز مشائخ، شیخ طریقت اور بہترین قائدین اور منتظمین حضرات کی کوششوں اور قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج بھی الحمد للہ ہندوستان کے کونے کونے میں دین اور سنیت کی

شمعیں عاشقانِ خدا و رسول روشن کیے ہوئے ہیں۔

ان تینوں خلفاء کے بارے میں جو کچھ معلومات مجھ کم علم کو حاصل ہو سکیں انہیں پیش کر دیا۔ اس میں اگر کوئی غلط بیانی ہوئی ہو تو خدا تعالیٰ معاف فرمائے۔ میں اس مضمون کے لئے ڈاکٹر علیم الدین برکاتی مرید حضور تاج العلماء کا س گنج، حضرت مولانا احسن المظفر صاحب (فرزند علامہ سید شاہ عبید الرحمن صاحب)، جناب عمران برکاتی سورت، جناب وسیم الدین برکاتی کا س گنج، جناب احمد رضا قادری سورت، جناب مشاہد رضوی صاحب مالیکاؤں کا بے حد ممنون ہوں کہ ان سب حضرات نے مجھے یہ ساری معلومات حاصل کرائیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں خلفائے حضور تاج العلماء کے درجات بلند فرمائے اور تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

(۳) حضرت مفتی قاری سید شاہ عبید الرحمن لکھنوی قدس سرہ:

آپ ”ولی العلماء“ حضرت مفتی سید شاہ عبد الولی علیہ الرحمہ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کل ۱۸ بھائی تھے، جن میں سب سے بڑے حضرت ”ولی العلماء“ اور آخری حضرت سید شاہ مفتی عبید الرحمن صاحب علیہ الرحمہ تھے۔ آپ کے گھرانے کا خاص امتیاز یہ تھا کہ آپ کل ۱۸ بھائی تھے اور سب عالم دین تھے۔ باقی بھائیوں کا انتقال کم عمری میں اکثر فراغتِ مدرسہ کے بعد ہو گیا، لیکن الحمد للہ تعالیٰ آپ دو بھائی باحیات رہے اور دینِ متین کی خوب خدمات انجام دیں۔ مفتی عبید الرحمن صاحب کی پیدائش ۱۹۱۸ء میں لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح مدرسہ فرقانیہ سے حفظ کی تکمیل کرنے کے بعد قرأتِ سبعہ کا کورس مکمل کیا۔ اس کے بعد ”فرنگی محل“ سے فضیلت کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہیں سے افتاء بھی کیا۔ بعدہ لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی اور تاریخ میں ڈبل ایم۔ اے کیا۔ آپ نے ہومیوپیتھی اور طبابت میں بھی ڈگریاں حاصل کیں۔

آپ حضور تاج العلماء کے چہیتے مریدوں اور خلفاء میں تھے۔ آپ میرے دادا

میرے مرشد ”حضور احسن العلماء“ حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری علیہ الرحمہ کے خاص دوست تھے۔ جب ولی العلماء کراچی تشریف لے گئے تو آپ نے بھی کراچی میں سکونت اختیار کرنے کے لئے رخت سفر باندھا۔ عین سفر سے پہلے حضور تاج العلماء کا خط موصول ہوا جس میں حضرت نے آپ کو ہنگلی میں ہی رہنے اور اس علاقے میں سنیت کی خدمت کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم پر عمل کرتے ہوئے فوراً کراچی جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور تاحیات دہوڑی مسجد سے منسلک رہے اور یہیں انتقال فرمایا۔ آپ کی قبر مبارک اسی مسجد کے کپاؤنڈ میں جانبِ شمال میں واقع ہے۔

آپ نے تازندگی اس علاقے میں خصوصاً بردوان، ہاڑہ اور ہنگلی میں سنیت کی خدمت انجام دی اور کثیر تعداد میں آپ کے مرید و عقیدت مند یو۔ پی، بہار اور مغربی بنگال میں موجود ہیں جو کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ آپ کے فرزند جناب مولانا احسن المظفر صاحب اس وقت سے اسی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں جہاں کبھی حضرت ”ولی العلماء“ اور ان کے بعد ”حضرت مفتی سید عبید الرحمن صاحب“ نے امامت فرمائی تھی۔

(۴) سید شاہ محمد اشتیاق علی حسینی قادری قدس سرہ

حضرت سید شاہ محمد اشتیاق علی حسینی قادری بخاری علیہ الرحمۃ کا تعلق مشہور صوفی بزرگ جہانیاں جہاں گشتِ مخدوم میر سید جلال الدین بخاری قادری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ حضرت کے والد کا اسم گرامی سیدی اولاد علی تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی محترمہ حافظہ نظیر النساء تھا۔ ہندوستان میں آپ کا آبائی وطن قصبہ ایٹھی ضلع لکھنؤ ہے جو کہ اب خود ایک ضلع ہے۔

رامیشور پرشاد ماتھر، ہیڈ کلرک، ڈائریکٹریٹ آف ایگریکلچر اپنے کتابچہ ”مختصر تاریخ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حسینی و بخاری“ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت کے خاندان کے کچھ افراد تبلیغ دین متین کے سلسلے میں بھارت وارد ہوئے اور علاقہ

مالا بار میں یہ خاندان بخوانش ہندو راجگان ہندوستان میں آباد ہو گئے۔ قریب ۳۰۰ھ میں لاہور وغیرہ ہوتے ہوئے قصبہ، ایٹھی ضلع لکھنؤ میں مستقل قیام کا انتخاب کر کے یہیں آباد ہو گئے۔ اور زمانہ مخدوم شاہ شیخ علی ایٹھی تقریباً ۱۰۸۹ھ میں سلطان اورنگ زیب عالم گیر ایٹھی تشریف لائے اور مخدوم زادہ سید محمد اشتیاق علی قادری حسینی کے مورث اعلیٰ سید عبداللہ بخاری ایٹھی کو خوش قسمتی سے ملازمت شاہی عالمگیری حاصل ہوئی اور سید عبداللہ نے مقرب شاہی گورنر عدالت دیوانی صوبہ بنگال وغیرہ کی بڑی خدمتیں کیں اور شاہی دربار سے سید عبداللہ بخاری ایٹھی کو ”نواب“ اور ”خانی“ کا خطاب عطا ہوا جو آج تک خاندان ہذا میں استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔“ (ماخوذ از کتابچہ: مختصر تاریخ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حسینی و بخاری)

ابھی حضرت کی عمر شریف ڈھائی سال ہی تھی کہ والد مخدوم زادہ محمد اولاد علی علیہ الرحمہ اس دار فانی کو خیر آباد کہہ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اس کے باوجود حضرت نے اپنی والدہ کی شفقتوں کے زیر سایہ اتنی ترقی کی کہ علوم دین کی تکمیل کی اور ڈگریاں حاصل کیں۔

خلافت:

تکمیل علوم کے بعد ۱۹۵۰ء میں حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ اس واقعہ کو جناب رامیشور پرشاد ماتھر اپنے کتابچے میں یوں نقل کرتے ہیں:

”تکمیل علوم کے بعد بیعت و خلافت و تصدیقات مبارکہ بسلسلہ بیعت و خلافت و عطیہ تاج خاندان برکات بتاریخ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۰ھ بمطابق ۴ دسمبر ۱۹۵۰ء حضرت تاجدارِ غوثیہ زیب سجادہ قادریہ قاسمیہ مارہرہ مطہرہ تاج العلماء سید المناظرین مفتی اعظم مولانا قاری و حافظ فخر عالم سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم عالیہ نے حاضرین جلسہ کے سامنے خلافت و محاذن در سلاسل قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مارہرہ شریف تحریری اجازت عطا کی۔“

خاندان چشتیہ کی اجازت و خلافت:

موروثی نسب خاندانی تحریرات چشتیہ قادریہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت میر سید جلال الدین بخاری چشتی حاصل ہے۔“
(ماخوذ از کتابچہ: مختصر تاریخ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حسینی و بخاری)

تعلیم کا شوق:

حضرت کی خاندانی جائداد اغیار کے قبضہ میں چلی گئی۔ اس سبب سے والدہ محترمہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ کوئی کام کریں۔ اس پر کم عمر سید صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع نہیں کروں گا ہاں! تعلیم جاری رکھتے ہوئے مجھے کام کا حکم دیا جائے گا تو کرنے کو تیار ہوں۔

ایک بہترین تاجر اور ماہر صنعت:

مفلسی کی وجہ سے حضرت کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی والدہ نے ”پنجاب سائیکل کمپنی“ امین آباد پارک لکھنؤ میں داخل کر دیا۔ اس کام کو پوری طرح سیکھنے کے بعد حضرت نے خود قیصر باغ مارکیٹ کے قریب لکھنؤ میں ”یونیورسل سائیکل ورکس“ کے نام سے ایک دکان کھولی۔ اس دکان کو انتہائی ترقی دینے کے بعد اپنے ماموں اور بڑے بھائی کو تحریراً سپرد کر دیا۔

اس کے بعد ہندوستان میں پہلا مینوفچرنگ ”بھارت سیٹ“ کے نام سے سائیکل سیٹ بنانے کا کارخانہ کھولا اور ساتھ ہی ساتھ مہیلا وڈیہ کالج گنگا پرشاد روڈ، لکھنؤ کے قریب ”مڈر انڈیا سائیکل کمپنی“ کے نام سے تیسری دکان کھولی۔

تینوں دکانوں اور کارخانہ کی کامیابی سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت اشتیاق علی صاحب میں کس پایہ کی انتظامی اور تاجرانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ ”یونیورسل سائیکل ورکس“، ”بھارت سیٹ“ اور ”مڈر انڈیا سائیکل کمپنی“ ان تینوں ناموں کے انتخاب سے حضرت کی کشادہ ذہنی، دورانہشی اور سماج کی سمجھ کا بخوبی

اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

راہِ خدا کی طرف گامزن ہونا:

لکھنؤ کے اس کامیاب اور باصلاحیت نوجوان ”تاجر“ کی زندگی میں اچانک ایک ایسا موڑ آیا جس نے ان کی دنیا ہی بدل ڈالی۔
ہوایوں کہ:

لکھنؤ کے مشہور ڈاکٹر لہری کے بیٹے اور سید صاحب کے دوست ”سریش لہری“ کو اچانک چھینک کے ساتھ خون آیا اور ان کا انتقال ہو گیا۔

اس حادثہ کا قلبِ سید پر ایسا اثر ہوا کہ ان کی دنیا ہی بدل گئی۔
وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ انسان چاہے کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لے ایک نہ ایک دن اس حقیقت کا سامنا کرنا ہی ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (القرآن)

سید صاحب نے اپنے کارخانے اور دکان کو ختم کر کے اپنے آپ کو رضائے الہی حاصل کرنے اور اس کے بندوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ اور شہر سے دور ”پکا پل“، دریا پار، بہ مقام پرانی بانسمنڈی، متصل پولیس چوکی مد گنج میں ایک جھونپڑا ڈال کر خدمتِ خلق میں مصروف ہو گئے۔

سید صاحب کے پاس ایک خاندانی موئے مبارک تھا۔ اس ”موئے مبارک“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور حضرت کی انتھک خدمتِ خلق سے دھیرے دھیرے یہ علاقہ پھولوں کا ایک گلستانہ ہو گیا۔

ایک عظیم الشان عید گاہ جسے آج مولانا اشتیاق علی صاحب کی عید گاہ اور کئی مساجد جن میں ایک کو مولانا اشتیاق صاحب والی مسجد کے نام سے آج بھی جانا جاتا ہے یہاں آباد ہو گئیں۔ جس جگہ پر موئے مبارک شریف موجود تھے اُس کو ”در بار“ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ہر روز دربار شریف میں بلا تفریق مذہب و ملت زائرین کی بھیڑ ہوتی۔

جے جے ماتھر، سابق لیفٹیننٹ کرنل اپنے مضمون میں یوں رقم طراز ہیں:

”موئے مبارک کے بارے میں کتاب ”خاندانِ سادات حسنی حسینی بخاری“ میں جو حوالہ میں نے پڑھا اس کے مطابق میں پرانی بانس منڈی، سینٹا پور روڈ، لکھنؤ میں پہنچا، وہاں حضرت مخدوم زادہ سید محمد اشتیاق علی قادری صاحب سے ملاقات کی جن کے پاس موئے مبارک موجود ہیں۔ مجھے وہاں پر موئے مبارک دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی بالخصوص یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ان میں شائیں نکل رہی ہیں اس کو قدرت کا زندہ معجزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ (ماخوذ از مضمون جناب جے جے ماتھر سابق لیفٹیننٹ کرنل)

سید صاحب کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی خانقاہ میں مخلوق خدا کو قرآن وحدیث کا درس دیتے۔ سید صاحب کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر عطا فرمائی کہ ہزاروں لاکھوں لا علاج شفا یاب ہوئے۔ پریشان لوگوں کی پریشانیاں دور ہوئیں اور بے اولاد مایوس جوڑے صاحب اولاد ہوئے۔

اس خانقاہ کی خاصیت یہ تھی کہ یہاں بلا تفریق مذہب و ملت، مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ غرضیکہ ہر قوم کے حضرات تشریف لاتے اور حضرت کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے۔

سید صاحب ایک شاعر بھی تھے۔ ان کی ایک منقبت اپنے مرشد حضور تاج العلماء کی شان میں دستیاب ہوئی ہے جو درج ذیل ہے:

خدا کے دلارے محمد میاں ہیں
محمد (ﷺ) کے پیارے محمد میاں ہیں

علی کے بھی پیارے محمد میاں ہیں
ہمارے سہارے محمد میاں ہیں

ہمیں ڈر نہیں ہے کسی اور کا کچھ
کہ آقا ہمارے محمد میاں ہیں

نظر پڑتے ہی مل گئی دولت دیں
یہ فیضان تمہارے محمدیاں ہیں
چلو اپنے آقا کو مارہرہ دیکھیں
وہیں پرہارے محمدیاں ہیں
تصور میں ان کے کھویا ہوا ہوں
کوئی پھر پکارے محمدیاں ہیں
دعاؤں کا مرکز بنے جارہے ہیں
یہ پیاروں کے پیارے محمدیاں ہیں
مری آنکھیں روشن ہیں آقا کے دم سے
کہ آنکھوں کے تارے محمدیاں ہیں
نہیں خوفِ حشر اشتیاقِ علی کو
ازل سے ہمارے محمدیاں ہیں

حضرت مخلوق خدا کو بیدار کرنے کے لئے مختلف مقامات پر جاتے اور وعظ و تقاریر فرماتے لیکن کبھی بھی کوئی نظر انداز قبول نہ فرماتے۔

ایک دفعہ مشہور دیوبندی عالم دین مولوی عبدالشکور کا کوروی سے آپ کا علم غیب کے موضوع پر مباحثہ ہوا۔ بات یہاں تک پہنچی کہ انھوں نے حضرت سید صاحب کو ”کورٹ“ میں کھینچا لیکن الحمد للہ حضرت کے ہی حق میں کورٹ کا فیصلہ صادر ہوا۔

۱۹۸۴ء میں اللہ تعالیٰ کا یہ برگزیدہ بندہ، گلشنِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نایاب پھول، مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی یادگار، حضور تاج العلماء کا عاشق صادق اس دنیا میں اپنی ظاہری زندگی مکمل کر کے اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔

(۵) حضرت مولانا محمد ابراہیم ترکی باپوقدس سرہ

حضور تاج العلماء کے ایک اور نامور خلیفہ حضرت مولانا محمد ابراہیم ترکی باپو ہیں آپ کی پیدائش صوبہ گجرات کے مشہور ضلع جونا گڑھ کے شہر ویراؤل میں ہوئی۔ آپ کے والد کا اسم گرامی جناب نور محمد صاحب مرحوم اور والدہ مرحومہ کا نام رحمہ بانو تھا۔ آپ کے دادا کو ”خان سیلت“ کے نام سے جانا جاتا تھا۔

ابتدائی تعلیم کے دوران ہی آپ کی ملاقات امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک شاگرد حضرت ابومیاں علیہ الرحمہ سے ہوئی۔ ان بزرگ نے ترکی باپو کی رہنمائی فرمائی اور آپ کو بد مذہبوں کی بدعتیہ گروہوں اور کارستانیوں سے آگاہ کیا۔ ان کی صحبت کا آپ پر ایسا ہوا کہ بد مذہبیت کے فریب سے بھولے بھالے مسلمانوں کی حفاظت ہی آپ کی زندگی کا مقصد بن گئی۔

جب مخالفین کو آپ کے کارناموں کا علم ہوا تو انھوں نے آپ کو طرح طرح سے ایذا پہنچانا شروع کر دیا۔ آپ ان تمام پریشانیوں پر صبر فرماتے رہے لیکن جب ان کی شازشیں بڑھتی چلی گئیں تو آپ نے اپنے وطن ”ویراؤل“ سے ہجرت فرمائی اور صوبہ گجرات ہی کے ایک شہر راجکوٹ میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ ایک متقی، پرہیزگار اور سادگی پسند شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے ہر کام میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی نظر آتی۔ آپ اپنے ہر مرید کو سختی سے نماز کی پابندی کی تاکید فرماتے تھے۔

آپ کے ایک پہنچے ہوئے ”عامل“ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے آپ کے تعویذات اور دم کئے ہوئے پانی میں ایسی تاثیر پیدا فرمادی کہ بہت سے لاعلاج مریض اور آسیب زدہ لوگ شفا یاب ہو جاتے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی شریعتِ مطہرہ سے سمجھوتا نہیں کیا چاہے کتنا ہی سنگین معاملہ کیوں نہ ہو۔

خلافت کا واقعہ:

آپ کی خلافت کا واقعہ یوں ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ افریقہ تشریف لے گئے

ہوئے تھے وہاں کچھ حضرات نے آپ سے بیعت ہونا چاہا تو آپ نے وہیں سے حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ کچھ حضرات مرید ہونا چاہتے ہیں لہذا برائے کرم ان کو سلسلہ میں داخل فرمائیں۔ تو اسی موقع پر حضور تاج العلماء نے آپ ہی کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرما دیا اور حکم دیا کہ آپ ہی ان حضرات کو داخل سلسلہ کر لیں۔

حضور تاج العلماء کے علاوہ آپ کو اپنے وقت کی ایک اور عظیم شخصیت سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہوئی وہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بابرکت شخصیت تھی۔

آپ کو ان دو برگزیدہ شخصیتوں سے اجازت و خلافت حاصل تھی اس کے باوجود بھی آپ نے کبھی اس پر فخر نہیں کیا۔ نیز اپنے نام کے ساتھ کوئی ٹائٹل لگانا بھی پسند نہیں فرماتے۔

ترکی باپ کی خدمات:

بھارت میں اندرا گاندھی کی نافذ کردہ امرجنسی اور فرضی نسبندی کے تغلقی فرمان کے مخالفین میں آپ علیہ الرحمہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ نے عوام کو اس مسئلہ پر اسلامی نقطہ نظر سے آگاہ فرمایا۔ اور مسلم سماج کو ”نسبندی پروگرام“ سے دور رہنے اور ہوشیار رہنے کی تعلیم دی۔

آج ہمیں گجرات اور سورت کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں جو مسلم سماج کی کمیٹیاں، جماعتیں اور نوجوان سرکل نظر آتے ہیں تو ان سب میں بڑا حصہ حضرت ترکی باپ علیہ الرحمہ کی دورانیشیوں، قربانیوں، رہنمائی، محنتوں اور کاوشوں کا ہی ثمرہ ہے۔

آج سے کئی سال پہلے حکومت نے مسلم پرسنل لا میں جو تبدیلیاں لانے کی سازش کی تھی اس وقت بھی ترکی باپ نے کمر بستہ ہو کر میدان سنبھالا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کرنے کے لئے اقدامات فرمائے۔ آپ نے مسلسل دیہاتوں اور شہروں کے دورے کیے اور اجتماعی طور پر اثرات مرتب کرنے کے لئے مسلم سماج کو دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں تنظیموں، کمیٹیوں، جماعتیں اور سرکل قائم کرنے پر ابھارا اور نہ جانے کتنی ایسی تنظیموں کی

بنیاد خود ہی رکھی۔

آپ کی وفات:

۱۴ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو مذہب اسلام کے محافظ، شریعت کے پابند، ملت کے پاسبان، روحانیت کے تاجدار، عالم باعمل، بقیۃ السلف مبلغ مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت، صوفی باصفا، مجاہد سورت، پریتریت حضرت مولانا محمد ابراہیم ترکی باپ علیہ الرحمہ نے اس دار فانی کو الوداع کہا اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ آج بھی الحمد للہ تعالیٰ آپ کے آستانہ عالیہ پر ایک دارالعلوم ترکیہ، رضویہ برکاتیہ قائم ہے جہاں عالمیت، ناظرہ، حفظ و قرأت کی تعلیم ہوتی ہے اور جامعہ ثقافت السنیہ کے ماتحت دسویں تک اسکول کا بھی انتظام ہے۔

حضرت قاضی عبدالشکور برکاتی قدس سرہ

سکندر نفیس برکاتی، کراچی

قاضی عبدالشکور برکاتی کی ولادت باسعادت ۲۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو علمی گھرانے میں ہوئی، آپ کا تعلق گوئڈل کے شہر ڈسٹرک راجکوٹ گجرات، انڈیا سے ہے۔ بقول حضرت کے انہوں نے خلیفہ اعلیٰ حضرت ابوالقاسم میاں رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور سات سال کی عمر میں مختلف علوم پر دسترس حاصل کی۔ پھر حضرت نے دھراچی (گجرات) میں اُس وقت کے سب سے بڑے دارالعلوم مدرسہ مسکینیہ میں درس نظامی کا آغاز کیا اور پندرہ سال کی عمر میں ایک باعمل اور باقدر عالم دین مفتی بن کر فارغ التحصیل ہوئے، اتنی کم عمر میں علم دین کی تحصیل ایک قابل غور بات تھی، اس دور کے بڑے بڑے مخالف علماء دین آپ کی ذہانت کا معترف تھے اور آپ سے مناظرہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، کاٹھیاواڑ صوبے میں آپ اپنے وقت کے جید علماء میں سے تھے۔

آپ کی عمر شریف صرف پندرہ سال تھی اور داڑھی کا ایک بال بھی نہیں آیا تھا، جب اس کم عمری میں امامت شروع کی، تو امیر میمن برادری نے اعتراض کیا، تو اس وقت کے قاضی کو بلایا گیا، اور آپ پر علمی سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ آپ نے اپنی ذہانت سے ان سب اعتراضات کا بخوبی جواب دیا، اور قاضی وقت نے آپ کو اجازت دی، کہ لڑکا امامت کا مستحق ہے، یہی نہیں، بلکہ نکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔

آپ نے زندگی کے تقریباً پینسٹھ سال امامت میں گزاری۔ گوئڈل (انڈیا) کی جامع مسجد میں چالیس سال امامت کی اور قاضی کے عہدے پر فائز رہے۔ گوئڈل کے زیر

سایہ نانوے گاؤں آتے ہیں، جہاں کے حضرت قاضی تھے اور جہاں بھی نکاح ہوتا، آپ ہی نکاح پڑھاتے۔ رمضان اور عید کے چاند کی گواہی کے لئے آپ ساری رات سفر کرتے اور دور دور گاؤں میں جاتے۔

۱۹۶۹ء میں آپ مع اہل و عیال پاکستان تشریف لائے اور کراچی کی اخوند مسجد میں آپ نے تقریباً بیس سال امامت و خطابت کے فرائض انجام دیے۔ حضرت کی زندگی بے شمار عجائبات و واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ آپ نے ساری زندگی قناعت میں گزاری، صبر و شکر کے پیکر رہے، خلوص محبت اور سادگی نے آپ کے حسن اخلاق کو اور سنوار دیا۔

آپ کے والد محترم حضرت عبدالکریم میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تاج العلماء سید محمد میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جن کے توسل سے آپ کو حضور تاج العلماء تک رسائی حاصل ہوئی اور ان کے نورِ نظر بن گئے آپ کے دادا حضرت حافظ محمد جان رحمۃ اللہ علیہ حضور تاج العلماء کے مرید خاص تھے آپ کے، پر دادا حضرت حافظ محمد قاسم میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ولی کامل اور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، بقول حضرت کے حافظ محمد جان سے قبل جتنے بھی اجداد گزرے ہیں، سب کے سب حافظ قرآن تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

۱۹۵۱ء صفر کے مہینے میں حضرت تاج العلماء نے نماز جمعہ کے بعد اپنی خلافت سے نوازا۔

حضرت نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کی، پہلی زوجہ کا نام آمنہ تھا، جو کہ دھوراجی سے تھیں، ان سے حضرت کی دو لڑکیاں ہیں۔

حضرت کی دوسری زوجہ کا نام بھی آمنہ تھا جو کہ پر بھاس پٹنا ویرا دل گجرات سے تھیں اور تاحیات حضرت کے ساتھ رہیں، ان سے حضرت کی آٹھ اولادیں ہوئے، جن میں پانچ لڑکے ہیں۔

(۱) عبد الجلیل نفیس (مرید حضور تاج العلماء)

گوشہ

خلفائے سیدالعلماء قدس سرہ

- ☆ خطیب اہل سنت مولانا عبدالقادر کھتری برکاتی
- ☆ صوفی ملت مولانا سخاوت علی قادری
- ☆ شیرنیپال مفتی جمیش محمد برکاتی
- ☆ شہزادہ شعیب الاولیا غلام عبدالقادر علوی

- (۲) عبدالمصطفیٰ (مرید حضور احسن العلماء)
- (۳) مرحوم غلام قادری (ان کا ۱۹۷۵ میں انتقال ہو گیا)
- (۴) حافظ محمد جان (مرید حضور احسن العلماء اور خلیفہ مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، حیدرآباد سندھ)
- (۵) عبدالمجید کامران (ملاوی، افریقہ)
- اور تین لڑکیاں: (۱) نور جہاں بانو (۲) حفیظہ بانو (۳) زائندہ بانو
- حضرت کے خاندان کے تمام افراد حضور احسن العلماء کے مرید ہیں اور کراچی شہر میں آباد ہیں۔
- حکومت پاکستان نے ۱۹۷۲ء میں پہلی اور آخری بار بس قافلہ کے ذریعہ حج پر جانے کی اجازت دی جس میں حضرت نے حج کی سعادت حاصل کی واپسی پر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری ہوئی۔
- حضور احسن العلماء جب بھی مارہرہ شریف سے گونڈل جاتے تو جامع مسجد میں حضرت کے ساتھ ہی قیام کرتے۔
- مورخہ ۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ کی شب سول ہسپتال کراچی میں حضرت قطب عالم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں اسم ذات، اللہ، اللہ کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطیب اہل سنت مولانا عبدالقادر کھتری برکاتی قدس سرہ

مولانا توحید احمد مصباحی

- نام : پیدائشی نام محمد رکھا گیا اور (لقب) عبدالقادر کھتری
- ولدیت : محمد قاسم کھتری
- بیعت : حضور سرکار سید العلماء علامہ شاہ سید آل مصطفیٰ صاحب مارہروی
- علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پرست ۱۹۵۲ء ممبئی میں۔
- مسکن : عروس البلاذ ممبئی۔
- وطن مالوف : آپ کا آبائی وطن صوبہ گجرات کا مقام کچھ ہے مگر آپ کے دادا شہر ممبئی ہی میں پیدا ہوئے۔
- پورا پتہ : ۲۰۵ عبدالرحمن اسٹریٹ بلال منزل پانچواں منزلہ ممبئی نمبر ۳۔
- سن ولادت : ۱۳۵۰ ہجری بمطابق ۱۹۳۰ء
- ازدواجی زندگی:

یکم جنوری ۱۹۶۵ء بمطابق ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ بروز جمعہ مبارکہ ملک پاکستان کے شہر کراچی میں آپ کا نکاح ہوا، محمد بن محترم عبداللہ کھتری صاحب قبلہ کی صاحبزادی محترمہ آمنہ بی بی کے ساتھ ہوا۔

اولاد امجاد:

- ۱۔ فرزند اکبر حضرت مولانا محمد فاروق کھتری قادری برکاتی خلیفہ حضور سرکار علامہ نظمی میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ مارہروی ۲۔ فرزند اوسط حضرت قاری محمد قاسم کھتری قادری برکاتی ۳۔ حضرت قاری محمد اسماعیل کھتری برکاتی ۴۔ زہرہ بانو ۵۔ سارہ بانو۔

تعلیمی لیاقت:

درس نظامی، قرأت سبعہ بروایت حفص۔

ذریعہ معاش:

امامت و خطابت اور تدریس۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

الجامعہ الاشرافیہ مبارک پور اعظم گڑھ، دارالعلوم امام احمد رضا کونڈے والے ضلع رتناگری مہاراشٹر، دارالعلوم علیمیہ جہد اشاہی ضلع بہتئی یوپی۔

تصنیف کردہ کتب:

۱۔ نماز کی برکت ۲۔ فضائل وسائل درود و سلام ۳۔ طریقہ استخارہ وغیرہ۔

تدریسی خدمات:

تقریباً ۲۵ سال انجمن ہائی اسکول اردو، نزد ریلوے اسٹیشن وی ٹی ممبئی اور اپنی مجمع المساجد سارنگ اسٹریٹ میں دم واپسی تک بعد نماز عشا تفسیر نعیمی و قرآن و احادیث کی درس و تدریس کا سلسلہ جاری و ساری رکھا۔

دینی و ملی خدمات:

اپنی پوری زندگی اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی اور اپنے فیوض و برکات سے مخلوق عالم کو فیضیاب کرتے رہے۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور سرکار سید العلماء علامہ الحاج سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ حضور سرکار احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان۔ شیخ القراء عارف حضرت مفتی سعد اللہ علی صاحب علیہ الرحمہ، ممبئی۔ قطعہ تاریخ وفات: ۱۹۹۳ء

دنیاے دوں سے کیا گئے کہ جاودانی ہو گئے

دار فانی چھوڑ کر جنت مکانی ہو گئے
جب ہوئی فکر سن رحلت تو ہاتھ نے کہا
رحمت باری سے وہ خلد آشیانی ہو گئے

کتاب ”فضائل ومسائل نماز“:

اس کتاب کی زبان عام فہم اور شستہ ہے قدرے عصری لب و لہجہ پایا جاتا ہے عبارت مختصر اور پرکشش ہے عبارت پڑھنے سے کسی طرح کی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی بلکہ سلاست و روانی اور جاذبیت کی وجہ سے طبیعت باغ و بہار ہو جاتی ہے۔

بیعت و خلافت کا تذکرہ:

حضور سرکار سید العلماء علامہ شاہ سید آل مصطفیٰ صاحب مارہروی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر ۱۹۵۲ء میں عروس البلاذیمی میں ہی آپ داخل سلسلہ ہوئے۔ ممبئی شہر کے حضور سرکار سید العلماء علیہ الرحمۃ کے مریدین و تلامذہ میں آپ کو یہ شرف حاصل رہا کہ سب سے پہلے آپ ہی حضور سرکار سید العلماء علیہ الرحمۃ کے مرید اور شاگرد رشید ہوئے۔ اس وقت حضور والا کی عمر مبارک تقریباً ۲۰ سال کی تھی حضور سید العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ کے چشمہ علم و معرفت سے خوب سیراب ہوئے، حضرت علامہ سید العلماء علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت مورخہ ۱۹۷۱ء بمطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ شہر ممبئی ہی میں تقریباً دس ہزار لوگوں کے سامنے ایک نورانی عظیم اجلاس میں عنایت فرمائی ساتھ ہی آپ نے خلافت نامہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر مع مہر کے عنایت فرمایا جب کہ کبھی بھی اتنے آدمیوں کے سامنے اس سے قبل کسی کو حضور سرکار سید العلماء علیہ الرحمۃ نے خلافت نہیں عطا فرمائی تھی آپ کو جملہ سلاسل عالیہ، برکاتیہ، قادریہ، چشتیہ، نظامیہ و دیگر سلاسل مبارکہ کے اوراد و وظائف و اشغال مبارکہ کی خلافت و اجازت حاصل تھی۔

شیخ سے تعلق خاطر:

حضرت الحاج مولانا عبد القادر کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی بزرگان سلف کی تابندہ و درخشندہ یادگار تھی، حضرت علیہ الرحمۃ کے سبھی اساتذہ کرام باکمال اہل باطن تھے علمی

کمال بے مثالی کے ساتھ حضرت سید العلماء علیہ الرحمۃ کے سایہ کرم میں تکمیل کو پہنچا اور باطن کا فیض بھی انہیں کامرہون منت ہے۔ یوں تو جو شخص جس سے جو نعمت پاتا ہے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کو اپنا محسن سمجھتا ہے لیکن حضرت کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ کو اپنے پیرومرشد سے عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا۔ پیرومرشد علیہ الرحمۃ کی آپ پر نظر عنایت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ حاضر خدمت ہوتے تو وہ آپ کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے۔

حضور سرکار سید العلماء علیہ الرحمۃ نے اپنے اس مرید خاص پر وہ نظر کرم فرمائی کہ حضرت کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ کو مقام فنائیت پر پہنچایا اور بعد وصال بھی اپنے ارشاد کے مطابق ان کی مرافقت و معاونت فرماتے رہے۔ حضرت کھتری علیہ الرحمۃ لوگوں سے خود بار بار فرمایا کرتے کہ جب بھی میں کسی رنج و غم دینی یا دنیاوی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہوں تو اپنے حضرت پیرومرشد سید العلماء کی بارگاہ عالیہ میں عرضی پیش کرتا ہوں۔ الحمد للہ الحمد للہ ان کی روحانیت کے فیضان سے میری ساری پریشانیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ایک بار دوران عمرہ کا واقعہ خود بیان فرمایا کہ جب میں دوبارہ عمرہ کرنے کی غرض سے گیا تھا تو وہیں دوران عمرہ مجھے آٹھویں بار ہارٹ اٹیک (دل کا دورہ) آیا تھا، جب میرے پاس مجھے دیکھنے کی غرض سے مکہ شریف کے ایک مشہور و معروف ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو دیکھ کر مجھ سے کہنے لگے کہ آپ بچ کیسے گئے، تو میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ کو اپنی ڈاکٹری پر بھروسہ ہے مجھے اپنے پیرومرشد کے فیضان کرم پہ بھروسہ ہے اور پھر میں نے کہا ڈاکٹر صاحب! بات دراصل یہ ہے کہ میرے مرشد برحق علیہ الرحمۃ کا میری پشت پر دست مبارک یعنی پنچہ ہے اور حضرت نے فرمایا ہے عبد القادر! فکر مت کرو انشاء اللہ عز و جل تم ٹھیک ہو جاؤ گے تمہاری ساری پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور حضرت میرے سامنے سے اوجھل ہو گئے مرشد گرامی کی بارگاہ میں سرخ روئی ملی تو ان کے قدموں میں ایسا نثار ہوئے کہ اشارہ ابرودیکھتے رہے اور شاد کام تمنا پر فخر محسوس کرتے رہے۔ ایسا شیدائے مرشد شاید کسی نے دیکھا ہو جو اپنے پیرومرشد کے نام پر ہر طرح نہجھاور ہو۔

مشائخ مارہرہ سے ربط و تعلق:

(۱) حضور سرکار احسن العلماء علیہ الرحمۃ مارہروی نے حضرت کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ کے بعد

وصال آپ کے خلف اکبر حضرت مولانا الحاج محمد فاروق صاحب کھتری دامت برکاتہم العالیہ کے نام ایک خط اور مبلغ پانچ ہزار روپے بطور تعزیت نذر کیا اور مارہرہ مطہرہ کے جملہ مشائخ عظام و خانوادہ برکاتیہ سے انتہائی گہری وابستگی و عقیدت مندی کا بھی اظہار فرمایا۔

(۲) اور آپ کی شان اقدس میں ایک شاندار جامع و مانع منقبت شریف حضور سرکار علامہ شاہ نظمی میاں مارہروی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی اور ان کے والد گرامی حضور سرکار سید العلماء علیہ الرحمۃ حضرت کھتری علیہ الرحمۃ کو بڑے پیار سے ”جھولا شاہ“ کہتے تھے۔

(۳) شرف ملت حضرت سید محمد اشرف قادری برکاتی صاحبزادہ حضرت سرکار احسن العلماء علیہ الرحمۃ مارہروی نے حضرت کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ کے سر مبارک پر اپنے دست مبارک سے بوقت چہیمہ و تکفین عمامہ شریف باندھا۔

سلسلہ برکاتیہ کا فروغ:

حضرت کھتری برکاتی علیہ الرحمۃ نے دینی، ملی، تعلیمی، تعمیر، تصنیفی، تدریسی، اور اخلاقی روحانی ہر اعتبار سے سلسلہ برکاتیہ کے فروغ میں نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس سلسلے کے نامور بزرگوں اور مشائخ کرام میں آتے ہیں اور آپ کے باکمال خلفا و مریدین اور متوسلین ملک کے طول و عرض میں جا کر رشد و ہدایت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور سلسلہ برکاتیہ کے دائرہ دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کو دور دور تک خوب پھیلا رہے ہیں۔

جشن یوم رضا ۱۹۸۷ء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی کے نورانی اجلاس میں آپ کی بحیثیت خصوصی مقرر شرکت ہوئی اور آپ نے اپنے نورانی خطاب کے دوران امام عشق و محبت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و مارہرہ مقدسہ کے مشائخ عظام کے احوال پر بھرپور روشنی ڈالی اور خانقاہ مارہرہ مطہرہ کو اپنا مرکز عقیدت بتایا اور اپنے مرشد کامل حضور سرکار سید العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ کے مشہور زمانہ اس شعر پر اپنے نورانی خطاب کا اختتام فرمایا۔

صوفی ملت مولانا سخاوت علی قادری برکاتی



نام : سخاوت علی قادری برکاتی

ولدیت : محمد بشیر قادری برکاتی

بیعت:

۱۲ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ بروز دوشنبہ مبارکہ۔ ۱۹۴۷ء میں قطب زماں حضور

سید العلماء علیہ الرحمۃ کی تشریف آوری مگہر میں جب دوسری بار ہوئی تو اس وقت میں گلستاں، بوستاں کی تعلیم میں مصروف تھا، اور دل کی ٹپ تیز سے تیز تر ہوتی گئی، جیسے ہی میری نگاہ مارہرہ مطہرہ کے اس مہ کامل پہ پڑی تو دل کی دنیا بدل گئی، اور بیعت و ارادت کی امنگ بیدار ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ سرکار مارہرہ کی غلامی کا پٹہ اب گردن میں پڑ جانا چاہئے۔ آخر شدہ شدہ یہ بات دل تک جا پہنچی تو دل نے کہا کہ سخاوت علی!۔

آدمی بلبلا ہے پانی کا

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

چاردن کی چاندنی ہے

پھر اندھیری رات ہے

یہ زندگی وفا کرے نہ کرے بڑا حسین موقع ہے بیعت و ارادت کی ڈور مضبوطی

کے ساتھ پکڑ لے اور ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال کر ان کے غلاموں کی فہرست میں

اپنا نام درج کرا لے۔ جب تو ان کا غلام بن جائے گا تو دنیا کی کوئی طاقت تیرا کچھ بگاڑ نہ

سکے گی اب تاخیر نہ کر ان کی بارگاہ ولایت میں عرض کر کہ ”یاسیدی“

تجھ سے در، در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

الغرض عزم مصمم کے ساتھ آگے بڑھا اور بارگاہ سید العلماء میں مؤدب کھڑا ہو گیا اور عقیدت و محبت کے ساتھ دست بستہ سلام عرض کیا۔ نگاہ ولایت بلند ہوئی بعد جواب ارشاد فرمایا کیا بات ہے کہ آج صبح چلے آئے ہو؟ عرض کیا حضور! سگ بارگاہ عالی دامن کرم سے وابستہ ہونا چاہتا ہے۔ ارشاد فرمایا: کیا پڑھتے ہو؟ عرض کیا: حضور گلستاں، بوستاں۔ فرمایا: اچھا جاؤ پہلے اپنے والد سے اجازت لے لو۔ چنانچے میں والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت لے کر واپس آیا۔ عرض کیا: حضور اجازت مل گئی، تو فرمایا جاؤ اب غسل کر لو اور با وضو ہمارے پاس آؤ۔ فرمان عالی پر عمل کرتے ہوئے غسل و وضو کے بعد پھر حاضر خدمت ہوا، تو سرکار والا جس چارپائی پر جلوہ فرماتھے، اسی چارپائی پر دوڑانو بٹھایا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو میرے گھٹنوں سے متصل فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور سلسلہ بیعت میں داخل فرمایا پھر خود کھڑے ہوئے اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ، پھر سینے سے لگایا اور دست ولایت سر پر رکھ کر کچھ تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا یہ لڑکا میرا پہلا مرید ہے، جو اس دیار میں اکیلا ہوگا، اور فرمایا بیٹا اس شعر کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

ہمیں اپنا مرشد ہی کافی ہے سید
درِ غیر پر سر کو کیوں ہم جھکائیں!

مسکن:

محلہ شیرپور، قصبہ مگہر ضلع کبیر نگر یوپی۔

وطن مالوف:

محلہ شیرپور، قصبہ مگہر ضلع کبیر نگر یوپی۔

سن ولادت:

یکم جنوری ۱۹۲۸ء

ازدواجی زندگی:

میرا عقد مسنون موضع بھر بھی ضلع گورکھپور یوپی کی ایک شریف خاندان محمد شفیع قادری کی صاحبزادی حلیمہ خاتون سے ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ جو صوم و صلوة کی پابند اور نہایت ہی نیک طینت خاتون ہیں اور حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کی مریدہ ہیں اور ہر خوشی و غم میں میرے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور عمل صالح، ایمان کامل صحت و تندرستی عطا فرمائے۔

اولاد امجاد:

میرے تین بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہوئیں، جن میں بڑے بیٹے غلام حسین مرحوم ۸ مہینے کے ہو کر انتقال کر گئے اور دوسرے بیٹے ظفر قاسم مرحوم ۱۳۹۲ھ میں ۱۴ سال کے ہو کر انتقال کئے اور تیسرے بیٹے محمد اختر نسیم قادری برکاتی خلیفہ حضور سید آل رسول حسنین میاں نظمی بقید حیات ہیں جو دارالعلوم برکاتیہ کے شیخ التجوید والقرأت اور صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہیں، اور اپنے فرائض منصبی کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ آٹھ بیٹیاں جن میں چار بیٹیوں کا انتقال ہو گیا ہے اور چار بقید حیات ہیں جن کے نام حضور سید میاں نے خود رکھا۔ شمیمہ، نفیسہ، نعیمہ اور رابعہ یہ چار بیٹیاں ازدواجی زندگی سے منسلک اور خوش حال زندگی بسر کر رہی ہیں۔ میری دعا ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے انھیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

تعلیمی لیاقت:

مولوی

ذریعہ معاش:

درس و تدریس

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام کا قیام ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ ابتدائی دور سے لے کر آج تک خدمت کا کام انجام دے رہا ہوں نیز چند اداروں کی سرپرستی بھی مجھے حاصل ہے، جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) دارالعلوم معراج العلوم، بیچنا تھ پور بدھو خان ضلع دیوبند یوپی
 - (۲) دارالعلوم قادریہ برکاتیہ، مقام ہر پور پوسٹ گوری بازار ضلع دیوبند یوپی
 - (۳) دارالعلوم برکات الاسلام، مقام وپوسٹ نواری ضلع بستی یوپی
 - (۴) دارالعلوم احسن البرکات۔ مقام کمری پوسٹ سکری ضلع کبیر نگر یوپی
 - (۵) دارالعلوم مصباح العلوم مقام مصطفیٰ آباد عرف ملوڑ پوسٹ پالی ضلع گورکھ پور یوپی۔
- الحمد للہ! مشائخ مارہرہ کے صدقے میں خادم نے چند مساجد و مدارس کی بنیاد رکھی، جن جگہوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) ممبئی ہلال مسجد (ہری مسجد) وڈالامبئی جس کے خطیب و امام مولانا محمد رفیق صاحب برکاتی ہیں، جو دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
- (۲) مسجد برکاتی، مقام وپوسٹ نواری بستی
- (۳) مسجد غوثیہ، مقام اسلام نگر پوسٹ مگہر سنت کبیر نگر
- (۴) مسجد برکات آل مصطفیٰ، مقام ویر عبد الحمید نگر شہر پڈرونہ ضلع کشی نگر
- (۵) مسجد موضع کھریا ٹولہ پڈرونہ کشی نگر
- (۶) مسجد غوثیہ، محلہ عبد الرحمن نگر قصبہ مگہر، سنت کبیر نگر

چند مدارس کے اسما:

- (۱) دارالعلوم اہلسنت احسن البرکات مقام بگھاڑے ضلع گورکھ پور یوپی۔
- (۲) مدرسہ عربیہ اہلسنت احسن البرکات مقام منجھر یا ضلع کبیر نگر یوپی۔
- (۳) مدرسہ عربیہ اہلسنت احسن البرکات مقام اوڑولیا ضلع گورکھ پور یوپی۔

ان کے علاوہ اور بھی مدارس و مساجد ہیں جن کا نام بخوف طوالت چھوڑ دیا گیا۔

تدریسی خدمات:

میں نے ۱۹۴۴ء سے ۱۹۶۲ء تک شعبہ پرائمری بعدہ شعبہ مولویت کی تعلیم دیتا رہا اور ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۷ء تک مسلسل بارہ سال تک شعبہ حفظ کا درس دیکر کثیر حفاظ کرام کو دارالعلوم برکاتیہ سے تیار کیا جو آج مصروف درس و تدریس و امامت و خطابت کے منصب پر فائز ہیں۔ بلا واسطہ و بالواسطہ میرے چند مشاہیر تلامذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) حافظ وقاری مولوی محمد اختر نسیم قادری برکاتی پرنسپل دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام مگہر ضلع سنت کبیر نگر یوپی
- (۲) رحمت اللہ قادری برکاتی، استاذ دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام، مگہر، سنت کبیر نگر
- (۳) قاری عبد الواحد قادری برکاتی، خطیب و امام ہانسو پور مسجد گورکھ پور
- (۴) محمد شمس اللہ قادری برکاتی، مقام غوث پور پوسٹ بنیاباری، سنت کبیر نگر
- (۵) قاری سجاد علی قادری برکاتی، استاذ دارالعلوم ضیاء العلوم گورکھنا تھ، گورکھ پور
- (۶) فیاض احمد برکاتی، مقام ٹھکرا پار پوسٹ لال گنج، بستی یوپی
- (۷) حافظ عبدالرزاق قادری برکاتی، پرنسپل دارالعلوم احسن البرکات مقام وپوسٹ نواری بستی
- (۸) مولانا کتاب اللہ قادری برکاتی، نائب خطیب و امام ہری مسجد مندپورہ، ممبئی
- (۹) حافظ قمر الدین، قادری برکاتی، شیرپور، مگہر، سنت کبیر نگر (مرحوم)
- (۱۰) حافظ قمر الدین قادری برکاتی، استاذ دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام، شیرپور، مگہر، سنت کبیر نگر

دینی ملی خدمات:

خادم نے گاؤں گاؤں تبلیغی دورہ کر کے وعظ و نصیحت کے ذریعہ عوام الناس کو مسلک اہل سنت سے روشناس کرایا اور کثیر خلق خدا کو سلسلہ برکاتیہ میں داخل کر کے قادری

سلسلہ کا پٹہ ان کے گردن میں ڈال دیا۔ اللہ عزوجل انھیں قبول فرمائے اور دارین کی دولتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

تعویذات کے ذریعہ بے لوث ملی خدمات جو مجھ کو خانوادہ برکات کے حضور تاج العلماء اور مرشد اجازت و خلافت حضور سید العلماء سے حاصل تھی، بغیر کسی بخل کے خندہ پیشانی سے حتی الوسع بندگان خدا کی ہر جائز خدمت کے لئے تیار رہا، اور آج شہر ممبئی، مگہر، بستی، گورکھپور، دیوریا، کشی نگر اور نہ جانے کہاں کہاں سے پریشان حال لوگ میرے پاس آتے ہیں، اور سادات مارہرہ کے فیوض و برکات حاصل کر کے قلبی سکون پاتے ہیں۔

میرے پیر و مرشد اجازت و خلافت حضور سید العلماء نے اپنے دامن کرم میں جگہ عطا فرما کر مجھ ناچیز پر احسان عظیم فرمایا، حضور تاج العلماء، حضور سید العلماء اور حضور احسن العلماء علیہم الرحمۃ والرضوان کی عنایتوں کا صدقہ ہے، جس کی تقسیم پر میں مامور ہوں۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہیں:

میرے پیر و مرشد حضور سید العلماء فرمایا کرتے تھے کہ میرے دو بیٹے ہیں ایک آل رسول حسنین میاں نظمی (علیہ الرحمۃ) اور دوسرا روحانی بیٹا دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام یقیناً سید میاں کی اسی روحانیت کا فیض ہے کہ دارالعلوم برکاتیہ تقریباً دو ایکڑ زمین پر واقع ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق بچوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن الحمد للہ اس چھوٹے سے ادارے کے فارغین مشہور و معروف اداروں میں درس و تدریس میں مصروف اور امامت و خطابت و مسلک اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول نظر آتے ہیں، جس میں حضور سید العلماء کا روحانی فیوض و برکات اور ناچیز کی شب و روز انتھک محنتوں کا نتیجہ کار فرما ہے، جو آج دارالعلوم برکاتیہ گل گلزار بن کر لہرا رہا ہے، اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شمع فروزاں کا کام انجام دے رہا ہے، میرا اثاثہ حیات یہی ہے، جو تاقیامت سرسبز و شاداب رہ کر مسلک اہل سنت کی عطربیزی کرتا رہے۔ آمین۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب؟ اور کس بزرگ کے واسطے؟

پیر طریقت حضرت سید غلام کبریا شاہ قصبہ جھوسی شریف ضلع الہ آباد کے رہنے والے تھے ان کے مرید قصبہ مگہر و اطراف و اکناف میں کثیر تعداد میں پائے جاتے تھے، ان سے دیوبندیوں نے مناظرہ کا چیلنج کیا اور انھوں نے ان کا چیلنج قبول فرما کر ۱۹۴۵ء میں قصبہ مگہر میں اہل سنت و جماعت کے مقتدر علمائے کرام کو بغرض مناظرہ دیوبندییت دعوت دیکر بلایا، جس میں حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی علیہ الرحمۃ و سید عبدالحق اعظمی و سید عبد الولی لکھنوی حضرت علامہ سید عبید الرحمن لکھنوی اور شیر پیشہ اہل سنت حضرت علامہ و مولانا شمس علی خان صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان تشریف لائے، دیوبندیوں نے میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کیا اور اسی مقام پر سہ روزہ تقریری پروگرام ہوا۔ ان اکابر علمائے کرام نے رد دیوبندییت پر خطاب فرما کر دیوبندییت کا جنازہ نکال دیا اور اہل سنت و جماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

اسی مقام پر خادم کو حضور سید العلماء سے پہلی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میرے والد ماجد محمد بشیر قادری برکاتی حضور سید میاں کو اپنے گھر مہمان بنا کر لائے سید میاں نے فرمایا ”فقیر کا بستر جس جگہ لگا ہے تاقیامت یہیں رہے گا“ اور سرکار سید میاں ۱۹۴۵ء سے لے کر تاحیات مگہر تشریف لاتے رہے، اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرماتے رہے اور میرے والدین کریمین اسی سال شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

گلزار محبت کی فضا میرے لئے ہے
بس خوب یہی آب و ہوا میرے لئے ہے
میں عشق کے کوچے سے کہیں جا نہیں سکتا
اک مرشد کامل کی دعاء میرے لئے ہے

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضرت علامہ مفتی سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی نے ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ

مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء میں خلافت و اجازت مع اوراد و وظائف سے مشرف فرمایا۔

حضرت علامہ مفتی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی نے ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۸۵ء میں خلافت اور خاندان کے جملہ اوراد و وظائف کی نام بنام اجازت عطا فرمائی۔

حضرت علامہ الحاج سید شاہ سبطین حیدر میاں قادری برکاتی مدظلہ النورانی نے ۹ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۳ مارچ ۲۰۱۲ء بموقع گولڈن جلی تمام سلاسل، قرأت قرآن، اسانید حدیث اور مصنفات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

حضور سید العلماء میرے مرشد اجازت و خلافت حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی علیہ الرحمہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم برکاتیہ کے جلسہ دستار بندی میں تشریف لائے اور فارغین طلباء کے عمامہ شریف کے علاوہ ایک چشتی رنگ کا عمامہ شریف الگ سے منگوایا مجھے کچھ علم نہیں تھا کہ سرکار سید میاں نے کس لئے منگوایا اور مجمع کثیر میں میرے سر پر دستار باندھی پھر طلباء کے سر پر اور آپ نے اعلان فرمایا کہ میں مولوی سخاوت علی قادری برکاتی کو خلافت اور جملہ اوراد و وظائف کی اجازت دیتا ہوں، مجھ ناچیز کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

دارالعلوم برکاتیہ کا دور روزہ سالانہ اجلاس بغیر سادات مارہرہ کے نہیں ہوتا تھا سید میاں کے وصال کے بعد ہر سال جلسہ دستار بندی میں خانوادہ برکات کا کوئی نہ کوئی سید زادہ موجود ہوتا، اور اسٹیج پر رحمت و نور کی بارش ہوتی رہتی، لیکن ۱۹۸۵ء میں جلسہ پہلی شب آل رسول سے خالی تھا۔ اسٹیج پر آل رسول کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ارکان مدرسہ غم و اندوہ کے ساغر میں ڈوبے ہوئے تھے اور ناچیز کی حالت اور زیادہ ناگفتہ بہ تھی، ایسی صورت میں میں نے دور کھت نماز نفل پڑھ کر حضور سید میاں کی بارگاہ میں نذر کیا اور عرض کیا کہ حضور کرم فرمائیں، اس کی برکتوں کا ظہور یوں ہوا کہ دوسری شب حضور احسن العلماء اپنے

صاحبزادے سید اشرف میاں قبلہ و مرید خاص عتیق بھائی برکاتی کانپوری اور اپنے خادم خاص رفیق بھائی کے ساتھ سرزمین مگھر پر جلوہ بار ہوئے، پھر کیا تھا، سوکھے دھانوں پہ کرم۔ جب آپ کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوئے، تو خطبہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جمعہ کی نماز کے بعد درگاہ معلیٰ میں بغرض فاتحہ حاضری دی بھائی صاحب کی مزار پر حاضری دینے کے بعد ایسا لگا کہ میری پشت پر ہاتھ رکھ کر کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ ”لکھا“ کیا مگھر نہیں جاؤ گے تو میں نے فوراً رخصت سفر باندھ لیا اور میں آپ لوگوں کے سامنے حاضر ہوں۔ اسی جلسے میں حضور احسن العلماء نے خادم کو خلافت اور خاندان کے جملہ اوراد و وظائف کی نام بنام اجازت مرحمت فرمائی۔ نیز آپ نے فرمایا میرا اور مولوی سخاوت علی صاحب کا ساتھ چالیس سال سے ہے، اس عرصہ میں انھوں نے مجھ سے کچھ سوال نہیں کیا، اور میرے خاندان کی یہی ریت ہے جو کبھی سوال نہیں کرتا وہی نوازا جاتا ہے۔

حضرت سید سبطین حیدر میاں مدظلہ النورانی قبلہ قادری برکاتی صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے جو اجازت نامہ مرحمت فرمایا۔ من وعن قارئین کے پیش نظر ہے۔ فقیر سید سبطین حیدر ابن آل رسول حسنین میاں قادری خادم سجادہ آستانہ بیکس پناہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ اس بات کو تحریر کرنے میں انتہائی مسرت محسوس کرتا ہے کہ برادر طریقت حضرت محبوب الاولیاء مولوی سخاوت علی صاحب قادری برکاتی مہتمم و بانی دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام کے اس مقام پر فائز ہیں جس کی تربیت انھیں ان کے مرشد و مربی حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ سے ملی تھی۔ ان کی دینی و ملی خدمات کو دیکھتے ہوئے فقیر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ خاندان کے من جملہ اسانید آں بزرگ کو مرحمت کردی جاویں تاکہ دین و ملت کے کام میں انھیں مزید تقویت حاصل ہو۔ لہذا میں ان تمام اسانید، قرأت قرآن، و اسانید حدیث و مصنفات جن کی اجازت مجھے اپنے والد بزرگوار حضور آل رسول حسنین میاں سے حاصل ہے۔ حضرت محبوب الاولیاء مولوی سخاوت علی صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی کو اس کام کرتا ہوں اور صوبہ اتر پردیش کے پوربی حصے میں سلسلہ برکاتیہ کا وکیل متعین کرتا ہوں، جو ان سے کوئی بیعت ہو۔

گویا وہ اہل خاندان میں سے ہی کسی فرد کے ہاتھ بیعت ہونے کے مرادف ہوگا۔
 اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو ہمارے اسلاف کی برکات کا مجموعہ بنائے۔ آمین۔
 ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد علی الہ وصحبہ اجمعین
 وآخرونا عن الحمد للہ رب العلمین۔ (عبدہ المذنب الراجی الی اللہ غفرلہ) السید
 سبطین حیدر القادری البرکاتی ۹ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۳ مارچ ۲۰۱۱ء۔

خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

ہندوستان کی سرزمین پر مختلف سلاسل کی خانقاہیں پائی جاتی ہیں اور ہر سلسلہ والے اپنی اپنی خانقاہوں سے ہر تشنہ لب کو سیراب کرتے ہیں، لیکن خانقاہ برکاتیہ سرزمین ہند پر قادری سلسلہ کی سب سے بڑی خانقاہ ہے اور یہاں سے فیوض و برکات حاصل کرنے والے ہر طرح کی نعمتوں سے آراستہ جاتے ہیں اور ضرورت مندوں کو مالی تعاون سے بھی نوازا جاتا ہے اور یہاں کے سجادگان لیتے نہیں بلکہ دیتے ہیں، خاندان برکات کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ پیری مریدی ان کا ذریعہ معاش نہیں بلکہ بندگان خدا کی گردن میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹہ ڈال کر عذاب قبر و عذاب جہنم سے نجات دلانا اور دارین کی نعمتوں سے نوازنا ان کی امتیازی شان ہے جو انھیں ان کے جد کریم بڑے پیر سرکار سیدنا عبدالقادر جیلانی سے حاصل ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل:

یہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ جب خادم ممبئی سے مکہ آنے کے لئے ارادہ کیا تو حضور سید العلماء سے ملاقات کے لئے ممبئی کھڑک مسجد میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور مگر جارہا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا سخاوت علی مارہرہ شریف ہو کر جاؤ۔ وہاں پہنچ کر حضور تاج العلماء کی ایک کرامت دیکھ لینا وہ یہ کہ پہلی ملاقات میں ان کی داڑھی تمھیں ایک مشمت نظر آئے گی، اور جب گھر کی واپسی کے لئے دوبارہ ملاقات کرو گے تو ان کی داڑھی ایک بالشت نظر آئے گی۔ خادم بحکم مرشد ممبئی سے متھر اور وہاں سے مارہرہ کے لئے روانہ ہوا،

بوقت ملاقات حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ٹرین رات میں مارہرہ پہنچے گی تو مسافر خانہ میں رک جانا صبح ہوگی تو خانقاہ شریف جانا اس لئے کہ راستہ مخدوش ہے، رات میں چلنے کے لائق نہیں۔ چنانچہ ٹرین رات میں پہنچی تو خادم اس وقت مسافر خانہ میں سو گیا اور اسے غسل کی حاجت ہو گئی۔ صبح ہوئی تو غسل کرنے کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بذریعہ رکشہ خانقاہ شریف کی طرف چل پڑا، جب بڑے گیٹ کے قریب پہنچا تو میں نے اس سے رکنے کے لئے کہا مگر اس نے میری کچھ نہ سنی اور اس جگہ پہنچا دیا جہاں برکاتی مسجد کے سامنے حضور تاج العلماء تشریف فرما تھے، انھیں دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہوئی کہ میں اس حالت میں کیسے دست بوسی اور قدم بوسی کروں، اتنے میں آپ نے خادم کو حکم فرمایا کہ مولانا کو غسل کی حاجت ہے انھیں غسل کراؤ۔ خادم غسل سے فارغ ہو کر دست بوسی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو اس وقت یقیناً حضور تاج العلماء کی داڑھی شریف ایک مشمت تھی دو دن قیام کے بعد جب واپسی کے ارادے سے دست بوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپ کی ریش مبارک ایک بالشت تھی جیسا کہ سرکار سیدمیاں نے فرمایا تھا، اور مجھ ناچیز کو سرکار نے آٹھ تعویذات کی اجازت مرحمت فرمائی جو ہمارے لئے باعث سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین۔ حضور سید العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی علیہ الرحمہ سے بھی کسب فیض کیا۔

خلافت و اجازت میرے پاس ہے انھیں کی نوازش سے ہے۔ چشم ظاہر کے سامنے اب وہ نورانی پیکر موجود نہیں تصور کی آنکھ جب ان کا مشاہدہ کرتی ہے تو ان کا مسکراتا چہرہ سامنے آ جاتا ہے۔

حضور احسن العلماء حضرت علامہ مفتی حافظ وقاری سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی نے خلافت اور خاندان کے جملہ اوردو وظائف کی نام بنام اجازت مرحمت فرما کر بے شمار فیوض و برکات سے کرم فرمائی کی جو بالتفصیل خلافت کے ذکر میں موجود ہے۔

آہ ہم سے ہو گیا روپوش مارہرہ کا چاند
 شاہ برکت کی نشانی مصطفیٰ حیدر حسن

باغ جنت کو سدھارے ہم کو تنہا چھوڑ کر
شام ہے صبح سہانی مصطفیٰ حیدر حسن
ہے سخاوت قادری کی یہ تمنائے دلی
حشر میں ہو شادمانی مصطفیٰ حیدر حسن

حضور سید ملت شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی سے بھی خوب خوب

اکتساب فیض کیا

خادم کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی اور کوئی چارہ کار باہر نکلنے کو نہ دکھتا تو
حضور سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو آپ اپنے مفید مشوروں
سے دل جوئی فرماتے اور صبر و تحمل کا حکم فرماتے نیز سادات مارہرہ کے کچھ واقعات گوش گزار
فرما کر دلوں کا بوجھ ہلکا کر دیتے۔ نیز آپ کے چہرہ کا دیدار اور مفید مشورہ میرے سارے
غموں کو کا فور بنادیتا اور سادات مارہرہ و حضور سید میاں کا روحانی فیوض و برکات آپ کے در
سے مجھ ناچیز کو ملا کرتا تھا اور میرے پاس جو کچھ ہے یہ خانقاہ برکاتی کی دین ہے ورنہ ”من
آئم کہ من دانم“ سادات مارہرہ اپنے وقت کے روحانی تاجور ہیں، جنہیں خود سرکار نظمی میاں
فرماتے ہیں۔

سرزمین مارہرہ تجھ پہ جان و دل صدقے
کیونکہ تجھ کو طیبہ سے خاندانی نسبت ہے!
مرشدان مارہرہ فیض بخش عالم ہیں
سرزمین مارہرہ مرکز ولایت ہے!

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

علمائے کرام کا آپس میں متحد ہونا اور عوام کو متحد رکھنا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے
کہ ہر ایک کے اندر اللہ اور اس کے رسول کی رضا مقصود ہو۔ اگر مقتدا یا ان اہل سنت ان
باتوں پر عمل کرتے ہوئے کوتاہ نظر فی کو چھوڑ دیں اور دینی حمیت اور قوم و ملت کی ہمدردی اپنا

مقصود بنالیں تو یقیناً ان کی تبلیغ اثر انداز ہوگی اور قوم کے اندر اتحاد و اتفاق بھی پیدا ہوگا۔
دوسرا امر یہ ہے کہ بے جا تنقیدیں بھی نہ کی جائیں اس لئے کہ ان تنقیدوں سے
آدمی کے اندر چڑھ پیدا ہو جاتی ہے یہ سب ایسی ہی تنقیدیں ہیں، جن کے اندر تحقیر و استہزا کا
رنگ آ جاتا ہے یہ تنقید برائے تعمیر نہیں بلکہ برائے تخریب ہوتی ہے۔

موجودہ سرگرمیاں

بزرگان دین اور مشائخ مارہرہ کے کردار و اخلاق پیش کر کے قوم کے اصاغروا کا برکور و شناس
کرانا، تاکہ قوم اس پر عمل کر کے اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کر سکے، جس کے لئے ہم
مختلف مدارس و مساجد کی تعمیر کرا کے ملت کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔

فی الحال اقامت مح پتہ:

کاشانہ برکات، محلہ شیرپور، قصبہ مگہر، ضلع کبیرنگر، (یو پی)

شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی

اقبال احمد نوری، جامعہ احسن البرکات، مارہرہ

- نام : مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی
 ولدیت : محمد جاشم صدیقی
 بیعت : حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ
 وطن مالوف : مقام لوہنہ، جنک پور، ضلع دھنوشہ، نیپال
 سن ولادت : ۲۵/ صفر ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۴۳ء بروز جمعہ۔
 اولاد امجاد : ۵ لڑکے، ۲ لڑکیاں
 تعلیمی لیاقت : حافظ وقاری، عالم و مفتی
 ذریعہ معاش : ملازمت
 تعلیمی اداروں سے وابستگی :

مدرسہ اشرف العلوم بہار، دارالعلوم علیمیہ مقصود پور بہار، منظر اسلام بریلی شریف،
 جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔
 تصنیف کردہ کتب :
 فتاویٰ برکات، شان مصطفیٰ، احسن الکلام، بد مذہبوں کے پیچھے نماز کا حکم، تحفہ
 برکات وغیرہ۔

تدریسی خدمات:

دارالعلوم علیمیہ مقصود پور، مدرسہ اصلاح المسلمین جنک پور۔

دینی و ملی خدمات:

دارالافتاء، دارالقضاء، مساجد و مدارس کا قیام

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور حافظ ملت، حافظ عبدالرؤف بلیاوی، سید
 محمد عارف رضوی (شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف)۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء، حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ علیہ الرحمۃ سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن علیہم الرحمۃ۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء اور حضور نظمی میاں علیہم الرحمۃ

موجودہ سرگرمیاں:

تبلیغ اہل سنت و جماعت۔

شہزادہ شعیب الاولیاء غلام عبدالقادر علوی

خودنوشت

- نام : غلام عبدالقادر علوی
 ولدیت : (شعیب الاولیاء شیخ المشائخ حضرت) محمد یار علی رحمۃ اللہ علیہ
 بیعت : شیخ المشائخ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی علیہ الرحمۃ والرضوان
 مسکن : خانقاہ یار علویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر، یو. پی.
 وطن مالوف : براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر، یو. پی.
 پورا پتہ : خانقاہ فیض الرسول مقام پوسٹ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر۔
 یو. پی۔ 272153
 سن ولادت : ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۴ء
 ازدواجی زندگی : جناب سید ابراہیم صاحب محلہ سادات روناہی ضلع فیض آباد کی صاحبزادی سیدہ غوثیہ بانو کے ساتھ۔
 اولاد امجاد : دو فرزند: (۱) مولانا محمد آصف علوی ازہری (۲) محمد شعیب علوی۔ تین صاحبزادیاں: (۱) نکہت فاطمہ (۲) عشرت فاطمہ (۳) فرحت فاطمہ
 تعلیمی لیاقت : فاضل درس نظامی، قاری روایت حفص، منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل دینیات، فاضل ادب، فاضل طب، فاضل معقولات۔
 ذریعہ معاش : زراعت اور مضاربیت فی التجارۃ

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول میں ۱۹۷۵ء تا ۱۹۵۸ء متوسطات و ممتہی کتب کا درس۔ ۱۹۸۵ء تا حال دارالعلوم فیض الرسول کی نظامت علیا کی انجام دہی۔ ملک اور بیرون

ملک میں سو سے زائد مدارس و مکاتب اہل سنت کی سرپرستی وغیرہ۔
 تصنیف کردہ کتب: (۱) وسیلہ (۲) سلطان الہند، برسوں تک ماہنامہ فیض الرسول کی ادارت نیز مختلف عنوانات پر فکری و تحقیقی مضامین وغیرہ۔

دینی و ملی خدمات:

دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول کی نظامت، خانقاہ فیض الرسول کی سجادہ نشینی کے حوالے سے بیعت و ارشاد تبلیغی اسفار کے ذریعہ ملک اور بیرون ملک میں واقع جلسوں اور کانفرنسوں میں خطابات۔ ملک کے طول و عرض خصوصاً عروس البلاد ممبئی میں بارہا مسلمانان اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے مختلف مذہبی جلسوں کی قیادت وغیرہ۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

سرکار شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی علیہ الرحمہ، شہزادہ سرکار علی حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، آقائے نعمت حضور سید العلماء شاہ آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ، شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ، علامہ فضل الرحمن جانشین قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مہاجر کی علیہ الرحمہ، رئیس التارکین حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ، حضور بدر ملت علامہ بدر الدین علیہ الرحمہ، فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث علامہ محمد یونس نعیمی علیہ الرحمہ، علامہ حکیم نعیم الدین صدیقی علیہ الرحمہ وغیرہم۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

”ہر چند کہ فقیر علوی کو کئی خصوصی شرف حاصل ہوئے جنہیں اثاثہ حیات سمجھنا غلط نہ ہوگا تاہم دو اہم واقعات ان میں میرے لئے سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ (۱) ۱۳۸۶ھ میں والد گرامی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے ہمراہ بریلی شریف میں عرس رضوی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ استاذ گرامی حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی تحریک پر میں نے ”الامام احمد رضا“ کے عنوان سے فصیح عربی زبان میں ایک تقریر قلم

شریف سے کچھ پہلے کی، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ میری صغریٰ کے باوجود فصیح عربی میں مختصر تقریر سننے کے بعد ازراہ شفقت مجھے اپنے سینے سے لگا کر دعاؤں سے نوازا اور اکیس روپیہ بطور انعام دیکر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اب تک میں اس سعادت پر نازاں ہوں۔ (۲) حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۲۲/محرم الحرام ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میری دستار فضیلت کے موقع پر جب میں یتیمی کے غم اور دستار فضیلت کی خوشی کی ملی جلی کیفیات میں تھا۔ سرکار سید العلماء علیہ الرحمہ نے یہ کہتے ہوئے ”فقیر برکاتی کے پاس اس موقع پر دعاؤں کے علاوہ کیا ہے جو شہزادے کو پیش کرے، میں انہیں جملہ سلاسل عالیہ قدر یہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت اور دعائے حزب المحرود دعائے گنج العرش، حصن حصین و قصیدہ بردہ شریف، دلائل الخیرات وغیرہ دیکر اوراد کی اجازت عطا کرتا ہوں۔“ اس سعادت کے حصول کے بعد میں اپنی یتیمی کا غم بھول کر اپنے آپ کو مسرت کے اس ماحول میں پانے لگا جہاں غم و اندوہ کا گزرتک نہیں ہو پاتا۔“

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے ذریعہ سے:
بچپن سے، حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے ذریعہ سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

آقائے نعمت حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

براؤں شریف کے جلسہ دستار فضیلت و عرس منعقدہ: ۲۲/محرم الحرام ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے موقع پر میرے سر پر فضیلت کی دستار باندھنے کے بعد ہزاروں کے مجمع میں اجازت و خلافت عطا فرما کر اعلان عام فرمایا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کا پیر خانہ ہونا۔ خانوادے کے شہزادگان کا دینی و عصری علوم سے آراستہ ہو کر قوم و ملت کی رہنمائی فرمانا، حضرت امین ملت مدظلہ کی سرپرستی میں جامعہ

البرکات جیسے اہم ادارہ کا قیام۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا، متاثر ہیں:

آقائے نعمت حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان، سرایا برکت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ، حضرت سید آل رسول حسنین نظمی میاں علیہ الرحمہ، شیخ طریقت آبروئے مسند ارشاد و بیعت حضرت سید امین میاں قبلہ مدظلہ، نمونہ اسلاف حضرت سید نجیب حیدر میاں مدظلہ، ملک کی اعلیٰ ایڈمنسٹریٹو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ بے پناہ علمی شغف اور ادبی و دینی حیثیت سے بے حد ممتاز شخصیت مخدوم ابن مخدوم حضرت سید اشرف میاں مدظلہ۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے کوئی تجویز:

اہل سنت و جماعت کے وسیع تر مفاد میں مشائخ اہل سنت و اساطین ملت، علمائے کرام کا چھوٹی موٹی باتوں کو نظر انداز کر کے خلوص و للہیت کے ساتھ متحد ہو کر مسلک و تعلیمات امام احمد رضا کو عام کرنے کے لئے منصوبہ بند طریقے پر کوشاں رہنا اور مخالفین اہل سنت کی ریشہ دوانیوں کا علمی، اشاعتی، تصنیفی و تنظیمی سطح سے مقابلہ کرنا۔

موجودہ سرگرمیاں:

دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول کے مختلف شعبہ جات کی ذمہ داری تبلیغی اسفار کے ذریعہ خدمت مذہب و مسلک، پند و موعظت، اور اہل سنت و جماعت کی علمی و فکری تحریکوں کا حصہ بن کر بساط کے مطابق حصہ داری۔

گوشہ

خلفائے احسن العلماء قدس سرہ

- ☆ خلیل العلماء مفتی خلیل برکاتی ☆ علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی
- ☆ مفتی جلال الدین احمد امجدی ☆ بابا حاجی عمر قاسم برکاتی
- ☆ سید شاہ ضیاء الدین ترمذی ☆ الحاج شیخ عبد الحمید برکاتی
- ☆ مفتی عبد المنان اعظمی ☆ مفتی مظفر احمد داتا گنجوی
- ☆ صوفی نظام الدین برکاتی ☆ مفتی محمد لطف اللہ قادری
- ☆ مولانا اسماعیل جانی ☆ مفتی اختر رضا ازہری
- ☆ مفتی احمد میاں برکاتی ☆ مولانا سبحان رضا خاں قادری
- ☆ محمد عارف برکاتی ☆ قاری امانت رسول قادری
- ☆ مولانا جمال رضا خاں قادری

خلیل العلماء مفتی سندھ محمد خلیل خاں قادری برکاتی قدس سرہ

حافظ سید عطا بخاری برکاتی

مفتی خلیل خان قادری ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام عبد الجلیل خاں تھا، اپنے مقام ولادت (موضع کھیری، ریاست دادوں ضلع علی گڑھ) سے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۳ء میں مارہرہ شریف آگئے جہاں دنیا کی عظیم خانقاہ، ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا مرکز، خانقاہ برکاتیہ ہے، جو امام احمد رضا خاں بریلوی کا پیر خانہ ہے۔ یہاں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء میں ۶ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوئے اور ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ، دادوں (ہندوستان) میں درس نظامی کا آغاز کیا۔ مفتی صاحب کے اساتذہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی کے صاحب زادے مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اور شاگرد و خلیفہ علامہ امجد علی اعظمی جیسے کامل علماء و فضلاء تھے۔ وہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۸ء میں حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۳۵۷ھ/۱۹۵۷ء) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں مرشد گرامی نے نیابت اجازت دی پھر حضرت سید حسن میاں صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف نے تحریراً اجازت مرحمت فرمائی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۵ء میں مفتی اعظم ہند نے بھی چاروں سلاسل میں اجازت عنایت فرمادی۔

مفتی صاحب نے ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں مولوی عربی کا امتحان پاس کیا، ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۰ء میں عالم عربی کا۔ اسی سال سراج العوارف کا ترجمہ کر کے تصنیف و تالیف کا آغاز فرمایا۔ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی اور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے سند حدیث عطا فرمائی۔ ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۶ء میں مفتی صاحب

نے تبلیغ و تقریر کا آغاز فرمایا اور اسکے ساتھ تدریس بھی شروع کی، مدرسہ قاسم البرکات (مارہرہ شریف)، اور مدرسہ قمر الاسلام (میرٹھ) میں صدر مدرس بھی رہے ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں شادی ہوگئی، اسی سال مدرسہ اسلامیہ (مارہرہ شریف) میں تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں اور اسی سال جامع مسجد شیش گراں، (مارہرہ شریف) میں امامت، خطابت کا آغاز فرمایا۔ ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لے آئے، پہلے میرپور خاص (سندھ) میں رہے پھر کراچی اور ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء میں حیدرآباد سندھ تشریف لے آئے اور اسی سال دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی مفتی صاحب اس کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے۔ ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طہین سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں شدید علیل ہوئے اور تصنیف و تالیف، تدریس و تبلیغ کا کام موقوف ہو گیا دوسرے ہی سال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ مطابق ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور حیدرآباد سندھ میں دربار جیلانی سخی عبدالوہاب شاہ میں رکھے گئے۔

مفتی صاحب نے تقریباً ۵۸ تصانیف و تراجم یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے دو تین کے علاوہ سب ہی شائع ہو چکی ہیں، مثلاً ترجمہ سبع سنابل شریف، ہمای نماز، ہمارا اسلام، سستی بہشتی زیور، عقائد اسلام، نور علی نور، فیصلہ ہفت مسئلہ وغیرہ ماہر رضویات ڈاکٹر مسعود احمد صاحب، خلیل العلماء پریوں قلم اٹھاتے ہیں:

علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری ایک قادر الکلام شاعر بھی ہوئے ہیں، ایک شعر دیکھیں۔

پھول برسا نہ یوں سخن کے خلیل

غنجہ و گل کو شرم آتی ہے

مفتی محمد خلیل خاں برکاتی طبقہ علماء میں ممتاز تھے، وہ سخن گو اور سخن سنج بھی تھے اور فن شعر میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ انہوں نے مختلف اصناف سخن میں شاعری کی مثلاً حمد، نعت، منقبت، غزل، قصیدہ، سہرا، قطعہ، مسدس، مریع، وغیرہ۔ ان کی بعض غزلیں اور نعتیں تو مرصع ہیں اور یہ بات اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر زبان و بیاں پر قدرت رکھتا ہو اور

اس کی خیالات میں روانی اور جذبات و جولانی ہو۔ ان کے بعض مطلع اور مقطع بھی خوب ہیں۔ ان کی شاعری بڑی وسیع ہے، اس میں تمام وہ خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھی شاعری میں ہونی چاہئیں۔ (جمال خلیل)

خلیل ملت کے بارے میں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی ایچ ڈی ایڈیشنل سیکریٹری محکمہ تعلیم سندھ گورنمنٹ، مزید تحریر کرتے ہیں۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

جب ہم ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قیامت گزر گئی، اللہ اکبر! کیسی عظیم ہستیاں اٹھ گئیں، ماحول خالی خالی سا نظر آتا ہے، فضا نیک بے کیف سی معلوم ہوتی ہیں، رنگ محفل پھیکا پھیکا سا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں مثالی شخصیتوں کا اٹھا جاناملت اسلامیہ کے لئے ایک بڑا المیہ ہے، نہایت کر بناک اور غمناک انھیں مثالی شخصیتوں میں حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ بھی تھے، وہ مفتی بھی تھے، مدرس بھی، مناظر بھی اور منتظم بھی، وہ مصنف بھی تھے اور مترجم بھی، وہ مبلغ بھی تھے اور مقرر بھی اور شاعر بھی تھے۔

جناب علامہ سید آل رسول صاحب نظمیں مارہروی علیہ الرحمۃ خلیل العلماء کے بارے میں فرماتے ہیں:

میں نے انہیں دیکھا بھی ہے اور برتا بھی۔ دیکھا بھی ہوش میں اور برتا بھی ہوش میں۔ میں ان دنوں مارہرہ مطہرہ میں ہی زیر تعلیم تھا۔ وہ اپنے مرشد حضرت سیدنا شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ کے عرس میں شرکت کرنے تشریف لائے تھے۔ عرس میں آنے والے چند ہی علمائے کرام ایسے ہوتے تھے جن سے خانقاہ کے بچے مانوس تھے۔ ایک مولانا عبید اللہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان اور دوسرے حضور خلیل العلماء محمد خلیل خاں صاحب برکاتی قدس سرہ العزیز۔ میں اس وقت موخر الذکر کی ہی یاد کی خوشبو سے اپنی روح میں تازگی بھر رہا ہوں۔ کھرے پٹھان ہونے کے باوجود ان کی مسکراہٹ ایسی

دنوا تھی کہ سامنے والے کو مسخو کر دیتی تھی۔ وہ خلیل جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ سراپا جمیل بھی تھے۔ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہر طرف نور و نکبت کی بارش ہونے لگتی۔ علم کا سمندر تھے۔ دیکھا تو نہیں مگر سنا ہے کہ خانقاہ میں رہتے اور میرے عم محترم حضور احسن العلماء سید شاہ حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو درس دیا کرتے تھے۔ البتہ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ ان سے خصوصی محبت سے پیش آتے تھے۔ مرشد کے آستانے کا رنگ ان پر اس قدر غالب تھا کہ پہلی ہی نظر میں ہر کوئی ان کی برکاتیت بلکہ مارہریت کا قائل ہو جاتا تھا زبان میں جادو، قلم میں تاثیر، شخصیت میں ہر دل عزیز کی کے اوصاف، خلیل العلماء علیہ الرحمۃ ہمیشہ آستانہ برکات کی آبرو بنے رہے۔ برسوں بعد وہ پھر مارہر تشریف لائے ہم میں سے ایک ایک کو پہلی نظر میں پہچانا اور پہلے کی طرح بھرپور شفقت برسائی علالت کے باعث اگرچہ زبان متاثر تھی، مگر اس حالت میں بھی ہم لوگوں سے خوب باتیں کیں، نئی پرانی باتیں۔ اس دورے میں خلیل العلماء کے ساتھ ان کے ہونہار سپوت بھی تھے، جو کبھی اپنے بچپن میں مارہرہ مطہرہ آئے تھے وہ جو کل ایک پودا تھا، وہ پودا ماشاء اللہ تناور درخت بن کر میرے سامنے آیا تھا۔ سچ یہ ہے کہ میں پہلی نظر میں احمد میاں کو پہچان نہیں پایا۔ اور جب رسمی تعارف کے بعد میں نے احمد میاں کو اپنے گلے سے لگایا تو خلیل العلماء علیہ الرحمۃ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

خلیل العلماء یوں تو ہندوستان سے ہجرت کر گئے تھے مگر عرس قاسمی میں ان کی نظم کردہ منقبتیں، اور نعتیں گا کر چادر کے جلوس میں پڑھی جاتیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ خلیل العلماء علیہ الرحمۃ تحریر اور تقریر دونوں ہی میدانوں کے شہسوار تھے۔ بچپن میں ان کے تحریر کردہ اسلامی عقائد اور دینیات پر چھوٹے چھوٹے رسالے ہمیں بھی پڑھائے گئے۔ بچوں کے لئے لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، بالخصوص مذہبی موضوع پر۔ مگر خلیل العلماء نے سوال جواب کے روپ میں مذہبی معلومات پر مشتمل وہ کتابچے تحریر فرما کر دین کی بڑی بھاری خدمت انجام دی۔ آسان زبان ان کے قلم کی خصوصیت تھی۔ یہ کتابچے ہندو پاک میں کافی مقبول ہوئے۔

اس وقت ہمارے سامنے خلیل العلماء علیہ الرحمۃ کے قلم کا ایک اور روپ موجود ہے۔ یعنی ان کا دیوان۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! دودھ اور شہد میں دھلا ہوا کلام ہے۔ ”جمال خلیل“ کے عنوان سے نعت منقبت اور غزل کا یہ حسین موقع خلیل العلماء کے ہونہار صاحب زادے اور سچے وارث میرے بھائی مفتی احمد میاں برکاتی سلمہ تعالیٰ نے ترتیب دیا ہے۔ خلیل العلماء صرف شاعر ہی نہیں، عالم جلیل بھی ہیں۔ اور ان کے خداداد علم کی یہ جلالت ان کے قلم کی ہر جنبش سے ہویدا ہے۔

جا کے لا اے شوقِ بے پایاں قلمدانِ حبیب
کچھ مضامین نعت کے لکھ زیر عنوان حبیب
سامنے کھولے ہوئے دو صفحہ رخسار ہیں
یوں تلاوت کر رہا ہے روئے قرآنِ حبیب

خلیل العلماء نے بڑی سنگلاخ زمینوں کا انتخاب فرمایا۔ اور ان پتھریلی زمینوں میں مضامین کے وہ گلاب کھلائے ہیں جن کی خوشبو مسخو کر کن ہے اور رنگت ہوش ربا۔
دیکھ کر طیبہ کے سائے بے خودی میں کھو گئے
ہوش دیوانوں کو آیا اپنی منزل کے قریب
ہیں فروزاں مشعلیں قدسیوں کے روپ میں
روضہ پر نور پر سجدہ گہہ دل کے قریب
کہیں کہیں ایسی زمینوں کا انتخاب کیا ہے جن میں ایک دو شعر نظم کرنا صرف اساتذہ فن کا ہی حصہ ہے۔

دیار طیبہ میں مرنے کی آرزو ہے حضور
یہی ہے متن یہی شرح گفتگو ہے حضور
خلیل العلماء کے کلام میں وارفتگی بھی ہے اور شکفتگی بھی۔ کیف و مستی بھی ہے، خیال محبوب کی سرشاری بھی۔

کچھ ایسا مست و بے خود ہوں خیال کوئے جاناں میں
کہ رکھ چھوڑا ہے گلدستہ ارم کا طاق نسیاں میں

لگادی آگ بڑھ کر زندگی کے جیب و داماں میں
جنوں کو ہوش گر آیا تو آیا کوئے جاناں میں
وہ کی ہے ضوفشانی جلوہ رخسار جاناں نے
پڑی ہے صبح محشر منہ لپیٹے اپنے داماں میں
سبحان اللہ! کیسے اچھوتے مضامین نظم فرمائے ہیں۔ ایسا لگتا ہے خلیل العلماء قلم
نہیں چلا رہے بلکہ قلم چلوا یا جا رہا ہے۔
وہ شیرینی ہے نام پاک کے میم مشدد میں
کہ رہ جاتے ہیں دونوں لب بہم چسپیدہ چسپیدہ
اور یہ شعر ملاحظہ ہو۔

مری مٹی ٹھکانے لگ چکی تھی فضل یزداں سے

صبا ناحق اڑا لائی مدینے کے بیاباں سے

خلیل العلماء کا وطن ایک طرح سے مارہرہ مطہرہ ہی تھا۔ جی ہاں، وہی مارہرہ
مطہرہ جس نے اپنے دور میں بڑے پایہ کے شعراء پیدا کئے۔ احسن مارہروی، دلیر مارہروی،
سوامی مارہروی، وغیرہم۔ پھر خود خلیل العلماء علیہ الرحمۃ کے مرشدان عظام میں پتہ کی، پتہ کی،
نوری جیسے مایہ ناز شعراء کرام گزرے جو صاحب معرفت بھی تھے اور اہل لطافت بھی۔ خلیل
العلماء کو مارہرہ کی مٹی سے بہت کچھ ملا۔ ان کی شاعری میں تغزل بھی اسی مٹی کی دین ہے۔

خلیل تجھ سا سیاہ کار اور نعت بنی

یہ فیض مرشد برحق ہے ورنہ تو کیا ہے

گزرتے ہیں خیال عارض و گیسو میں روز و شب

مری ہر شامِ عمرت ابتدائے صبحِ عشرت ہے

تصور میں وہ آ آ کر لگی دل کی بجھاتے ہیں

تکا کرتی ہے منہ جلوت، مری خلوت وہ خلوت ہے

مری نظریں اڑا لائیں ہیں کس کا جلوہ رنگیں
کہ چشم نامرادی سے ٹپکتا خونِ حسرت ہے
ایک ایک شعر پڑھتے جائیے، صاف نظر آتا ہے کہ داغ کے گھرانے کا کوئی فرد
لیلیٰ سخن کے گیسو سنوار رہا ہے۔ داغ کے گھرانے کے گدگداتے ہوتے اشعار خلیل العلماء کی
نعتوں کا انداز بن گئے ہیں۔ آستانِ نبی کے بارے میں فرماتے ہیں۔
یہ سراغِ معرفت ہے یہی رازِ بندگی ہے
کہ یہ آستان نہ ہوتا تو جبیں کہاں جھکاتے
یہ مری خودی نے مجھ کو کیا پائمال ورنہ
کہیں ان کے آستان سے بھلا ہم بھی سر اٹھاتے
دیوان کے آخر میں ”غزلیات“ کا شعبہ شامل کیا گیا ہے جس نے اس قلمی کو
دیوانِ نعت سے زیادہ کلیاتِ خلیل کا روپ دیدیا ہے۔

خلیل العلماء کے قلم کی انگڑائیاں یہاں بھی اپنے شباب پر ہیں۔ غزل میں خلیل
العلماء نے بڑے اچھوتے مضمون باندھے ہیں۔ یہ شعر ملاحظہ ہو۔
وہ میرے دستِ جنوں کی نفاہتیں توبہ
کہ چاک تھا جو گریباں وہ دھجیاں نہ ہوا
داغ کے گھرانے کی شوخی ملاحظہ ہو۔

صدقہ دیتا ہوں پارسائی کا

تھوڑی سی مے گرا کے پیتا ہوں

ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہوں خلیل

گویا ساغر اٹھا کے پیتا ہوں

یہ دو چار الفاظ جو میں نے لکھے یہ خراجِ عقیدت ہیں۔ (جمال خلیل)

خلیل العلماء کا قلم

پہلے ہمارا اسلام مکمل کو انگریزی میں کرایا گیا، نام Islam The Glorious Religion

ہے پھر مکمل سنی بہشتی زیور پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور سال میں دو تین ایڈیشن لازمی طور سے منظر عام پر آ رہے ہیں، ہمارا اسلام اور سنی بہشتی زیور کی یورپ اور امریکہ و افریقہ میں بہت مانگ ہے، کچھ عرصے بعد آپ کی کتاب چادر اور چادر دیواری (تفسیر سورۃ النور) بھی انگریزی میں آگئی اور محققین کے لئے بنیادی کام آسان ہو گیا۔ اس کا نام "The Veil" ہے۔ سنی بہشتی زیور سندھی میں شائع ہوئی، ہندی میں انڈیا میں شائع ہوئی۔ اور حال ہی میں اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں، ماریشس کے ایک اسکالر قاری منصور صاحب کر رہے ہیں، اس سے قبل ”ہمارا اسلام“ کے چند حصے ڈچ زبان میں ہالینڈ میں شائع ہوئے۔

خلیل العلماء کے وصال کو اگرچہ اب تیس سال ہو گئے ہیں مگر مرشد گرامی نے ایسا ہیرا بنا دیا کہ اس کی جگہ سے دنیا کے بہت سے ملک چمک رہے ہیں۔ ان کی کتاب سنی بہشتی زیور، ہمارا اسلام پاکستان کے بعض مدارس میں نصاب میں شامل ہے اور بیرون ملک کشمیر، بنگلہ دیش، برطانیہ، کے مسلمان اسکولوں اور ماریشس کے اسلامی اسکولوں میں نصاب میں رائج ہے۔ آپ کے تحریر فرمودہ اٹھارہ ہزار فتاویٰ میں سے ایک انتخاب ”فتاویٰ خلیلیہ“ تین جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ علامہ احمد میاں برکاتی کہتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال کی طویل محنت کے بعد یہ فتاویٰ شائع کیے ہیں، حضرت امین ملت نے ان فتاویٰ کی فہرست دیکھ کر فرمایا کہ خلیل العلماء نے تو فتاویٰ میں سمندر جمع کر دیے ہیں، ان فتاویٰ میں کم و بیش پچاس عنوانات پر فتاویٰ موجود ہیں جو کہ ہر سال مسلسل چھپ رہے ہیں۔

خلیل العلماء کی خطاطی:

خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری علیہ الرحمۃ ایک بہترین خطاط تھے، یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ آپ نے یہ فن کس طرح اور کہاں حاصل کیا، البتہ آپ کی خطاطی، خانقاہ شریف میں بھی مشہور تھی اور اسی کا کچھ اثر آپ کے ایک شاگرد حافظ محمد شریف برکاتی (مارہرہ شریف) میں موجود ہے۔ ماہنامہ جہاں رضا لاہور کے ایک شمارے میں آپ کی خطاطی کے حوالے سے ایک واقعہ درج ہے جس کا حوالہ حفید خلیل العلماء مفتی حماد رضا نوری نے دیا ہے کہ:

”ایک مرتبہ حضرت تاج العلماء نے خلیل العلماء کو حکم دیا کہ ”حیات علی حضرت“ کی نقل تیار کریں چنانچہ خلیل العلماء نے اپنے خوبصورت قلم سے قلمی نسخے سے حیات علی حضرت کی نقل فرمائی جواب بھی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے تاریخی کتب خانہ میں موجود ہے“ حضرت کے قلم کا عکس ”فتاویٰ خلیلیہ“ اور رسالہ ”خلیل العلماء“ کے علاوہ کئی رسالوں میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

خلیل العلماء کے قلم سے لکھا ہوا ایک طغریٰ، مرشد گرامی حضرت تاج العلماء قدس سرہ کے مزار مبارک کے سرہانے لکھا ہوا ہے اور مرشد کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔ طغریٰ کے مندرجات اس طرح ہیں:

”سیدی و مرشدی، کنزی و ذخری، حضور تاج العلماء اولاد رسول الشاہ

سید محمد میاں قادری برکاتی ابوالقاسمی.....“

یہ طغریٰ اب بھی امکان ہے کہ وہیں ہو، راقم الحروف نے آخری بار اس کو ۲۰۰۲ء میں دیکھا تھا۔

خلیل العلماء علیہ الرحمۃ کا قائم کردہ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد:

دارالعلوم احسن البرکات قطب زماں، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے شوال ۱۳۷۱ھ مطابق جولائی ۱۹۵۲ء میں قائم فرمایا جس کے لئے ایک عمارت سید جعفر حسین شاہ صابری مرحوم نے وقف کی۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس وقت پورے شہر حیدرآباد میں کوئی مدرسہ، جامعہ، یا مکتب نہیں تھا اور سب سے پہلا مدرسہ احسن البرکات کے نام سے قائم ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مدرسہ ام المدارس ہے اور حیدرآباد شہر کے اکثر مدارس اور مکاتب اس دارالعلوم کے فاضلین نے قائم کئے۔ جن حضرات نے ابتدائی زمانے میں اس دارالعلوم میں قرآن کریم حفظ، ناظرہ، پڑھا اور عربی، فارسی زبانوں میں اکتساب علم کیا ان میں ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں، آج ان میں سے اکثر حضرات پروفیسرز، لیکچرز، ڈاکٹرز، انجینئرز اور اسکولوں میں مدرسین ہیں۔ چار

سال بعد ہی دارالعلوم میں ۱۹۵۵ء میں درس نظامی شروع کیا گیا اور جب علما کی پہلی جماعت تیار ہوئی تو ۱۹۶۵ء میں پہلی بار دورہ حدیث کا آغاز ہوا اور حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ نے خود درس حدیث دیا۔ علماء کی اس پہلی جماعت نے فارغ ہونے کے بعد سندھ، بلوچستان اور کشمیر میں مدارس قائم کیے۔ صرف صوبہ بلوچستان میں ہی جو مدارس ان فاضلین نے اس وقت قائم کئے ان کی تعداد چودہ تھی۔ اور اب یہ تعداد تقریباً 20 ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری:

استاذ العلماء، خلیل العلماء قبلہ مفتی صاحب جامع شریعت و طریقت عالم اور مفتی شرع متین تھے احکام شریعت کی بہت سخت پابندی فرماتے تھے اور حلال و حرام کا امتیاز تو تھا ہی مگر آپ شبہ کی چیزوں سے بھی بہت سخت اجتناب فرماتے تھے مجھ سے عاجز کوچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ حجام بال بنانے کے لئے حاضر ہو گیا۔ مگر درسہ میں پانی موجود نہ تھا، حجام نے کہا کہ مسجد سے ایک چلو پانی لے آتا ہوں آپ نے منع فرمایا اور فرمایا مسجد کا پانی مسجد ہی میں استعمال کرنا چاہئے اس لئے تم کل آ جانا۔ دارالعلوم میں دارالاقامہ کے طلبہ کے لئے شہر کے لوگ پورا بکرا ذبح کر کے لے آتے تھے بعض شاگردوں نے ارادہ کیا کہ بہت گوشت پڑا ہوا ہے خواہ مخواہ نقصان ہوگا کچھ گوشت قبلہ استاذ کے گھر بھیج دیں۔ آپ کو پتہ چلا منع فرمایا اور فرمایا ہمارے گھر ایک ٹکڑا گوشت کوئی نہ بھیجے کچھ شاگردوں نے عرض کیا حضرت دیگر مدارس میں بعض اساتذہ کرام گوشت لے جاتے ہیں اور شرع میں یہ رخصت بھی ہے کہ طلبہ آپ کو ہدیہ کریں فرمایا وہ ہم سے اچھے ہیں مگر ہم اس کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

خیال رہے صدقہ واجبہ سادات اور غنی پر ناجائز ہے۔ یہ گوشت نہ صدقہ واجبہ ہوتا اور نہ ہی آپ سادات اور غنی میں سے تھے مگر کمال تقویٰ ہے کہ ادنیٰ شاگردوں اور متعلقین کے لئے مشعل راہ ہو جائے۔ (فتاویٰ خلیلیہ)

ریڈیو پاکستان سے تعلق:

دارالعلوم احسن البرکات اور ریڈیو پاکستان حیدرآباد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم احسن البرکات وجود میں آیا۔ اس کے چند سال بعد ہی ریڈیو پاکستان نے حیدرآباد سے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ حسن اتفاق سے ریڈیو پاکستان حیدرآباد جس عمارت میں قائم ہوا وہ دارالعلوم احسن البرکات کے عین سامنے تھی۔ چنانچہ فطری طور پر ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ارباب نشریات نے دارالعلوم احسن البرکات میں حاضر ہو کر خلیل ملت مفتی اعظم سندھ و بلوچستان علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمۃ سے معاونت کی درخواست کی۔ ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے دینی محافل اور پروگراموں کی تشکیل دی گئی تو خود خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی تفسیر القرآن ”صراط مستقیم“ کے پروگرام میں وقفاً فوقتاً کئی سال نشر ہوتی رہی۔ جس کے مسودات آج بھی ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ ریڈیو سے دارالعلوم کی وابستگی اس وقت عروج پر پہنچی جب ریڈیو پاکستان حیدرآباد نے رمضان المبارک کے مہینے میں سحری و افطار کے اوقات نشر کرنے کو خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں البرکاتی القادری کے ترتیب دیئے ہوئے نقشہ سے اوقات نماز کو منسلک کر دیا اور خلیل ملت علیہ الرحمۃ کے مشورے سے سحری و افطاری کے اوقات احتیاطی منٹ کے ساتھ نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ذمہ دار افراد اس شرعی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احسن البرکات میں تشریف لا کر ہی اپنے اطمینان کی تکمیل کرتے ہیں۔ (مجلہ خلیل علم، ص ۹۴ حیدرآباد)

خلیل ملت علیہ الرحمۃ ایک بے مثال خطیب اور مقرر بھی تھے چنانچہ صاحبزادہ حافظ محمد جواد رضا خاں برکاتی الشامی حضور خلیل ملت قدس سرہ کے مقامات خطابات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مقامات خطابت:

میرے دادا حضور خلیل ملت والدین کی تقریروں سے تو حیدرآباد شہر کے علاوہ قرب و جوار کے اکثر شہروں کوٹری، جامشورو، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو آدم، پٹارو، ٹھٹھہ، نواب

شاہ، شہداد پور، میر پور خاص کی فضائیں گونجتی رہیں مگر خصوصیت کے ساتھ دادا حضور علیہ الرحمۃ نے مستقل طور پر جن مقامات پر خطابت فرمائی ان میں سب سے بڑا اجتماع عیدین کی نماز میں سول ہسپتال حیدر آباد نوارہ چوک کے پاس ہوتا تھا۔ جہاں تینوں طرف تاحدنگاج مجمع ہوتا اور اللہ کے حضور سر بسجود ہونے والوں کا ٹھٹھے مارتا سمندر ہوتا اور لطف کی بات یہ، جو حضرت کی کرامت بھی ہے کہ نماز بغیر اسپیکر کے پڑھاتے اور مکملین اس منظم انداز سے تکبیر کہتے کہ کسی سمت کے نمازیوں کو ذرہ بھر دقت نہ ہوتی تھی اور سب نہایت اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے۔ ان دنوں دادا حضور خلیل ملت کی رہائش گاہ دارالعلوم کے قریب تھی، لہذا آپ بیچ وقت نماز کی امامت اور جمعہ کی خطابت دارالعلوم سے ملحق مسجد خضرہ میں کرتے تھے نماز عید کے اجتماع اور جمعہ کے خطاب سننے کے لیے دور دور سے نمازی پہنچتے تھے۔

پھر ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک گول مسجد میں دین متین کی تبلیغ فرمائی۔ پھر جب لطیف آباد نمبر ۶ میں موجود مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو دادا حضور خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی کاوشوں سے تعمیر جدید، تکمیل کے مراحل میں پہنچی اور تقریباً پانچ سال آپ نے یہاں عیدین اور جمعہ کی خطابت فرمائی۔ جب زبان پر چھالوں کی تکلیف کی وجہ سے تقریر میں دقت ہونے لگی تو اہل محلہ کی شدید خواہش پر دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد گرامی محمد العلماء حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ کو جامع مسجد اقصیٰ میں بیچ وقت امامت اور خطابت کے لئے مقرر فرمایا۔ (والد گرامی ۱۹۷۶ء سے اب ۲۰۱۲ء تک وہاں خطیب ہیں) (مجلہ خلیل علم ص ۱۰۹)

بڑوں کی طرح بچوں میں بھی آپ کی کتابیں بے حد مقبول ہیں، اس مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے آنسہ مدیحہ خانم برکاتی سلمہا اپنے ”دادا کی نعتیں، باتیں اور کتابیں“ کے عنوان سے لکھتی ہیں:

خلیل ملت پر اساتذہ کا فیضان:

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کہ ان ارشد تلامذہ میں سے ہیں جن کا تذکرہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ”بہار شریعت“ میں فرمایا ہے۔ مفتی صاحب مارہرہ شریف میں اپنی تعلیم کا آغاز فرمانے کے بعد پھر اپنے مولد دادوں تشریف لے آئے اور مکمل تعلیم کے لیے، نواب ابوبکر خان صاحب شروانی کے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں ۱۳۵۳ھ/ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء کو داخل ہوئے اور آخر تک وہیں رہے، دورہ حدیث تک صدر الشریعہ سے پڑھا۔ ۱۹۴۵ء میں فارغ ہوئے۔ مفتی صاحب کے پاس سند حدیث کے علاوہ سند قرآن بھی ہے۔ جس کا سلسلہ ۳۱ واسطوں سے ساتویں قراۃ میں سیدنا عثمان بن عفان، مولانا علی، ابی بن کعب، زید بن حارث اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توسط سے حضور پر نور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ یہ سند آپ کو مرشد گرامی اولاد رسول سید محمد میاں صاحب قادری رحمۃ اللہ سے عطا ہوئی۔

آپ نے اپنی زندگی کا نصف حصہ ہند میں اور نصف سندھ میں خدمت دین میں گزارا، اس طرح کہ جنبش قلم آخری لمحہ تک دین کی تبلیغ میں وقف رہی (خلیل العلماء ص ۳) راقم السطور سید عطا علی بخاری نے اپنے ماموں، حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ سے چند سوالات کیے جن کے جواب بھی اس میں شامل ہیں۔

(۱) **خلیل العلماء کا رشتہ مارہرہ شریف سے:**

یوں لگتا ہے کہ خلیل العلماء کے خیمہ میں مارہرہ شریف کے آب و گل کا بڑا حصہ ہے، اگرچہ ان کا دھیاں اور ننھیال دونوں ہی ضلع علی گڑھ ہیں، لیکن جن قبضوں میں حضرت کا دھیاں اور ننھیال ہے دونوں ہی مارہرہ شریف سے قریب ہیں، قصبہ کھیری اور دادوں ضلع علی گڑھ میں ان کے آباؤ اجداد عرصے سے رہائش پذیر تھے اور حضرت کے دادا محمد اسماعیل خاں اپنے علاقے میں ضلع دار تھے، ان کے علاقے میں کوئی بھی شخص مونچھوں کا تاؤ دیتا ہوا اور کوئی انگریز گھوڑے پر بیٹھ کر نہ گزر سکتا تھا۔ محمد اسماعیل خان ضلع دار کی ایک بہن کی شادی مارہرہ شریف میں ہوئی، تو اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسماعیل خان بھی مارہرہ شریف آکر آباد ہو گئے اور یہیں رہے۔ یہاں بھی ان کی زمینیں تھیں اور افغان روڈ پر چولی بھی تھی۔

چنانچہ ان کے دونوں بیٹے محمد یعقوب خاں اور عبدالجلیل قدیم زمانے سے بزرگوں کے سایہ میں مارہرہ شریف میں آباد رہے اور جب خلیل العلماء کے والدین، دونوں ہی ان کے بچپن میں انتقال کر گئے تو ان کی تائی اور تایا محمد یعقوب خان نے ان کی پرورش مارہرہ شریف میں ہی کی، جب عمر شریف چھ سال تھی اس زمانے کے دستور کے مطابق حویلی واقع افغان روڈ سے متصل ہی اسکول میں داخلہ کر دیا گیا جہاں آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل فرمائی جس کے بعد مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں میں داخلہ لیا اور فارغ علوم شرعیہ ہوئے۔ مارہرہ شریف میں، اپنے تایا اور تائی کے ہمراہ اکثر خانقاہ برکاتیہ حاضر ہوتے تھے اور بزرگوں کی زیارت سے مستفیض ہوتے تھے۔ اس زمانے میں حضور تاج العلماء اور حضرت سید مہدی میاں صاحب جلوہ فرما ہوتے تھے اور نوجوانوں میں حضرت سید العلماء کبھی کبھی بمبئی سے تشریف لے آتے تھے۔ تو اسی عمر سے ان بزرگوں سے لگاؤ تھا پھر بڑے پیر صاحب حضرت شاہ عبدالجلیل علیہ الرحمۃ کا دربار تو افغان روڈ سے بہت قریب تھا جہاں سے گزرتے ہوئے سلام کرنا تو معمول تھا۔

تو ان سب بزرگوں سے عقیدت و محبت تو بچپن ہی سے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جب شعور پختہ ہوا اور معاملات فہمی کا راستہ کھلا تو بزرگوں نے رہنمائی فرمائی اور بیعت ہو کر داخل سلسلہ قادریہ برکاتیہ ہوئے، اور مرشد گرامی کا اتنا قرب حاصل ہوا کہ حضرت کے حکم پر شہزادہ حضرت احسن العلماء کو پڑھانا شروع کیا اور اسی تعلیم کی خاطر مرشد کے حکم پر ان کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جانے لگے، یہ قرب اور بڑھا، حتیٰ کہ حویلی کی شہزادیوں نے خلیل العلماء کو اپنا بھائی بنایا اور سخت پردے کے ساتھ، بھائی کو ساری محبت دی اور آخر تک اس رشتہ کو نبھایا۔ میری مراد سیدہ زاہدہ (حمیراء باجی کی والدہ محترمہ) اور سیدہ عائشہ (پروفیسر جمال الدین میاں اسلم مدظلہ کی والدہ) ہیں جو خود حافظ قرآن تھیں۔ خلیل العلماء چونکہ شاعر بھی تھے تو اکثر اپنا کلام مرشد گرامی کو اصلاح کے لئے سنایا کرتے تھے اور حضرت بہت خوش ہو کر دعا دیتے تھے۔

تو خلیل چیز کیا تھا، تجھے کون پوچھتا تھا

تیرے مرشد گرامی جو نہ حوصلے بڑھاتے

مرشد گرامی کی تحریرات کا اثر خلیل العلماء کے قلم میں آیا اور رنگ رضا حاصل ہو گیا، قلم چلا اور ایسا چلا کہ آج زمانے میں ان کے قلم کی پہچان ہے۔ مارہرہ شریف میں ہی اعراس کی تقاریب خصوصاً عرس قاسمی میں خلیل العلماء کی لکھی ہوئی ”چادر“ اور ”گاگر“ بھی پڑھے جانے لگیں۔

خلیل العلماء پاکستان آنے کے بعد ہر سال پابندی کے ساتھ عرس قاسمی میں جایا کرتے تھے، ۱۹۶۵ء میں حالات کی بناء پر یہ سلسلہ موقوف ہو گیا اور مرشد بھی پردہ فرما گئے تھے پھر بھی ۶۵ تک جاتے رہے، بعد میں یہ سلسلہ عرس پاکستان میں بھی شروع کیا اور ہر سال اپنے پیر و مرشد کا عرس حیدرآباد میں منانے لگے۔ کراچی میں بھی غالباً حاجی عبدالرحیم اسماعیل گیگا اور دیگر احباب نے خلیل العلماء کی تحریک پر عرس تاج العلماء شروع کیا دونوں جگہ عرس کے سلسلے تاحال جاری ہیں، یہ یقیناً مارہرہ شریف کی مٹی کا اثر ہے اور یہ رشتہ آج تک قائم ہے۔

چنانچہ جب خلیل العلماء ۱۹۶۲ء میں مارہرہ شریف تشریف لے گئے تو محترمہ سیدہ عائشہ پھوپھی نے مجھے (احمد میاں) کو اندر حویلی میں بلا لیا اور ناشتہ کے وقت باورچی خانہ میں بٹھالیا اور ان سے قرآن کریم سنا، روٹی پکاتی جا رہی تھیں اور خوش ہوتی جا رہی تھیں، حمیراء باجی نے مجھے (احمد میاں) اپنا چھوٹا بھائی بنالیا کہ ان کا کوئی بھائی نہ تھا۔ ۱۹۶۳ء میں جب آخری بار خلیل العلماء مارہرہ شریف تشریف لے گئے تو میں (احمد میاں) ساتھ تھا۔ حمیراء باجی نے احمد میاں سے کہا کہ بھیا اب کے جو آؤ گے تو ہم پردہ کریں گے، حمیراء باجی اکثر پاکستان آتی رہیں اور ضرور خلیل العلماء کے پاس حیدرآباد تشریف لاتی تھیں، عائشہ پھوپھی بھی پاکستان تشریف لائیں، پروفیسر جمال الدین اسلم میاں بھی آتے رہے، ان سب باتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خلیل العلماء کی اولاد اور ان کی اولاد کا قلبی لگاؤ اور رشتہ مارہرہ شریف سے کیسا ہے۔

خلیل العلماء، غالباً وہ واحد خلیفہ ہیں جو مرشد خانہ میں ہی پلے بڑھے، والد،

والدہ تو گزر گئے تھے لہذا جو کچھ تھا وہ مرشد کے نام تھا، شب و روز خانقاہ میں ہی گزرتے تھے حالانکہ تایا کی حویلی، افغان روڈ پر کمبوہ محلے میں تھی مگر حضرت خلیل العلماء خانقاہ شریف کی حویلی کے ہی باہر کے حصوں میں رہتے تھے جہاں دالان میں اکثر مرشد گرامی شام یا صبح کو مونڈھے (کانے کی لکڑی کی کرسی) پر جلوہ فرما ہوتے تھے۔۔۔ آپ نے اپنی ذات کو مرشد کے رنگ میں ڈھال لیا تھا، ان جذبات کا اظہار پاکستان میں آکر ایک منقبت میں اس طرح فرمایا۔

آنکھوں میں ضمہ جمال محمد میاں کی ہے

دل میں ضیاء کمال محمد میاں کی ہے

انوار کا نزول غلاموں پر کیوں نہ ہو

تاریخ یہ وصال محمد میاں کی ہے

جب مرشد گرامی کے وصال کے بعد مارہرہ شریف جاتے تھے تو حضور احسن العلماء ان پر شمار ہوتے تھے اور خلیل العلماء ان پر شمار ہوتے تھے، چنانچہ قلم سے کہہ اٹھے۔

میرے حسن کو میری نگاہوں سے دیکھیے

تصویر خد و خال محمد میاں کی ہے

خلیل العلماء نے جو سیکھا، مدرسہ کے بعد، خانقاہ میں ہی سیکھا، اسی لیے مرشد کی آنکھوں کا تارابن گئے، چونکہ خطاط بھی تھے، تو کبھی کبھی مرشد گرامی کے حکم پر بعض رسائل اور کتب کی نقل بھی کیں۔ ان کے مخطوطات آج بھی خانقاہ برکاتیہ کی عظیم و شاندار لائبریری میں موجود ہیں۔ ان کی شخصیت اور قلم میں مارہرہ مطہرہ کی خوشبو رچی بسی ہے۔

سوال: بیعت ہونے کے بعد کیا اثرات مرتب ہوئے؟

جواب: بیعت ہونے سے قبل ہی شخصیت پر حضور تاج العلماء کی سحر انگیز شخصیت کا اثر تو آہی چکا تھا، بیعت کے بعد شخصیت اور نکھر گئی اور فضل و فن نور علی نور ہو گیا۔

مرشد گرامی سے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی محبت بدرجہ اتم حاصل

ہوئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امام اہلسنت کی تمام کتب کو حرفاً حرفاً مطالعہ میں رکھا، اور خانقاہی بزرگوں کی تمام کتب کا سبقتاً سبقاً مطالعہ فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیل العلماء کی ہر تصنیف یا ترجمہ میں رنگ رضا غالب ہے۔

سوال: خانقاہ کے کن بزرگوں کی صحبت حاصل رہی؟

جواب: حضور سیدی مرشدی کنزی و ذخری یومی و غدی اولاد رسول تاج العلماء سید محمد میاں قادری برکاتی ابوالقاسمی رضی اللہ عنہ، حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی نوری رضی اللہ عنہ، حضرت سید مہدی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت سیدی احسن العلماء، علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں رضی اللہ عنہ، سیدی حسین میاں مدظلہ۔

سوال: خلافت سے پہلے اور بعد کی زندگی میں کیا اثرات مرتب ہوئے؟

جواب: حضرت تاج العلماء نے پاکستان آتے وقت خلیل العلماء کو پاکستان میں زبانی طور پر اپنا نائب قرار دے دیا تھا، وصال سے چند ماہ پیشتر فرمایا تھا کہ اب کے خلیل العلماء مارہرہ شریف میں آئیں گے تو ان کو تحریری طور پر خلافت دی جائے گی۔ چنانچہ حضرت کا وصال ہو گیا اور رسم چہلم کے موقع پر خلیل العلماء کو خلافت دی گئی، کیوں کہ خانقاہ کا دستور ہے کہ سجادہ نشین کے چہلم پر ایک خلافت خاندان کے شہزادے کو دی جاتی ہے اور ایک باہر، چنانچہ حضور احسن العلماء خاندان سے نائب قرار پائے اور خلیل العلماء خاندان کے باہر کے۔

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ

نفیس احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ولادت و نسب:

آپ کی ولادت ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں ضلع اعظم گڑھ (حال ضلع منو) کے مشہور و معروف اور مردم خیز خطہ قصبہ گھوسی کے محلہ کریم الدین پور میں ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

”مفتی شریف الحق امجدی بن عبد الصمد بن ثناء اللہ بن لعل محمد بن مولانا خیر الدین اعظمی“۔

مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ اپنے عہد میں پائے کے عالم اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، ان کا یہ روحانی فیض آج تک جاری ہے کہ ان کے عہد سے لے کر اس دور تک ان کی نسل میں اجلہ علمائے کرام موجود ہیں۔ انھیں میں سے ایک شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جو ماضی قریب میں ہندو پاک کے مسلمانان اہل سنت کے صف اول کے مقتدا اور پوری دنیا کے اہل سنت کے مرجع فتاویٰ اور مرکز عقیدت تھے۔

تعلیم و تربیت:

محلہ باغچہ قصبہ گھوسی کے مقامی مکتب میں آپ نے ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی، اور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی (مصنف بہار شریعت) کے مغلے بھائی حکیم احمد علی علیہما الرحمہ سے گلستاں و بوستاں پڑھی، بڑے ہی شوق، دلچسپی اور لگن کے ساتھ یہ تعلیم حاصل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کے دل میں یہ امنگ اور جذبہ کار فرما تھا کہ کسی

بڑی درس گاہ میں داخلہ لے کر جلیل القدر اور ماہر فن اساتذہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ اسی تمنا اور لگن کے زیر اثر آپ نے ۱۰ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۲ء کو دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔

واضح رہے کہ اس سے ایک سال قبل ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ کو قصبہ مبارک پور کا بخت خوابیدہ بیدار ہوا، اور وہاں کی مبارک سرزمین کو صدر الشریعہ کے عزیز ترین شاگرد، حافظ ملت، ابوالفیض علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی ثم مبارک پوری کی قدم بوسی نصیب ہوئی جن کی نگاہ کیمیا اثر نے اس قصبہ کی تقدیر ہی بدل کر رکھ دی۔ صدر الشریعہ کے حکم پر حافظ ملت کے مبارک پور آنے کی خوش خبری جوں ہی نسیم سحر کی طرح ضلع اعظم گڑھ اور اطراف و جوانب میں پھیلی تشنگان علوم نبویہ کے قافلے کشاں کشاں مبارک پور کی سرزمین کی طرف بڑھنے لگے۔ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ ان سابقین اولین میں سے ہیں جو حافظ ملت قدس سرہ کے مبارک پور آنے کے ایک سال بعد ہی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہیں آپ نے حافظ ملت قدس سرہ کے زیر سایہ آٹھ سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ نے فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ابتدائی عربی سے لے کر صدر، حمد اللہ، ہدایہ اور ترمذی شریف تک کتابیں بڑی محنت، عرق ریزی اور جاں سوزی کے ساتھ پڑھیں، اور حافظ ملت کے فیضان علم سے آپ کا سیدہ موجزن ہونے لگا۔

محرم الحرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں سات آٹھ ماہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ اندر کوٹ میرٹھ کے بھی آپ طالب علم رہے، یہاں آپ نے صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی علی گڑھی ثم میرٹھی سے حاشیہ عبدالغفور اور شمس بازغہ وغیرہ اور خیر الاذکیا حضرت علامہ غلام یزدانی اعظمی سے خیالی وقاضی مبارک وغیرہ اہم کتابوں کا درس لیا۔

شوال ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں آپ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی، محلہ، بہاری پور، بریلی شریف پہنچے، جہاں ابوالفضل حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری ثم لائل پوری محدث اعظم پاکستان کا خورشید علم تمام تر تابانیوں کے ساتھ اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا۔ محدث اعظم پاکستان سے آپ نے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ اور

۱۵ شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو درس نظامی سے آپ کی فراغت ہوئی۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا قادری نوری اور دیگر اعلیٰ علماء و مشائخ اہل سنت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے دستاویز فیضیت اور جبہ سے نوازا، اور اسی مبارک و مسعود موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے غایت کرم سے مدرسہ کی عام سند کے علاوہ اپنی سند خاص سے بھی سرفراز فرمایا۔

اساتذہ و مشائخ کرام میں جن حضرات کی تعلیم و تربیت کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر تھا، ان میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی، حافظ ملت ابو الفیض مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاثریہ مبارک پور اور محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا سردار احمد قادری رضوی بانی مظہر اسلام بریلی شریف و جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور، فیصل آباد پاکستان علیہم الرحمہ سرفہرست ہیں، خصوصیت کے ساتھ آپ نے حافظ ملت سے سب سے زیادہ فیض پایا۔ اس لیے حافظ ملت سے آپ کو غایت درجہ قلبی الفت اور والہانہ عشق و عقیدت تھی۔

درس نظامی کے علاوہ فتویٰ نویسی کی تعلیم و تمرین ایک سال سے زائد حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ میں گیارہ سال رہ کر فتویٰ نویسی سیکھی، یہاں تک کہ ایک معتمد و مستند مفتی اور فقیہ کی حیثیت سے آپ کی ذات گرامی برصغیر ہند و پاک میں معروف و مشہور ہو گئی اور علمی حلقوں میں آپ کو ”نائب مفتی اعظم ہند“ کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

شیوخ و اساتذہ:

شارح بخاری کے دور طالب علمی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے شیوخ و اساتذہ کی فہرست میں درج ذیل اسمائے گرامی آتے ہیں:

- (۱) صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت و فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)
- (۲) مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی شہزادہ اعلیٰ حضرت۔

(۳) حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی، بانی الجامعۃ الاثریہ مبارک پور اعظم گڑھ۔

(۴) محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری ثم لائل پوری۔

(۵) صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی علی گڑھی ثم میرٹھی (مصنف بشیر القاری شرح بخاری وغیرہ)

(۶) خیرالذکیا مولانا غلام یزدانی اعظمی، سابق صدر المدرسین مظہر اسلام بریلی شریف۔

(۷) شیخ المعقولات، مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری، سابق شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ رضویہ، مدن پورہ بنارس، یوپی۔

(۸) مولانا ثناء اللہ محدث منوی۔

(۹) مولانا غلام محی الدین بلیاوی۔

(۱۰) شیخ التجوید مولانا قاری محمد عثمان اعظمی (صاحب مصباح التجوید)

(۱۱) بلبل فارسی مولانا سید شمس الحق گجڑوی، مبارک پوری۔

(۱۲) حکیم احمد علی اعظمی (برادر صدر الشریعہ)

(۱۳) ماسٹر علیم اللہ خاں، قصبہ گھوسی ضلع منو۔

(۱۴) مولوی محمد شریف اعظمی، قصبہ گھوسی ضلع منو۔

(۱۵) مولوی غلام یسین، قصبہ گھوسی ضلع منو۔

مذکورہ علمائے کرام و مشائخ عظام اور اساتذہ ذوی الاحترام سے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں شارح بخاری نے درس لیا، استفادہ کیا، ان کے دامن فضل و کمال سے خوشہ چینی کی، اور اپنے آپ کو زبورِ علم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ تغمّدہم اللہ تعالیٰ بغفرانہ و أسکنہم بحبوحۃ جنانہ۔

تدریسی میدان میں:

ماہر فن اساتذہ کرام سے اکتسابِ علم کرنے کے بعد حضرت شارح بخاری علیہ

الرحمہ نے تقریباً پینتیس سال تک نہایت ذمہ داری کے ساتھ بڑی عرق ریزی و جاں سوزی اور کمال مہارت سے ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہر فن کی مشکل سے مشکل کتابیں پڑھائیں، برسہا برس تک دورہ حدیث بھی پڑھاتے رہے۔ اور اخیر میں درس و تدریس کا مشغلہ چھوڑ کر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں شعبہ افتاء کی مسند صدارت پر متمکن ہو کر چوبیس برس تک رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے، جن درس گاہوں کی مسند تدریس و افتاء پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے علم و حکمت کے گوہر آبدار لٹائے ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مدرسہ بحر العلوم، منو ناتھ بجن، ضلع اعظم گڑھ (۲) مدرسہ شمس العلوم، گھوسی ضلع منو، اعظم گڑھ (۳) مدرسہ خیر الاسلام چلہ، پلاموں، بہار (۴) مدرسہ حنفیہ مالیگاؤں، مہاراشٹر (۵) مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا، گونڈہ (۶) مدرسہ عین العلوم، گیوال بیکھ، بہار (۷) جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، گونڈہ (۸) دارالعلوم ندائے حق، جلال پور فیض آباد (حال ضلع امبیدکرنگر) (۹) دارالعلوم مظہر اسلام، مسجد بی بی جی، بریلی شریف (۱۰) الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ۔

تلامذہ:

آپ کی درس گاہ فیض سے شعور و آگہی کی دولت حاصل کرنے والے طلبہ اتنے کثیر ہیں کہ ان سب کا شمار نہایت مشکل ہے۔ ان میں سے چند مشہور حضرات کے نام پیش خدمت ہیں جو اس وقت اہل سنت و جماعت کے نامور علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔

☆ خوجہ مظفر حسین رضوی پورنوی رحمۃ اللہ علیہ ☆ مفتی مجیب اشرف اعظمی ثم ناگپوری ☆ قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ ☆ مولانا رحمت حسین کلیمی، بانسی، پورنیہ ☆ مولانا قمر الدین اشرفی اعظمی ☆ مولانا عزیز الحسن اعظمی ☆ مولانا حفیظ اللہ اعظمی ☆ مولانا سلطان احمد ادروی ☆ مولانا امام الدین مصطفوی ☆ مولانا محمد کوثر خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (جہاں گیر گنج) ☆ مولانا افتخار احمد قادری ☆ مولانا محمد عمر بہراچی ☆ مولانا غلام ربانی

فائق القادری ☆ مولانا رحمت اللہ بلرام پوری ☆ مولانا عبدالودود فقیہ، رائے بریلی ☆ مولانا قاری شفیق احمد پچپڑوا ☆ مفتی شفیق احمد شریفی ☆ مولانا طیش محمد شریفی ☆ مولانا فروغ احمد اعظمی صدر لہدر سین دارالعلوم علیمیہ جہد اشاہی بستی۔

اور اساتذہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں مفتی محمد نظام الدین رضوی ☆ مولانا حافظ عبدالحق رضوی ☆ مفتی محمد معراج قادری ☆ مفتی بدر عالم فیض آبادی ☆ مفتی محمد نسیم مصباحی ☆ مفتی زاہد علی سلامی مصباحی ☆ مفتی محمد ارشاد احمد مصباحی (سہرام)

اور ارکان المجمع الاسلامی مبارک پور علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی ☆ مولانا یلین اختر مصباحی ☆ مولانا عبدالمبین نعمانی اور مولانا بدر القادری مصباحی نے سیکڑوں باریکدوں مباحث و مسائل میں آپ سے استفادہ کیا۔ اس اعتبار سے مذکورہ ارکان بھی آپ کے مستفید تلامذہ کی صف میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔ (شارح بخاری، ص: ۲۳)

اور راقم سطور نے اگرچہ باضابطہ کوئی کتاب تو آپ سے نہ پڑھی لیکن جامعہ اشرفیہ میں مدرس ہوجانے کے بعد دو سال تک متعدد مسائل و اباحت اور عبارات کتب کے حل کے سلسلے میں حضرت سے استفادہ کیا، اور اس دوران آپ کے فیضان کرم اور شفقت و مہربانی کی بارش میں نہانے کا خوب موقع ملا، اس لیے خود کو ان کا ادنیٰ تلمیذ کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

بیعت و خلافت:

دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مبارک پور کے ایک جلسہ منعقدہ ۱۳۵۹ھ میں صدر الشریعہ علامہ شاہ محمد امجد علی قادری رضوی اعظمی خلیفہ امام احمد رضا قادری بریلوی مبارک پور شریف لائے تو بغیر کسی ترغیب و تحریک کے آپ ان کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔ آپ حضرت صدر الشریعہ کے سابقین اولین مریدوں میں سے ہیں۔ شوال ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء کو دوسرے سفر حج و زیارت کے موقع پر صدر الشریعہ قدس سرہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت دی، اور بریلی

شریف کے قیام کے زمانے میں حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی خلف اصغر مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہما نے ۷/رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو ”النور والہباء“ میں مذکورہ انتالیس سلاسل قرآن و حدیث و سلاسل اولیاء اللہ کی تحریری اجازت کے ساتھ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بھی اجازت مرحمت فرمائی، علاوہ ازیں ۱۳۸۳ھ میں مفتی اعظم نے ”الاجازات الممتینہ“ میں درج تمام سلاسل کی بھی اجازت عطا فرمائی، اور احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے عرس قاسمی کے موقع پر بلا طلب اپنے خاندان کے تمام سلاسل جدیدہ کی اجازت عطا فرمائی اور دستار بندی فرمائی۔

ازواج و اولاد:

شارح بخاری کی پہلی شادی آپ کے ماموں حافظ عبدالرحمن ساکن مدن پور ضلع دیوریا کی منجھلی صاحب زادی مسماۃ زینب سے ۲۰/ربیع الآخر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء کو ہوئی۔ جن کے کطن سے ایک فرزند محمد حبیب الحق تولد ہوئے۔ ۱۴/ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ ۲۳/جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ کی زوجہ کا اور ۱۲/شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵/مارچ ۱۹۵۷ء کو آپ کے فرزند محمد حبیب الحق کا انتقال ہو گیا۔ دوسرا نکاح زوجہ اولیٰ کی وصیت کے مطابق ان کی چھوٹی بہن مسماۃ نورالنسا سے بتاریخ ۲۲/رجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۸/اپریل ۱۹۵۱ء کو ہوا، زوجہ ثانیہ سے پانچ صاحب زادے اور ایک صاحب زادی کی ولادت ہوئی، جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) محمد محبت الحق (۲) محمد مطیع الحق (۳) محمد وحید الحق (۴) محمد حمید الحق (۵) محمد ظہیر الحق (۶) طلعت فاطمہ: ان میں محمد مطیع الحق کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا، بقیہ سبھی حضرات باحیات ہیں، اور سبھی صاحب اولاد ہیں۔

تبحر علمی:

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تبحر اساتذہ کرام سے بڑے شوق، محبت

اور دلچسپی سے اکتساب علم کیا، اور جملہ علوم و فنون متداولہ میں مہارت تامہ حاصل کی، درسی کتابوں کے علاوہ بے شمار علمی، فنی اور مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا یہاں تک کہ آپ کی ذات اسلامی فنون کی بحر بے کراں بن گئی۔ آپ نے علم و فن کی ہر وادی میں قدم رکھا اور فکر و آگہی کے ہر میدان کو سر کیا، سلوک و معرفت کے ہر چشمے سے سیرابی حاصل کی۔ یہاں تک کہ ہم عصر علما میں آپ کو نمایاں مقام حاصل ہو گیا، اور عوام تو عوام، خواص بھی پیچیدہ اور لائیکل مسائل کے حل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرنے لگے، اور ماضی قریب میں تو آپ جیسا گونا گوں فضائل و کمالات کا حامل اور ہمہ جہت خوبیوں کا مالک اہل علم کی انجمن میں کوئی نظر نہیں آتا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

فقہ و افتا:

یوں تو حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مروجہ علوم و فنون میں کمال حاصل تھا مگر فقہ و افتا میں آپ کو جو نمایاں اور امتیازی مقام حاصل تھا اس کی نظیر عہد حاضر میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ بات حقائق مسلمہ سے ہے کہ فتویٰ نویسی کے لیے صرف علوم اسلامیہ اور فنون دینیہ میں مہارت کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ کسی ماہر تجربہ کار فقیہ و مفتی کی بارگاہ میں زانوئے تلمذتہ کرنا اور اپنے تحریر کردہ فتاویٰ سنا کر اصلاح لینا ضروری ہے۔ اس طرح اس کو بڑی حد تک علم طب سے مشابہت ہے جو صرف پڑھ لینے اور مطالعہ کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کسی طیب حاذق کے مطب میں باضابطہ مشق و ممارست ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء سے شوال ۱۳۶۷ھ مطابق اگست ۱۹۴۸ء تک مسلسل چودہ مہینے آپ نے اپنے وطن گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری رضوی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) سے مختلف انداز سے فقہی استفادہ اور فتویٰ نویسی کی مشق کی۔ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے زمانہ تدریس از شوال ۱۳۷۵ھ مطابق جون ۱۹۵۶ء تا ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء گیارہ سال، دو ماہ، تین دن کی طویل مدت میں آپ نے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ہزاروں بار، ہزاروں مسائل میں علمی استفادہ کیا

اور فتویٰ نویسی کی بھرپور مشق و تمرین کی، اور جلد ہی اپنی خداداد قابلیت و لیاقت، ذہانت و ذکاوت اور مطالعہ کے ذوق و شوق کی بنا پر حضرت مفتی اعظم کے معتمد بن گئے اور عوام و خواص میں ”نائب مفتی اعظم ہند“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ فقہ و افتا کے میدان میں امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے تلامذہ و خلفائے صدر الشریعہ اور مفتی اعظم علیہما رحمہ کو جو امتیازی شان حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ امام احمد رضا نے ان دونوں حضرات کو پورے متحدہ ہندوستان کا قاضی و مفتی مقرر کیا تھا، جس سے قضا و افتا میں ان کی جامعیت اور تفوق کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔ ایسے دو عظیم ترین فقہا و مفتیان کرام کے نظر کردہ و پروردہ اور معتمد مفتی حضرت شارح بخاری کی فقہی و فنی حیثیت روز روشن کی طرح نمایاں ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حسن اتفاق ہے کہ فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے سب سے پہلا مسئلہ رضاعت کا تحریر فرمایا، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا پیش ہوا، جس کا آپ نے جواب دیا، اور ان کے پوتا شاگرد و نائب مفتی اعظم (شارح بخاری) نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا۔

تقریباً پچیس ہزار فتاویٰ آپ نے بریلی شریف میں قیام کے دوران تحریر فرمائے اور زبانی طور پر عوام و خواص کو ہزاروں مسائل سے روشناس کرایا، اور یہ سلسلہ ان سبھی مدارس اہل سنت کے زمانہ تدریس میں جاری رہا جہاں آپ مختلف اوقات میں استاذ کی حیثیت سے پہنچتے رہے۔ لیکن ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور شریف لانے کے بعد صرف افتا کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی۔ کئی کئی معاون مفتی آپ کی سرپرستی و نگرانی میں شعبہ افتا میں رہے اور صدر شعبہ افتا کی حیثیت سے آپ فتاویٰ کی اصلاح و تصدیق فرماتے۔ اور خود بھی برجستہ فتاویٰ املا کراتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں قیام کے دوران آپ کے لکھے ہوئے فتاویٰ تقریباً ساٹھ ہزار ہیں۔

انھیں خصوصیات و امتیازات اور فقہ و افتا میں نصف صدی کی مشق و ممارست، تجربہ و مہارت، نظر دقیق و فکر عمیق اور نیابت مفتی اعظم ہند نے پندرہویں صدی ہجری کے رُبع اول اور بیسویں صدی عیسوی کے رُبع آخر میں شارح بخاری کو ”مرجع الفتاویٰ“ کے

منصب رفیع پر فائز کر دیا یہاں تک کہ اس دورِ اخیر میں حنفیہ کی ریاست و سربراہی آپ کی ہشت پہلو ذات پر ختم ہو گئی۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ جنھوں نے آپ سے فقہ و افتا میں سب سے زیادہ استفادہ کیا، اور عصر حاضر کے مفتیان کرام میں نہایت ممتاز اور نمایاں مقام کے حامل ہیں، وہ حضرت کے فتاویٰ کے خصائص و محاسن کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”میری دانست میں حضرت کے فتاویٰ میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک استاذ فن، ماہر مفتی کے فتوؤں میں ہونی چاہئیں۔ مثلاً:

- (۱) کتاب اللہ سے استدلال، (۲) حدیث رسول اللہ سے استدلال،
- (۳) اجماع امت سے استدلال، (۴) فتاویٰ کے ثبوت میں کتاب و سنت کے عموم و
- اطلاقات سے استدلال، (۵) فقہی جزئیات سے استدلال، (۶) متعارض دلائل میں تطبیق، (۷) نسخ، منسوخ، مطلق، مقید کی تعیین و تشریح، (۸) فتاویٰ میں تحقیق و تنقیح مناط کا لحاظ، (۹) مسائل کی الجھن کا ازالہ، (۱۰) حالاتِ زمانہ کی رعایت، (۱۱) مسائل شرعیہ کے اسرار و حکم کی وضاحت، (۱۲) بد مذہبوں کے دلائل کا جواب اور ان کی گرفت، (۱۳) نوپید مسائل کے احکام کی تخریج، (۱۴) اختلافی مسائل میں اعتدال کی روش، (۱۵) رسم المفتی پر نظر، (۱۶) عناد پر مبنی مسائل کا مُسکت اور الزامی جواب، (۱۷) تحقیق بدلنے کی صورت میں حکم سابق سے رجوع، (۱۸) جو مسئلہ منہج نہ ہو سکے اس میں توقف، یا ”لا أدری“ کا اظہار،
- (۱۹) مستفتی کی زبان کی رعایت، (۲۰) جواب میں اختصار و جامعیت (معارف شارح بخاری، ص: ۸۲۶/۸۲۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)۔

رشحاتِ قلم:

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کے اہم قلم سے مختلف عنوانات پر متعدد کتابیں معرض تحریر میں آئیں، جو میری معلومات کے مطابق درج ذیل ہیں:

(۱) **نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری**: پانچ ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اسلامی علوم و معارف اور حدیث و سنت کی تحقیقات و تدقیقات کا دائرۃ المعارف، علمائے متقدمین و متاخرین اور سلف صالحین کی عربی و فارسی شروح کا عطر مجموعہ ہے جو ۹ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) **اشرف السیر**: اس کتاب میں سیرت نبوی کے بنیادی ستون، محمد بن اسحاق (۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء) محمد بن عمر الواقدی (۲۰۷ھ/ ۸۲۲ء) محمد بن سعد (۳۲۰ھ/ ۸۴۴ء) محبت الدین بن جریر طبری (۱۰۳ھ) پرفن تاریخ و حدیث اور سیرت کے حوالے سے مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن علمی جوابات، سیرت پاک سے متعلق مغرب کے ظالمانہ اور جاہلانہ اور مشرق کے مرعوبانہ اور معذرت خواہانہ طرز عمل پر سیر حاصل تنقیدی و تحقیقی کلام، اور ابتدا سے بعثت نبوی تک سرکار کے احوال و کوائف اور آپ کے آبا و اجداد کے تعلق سے جامع، پرمغز اور معلوماتی گفتگو کی گئی ہے۔ ۲۳۱ صفحات پر مشتمل ایک اہم علمی و تحقیقی دستاویز ہے۔

(۳) **اٹک رواں**: آزادی ہند سے پہلے کانگریس اور مسلم لیگ کی خود غرضی اور مفاد پرستی پر مبنی پرفریب سیاست پر ضرب کاری، اور اس کی مخالفت اور مسلمانوں کے لیے اسلامی و شرعی نقطہ نظر سے تیسرے متبادل کی تجویز۔ تقسیم ہند کے بعد ہونے والی مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی تباہی و بربادی اور بعد میں انھیں درپیش سیاسی و سماجی، مذہبی و ملی پریشانیوں اور رسوائیوں کو اپنی دور میں نگاہوں سے بھانپ کر اس پر اپنے قلبی و ذہنی اضطراب، بے کلی اور بے چینی کا اظہار، اور پھر اس کے تدارک کے لیے مسلمانوں سے درد مندانہ اپیل، یہ سب کچھ اس کتاب میں شامل ہے، شارح بخاری نے پچیس برس کی عمر میں اسلامی سیاست کے موضوع پر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ آزادی ہند و تقسیم ہند سے پہلے ۱۹۴۶ء کے پر آشوب و پرفتن دور میں اس کی اشاعت ہوئی۔

(۴) **اسلام اور چاند کا سفر**: شرعاً چاند پر انسان کا پہنچا ممکن ہے، اسلامیات اور فلکیات کے اصول و قواعد اور قوانین و مباحث کی روشنی میں اس مدعا پر محققانہ گفتگو کی گئی ہے جو آپ کی وسعت مطالعہ، ژرف نگاہی، قوت استدلال اور زور بیان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۱۴۰ صفحات پر پھیلی ہوئی محققانہ و عالمانہ تحقیقات و اباحت کا حسین گلدستہ ہے۔

(۵) **تحقیقات**: اس میں وہابیوں، دیوبندیوں اور معاندین اہل سنت کے کچھ لایعنی اعتراضات کے مدلل اور تحقیقی و الزامی جوابات ہیں۔ یہ کتاب ۲۸۸ صفحات پر مشتمل، دو حصوں میں ہے۔

(۶) **فتنوں کی سر زمین کون، نجد یا عراق؟**: اس کتاب میں نجد و عراق کا ایک گراں قدر، حقیقت افروز اور ایمان افزا تاریخی، جغرافیائی اور دینی و سیاسی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

(۷) **سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ**: یہ سنی اور دیوبندی اختلافات کی بنیاد اور اعیان و ہابیہ و دیوبندیہ کی کفری عبارتوں پر غیر جانب دارانہ، فیصلہ کن اباحت کا خوب صورت علمی گلدستہ ہے، آپ کی یہ کتاب اپنے موضوع پر لا جواب اور بے مثال ہے۔

(۸) **اثبات ایصال ثواب**: ایصال ثواب کے موضوع پر مصنف کی ایک نئے انداز میں بحث، میلاد و قیام، نیاز و فاتحہ کے سلسلے میں شکوک و شبہات کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے اطمینان کلی کے لیے ایک بیش قیمت، زوردار علمی دستاویز۔ صفحات ۸۰۔

(۹) **مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں**: یہ رسالہ جبرامت، فقیہ ملت سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، دینی و علمی خدمات اور زریں کارناموں کی آنکھوں دیکھی روداد، اور ان کے اوصاف و کمالات کا بیش بہا مرقع ہے۔

(۱۰) **مسائل حج و زیارت**: یہ زیارتِ حرمین طہیین اور مناسک حج کے عنوان پر آسان اردو زبان میں بیش قیمت علمی کتاب ہے۔

(۱۱) **السرارج الکامل**: اس رسالہ میں صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ صاحب تفسیر خزائن العرفان کے بعض اقوال کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

(۱۲) **فروق کی تفصیل**: یہ ابتدائے اسلام سے عصر حاضر تک بنام اسلام جنم لینے والے فرقوں کے عقائد و احوال پر ایک مختصر اور جامع مقالہ ہے۔

(۱۳) **تعلیقات فتاویٰ امجدیہ**: یہ فتاویٰ امجدیہ جلد اول و دوم پر آپ کے ان

بصیرت افروز، عالمانہ و فقیہانہ حواشی و تعلیقات کا مجموعہ ہے، جو آپ کی علمی گہرائی و گیرائی، فقہی بصیرت اور وسعت فکر و نظر کے آئینہ دار ہیں۔

(۱۵) تعلیقات برسان جاں کاہد بدل غیر مقلدین گمراہ: یہ اہل سنت و جماعت اور غیر مقلدین کے درمیان بجز ڈیبہ، بنارس میں ہوئے تحریری مناظرہ کی روداد ہے اور اس پر ہر تحریر کے شروع میں بڑے قیمتی نوٹ اور حواشی لگائے ہیں، جن سے حضرت کی مناظرانہ صلاحیت، نقادانہ ذہن، طبعی جودت اور تجزیاتی ذہن و فکری جولانیت کی عکاسی ہوتی ہے۔

(۱۶) مقالات شارح بخاری: یہ دینی و مذہبی، علمی و ادبی، تاریخی و سوانحی، فکری و تحقیقی گوناگوں عنوان پر حضرت کے سیکڑوں پوئلکوں مضامین کا مجموعہ ہے، بحمدہ تعالیٰ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہو کر قارئین سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔

(۱۷) مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا: اپنے موضوع پر نہایت شاندار، گراں قدر، اور اچھوتی محققانہ و متکلمانہ تحریر، جو موضوع کے تمام زاویوں کو حاوی اور شبہات کے سارے تار و پود بکھیرنے والی ہے۔ صفحات: ۲۸۔

(۱۸) فتاویٰ شارح بخاری: آپ کی زندگی بھر کے علمی و تحقیقی فتاویٰ کا مجموعہ، جو ایک اندازے کے مطابق پچتر ہزار سے زائد فتاویٰ کو محیط ہوگا۔ تین جلدیں چھپ چکی ہیں، باقی جلدوں کی ترتیب اور کمپوزنگ کا کام ہو رہا ہے، انشاء اللہ مستقبل قریب ہی میں طبع ہو کر لوگوں کی عقائد و اعمال کے میدان میں رہنمائی کرے گا۔ اور اہل علم اور ارباب فقہ و فتاویٰ سے خراج تحسین حاصل کرے گا۔

(۱۹) اذان خطبہ کہاں ہو؟: (افادات)

(۲۰) تنقید بر محل: (افادات)

مؤخر الذکر دونوں کتابیں حضرت کے علمی افادات کا مجموعہ ہیں جنہیں آپ کے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبدالحق رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے جمع فرمایا ہے۔

وصال:

۶ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ میں نماز فجر اور وظائف و معمولات کی ادائیگی کے بعد دل کے دورہ پڑنے کی وجہ سے پانچ بج کر چالیس منٹ پر اچانک اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کیا، پہلی نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے وسیع و عریض احاطے میں ایک مجمع کثیر نے پڑھی، پھر آپ کا جسد خاکی آپ کے وطن گھوسی، منولے جایا گیا، جہاں ہزاروں علما، مشائخ، طلبہ، مدارس اور عام مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی اور وہیں برکاتی مسجد سے متصل تدفین ہوئی۔ اس طرح علم و فن کا یہ رازداں اور استقامت و ثابت قدمی کا کوہِ ہمالہ ہمیشہ کے لیے آغوشِ زمین میں مخو خواب ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمةً واسعة۔

روابط کا آغاز:

شارح بخاری علیہ الرحمہ کے مشائخ مارہرہ مطہرہ سے روابط کی تاریخ بہت طویل اور پرانی ہے، برکاتی بزرگوں سے آپ کا تعلق اسی وقت سے ہے جب آپ کی حیثیت صرف ایک فاضل نوجوان کی تھی۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے آپ مدرسہ عین العلوم گیوال بگھہ، گیا، بہار میں مدرس تھے، اس وقت آپ کی عمر تقریباً پچیس سال تھی، پورا ملک انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا، مگر انگریز بہت شاطر قوم تھی، اس نے بڑی چالاکی سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلاف کے زہریلے بیج بودیے تھے تاکہ یہ آپس میں دست و گریباں ہو جائیں، اور برطانوی حکومت کے خلاف ان کی طاقت تقسیم ہو کر کمزور ہو جائے، اس وقت مسلمانوں کی سیاسی نمائندہ جماعت مسلم لیگ اور ہندوؤں کی سیاسی نمائندہ جماعت کانگریس پارٹی تھی، اسی وقت آپ نے مسلمانوں کے سیاسی موقف اور کانگریس اور مسلم لیگ کے بارے میں ”اشک رواں“ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی، یہ کتاب چوں کہ ایسے موضوع پر جو وقت کی ضرورت تھا، پیرایہ بیان بھی واضح، شستہ اور دل کش تھا اس لیے اہل علم کے حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوئی۔

یہ کتاب جب مارہرہ شریف پہنچی تو تاج العلماء حضرت علامہ سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے مطالعہ فرما کر بے حد پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور پھر تعریف و تحسین اور حوصلہ افزائی کے جملوں پر مشتمل ایک خط شارح بخاری کے نام تحریر فرمایا۔ اسی زمانے کی بات ہے کہ نبی باغ ضلع مظفر پور بہار میں ہندو مسلم فساد ہوا، جس میں کئی مسلمان شہید ہوئے۔ اس کے ردِ عمل کے طور پر نو اکھالی بنگال میں فساد کی آگ بھڑک اٹھی، اس کے بعد دونوں فرقوں کے لوگ مشتعل ہو گئے، اور بہار میں جگہ جگہ فرقہ وارانہ فسادات ہوئے، جن میں مسلمان پر بہت مظالم ڈھائے گئے، مسلمانوں کے مالی امداد کے لیے سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ ایک وفد لے کر بہار پہنچے، شہر گیا بھی تشریف لے گئے، وہیں شارح بخاری علیہ الرحمہ کی آپ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ (شارح بخاری، ص: ۹۳)

آگے کا واقعہ خود شارح بخاری کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

”میں بہت محبت و عقیدت کے ساتھ حاضر ہوا۔ دیکھا کہ (حضرت) بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے قدم بوسی کی، لیکن جب معلوم ہوا کہ میں شریف الحق ہوں تو کھڑے ہو گئے اور سینے سے لگایا اور فرمایا: میرے برابر بیٹھو، لیکن میں بغل میں نہیں بیٹھا۔ بلکہ وہیں پر کچھ آیات کی تفسیر پوچھی اور گفتگو ہوئی۔ اسی موقع پر میں پہلی بار میں نے حدائق بخش حصہ سوم کے متنازع اشعار کے بارے میں گزارش کی کہ ان کو حدائق بخش سے نکال دیا جائے۔ فرمایا: نکالنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور ان میں کوئی بات نہیں۔ ان کے توجیہ یہ ہے۔ (مصدر و سابق، ص: ۶۵)۔

مارہرہ شریف کی پہلی حاضری:

۱۹۶۰ء کے آس پاس شارح بخاری علیہ الرحمہ عرس نوری مارہرہ مطہرہ میں شریک ہوئے، حضور سید العلماء مولانا سید آل مصطفیٰ قادری اور حضور احسن العلماء مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہما الرحمہ کی خدمت میں پہنچ کر نیاز مندانہ ملاقات کی،

حضرت سید العلماء کے حکم پر عرس نوری میں آپ کی تقریر ہوئی، جو بے حد مقبول ہوئی۔
باران فیض و کرم:

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ پر ابتدائے شباب سے آخری وقت تک سرکاران مارہرہ مطہرہ و مشائخ برکاتیہ کا ابر فیض و کرم برستار ہا، جس سے آپ کا ظاہر و باطن نہال و شاداب ہوتا رہا۔ عرس نوری مارہرہ شریف کی حاضری کے بعد اس بارش فیضان و کرم میں تیزی آئی جو امتداد زمانہ کے ساتھ بڑھتی ہی رہی۔ عرس نوری کی پہلی حاضری کا نہایت اہم روحانی واقعہ آپ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”مغرب کے بعد میں نے سید العلماء سے عرض کیا کہ حضرت میری حاضری کرا دیں۔ انھوں نے اسی وقت حضرت احسن العلماء سے فرمایا کہ آپ ان کی حاضری کرا دیجیے۔ اس طرح مجھے حاضری کی سعادت ملی، اور رات کے تقریباً دو بجے درگاہ معلیٰ میں جہاں حضور صاحب البرکات اور خاندان کے دیگر افراد کے مزار پر انوار ہیں۔ اس میں بیٹھا کر دروازہ مقفل کر دیا گیا اور لائٹ بجھا دی گئی، تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ ہلکی ہلکی روشنی ہونے لگی اور ایک عظیم الشان تخت بچھایا گیا۔ مجھ پہ کرم کی جو بارش ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے بہ حالت بیداری دیکھا کہ میرے سامنے ایک بڑا عالی شان محل ہے جس میں ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ان کے گرد و پیش بہت سے لوگ ہیں۔ میں نے قیاس سے یہ سمجھا کہ یہ بزرگ صاحب البرکات حضور سید شاہ برکت اللہ قادری مارہروی ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک حلقہ بگوش کو حکم دے کر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے بلا لاؤ۔ جب وہ شخص میری طرف آنے لگا تو میں دہشت کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت احسن العلماء اندر داخل ہوئے اور انھوں نے میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے جس کے بعد مجھے ہوش آیا۔ اسے میں خاص فیضان اور بزرگان مارہرہ مقدسہ کی اپنے اوپر نگاہ لطف و عنایت سمجھتا ہوں۔“

حضرت سید العلماء جب تک بقید حیات رہے، شارح بخاری کو نوازتے رہے۔

عقیدت مندوں میں سے کوئی شخص سید العلماء سے کسی جلسہ کے لیے کسی اہم مقرر کے انتخاب کی درخواست کرتا تو آپ اس سے فوراً ارشاد فرماتے کہ مفتی محمد شریف الحق امجدی کو دعوت دے دو۔ شہید اعظم کانفرنس ممبئی سید العلماء کے زمانے میں بہت شان و شوکت سے ہوا کرتی تھی۔ اس میں شارح بخاری اور خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی الہ آبادی کی تقریریں ہر سال حضرت سید العلماء کے حکم پر ہوا کرتی تھیں۔ عرس نوری کی پہلی شرکت کے بعد مارہرہ شریف سے عرس قاسمی کا خصوصی دعوت نامہ شارح بخاری کے نام آنے لگا۔ اور سید العلماء کے دور ہی سے عرس کے قتل سے پہلے کی تقاریر میں آخری تقریر آپ کی ہونے لگی۔ احسن العلماء کے دور سجادگی میں بھی یہی معمول رہا۔ اور بعد میں بھی شارح بخاری کی آخری حیات تک یہی معمول رہا۔

خانقاہ برکاتیہ کے چہیتے اور حضرت سید العلماء کے خلیفہ مولانا بشیر احمد قادری برکاتی (اورنی ضلع جالون) کہتے ہیں کہ سید العلماء احسن العلماء اپنے بعض اہم گھریلو مسائل میں بھی شارح بخاری سے مشورے لیا کرتے تھے۔ احسن العلماء علم اور معاملات دونوں شعبوں میں شارح بخاری کو اپنا معتمد سمجھتے تھے۔ کوئی شخص آپ سے فتویٰ کے بارے میں پوچھتا تو آپ اس سے فرماتے کہ شارح بخاری سے استفتا کرو۔ ان کا جو فتویٰ ہوگا وہی ہمارا فتویٰ ہے۔ مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی کے بارے میں آپ سے مشورہ کر کے حضرت احسن العلماء نے عرس قاسمی میں اعلان کر دیا کہ بدینی و بدعقیدگی کی وجہ سے اب اس شخص کا سلسلہ برکات سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں رہ گیا۔ سنیت سے انحراف کے بعد سلسلہ برکات سے رشتہ خود بخود منقطع ہو گیا۔ ایک متمول سنی برکاتی تاجر نے احسن العلماء سے عرض کیا کہ میرے پاس زکوٰۃ کی ایک لمبی رقم ہے۔ اسے میں کس ادارہ کو دوں؟ آپ نے فرمایا: اشرفیہ کو دے دو۔ انھوں نے عرض کیا: کون اشرفیہ؟! آپ نے فرمایا: جہاں ہمارے مفتی صاحب رہتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: کون مفتی صاحب؟! آپ نے فرمایا: مفتی محمد شریف الحق صاحب، تم انھیں رقم دے دو۔ اور گھبرانا نہیں۔ وہ یہ رقم اشرفیہ ہی کے حوالے کریں گے۔ چنانچہ وہ تاجر اشرفیہ مبارک پور پہنچے۔ احسن العلماء کے حکم پر عمل کیا، اور شارح بخاری کے ذریعہ وہ رقم اشرفیہ ہی کو ملی۔

مفتی بدر عالم مصباحی برکاتی بیان کرتے ہیں کہ حضرت احسن العلماء کو مدرسہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہ بنارس کے ایک جلسہ ختم بخاری شریف میں مدعو کیا گیا۔ میں انھیں لینے کے لیے بنارس سے کانپور پہنچا جہاں احسن العلماء قیام پذیر تھے۔ میں نے حضرت سے ملاقات کر کے بنارس چلنے کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے کچھ بیماری اور کچھ پریشانی کا ذکر کیا۔ جس سے میں خود پریشان ہو گیا۔ ادھر بنارس کے دو ایک لوگ پہلے ہی طعن و تشنیع کر رہے تھے کہ شارح بخاری کے بجائے کسی سیٹھ کے ذریعہ مدعو کیا گیا ہوتا تو آمد اور جلسہ میں شرکت یقینی ہوتی۔ میں نے اضطراب و تشویش کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا۔ یہ سنتے ہی حضرت احسن العلماء جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں کسی سیٹھ نہیں بلکہ مفتی صاحب کی دعوت پر جلسہ میں شرکت کروں گا اور ضرور کروں گا۔ یہ سن کر میں کانپور سے بنارس واپس آیا۔ اور اس بات کا اعلان کر دیا۔ بھگہ تعالیٰ حضرت احسن العلماء بنارس تشریف لائے اور ختم بخاری شریف کے پروگرام میں شرکت فرمائی۔

کئی حضرات کے سامنے احسن العلماء بار بار یہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ زندگی گزارنے کے لیے تین شعبوں کے تین ماہرین کا انتخاب کر لینا چاہیے۔ علاج و معالجہ کے لیے ایک ڈاکٹر کا، جائیداد کے تحفظ کے لیے ایک وکیل کا اور ایمان کے تحفظ کے لیے ایک مفتی کا میں نے اپنے لیے تینوں چن لیے ہیں۔ اپنا مفتی میں نے مفتی محمد شریف الحق کو چن لیا ہے۔

ایک بار حاجی محمد رفیق برکاتی (کراچی) مبارکپور آئے۔ اور کئی اساتذہ اشرفیہ کے سامنے انھوں نے بیان کیا کہ احسن العلماء نے دوران گفتگو شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے مفتی صاحب اتنے بڑے مفتی ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ اگر اس زمانے میں ہوتے تو میں ان سے عرض کرتا کہ آپ انھیں اپنے مخصوص شاگردوں میں شامل فرمالیں۔

۱۹۹۰ء کے ہنگامی دور میں جب کی بابر مسجد کی تحریک شباب پرتھی اور غیر مسلم رام جنم بھومی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر حالات کشیدہ ہو گئے۔ فرقہ وارانہ تناؤ اتنا بڑھ گیا کہ راستے مخدوش ہو گئے انہیں ایام میں عرس قاسمی کی تاریخ آگئی۔ لوگوں

کے منع کرنے کے باوجود شارح بخاری مبارک پور سے مارہرہ شریف کے لیے چل پڑے۔ ساتھ میں مولانا حافظ عبدالحق رضوی اور مفتی بدر عالم مصباحی بھی تھے۔ جگہ جگہ رکاوٹوں کے باوجود مارہرہ شریف پہنچ گئے۔ پہنچتے ہی ان لوگوں سے مولانا بشیر احمد برکاتی جالونی ملے اور انھوں نے کہا کہ احسن العلماء صبح کی محفل میں بار بار اعلان فرما رہے تھے کہ ہمارے مفتی صاحب تشریف لارہے ہیں وہ شام تک ضرور پہنچ آئیں گے۔

اسی سفر کی بات ہے کہ احسن العلماء و شاہزادگان کو جب شارح بخاری کی آمد کی اطلاع ہوئی تو حضرت سید نجیب میاں شاہزادہ احسن العلماء فوراً آپ کے قیام کے لیے مخصوص کمرہ جس میں آپ ہر سال ٹھہرتے تھے اس کے انتظام میں لگ گئے۔ خود اپنے سر پر بستر لے کر آئے، شارح بخاری نے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا، دست بوسی کی۔ اور عرض کیا حضور! اتنی زحمت کیوں فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ والد صاحب کو اگر معلوم ہو جائے کہ مفتی صاحب کے لیے انتظام میں تاخیر ہوگئی تو سر کے بال نہ پچیں گے۔

رات میں تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا بشیر احمد برکاتی نے شارح بخاری کی تقریر کا اعلان کرتے ہوئے شارح بخاری اور نائب مفتی اعظم کے استقبال پر نعرے لگائے۔ خانوادہ برکاتیہ کے حضرات جو منبر خطابت کے بغل میں سامنے زمین پر تشریف فرما تھے، اور احسن العلماء بھی وہیں رونق افروز تھے۔ اچانک وہاں سے اٹھ کر مانک پر آئے اور ارشاد فرمایا: یہ نعرہ لگاؤ ”برکاتی مفتی“، ”خاندان برکات کا مفتی“، ”ہمارا مفتی“ یہ ہدایت دیتے ہوئے خود ہی یہ نعرے بھی لگاتے جاتے تھے۔ سید العلماء و احسن العلماء کی ہدایت کے مطابق قل شریف سے پہلے کی آخری تقریر شارح بخاری ہی کی ہوتی تھی۔

شہزادہ سید العلماء حضرت سید حسنین میاں نظمی علیہ الرحمہ و شاہزادگان احسن العلماء حضرت سید محمد امین میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ و حضرت سید اشرف میاں و حضرت سید افضل میاں و حضرت سید نجیب میاں صاحبان سے آخری وقت تک محبت و اخلاص کا رشتہ ویسے رہا جیسے ان کے بزرگوں کے ساتھ تھا، علمی معاملات میں استفادہ کی بھی روایت برقرار رہی، احسن العلماء کی حیات ہی میں حضرت سید محمد اشرف میاں مدظلہ العالی کے نام شارح

بخاری کا خط ملاحظہ فرمائیں:

مخدوم زادہ گرامی وقار، شہزادہ والا بتار دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عوائی مزاج گرامی!

آپ کے مراحم خسروانہ کا اس گدائے بے نوا کے قلب پر جو تاثر ہے اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتا مگر آل برکات کی یہ پہلی عنایت نہیں:

کریماں کہ در فضل بالا ترند

سگاں پرورد و چناں پرورد

میں نے بھیونڈی رضوی کتاب گھر کو لکھ دیا ہے کہ مدارج النبوة اور معارج النبوة کرم فرما کر الحاج ابراہیم صاحب برکاتی کے ذریعہ آپ تک پہنچا دیں۔ آپ اس کا مطالعہ کر لیں۔ ساتھ ہی ساتھ سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ کی سبع سنابل شریف کا بھی مطالعہ فرمائیں۔ کبرسنی کی وجہ سے دماغ کی جولانیت ختم ہوتی جا رہی ہے، آپ نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا کچھ صحابہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی، اور وہ مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے تھے؟ اس وقت ذہن میں نہیں آیا، قیام گاہ پرواہی کے بعد یاد آیا۔ کچھ صحابہ نے نہیں بلکہ صرف ایک صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس خزرج نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اور وہ شام چلے گئے تھے۔ پھر مدینہ طیبہ واپس نہیں آئے۔ اور شام ہی میں مقام حوضان میں بہ روایت مختار ۱۵ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں واصل بحق ہوئے۔ ان کے بیعت نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود خلافت کے امیدوار تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں یہی مشورہ ہو رہا تھا کہ ان کو خلیفہ بنا دیا جائے۔ لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ وہاں پہنچے تو کافی بحث و تمحیص کے بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی انصار کرام کو یاد دلایا کہ الائمة من قریش تو انصار کرام نے سر تسلیم جھکا دیا اور وہاں جتنے مہاجر و

انصار موجود تھے سب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی سوائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ اس کے بعد دوسرے دن سہ شنبہ کو مسجد نبوی شریف میں تمام صحابہ کرام نے بیعت عامہ کی۔ بروایت صحیح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی موقع پر یہ کہہ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنہیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم انہیں اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کرتے ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی مگر ان کی خلافت کے حق ہونے کو صراحت قبول کر لیا تھا۔

بدایہ و نہایہ جلد خامس ص: ۲۴۷ بحوالہ امام احمد بن حنبل میں یہ مذکور ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ ”اے سعد! تم جانتے ہو، تم بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: قریش اس چیز کے والی ہوں گے، ان کے اچھے اچھوں کے تابع ہوں گے اور ان کے برے ان کے بروں کے تابع ہوں گے۔“ اس پر حضرت سعد نے کہا: آپ نے سچ کہا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امیر۔

یہ روایت اس کی دلیل ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت زبانی تسلیم کر لی تھی۔ البتہ دست بدست بیعت نہیں کی۔ اور جب انھوں نے زبانی ان کی خلافت تسلیم کر لی۔ تو بیعت نہ کرنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں قادی نہیں اور اہل سنت کے اس دعوے کے معارض نہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت باجماع صحابہ بلا انکار منکر ثابت ہے۔ فللہ الحمد۔

زیادہ دنوں سے باہر رہنے کی وجہ سے کام کا ہجوم ہے اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں پھر آئندہ اگر آپ کرم فرمائیں گے تو مزید تفصیل کے ساتھ کچھ عرض کروں گا۔ مدارج النبوة اور معارج النبوة اگر مل جائیں تو مجھے اطلاع کریں گے، مجھے انتظار رہے گا۔ دعا کا طالب

محمد شریف الحق امجدی

بتاریخ ۱۹ محرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۹۴ء

فقہ اعظم ہند کا خطاب:

شارح بخاری کے ہمہ جہت علمی کمالات و محاسن، دینی ولی کارناموں، فقہ و افتاء میں ذرۃ اختصاص تک پہنچنے اور اقران و معاصرین پر فائق ہونے کی بنا پر ہندوپاک کے علمائے دین و مفتیان شرع متین پر آپ کی سیادت و ریاست سب کے نزدیک مسلم تھی، اسی لیے بعض اہل علم نے آپ کے لیے ”فقہ اعظم ہند“ کے خطاب کی تجویز رکھی، ان میں سر فہرست حضرت مولانا ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی سابق پرنسپل یونانی طبیہ کالج دہلی ہیں، جس کی تائید رئیس القلم علامہ ارشد القادری بانی جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی، علامہ یسین اختر مصباحی بانی دارالقلم دہلی، اور مفتی محمد میاں ثمر دہلوی جیسے سربراہان و درجہ علمائے اہل سنت نے کی، پھر عرس قاسمی ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء کے مبارک و مسعود موقع پر امین ملت حضرت ڈاکٹر سید امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے قل سے پہلے علمائے اعلام و مشائخ اسلام کے جم غفیر میں اس کا اعلان فرمایا، اعلان کے سنتے ہی ”فقہ اعظم ہند اور شارح بخاری“ کے نعروں سے ساری فضا گونج اٹھی۔

فقہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ

اختر حسین فیضی مصباحی، استاذ، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

نام و نسب

نام: جلال الدین احمد امجدی، لقب: فقیہ ملت، شجرہ نسب یہ ہے: جلال الدین احمد، بن جان محمد، بن عبد الرحیم، بن غلام رسول، بن ضیاء الدین، بن احمد، بن محمد سالک، بن محمد صادق، بن عبد القادر، بن مراد علی۔ (۱)

ولادت و جائے ولادت:

۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں ضلع بستی کی ایک مشہور آبادی اوجھا گنج میں پیدا ہوئے، یہ آبادی شہر بستی سے بیس کلومیٹر پچھم فیض آباد روڈ پر مہراج گنج سے تین کلومیٹر دھن واقع ہے۔ (۲)

خاندانی پس منظر:

مورث اعلیٰ مراد علی کچھو کچھ مقدسہ ضلع فیض آباد موجودہ امبیڈ کرنگر کے قریب بڑھ علاقے کے مشہور و معروف راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے جو مراد سنگھ کے نام سے یاد کیے جاتے تھے، وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر جب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تو ”مراد علی“ کہلائے۔ خاندان والوں نے دباؤ ڈال کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا تو زمین داری و تعلقہ داری چھوڑ کر ضلع فیض آباد کی مشہور مسلم آبادی قصبہ شہزاد پور میں سکونت اختیار کر لی۔ قصبہ شہزاد پور، اکبر پور (امبیڈ کرنگر) سے متصل واقع ہے۔ ان کی اولاد کثیر تعداد میں آج بھی اس قصبے میں آباد ہے، ان کی اولاد میں سے ضیاء الدین مرحوم بغرض تجارت ضلع بستی کے مختلف قصبات و بازار میں آتے رہے۔ اسی اثنا میں اوجھا گنج کے

مسلمانوں سے تعلقات پیدا ہو گئے تو دوستوں کے مشورے سے زمین خرید کر اسی آبادی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

دادا عبد الرحیم نہایت سلیم الطبع، پاک باز اور عبادت گزار تھے جو عین جوانی میں انتقال کر گئے۔ ان کے ایک بھائی عبد الکرم حاجی تھے جو زندگی بھر فی سبیل اللہ مسجد کی امامت کرتے رہے اور دوسرے بھائی عبدالمقیم تھے جو بہت متقی و پرہیزگار تھے اور روڈھولی کے قریب اپنے سسرال میں رہتے تھے۔ انتقال کے چھ ماہ بعد پانی کے بہاؤ سے متاثر ہو کر ان کی قبر کھل گئی تو لاش ترو تازہ تھی اور کفن بھی میلانہ ہوا تھا۔

والد جان محمد مرحوم عرصہ دراز تک اپنے گھر فی سبیل اللہ بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے رہے۔ والدہ مرحومہ بی بی رحمت النساء ایک دین دار گھرانے کی لڑکی تھیں۔ بہت نمازی اور صبح تلاوت قرآن مجید کی بے حد پابند تھیں، دعاے گنج العرش اور درود لکھی ان کو زبانی یاد تھی جن کو روزانہ بلا ناغہ پڑھا کرتیں۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء کو وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ خداے تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے۔

تعلیم و تربیت:

عمر کے پانچویں سال آپ نے اپنے والد ماجد کے ایک شاگرد مولوی محمد زکریا صاحب سے اوجھا گنج ہی میں ان کے گھر میں قاعدہ بغدادی شروع کیا۔ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کرنے کے بعد انھیں سے حفظ پڑھنا شروع کر دیا اور ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۴ء میں ساڑھے دس سال کی عمر میں حفظ مکمل کر لیا۔ فارسی، آمد نامہ التفات گنج ضلع فیض آباد (موجودہ امبیڈ کرنگر) کے مولانا عبد الرؤف صاحب سے پڑھا، (مولانا عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمہ، جامعہ اشرفیہ کے استاذ و مفتی حضرت مفتی نسیم احمد مصباحی زیدہ مجہد کے دادا کے بھائی تھے، مفتی نسیم احمد صاحب کو ان کی سرپرستی حاصل تھی) فارسی کی چھوٹی، بڑی بارہ کتابیں اور عربی کی ابتدائی کتابیں شعیب الاولیا حضرت شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر زادے مولانا عبد الباری صاحب سے پڑھی۔

۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے بعد مزید تحصیل علم کے لیے آپ نے ناگ پور (مہاراشٹر) کے لیے رخت سفر باندھ لیا، وہاں آپ دن میں کام کرتے جس سے اپنے کھانے پینے کا انتظام کرتے اور پچیس تیس روپے ماہانہ والدین کریمین کی خدمت میں پیش بھی کرتے اور رات میں مغرب بعد سے اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ تقریباً ۱۲ بجے رات تک حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ اسلامیہ بنس العلوم بکرا منڈی، مومن پورہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کرتے اور بعد نماز فجر و عصر ایک قاری صاحب سے قراءت پڑھتے۔ اس طرح ناگ پور میں محنت و مشقت اور جاں فشانی کے ساتھ سلسلہ تعلیم جاری رہا۔

۲۴ شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء کو اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فقیہ ملت کو ان کے دس ساتھیوں کے ساتھ سند فراغت سے نوازا۔ (۴)

شرف بیعت:

آپ کو صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ شاہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل تھا، شرف نسبت کا پس منظر آپ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

مجھے مسئلہ مسائل کے جاننے کا بڑا شوق تھا اس لیے میں بچپن ہی سے ”بہار شریعت“ کا نام سنتا تھا اور فقہ حنفی کی اس عظیم کتاب کو دیکھ کر اس کے مصنف صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلا محمد امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز سے عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ ہیں تو ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میں بھی حضرت سے مرید ہو کر سلسلہ رضویہ میں داخل ہو گیا۔ (۵)

خلافت و اجازت:

واقف رموز شریعت، راز دار طریقت، احسن العلماء علامہ سید شاہ حیدر حسن مارہروی قدس سرہ العزیز (متوفی: ۱۳۱۶ھ / ۱۹۵۰ء) نے حضرت فقیہ ملت کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کے موقع پر ۱۴۱۲ھ میں خلافت و اجازت سے نوازا اور ۱۴۱۳ھ میں اسی عرس کے موقع پر جب مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے تو ایک مخصوص مجلس میں آپ کی دستار بندی فرمائی۔ (۶)

اور شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے احادیث اور ”النور والنبھا“ میں مندرج تمام سلاسل کی اجازت نوازا۔

تدریس:

ابتداء ہی سے آپ کو تدریس سے شغف تھا، اس لیے اخیر عمر تک آپ مدرسوں سے جڑے رہے، دینی تعلیم کے فروغ اور عوام کی ترقی کے لیے آپ نے مدرسے بھی قائم کیے اور تدریس کی غرض سے مختلف مدرسوں کا رخ بھی کیا۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ مطابق جنوری ۱۹۵۵ء میں شعیب الاولیا حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ اور شیر بیشہ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب قبلہ علیہما الرحمۃ والرضوان کی اجازت سے مدرسہ قادریہ رضویہ بھاوپور ضلع بہتی کے مدرس مقرر ہوئے مگر ڈیڑھ سال بعد وہاں کے اختلافات سے عاجز ہو کر آپ نے استعفا دے دیا اسی دوران شعیب الاولیا حضرت شاہ صاحب قبلہ نے مکتب فیض الرسول کو دارالعلوم بنا دیا تو ان کی طلب پر براواں شریف چلے گئے، اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء سے دارالعلوم فیض الرسول کے مدرس ہو گئے اور مسلسل اکتالیس سال تک وہاں سے ہر طرح اپنا علمی فیضان جاری رکھا، پھر ضعیف العمری اور مستقل بیماری وغیرہ کے سبب ۱۲ شعبان ۱۴۱۶ھ کو براواں شریف سے مستعفی ہو کر اپنے وطن آ گئے اور دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم جسے آپ نے بہت پہلے قائم کر رکھا تھا اس کو مرکز تربیت افتا بنا دیا جس میں ملک کی مشہور و معروف درس گاہوں کے فارغ التحصیل علما حضرت فقیہ ملت قبلہ سے فتویٰ نویسی کی تربیت

حاصل کرتے اور آج بھی اس ادارے سے تربیت افتا کی خدمات انجام پا رہی ہیں۔
مرکز تربیت افتا کی تاسیس آپ کا ایسا جماعتی اور ملی کارنامہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ (۷)

اس مفتی ساز ادارے کے تعلق سے امین ملت حضرت سید محمد امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، حضرت فقیہ ملت کے پاس کچھ اس طرح کا حوصلہ افزا مکتوب ارسال فرماتے ہیں:

”مفتیانِ کرام کی تربیت کے لیے آپ کی کوشش ناقابل فراموش رہے گی، آپ کی ان کاوشوں میں فقیر برکاتی اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود شانہ بہ شانہ ساتھ ہے۔“ (۸)

فتویٰ نویسی:

آپ نے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، پہلے یہ کام حضرت مولانا بدر الدین رضوی گورکھپوری انجام دیتے تھے، پھر فقہ و فتاویٰ سے دلچسپی دیکھ کر حضرت نے فتویٰ نویسی کا کام حضرت فقیہ ملت کو مستقل طور پر سونپ دیا، آپ نے پہلا فتویٰ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء کو ۲۴ رسال کی عمر میں تحریر فرمایا۔

آپ نے ہزاروں تحقیقی اور معیاری فتوے صادر فرمائے جو فتاویٰ فیض الرسول اور فتاویٰ برکاتیہ کے نام سے چھپ چکے ہیں اور اہل علم کے درمیان قدر و اعتماد کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

فتاویٰ برکاتیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی (فقیہ ملت) صاحب کے فتاوے کسی راے کے محتاج نہیں، مشک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید۔

بحمدہ تبارک و تعالیٰ اس خادم کا تعلق پوری دنیا سے ہے، اس وسیع تعلق کو سامنے

رکھ کر میں بلا خوف و لومۃ لائم کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب (فقیہ ملت) کے فتاویٰ مستند اور معتمد ہیں... حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ صرف عوام ہی کے لیے مفید نہیں بلکہ علما کے کرام حتیٰ کہ موجودہ دور کے مفتیانِ عظام کے لیے بھی اعلیٰ درجے کے رہنما ہیں۔ (۹)

تصنیف و تالیف:

حضرت فقیہ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ دی اور مختلف عنوانات پر دلچسپ اور مفید کتابیں تصنیف فرمائیں، جن سے آپ کی وسعت علمی اور جذبہ اصلاح کا پتا چلتا ہے، سادہ زبان، آسان عبارت اور عوامی ضرورتوں کا لحاظ یہ آپ کی تصنیفات کی خصوصیات ہیں۔ درج ذیل کتابیں آپ نے یادگار چھوڑیں:

- (۱) فتاویٰ فیض الرسول دو جلدیں، کتاب العقائد کتاب الرضاع، (۲) فتاویٰ برکاتیہ، (۳) انوار الحمد بیٹ۔ (اردو، ہندی، گجراتی)، (۴) عجائب الفقہ (فقہی پہیلیاں)، (۵) بزرگوں کے عقیدے، (۶) خطباتِ محرم، (۷) انوارِ شریعت، (اردو، ہندی، گجراتی، بنگلہ)، (۸) تعظیمِ نبی (عربی، اردو، ہندی)، (۹) غیر مقلدوں کے فریب، (۱۰) فریب ہی فریب، (۱۱) احکامِ نیت، (۱۲) حج و زیارت، (۱۳) معارف القرآن، (۱۴) علم اور علما، (۱۵) باغِ فدک اور حدیثِ قرطاس، (۱۶) سید الاولیا (سید احمد کبیر رفاعی)، (۱۷) محققانہ فیصلہ (اردو، ہندی، گجراتی)، (۱۸) ضروری مسائل، (۱۹) گلدستہٴ مثنوی، (۲۰) گلزارِ مثنوی، (۲۱) بد مذہبوں سے رشتے، (۲۲) نورانی تعلیم (چھ حصے: بچوں کا دینی نصاب)، (۲۳) سجدہٴ تعظیسی، (۲۴) سوانحِ لطیف (سوانحِ شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ سٹھن شریف)۔

وعظ و تقریر:

حضرت فقیہ ملت قدس سرہ العزیز کے اندر قوم کی اصلاح کا جذبہ حد درجہ تھا، اس لیے تدلیس و تصنیف کے ساتھ ساتھ آپ نے تقریر و وعظ کو بھی ذریعہ تبلیغ بنایا اور اس سلسلے میں ملک کی مختلف ریاستوں کا سفر بھی کیا اور بڑی جرأت مندی اور حمیت اسلامی کے ساتھ لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور ایک عالم دین کی جو ذمے داریاں ہیں انھیں بڑی تن دہی

کے ساتھ نبھایا، لیکن وہ روایتی جلسوں سے بہت بے زار رہتے کہ ان جلسوں میں نعت خوانی کے لیے فاسق و فاجر شعر کو دعوت دی جاتی ہے اور واعظ و خطیب کو ثانوی درجے پر رکھا جاتا ہے۔

نماز کے مسائل:

اوجھا گنج میں عام طور پر لوگوں کا وضو اور سجدہ صحیح نہیں تھا کہ دھوئے جانے والے اعضا کا کچھ حصہ دھوتے تھے اور کچھ صرف بھگا کر چھوڑ دیتے تھے اس پر پانی نہیں بہاتے تھے اور سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں میں سے کسی کا پیٹ زمین پر نہیں لگتا تھا جب کہ ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض اور دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب ہے۔ ہم نے ان خرابیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا اور صحیح طریقے سے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا ڈھنگ بتایا۔ اسی لیے ہمارے حفظ و ناظرہ کے استاذ مولوی محمد زکریا مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کے استاذ نہیں ہیں بلکہ آپ ہمارے استاذ ہیں کہ وضو اور نماز وغیرہ کا صحیح طریقہ ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔

ملک کے بہت سے بڑے بڑے شہر کہ جہاں سال میں کئی شاندار جلسے ہوتے ہیں اور بے شمار علما کی تقریریں ہوتی ہیں وہاں کی عورتیں مسئلہ سے بے خبر تھیں کہ مردوں کی طرح ان کو بھی بلا عذر ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ وہ ہر حال میں فرض و واجب تمام نمازیں بیٹھ ہی کر پڑھتی تھیں اور سخت کنہگار ہوتی تھیں۔ ہم نے جگہ جگہ اپنی تقریروں میں اس مسئلہ کو بیان کیا جس سے دین دار طبقہ بہت ممنون ہوا اور پھر انوار الحدیث و انوار الشریعت میں اس مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ لکھا جس سے اللہ کی بہت سی نیک بندیوں نے اپنی فرض نمازوں کو برباد ہونے سے بچایا، دیگر مقامات کی طرح اوجھا گنج میں بھی یہ خرابی پائی جاتی تھی۔ الحمد للہ اس کی بھی درستگی ہوئی۔ (۱۲)

سفر میں طہین:

۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹ شوال مطابق ۱۲ اکتوبر بروز جمعرات اپنے وطن اوجھا گنج سے اس مقدس سفر پر روانہ ہوئے، ۲۴ شوال کو

مبئی پہنچے، ۱۳ ذی قعدہ کو عصر کے وقت جدہ کے ساحل پر اترے، ۱۴ ذی قعدہ کو رات کے وقت مکہ شریف حاضر ہوئے، تقریباً دو بجے کعبہ مشرفہ کے طواف کا شرف حاصل کیا، ۲۳ ذی قعدہ فجر کی نماز کے وقت سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں بہ چشم غم حاضری دی اور شہر مدینہ کے مقدس مقامات کی حاضری کے بعد دسویں روز ۲ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ حاضر ہوئے پھر ۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک مناسک حج ادا کرنے کے بعد مکہ شریف کے مقدس مقامات کی زیارت کی اور ۱۶ محرم ۱۳۹۷ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۷۷ء جمعہ مبارکہ کو مکہ شریف سے روانہ ہو کر یکم صفر المظفر کو اپنے وطن واپس ہوئے۔ (۱۳)

خانقاہ برکات سے عقیدت:

شہزادہ فقیہ ملت مفتی ابرار احمد امجدی زیدہ مجددہ سے استفسار پر انھوں نے بتایا کہ والد گرامی حضرت فقیہ ملت قدس سرہ عرس قاسمی پر مارہرہ شریف حاضر ہوتے اور کبھی کوئی اہم دینی ضرورت پیش آجاتی تو ناغہ بھی ہو جاتا، چونکہ حضرت احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے، اس لیے ایام عرس کے علاوہ دنوں میں بھی ان سے ملاقات اور بزرگوں کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے، یہ سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا، وہ فرماتے تھے کہ احسن العلماء فضل و کمال اور محاسن اخلاق کے جامع تو تھے ہی مگر ان کی سیرت کے جس پہلو نے مجھے زیادہ متاثر کیا وہ علما کی عزت اور ان کی قدر دانی ہے۔ خاندان برکات سے آپ کی عقیدت اور محبت اس سے بھی واضح ہے کہ آپ نے اپنے ایک مجموعہ فتاویٰ کا نام ہی ”فتاویٰ برکاتیہ“ رکھا اور اس میں حضرت صاحب البرکات سیدی شاہ برکت اللہ قدس سرہ کی سوانح بھی شامل کی۔ ابن فقیہ ملت مولانا ابرار احمد امجدی اس مجموعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”والد گرامی حضرت فقیہ ملت مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے فتاویٰ کے مجموعے فتاویٰ فیض الرسول جلد اول و دوم چوں کہ زیادہ ضخیم ہونے کے سبب گراں قیمت ہے اس لیے ہر خواہش مند انھیں حاصل نہیں کر پاتا۔“

لہذا اس کی دونوں جلدوں میں سے کچھ مخصوص فتاویٰ منتخب کر کے حضرت کے نئے فتاویٰ میں شامل کر لیے گئے، اس طرح یہ مجموعہ تیار ہو گیا جو تبرکاً سلطان المرشدین صاحب البرکات حضور سید شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام سلسلہ برکات تہ نور یہ امجدیہ کے اسم گرامی سے منسوب کر کے فتاویٰ برکات تہ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ (۱۴)

اس کتاب کا تہد یہ خانقاہ برکات تہ کے پیش رو سجادہ حضرت احسن العلماء کی خدمت میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

تہد یہ:

بہ خدمت اقدس، واقف اسرار شریعت، امام ارباب طریقت، پیشواے اولیائے حقیقت، شمس العارفین، سراج السالکین، سلطان المرشدین، زبدۃ الاصفیاء، سید الاولیاء، شیخ العلماء، مخدوم الفقہاء، حضور احسن العلماء سید حیدر حسن میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ (متوفی: ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء)

جن کے علم و عمل اور زید و تقویٰ سے اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو بڑا فروغ ملا اور بے شمار گم گشتگان راہ کو صراطِ مستقیم نصیب ہوا۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

جلال الدین احمد امجدی (۱۵)

شاگردوں کو وصیت:

حضرت فقیہ ملت قدس سرہ العزیز نے اپنے شاگردوں کے لیے چند مفید وصیتیں لکھی ہیں، یہ وصیتیں چوں کہ عام لوگوں کے لیے بھی مفید ہیں، اس لیے ان کا متن قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

- (۱) خلوص کے ساتھ خدمت دین کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دو، حصولِ زر کو مقصدِ زندگی نہ بناؤ۔
- (۲) مسجد یا مدرسہ کی ملازمت کے معنی میں عالم نہ رہو، نائب رسول کے معنی میں عالم

- بنو کہ رسول کی طرح ہر وقت اسلام و سنیت کی تبلیغ و اشاعت کی فکر رکھو اور ہر ممکن طریقے سے اس کے لیے کوشش کرتے رہو۔
- (۳) قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھنے کے ساتھ فقہ کا زیادہ مطالعہ کرو کہ اللہ و رسول کے نزدیک سب سے بڑا عالم وہی ہوتا ہے جو فقہ میں زیادہ ہوتا ہے اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، چہارم، ص ۵۷۲)
- (۴) صحیح معنی میں عالم دین بننے کے لیے علمائے اہل سنت خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیفات کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرو۔
- (۵) عالم کی سند مل جانے کو کافی نہ سمجھو بلکہ زندگی بھر تحصیل علم میں لگے رہو اور یقین کرو کہ زمانہ طالب علمی میں صرف علم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے اور حقیقت میں علم حاصل کرنے کا زمانہ فراغت کے بعد ہی ہے۔
- (۶) خود بھی باعمل رہو اور دوسروں کو بھی باعمل بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔
- (۷) بد مذہب اور دنیا دار مولوی سے دور بھاگو، جیسے شیر سے، بلکہ اس سے بھی زیادہ، وہ جان لیتا ہے اور یہ ایمان برباد کرتا ہے۔
- (۸) الحاق کہ جس سے اکثر دینی مدارس دنیا دار ہو گئے اور ان کی تعلیم برباد ہو گئی اس سے بچو اور مکر و فریب سے گورنمنٹ کا بھی پیسہ نہ حاصل کرو کہ غدر و بد عہدی مطلقاً سب حرام ہے۔
- (۹) دین میں کبھی مداہنت نہ اختیار کرو، حق گوئی و بے باکی اپنی زندگی کا شعار بناؤ۔
- (۱۰) اپنے روپے کو بینک میں رکھنے اور دوسرے کاروبار میں لگانے کے بجائے دینی کام میں لگاؤ، کتابیں تصنیف کرو اور انھیں چھپوا کر اسلام و سنیت کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کرو اور یقین رکھو کہ جو لوگ دین کا کام نہیں کرتے بلکہ جو اللہ و رسول کی مخالفت کرتے ہیں جب انھیں بھی کھانے کو ملتا ہے تو کبھی تم بھوکے نہ رہو گے۔
- (۱۱) اساتذہ کے حقوق کو تمام مسلمانوں کے حقوق سے مقدم رکھو اور کسی طرح کی ایذا ان کو نہ پہنچاؤ ورنہ علم کی برکت سے محروم ہو جاؤ گے۔ (۱۷)

رشتہ ازدواج اور اولاد امجاد:

آپ کی دو شادیاں ہوئیں، پہلی شادی آپ کے وطن اوجھا گنج کے جناب دلدار حسین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی، ان سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے تولد ہوئے، صاحبزادی بچپن ہی میں اللہ کو پیاری ہو گئیں اور صاحبزادے جن کا نام مولانا اعجاز احمد نوری ہے، آپ حافظ، قاری اور باصلاحیت عالم دین ہیں، مدرسہ احسن المدارس قدیم، کانپور میں استاذ اور مفتی کی حیثیت سے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد مرستھواں گنیش پور ضلع بستی کے جناب عبدالرحمن صاحب کی صاحبزادی آپ کے حوالہ عقد میں آئیں، جن سے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئے۔

صاحبزادوں کی تفصیل یوں ہے:

(۱) مولانا انوار احمد قادری (مالک کتب خانہ امجدیہ دہلی)، (۲) مولانا ابرار احمد امجدی (استاذ و مفتی مرکز تربیت افتادار العلوم امجدیہ، ارشد العلوم، اوجھا گنج) (۳) مولانا ازہار احمد مصباحی۔

تینوں صاحبزادیاں شادی شدہ ہیں اور سب علما سے منسوب ہیں۔ (۱۶)

مناصب:

مدرس، مفتی، رکن فیصل بورڈ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، قاضی شرع ضلع بستی و سنت کبیرنگر، بانی دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج بستی۔

ایوارڈ:

دینی خدمات کے صلے میں آپ کو ایوارڈ سے بھی نوازا گیا، تفصیل یہ ہے:
قبلہ عالم ایوارڈ (۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۶ء) خانقاہ محمدیہ پھونڈ شریف سے۔

امام احمد رضا ایوارڈ (۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء) رضا اکیڈمی ممبئی کی جانب سے۔

وفات:

۳۳ جمادی الآخرہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ اگست ۲۰۰۱ء جمعہ کی شب میں ۱۲ ربیع کر ۵۵ منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال کی تھی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ کے شرکاء میں زیادہ تر تعداد علما اور طلبہ کی تھی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا تقریباً پورا اسٹاف جامعہ اشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ علامہ شاہ عبدالحمید صاحب مدظلہ کی سربراہی میں شریک جنازہ تھا۔ شہزادہ فقیہ ملت مولانا اعجاز احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اوجھا گنج کی تاریخ میں کسی جنازہ میں اتنا کثیر مجمع اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ (۱۹)

آخری آرام گاہ مرکز تربیت افتادار العلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج کے صحن میں ہے۔

حضرت بابا عمر برکاتی قدس سرہ

مفتی احمد میاں برکاتی، حیدر آباد

الحاج محمد عمر قادری برکاتی، ولد محمد قاسم کی پیدائش کاٹھیاواڑ (انڈیا) میں ۱۹۰۶ء میں ہوئی، پچانوے سال کی عمر میں، حیدر آباد سندھ میں وصال ہوا۔ ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن پاک اور اسکول میں میٹرک تک حاصل کی، انگریزی بول لیتے اور خوب سمجھ لیتے تھے۔

حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے آپ کی بیعت کا واقعہ دلچسپ ہے وہ اس طرح کہ آپ کو مرشد کامل کی تلاش تھی، کوئی ملتا نہ تھا تو اجیر شریف حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور چوکھٹ کو پکڑ لیا، بلکہ دھرنا دیدیا، اور ایک ہی سوال تھا جب تک مرشد کامل نہ بتائیں گے جاؤں گا نہیں، چنانچہ خواب میں، حضرت خواجہ کی جانب سے حضور تاج العلماء کی نہ صرف زیارت کرائی گئی بلکہ اجیر شریف مارہرہ مطہرہ تک راستہ بھی دکھا دیا، چنانچہ مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ پہنچ کر، حاضر خدمت ہو کر درِ اولاد رسول پر خود کو جھکا دیا اور مرشد کامل سے خوب فیض پایا۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد، مرشد سے اجازت لے کر عازم پاکستان ہوئے۔ اور کراچی کو اپنا مسکن بنایا۔ اور اس وقت سے اڑتیس (۳۸) سال تک کراچی میں کھارا در اور ناظم آباد کے علاقے میں رہائش پذیر رہے اور ناظم آباد میں اپنی عمارت بنائی اور مارکیٹ کا نام ”برکاتی مارکیٹ“ رکھا۔

اگرچہ آپ نے دینی تعلیم باقاعدہ کسی مدرسے میں حاصل نہ کی لیکن شیخ طریقت کی صحبت اور مشائخ و علما کی ہم نشینی سے آپ انتہائی متصل دیندار بن گئے اور اغیار کے لئے توشمشیر برہنہ تھے۔

پاکستان آتے وقت مرشد گرامی نے خانقاہ شریف کے اجنبہ میں سے دوجن، حاجی صاحب کے ساتھ کر دیے تھے، وہ آخر تک ان کے ساتھ رہے اور جنوں کی رفاقت کی وجہ سے ہی شاید آپ کے مزاج میں جلال بہت تھا، اور حیدر آباد میں آپ کی شہرت، ”جلالی بابا“ کے نام سے ہو گئی۔

حاجی عمر برکاتی کو یہ کمال حاصل تھا کہ جب چاہتے، مرشد کا تصور کر کے ان سے بات پوچھ لیا کرتے تھے، مرشد گرامی کچھ فرماتے نہ تھے مگر اپنے سرکوفی یا اثبات میں حرکت دیتے تھے، تو حاجی محمد عمر سمجھ لیتے تھے، آپ کو خلافت حضور تاج العلماء کے وصال کے بعد، حضرت احسن العلماء نے مرحمت فرمائی تھی۔ آپ کو خلافت دینے کے لئے، خود تاج العلماء نے اپنے وصال کے بعد، خواب میں حضرت احسن العلماء کو حکم فرمایا تھا۔

آپ کہیں ملازمت نہ کرتے تھے بلکہ تجارت آپ کا مشغلہ تھا، امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتے تھے۔

جب تک انڈیا میں رہے وابستگی مدرسہ قاسم البرکات مارہرہ مطہرہ سے رہی اور پاکستان میں دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد سے قربت اور وابستگی رہی۔

حاجی صاحب کے تین بیٹے، محمد حسین، محمد یونس، اور محمد رفیق ہیں۔ اول الذکر کا انتقال کراچی میں ہوا، باقی دو بقید حیات ہیں، محمد یونس حیدر آباد میں، اور محمد رفیق کراچی میں ہیں۔ پاکستان اقامت کے زمانے میں حاجی محمد عمر صاحب کچھ عرصہ ساؤتھ افریقہ میں بھی رہے، لیکن وہاں دل نہ لگا تو واپس پاکستان آ گئے۔ کراچی میں ”بزم قاسمی برکاتی“ کے عنوان سے آپ نے برکاتی بھائیوں کے ساتھ مل کر سنیت و رضویت کے لئے بہت کام کیے، کراچی میں ایک سال خلیل العلماء بھی آپ کے ساتھ رہے، پھر حیدر آباد شریف لے گئے، اور حیدر آباد میں اولاً حاجی محمد عمر برکاتی نے آپ کی رہائش گاہ منتخب کی۔

حاجی محمد عمر برکاتی نے ساری زندگی خدمت خلق میں گزاری، روحانی لحاظ سے جو فیض آپ کو مارہرہ مطہرہ سے ملا، وہ آپ نے خوب لٹایا، اور آپ کے تعویذ اور نقوش تیر بہرہ ہوئے تھے۔

کہتے تھے آج کل دور نمسکاری کا نہیں ہے چٹکاری کا ہے، لوگ کچھ دیکھ کر مانتے ہیں، چنانچہ آپ لوگوں کو کبھی اپنی طاقت دکھا دیتے تھے، ختم قادریہ کا رواج بھی آپ نے بہت بڑھ چڑھ کر کیا اور آج کراچی، حیدرآباد میں اکثر حلقوں میں ختم قادریہ پڑھایا جاتا ہے۔

جن علما و اکابر سے آپ نے خصوصی فیض پایا، ان میں مرشد گرامی کے علاوہ، سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ، احسن العلماء حضرت سید حسن میاں، خلیل العلماء حضرت مفتی محمد خلیل خاں اور پاکستان میں، حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی اور حضرت مولانا سردار احمد رضوی شامل ہیں، نور اللہ مرقدہم۔

حاجی محمد عمر کہتے تھے کہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کی سب سے بڑی خانقاہ ہے، جس کی نسبت براہ راست بغداد شریف سے ہے، حاجی محمد عمر برکاتی نے اپنی زندگی میں حیدرآباد میں ایک جنگل میں اشارہ فرمایا تھا کہ میں اس جگہ ایک مسجد دیکھ رہا ہوں، آپ کے وصال کے کئی سال بعد، حقیقتاً اس جگہ آبادی ہوئی اور اس میں ایک محلہ کا نام ”برکاتی نگر“ رکھا گیا، اور خاص اسی اشارہ کی ہوئی جگہ میں اب ایک عالیشان ”برکاتی مسجد“ تعمیر ہو چکی ہے، مسجد سے متصل مدرسہ لائبریری کی جگہ ہے، اسکول ہے اور ایک کلب تک تیار ہو رہا ہے، جہاں دن رات کام جاری ہے۔

حاجی محمد عمر کا مزار مبارک جس جگہ قائم ہے وہاں ایک قدیم قبرستان ہے، تین دن آپ کی قبر کے اندر سے کلمہ کی آواز آتی رہی، آپ کا ہر سال عرس وقت مقررہ پر ہوتا ہے، تاریخ وصال ۱۰/۱۲ ذی القعدہ ۱۳۲۱ھ/۵ فروری ۲۰۰۱ء ہے۔ وہ جن جو آپ کو خانقاہ برکاتیہ سے عطا ہوئے تھے، کہتے ہیں اب وہ حاجی صاحب کے مزار پر رہتے ہیں۔

ماخذ و مراجع:

- (۱) قلمی یادداشت، (محمد یونس ولد محمد عمر)
- (۲) قلمی یادداشت، (احمد میاں برکاتی)
- (۳) سوانح حیات بابا عمر برکاتی، از محمد محمود قادری مطبوعہ حیدرآباد

ضیاء ملت شہزادہ کالپوی سید شاہ ضیاء الدین ترمذی

الحاج عتیق احمد برکاتی، کانپور

خانقاہ محمدیہ کالپی شریف کے بانی حضرت سید میر محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترمذی سادات کی مشہور و معروف شخصیت ہیں، آپ کے جد اعلیٰ، حضرت سیدنا امام زین العابدین کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ اپنے اجداد کرام کے سچے جانشین اور وارث تھے۔ حضرت میر سید محمد کالپوی نے نہ صرف یہ کہ معرفت کی تعلیم کا مرکز قائم کیا بلکہ علم دین کی ترویج و اشاعت کے لئے مدرسہ بھی قائم کیا، آپ کے مدرسے میں علوم دینیہ کی درس و تدریس کا معقول انتظام تھا اسی مدرسے میں حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے حضرت میر محمد کالپوی سے علم حدیث حاصل کیا اور بعد میں دیگر خلفاء کی طرح یہیں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ حضرت میر کے اسم گرامی سے منسوب مدرسہ آج بھی قائم ہے۔ خانقاہ محمدیہ کالپی شریف سے متعلق مفصل معلومات اس مختصر سوانحی خاکہ میں تحریر کرنا مناسب اور ممکن نہیں۔ تفصیلات کے لئے ”آئینہ محمدی“، قلمی نسخہ حضور زبدۃ الکالمین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ”کاشف الاستار“، قلمی مصنفہ حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اختصار کے ساتھ عرض کیا جائے تو خانقاہ محمدیہ کالپی شریف کے سجادہ نشین حضرات کی فہرست میں پندرہویں بزرگ حضرت سید شاہ ضیاء الدین احمد ترمذی علیہ الرحمہ ہیں جن کے پردادا حضرت حافظ حاجی سید سلطان احمد علیہ الرحمہ کے عہد سے یہ خاندان ضلع کانپور دیہات کی سرحدوں پر واقع مگر کالپی شریف کے قریب موضع چونرہ میں آباد ہو گیا اور اپنے

بزرگوں کے مزارات بھی وہیں یعنی چوڑہ میں قائم کرنے لگے، خانقاہ محمدیہ کالپی شریف سے فاصلہ بڑھنے کے سبب آہستہ آہستہ خانقاہی نظام کی جگہ زمیندارانہ نظام نے لے لی۔

بزرگوں کا خانقاہ محمدیہ کالپی شریف آنا جانا تو ہوتا رہا مگر خانقاہی نظام خاصا انحطاط پذیر ہوتا رہا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ علم کی جانب سے عوام الناس کی دل چسپی بھی کم ہوتی گئی اور کالپی شریف کے گرد و نواح میں تقریباً علم دین کا فقدان اس قدر محسوس کیا گیا کہ جس کا تذکرہ ایسے عظیم بزرگوں کے تذکرے کے ساتھ ضبط تحریر میں لانا ان کی شان کے خلاف ہوگا مگر اس موقع پر ان نفوس قدسیہ کا ذکر ناگزیر ہے جن کے قدموں کی برکت سے اجڑا چمن پھر گلزار ہوا یعنی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے قدموں کی برکت، سرکار مرشد اعظم ہند حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہ الرحمۃ کی سعی مسلسل اور ان کے اصلاحی و تبلیغی دوروں کے اثر سے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہونے لگی۔ اس کارواں میں فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی نان پاروی علیہ الرحمۃ، محمد رجب علی نان پاروی علیہ الرحمۃ وغیرہما کی انتھک محنت کے بعد خانقاہ محمدیہ میں اور خانقاہ شریف کی مسجد میں صفائی ستھرائی کے ساتھ ہی سالانہ عرس محمدی کی محفل سنجے لگی۔ دارالعلوم محمدیہ اور خانقاہ شریف کے انتظام کے لئے بقول محمد مجتبیٰ خاں عرف ڈاکٹر بھورے صاحب ساکن راجے پورہ کالپی شریف:

”ان کے والد محترم حاجی حافظ محمد مصطفیٰ خاں برکاتی مرحوم جو تاحیات عرس کمیٹی کے سکریٹری، نقو خاں صاحب صدر اور عبدالشکور برکاتی صاحب خزانچی تھے۔ ان حضرات کے دور میں عرس کمیٹی ہی ایک دن کا عرس محمدی کراتی رہی اور یہ حضرات چوڑہ شریف سے حضرت سید ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کو دعوت پیش کر کے عرس محمدی میں بلاتے رہے اور بغیر کسی بلاوے اور دعوت کے مذکورۃ الصدر علماء و مشائخ اس عرس شریف میں شرکت کے لئے تشریف لاتے تھے۔ کالپی کے عوام اس امر کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ عرس محمدی کے محرک سرکار احسن العلماء ہیں۔ عرس کی تاریخ سے پہلے ہی کالپی کے لوگ خانقاہ محمدیہ کے احاطے میں خود رو جنگل کی کٹائی وغیرہ کرتے ۲۶ شعبان المعظم کو مقدس مزارات کا

غسل ہوتا۔ بعد نماز عشاء مسجد ہی میں علماء کرام کی تقریریں ہوتیں، دوسرے دن ۱۰ بجے قل شریف ہو جاتا تھا۔ سرکار سیدی احسن العلماء علیہ الرحمۃ خاندانی نسبت کی بنا پر حضرت سید ضیاء میاں صاحب سے محبت کرتے تھے۔ کالپی کے اس زمانے کے سنی برکاتی مسلمانوں کو یہ دکھ رہتا تھا کہ جب سے یہ خانوادہ چوڑہ شریف میں جا کر سکونت پذیر ہوا خلافت اور پیری مریدی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ سب نے مل کر سرکار احسن العلماء سے گزارش کی کہ حضور آپ اب حضرت سید ضیاء میاں قبلہ کو بیعت فرما کر خلافت بھی عطا فرمادیں، اس موقع پر جو حضرات موجود تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- ۱- فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ
- ۲- ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی نان پاروی علیہ الرحمۃ
- ۳- حضرت مولانا عبدالقدیر برکاتی علیہ الرحمۃ عرف پھول محمد خاں گلوٹی شریف
- ۴- حضرت حافظ عبدالباسط صاحب مرحوم امام مسجد خانقاہ محمدیہ شریف
- ۵- حافظ حاجی عبدالمصطفیٰ برکاتی مرحوم راجے پورہ کالپی شریف
- ۶- حاجی دین محمد صاحب مرحوم راؤ گنج کالپی شریف
- ۷- عبدالشکور منصوری برکاتی مرحوم رام چوڑہ کالپی شریف
- ۸- مولوی بشیر القادری برکاتی مرحوم ساکن اورئی
- ۹- عبدالحق برکاتی مرحوم رام چوڑہ کالپی شریف
- ۱۰- عبدالحق برکاتی مرحوم راؤ گنج کالپی شریف

مذکورہ بالا حضرات کی گزارش پر اور ان کی موجودگی میں ہی سرکار احسن العلماء نے حضرت سید ضیاء میاں صاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت کیا اور بعد میں خلافت عطا فرمائی۔ یہ واقعہ غالباً ۱۹۷۸ء کے عرس محمدی کا ہے۔ حضرت سید ضیاء میاں نے خلافت ملنے کے بعد اپنی پہلی خلافت حاجی عبدالخالق صاحب ساکن محلہ دمدمہ کالپی شریف کو دی۔ حضرت سید غیاث الدین میاں اس وقت کم سن تھے اس لئے ان کو خلافت دینے کے لئے مناسب عمر اور وقت کا انتظار تھا۔ حضرت سید ضیاء میاں صاحب کے تین صاحبزادگان میں

سب سے بڑے سید احتشام الدین احمد عرف بابو میاں صاحب ہیں ان سے چھوٹے سید شاہد میاں صاحب اور سب سے چھوٹے حضرت سید شاہ غیاث الدین میاں ہیں جن کو حضرت سید ضیاء میاں علیہ الرحمہ نے سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف ہونے کی حیثیت سے بیعت و خلافت سے سرفراز فرمانے کے ساتھ ہی اپنا ولی عہد سجادہ بھی نامزد فرمایا۔ سید ضیاء میاں کے وصال کے بعد وہی مسند سجادگی پر مامور ہوئے۔

سید غیاث الدین احمد ترمذی قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں مازون و مجاز ہونے کے سبب خانقاہ محمدیہ کالپی شریف کی ترویج و اشاعت کا کام ماشاء اللہ بڑی دلچسپی سے انجام دے رہے ہیں۔

حضرت الحاج شیخ عبدالحمید برکاتی

قاری اسحاق پٹھان

خاندانی حالات:

جناب شیخ الحاج عبدالحمید برکاتی محلہ سانگانہ نیر نزد جامع مسجد، شہر جے پور میں ایک معروف و متمول کاغذی خانوادے میں جناب شیخ الحاج حبیب اللہ کاغذی کے گھر ۱۳۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔

ایک مذہبی اور دیندار گھرانہ ہونے کی بنیاد پر موصوف کے والد محترم حبیب اللہ صاحب نے اپنے نور نظر عبدالحمید کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ رکھی، اور موصوف نے بھی اپنی فطری مزاج کی بنیاد پر دنیوی و دینی تعلیم میں خوب دل چسپی لی اور محنت سے تعلیم حاصل کی۔

تعلیمی لیاقت:

شیخ عبدالحمید برکاتی صاحب ۱۹۵۳ء میں ہائی اسکول فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا، ادھر دینی تعلیم، مخارج کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم اور اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ موصوف دوران طالب علمی ہی سے نماز روزے کے پابند رہے، مذہب سے فطری لگاؤ تھا ہی نیز مذہبی ماحول نے سونے پر سہاگا کا کام کیا۔

ازدواجی زندگی:

آپ کے والد محترم نے ۱۹۵۴ء میں اپنے ہی محلہ کے ایک مذہبی اور دیندار گھرانے میں جناب عبدالکریم کاغذی صاحب کی دختر نیک اختر مسماۃ زبیدہ بیگم سے آپ

کا عقد کر دیا۔ موصوفہ نہایت نیک سیرت، پکی نمازی، دیندار، اولیاء کرام کی باردگاہ میں مؤدبہ اور وفادار تھیں۔

اولاد امجاد:

محترم زبیدہ بیگم کے لطن سے آپ کی کل آٹھ اولاد ہوئیں، جن میں پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور ماشاء اللہ سارے لڑکے اور لڑکیاں دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہیں، اور الحمد للہ تعالیٰ ساری اولاد مسلک اعلیٰ حضرت، مذہب اہل سنت و جماعت پر نہایت ہی مضبوطی سے قائم ہے۔

بیعت:

آپ شروع سے شریعت کے پابند تھے، اور جب طریقت کے مرشد کامل کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے الحاج محمد اسماعیل کاغذی سے اس کا تذکرہ کیا۔ شیخ عبد الحمید صاحب انہوں نے ماہر جانے کا مشورہ دیا، پھر دونوں حضرات نے ماہرہ مقدسہ کا رخ کیا، اور شیخ عبد الحمید صاحب سرکار حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

بیعت ہوتے ہی اپنے مرشد برحق سرکار حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ کے ہو کر رہ گئے۔ سرکار احسن العلماء جو انہیں اور ادو وظائف پڑھنے کی عطا فرمائے اپنی خلوت میں اسے ادا کرنے لگے۔ فطری طور پر دینی و مذہبی فکر کے حامل تھے ہی لیکن مرشد کامل کی نظر کی میا اثر نے عقائد و اعمال اہل سنت پر نہایت متصلب بنیادیا۔

حج و زیارت حرمین شریفین:

حاجی برکاتی صاحب موصوف نے اپنی عمر عزیز میں کل دو حج اور دو عمرے ادا کئے اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں ساڑھے پانچ ماہ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حج اول اپنی شریک حیات جن زبیدہ کے ہمراہ ۱۹۸۱ء میں ادا کئے اور حج دوم ۱۹۸۸ء میں ادا کیے۔

اجازت و خلافت:

مرشد کامل سرکار احسن العلماء علیہ الرحمۃ اپنے چہیتے مرید حاجی صاحب قبلہ کو سلسلہ کی اشاعت اور مذاہب اہل سنت و جماعت کے فروغ کی خاطر عرس قاسمی کے پر بہار و پر نور موقع پر ۱۹۹۰ء میں ۵ سلسلوں کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، ار آپ پر ایسے شفیق و مہربان ہوئے کہ اپنے بزرگوں سے حاصل شدہ جدید قدیم تقریباً ۱۹ تبرکات سے نوازا۔

دینی و ملی خدمات:

مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی تربیت نے الحاج عبد الحمید برکتی صاحب کے دل و دماغ میں دین و مسلک کا جنون پیدا فرما دیا تھا۔ بایں وجہ آپ نے شہر جے پور جو بد مذہبوں اور جمعہ گروہوں کا گڑھ ہے، عین شہر میں ایک دینی قلعہ قائم کرنے کی ٹھال لی، اور شہر کے اہل سنت و جماعت کے معززین کی ٹیم تیار کر کے اس کام میں سرگرداں اور کوشاں رہنے لگے اور اللہ پاک نے رسول پاک علیہ التحیہ وثناء کے صدقہ و طفیل اس میں کامیابی عطا فرمائی اور جامعہ رضویہ گھاٹ گیٹ اور دیگر مراکز اہل سنت اور مساجد کے قیام و تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ محمد تعالیٰ یہ سارے مساجد و مراکز اہل سنت و جماعت کے قبضہ اور آپ کی اولاد کی تولیت میں ہیں، سوائے عید گاہ مسجد کے جسے بد مذہبوں نے جبراً قبضہ کر لیا ہے۔

برزگان دین کی صحبت:

اپنے مرشد برحق علیہ الرحمۃ والرضوان کے علاوہ جن اکابر اہل سنت کی خدمت اور صحبت کا موقع نصیب ہوا اور ان سے فیضیاب بھی ہوئے وہ حضرات یہ ہیں: مفتی اعظم نان پارہ مفتی رجب علی علیہ الرحمۃ و علامہ ارشاد القادری علیہ الرحمۃ، مفتی اعظم الحاج مفتی، اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمۃ اور خانوادہ رضویہ کے علامہ قمر رضا علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر علمائے کرام سے جو شہر جو پور میں ان کے زمانہ میں تشریف لائے تھے۔

تصنیفی و تدریسی خدمات:

آپ نے فقہ حنفی میں بزرگوں کی کتاب سے اخذ کر کے ایک سہل اور آسان زبان میں برکات امر و نہی کتاب تصنیف فرمائی۔ جس پر حضور امین ملت، شرف ملت، نجیب ملت، اور مفتی اشفاق حسین نعیمی کی تقاریظ جلیلہ مرقوم ہیں، اور فی سبیل اللہ اپنے گھر ہی میں اپنے خاندان کے بچے اور بچیوں کو قرآن و اردو کی تعلیم دیتے رہے۔

وصیت و انتقال:

آپ نے آخر وقت تک اپنے اہل و عیال کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ آپ کا انتقال ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۲۰۰۹ء میں ہوا۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، گھوسی

یہ عالم رنگ و بو ایک ایسی گزرگاہ ہے جہاں روزانہ ہزاروں لوگ آتے ہیں اور اپنی زندگی کے مقررہ لمحات بسر کر کے جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔ ان میں اکثر افراد صفحہ ہستی سے اس طرح معدوم ہو جاتے ہیں کہ ان کا نام و نشان بھی لوگوں کے قلوب و اذہان سے محو ہو جاتا ہے۔ مگر کچھ تھوڑے ایسے حضرات بھی جنم لیتے ہیں، جو ملک فنا سے ملک بقا چلے جانے کے باوجود اپنی گونا گوں خدمات اور روشن و درخشاں کارناموں کی بدولت صدیوں تک اپنی یادوں کی تجلیاں بکھیرتے ہیں۔ ان کا علم و عمل، فکر و دانش، فضل و کمال اور تحقیقی شعور حیات دنیوی میں انہیں مرجع خلافت بنا دیتا ہے اور قدر دانوں کا وسیع حلقہ بعد وصال بھی ان کی خوبیوں، صفات، بے لوث علمی و فکری، دینی و روحانی کارناموں کو بیان کرنے میں رطب اللسان رہتا ہے۔ ایسی ہی عظیم ہستیوں میں جلالتہ العلم استاذ العلماء، شیخ الاساتذہ، بحر العلوم، حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبقری شخصیت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور بحر العلوم کو گونا گوں خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔ آپ بیک وقت ایک عظیم عالم ربانی، محقق، محدث، مفتی، مفکر، شاعر، مفسر، مبلغ، خطیب، ادیب اور مدرس تھے۔ آپ کی صلاحیتوں کا پایہ اتنا بلند تھا کہ ہر طرف آپ کے علم و فضل کی دھوئیں مچیں اور بعد وصال بھی زمانہ آپ کی عظمتوں کا خطبہ پڑھ رہا ہے۔ خصوصاً فقہ و افتاء سے آپ کا ایسا گہرا ربط و تعلق قائم ہوا، کہ ”مفتی“ آپ کے نام کا جز بن گیا۔ اب اگر کوئی مفتی عبد المنان صاحب کے بجائے مولانا عبد المنان کہے تو سامع کا تبادر ذہنی مبارک پور کے اس بے نظیر عالم ربانی کی طرف ہو ہی

نہیں پاتا، جس نے اپنی زندگی کے اڑسٹھ سال پورے اخلاص و ایثار کے ساتھ خدمت دین میں گزار دیے۔ علوم و فنون میں معاصرین کے اندر آپ نے وہ تفوق حاصل کیا کہ کسی موقع پر نہ جانے کس جذبہ صداقت کے ساتھ قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے ایک جلسے کے پوسٹر میں آپ کے نام کے ساتھ ”بحر العلوم“ کا لقب لکھ دیا تو بمصادق۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یہ لقب زبان زد خلق ہو گیا۔ آپ اس زمانے میں بھی اس لقب سے یاد کئے گئے جب حضور مفتی اعظم ہند، حضور حافظ ملت، حضور مجاہد ملت جیسے اکابر اہل سنت باحیات تھے۔ سب نے اسے تسلیم کیا اور یہ لقب عوام و خواص میں اتنا مشہور ہوا کہ ”بحر العلوم“ آپ کا اسم ثانی بن گیا۔ ذیل میں اسی علمی و فقہی شخصیت کے نقوش حیات اجمالاً تحریر کیے جاتے ہیں:

نام و نسب:

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ بن جناب عبد الغنی صاحب مرحوم بن جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم بن جناب دوست محمد صاحب مرحوم۔

ولادت:

حضور بحر العلوم کی ولادت ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ / ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء، بروز دوشنبہ بمقام پورہ رانی قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، یو. پی کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔

خاندان:

آپ کے دادا جناب عبد الرحیم صاحب، مرحوم نہ صرف پابند صوم و صلوة تھے، بلکہ وہ ایک ذاکر و مشاغل بزرگ تھے۔ شاہ امان اللہ گدی نشین شاہ چمن علیہ الرحمہ ہڑیل گنج گورکھپور کے واسطے سے سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے۔ اوراد و وظائف اور دعا تعویذ کا خاصا ذوق رکھتے تھے۔ ان کے اندر مذہبی تہلب بھی خوب تھا۔ محلہ کی مسجد میں ایک دیوبندی حاجی عباد اللہ گڑھست امام تھے آپ نے کبھی ان کی اقتدا میں نماز نہ پڑھی۔

والد گرامی جناب عبد الغنی صاحب مرحوم ایک دیندار آدمی تھے، نماز روزے کے پابند تھے، حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے منشی امیر علی محلہ پورہ خضر سے تعلیم پائی تھی۔ دینیات کی ابتدائی کتابیں اور کچھ غزل کی کتابیں ان کے مطالعہ میں تھیں۔ دعا تعویذ سے بھی دلچسپی تھی۔ اس میں خدمت خلق کا جذبہ رکھتے تھے۔ وہ ضروری باتیں اور خاص قسم کے واقعات بھی نوٹ کیا کرتے تھے۔ مجموعی طور پر آپ کا گھرانہ دیندار اور متضرب فی الدین تھا۔

تعلیم و تربیت:

۱۳۴۹ھ / ۱۳۵۰ھ میں جب بحر العلوم کی عمر پانچ یا چھ سال تھی۔ مدرسہ اشرفیہ میں داخلہ ہوا۔ قاعدہ بغدادی سے لے کر بخاری تک اسی ادارے میں تعلیم حاصل کی۔ سولہ سترہ سال بعد ۱۱ شعبان ۱۳۶۶ھ میں درس نظامیہ کی تعلیم مکمل کر کے فراغت پائی۔

اساتذہ:

آپ کے اہم اساتذہ درج ذیل ہیں:

مولانا قاری محمد عثمان اعظمی گھوسی، مولانا شمس الحق صاحب گجھڑوی، مولانا ثناء اللہ صاحب منوی، مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب گھوسی، مفتی ظفر علی نعمانی بلیاوی، شہزادہ صدر الشریعہ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، مولانا سلیمان صاحب بھاگل پوری، مولانا حافظ عبد الرؤف، صاحب بلیاوی، حافظ ملت مولانا عبد العزیز صاحب مراد آبادی۔

درس و تدریس:

ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ سے تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ پہلے پہل مدرسہ ضیاء الاسلام پرانا گورکھپور میں بحیثیت صدر مدرس آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ اس مدرسہ کے لیے روانگی مدرسہ اشرفیہ سے ہوئی۔ رخصت کرنے کے لیے طلباء کے جلوس کے ساتھ حضور حافظ ملت، مولانا عبد الرؤف بلیاوی اور دیگر اساتذہ بھی چہوتے تک آئے، آپ کو یکہ پر ہٹھا کر واپس ہوئے۔ اس موقع پر علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ نے ایک نظم بھی لکھی تھی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

آج اک عالم دیں دین کی خدمت کو چلا
اپنے ہاتھوں میں لیے علم و ہدایت کا علم

مدرسہ ضیاء الاسلام میں ایک سال تک خدمت تدریس انجام دی، پھر علاحدہ ہو کر سال بھر تک گھریلو کام میں لگے رہے۔

شوال ۱۳۶۸ھ میں مدرسہ اہل سنت انوار العلوم تلسی پور میں مسند تدریس کو زینت بخشی اور سات سال تک وہاں تعلیم دی۔

۱۳۷۵ھ میں جب شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے اشرفیہ چھوڑ دیا۔ تو حافظ ملت نے ان کی جگہ آپ کا تقرر کیا۔

۱۳۷۶ھ میں اشرفیہ میں شعبہ افتا کا قیام عمل میں آیا تو تدریس کے ساتھ افتا کی ذمہ داری بھی حافظ ملت نے آپ ہی کو تفویض کی۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ اشرفیہ کے شیخ الحدیث و صدر المدرسین منتخب ہوئے۔ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ میں مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کا جامعہ اشرفیہ میں تقرر ہوا۔ تو دارالافتان کے حوالے ہو گیا اور حضرت بحر العلوم ۱۴۰۴ھ تک شیخ الحدیث و صدر المدرسین کے عہد پر تدریسی و تنظیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے مسلسل ۲۹ سال تک اشرفیہ کی بے لوث خدمت کی ہے۔ بحر العلوم کے زمانہ صدارت میں اشرفیہ نے خوب تعلیمی ترقی کی۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:

”عہدہ صدارت سے قبل سترہ سال اور اس کے بعد بارہ سال تک مسلسل ۲۹ سال تک ادارہ کی خدمت کی، بزمانہ صدر مدرس جامعہ کا نیا نصاب مقرر ہوا اور درجہ تخصص کا اضافہ ہوا، معادلۃ الاسناد کی غرض سے درجات کی تقسیم اور ڈگریوں کا تعین ہوا، امتحان کے قواعد و ضوابط بنے اور داخلہ و خارجہ اور تعلیم و تعلم کے اصول و ضوابط مضبط ہوئے۔ جس کے نتیجے میں لکھنؤ اور بنارس کی یونیورسٹیوں میں یہاں کے طلباء کے داخلہ میں آسانی ہوئی اور بہار میں یہاں کی سند تسلیم کی جائے گی اور اسی دور میں ادارہ میں مجلس فقہ کی ابتدا ہوئی اور ادارہ کا کتب خانہ باقاعدہ ہوا۔ (تجلیات رضا۔ بحر العلوم نمبر ص ۲۱)

جب آپ اشرفیہ سے مستعفی ہوئے تو جامعہ شمس العلوم گھوسی کے ارباب حل و عقد نے آپ کو اپنے ادارے میں تدریس کی دعوت دی جسے آپ نے قبول کیا اور شمس العلوم کی

فضا کو اپنے لیے بڑی سازگار پایا۔ آپ لکھتے ہیں:

”اب ۱۴۰۴ھ سے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے وطن مالوف میں انہیں کے سنگ بنیاد رکھے ہوئے دارالعلوم شمس العلوم میں گوشہ عافیت نصیب ہے۔ دور حدیث کی تعلیم اور خدمت افتا متعلق ہے۔ (ایضاً)

۱۴۰۴ھ سے ۱۴۳۴ھ تک مسلسل تیس سالوں تک بحر العلوم نے شمس العلوم گھوسی میں خدمت تدریس و افتا انجام دی

مشاہیر تلامذہ:

۱۳۶۶ھ سے ۱۴۳۴ھ تک بحر العلوم مسلسل ۶۸ سال تک تدریس سے وابستہ رہے، اس دوران ہزاروں تشنگان علوم نے اس چشمہ شیرین سے اپنی علمی پیاس بجھائی چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب، شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف صاحب، شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی، خیر الاذکیا مولانا محمد احمد مصباحی، مفکر اسلام علامہ قمر الزمان اعظمی، مفتی شبیر حسین رضوی، صوفی نظام الدین صاحب، مولانا عبد الشکور صاحب مولانا محمد حنیف خاں قادری، مولانا مشاہد رضا خاں پبلی بھیت، مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی، ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی، مولانا اسلم بستوی، مولانا بدر القادری، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا یسین اختر مصباحی، مولانا عبدالکبیر نعمانی، مفتی نظام الدین رضوی۔

تصنیف و تالیف:

بحر العلوم کا تحریری ذوق فطری تھا، زمانہ طالب علمی میں جب آپ جلالین شریف پڑھ رہے تھے آپ نے پہلا مضمون ”معراج شریف“ کے عنوان پر تحریر کر کے مضمون نگاری کا آغاز کیا، جو ہفت روزہ بدبہ سکندری رامپور میں شائع ہوا، اشاعت کے بعد حافظ ملت کو سنایا تو بہت خوش ہوئے اور ایک روپیہ انعام میں دیا۔ پھر مضمون نگاری کا سلسلہ شروع

ہو گیا اور ہندوستان کے متعدد رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہونے لگے، گورکھپور کے دوران قیام ایک چار ورثی رسالہ ”الضیاء“ کے نام سے نکالتے تھے۔ حسب موقع ضرورت متعدد کتابیں بھی تحریر کیں۔

آپ نے اپنے رشحات قلم کے ذریعہ جو دینی و علمی خدمات انجام دیں وہ انفرادی حیثیت کی حامل ہیں۔ تحقیق و تدقیق، عالمانہ نکتہ سنجیوں کے ساتھ ساتھ آپ کا اسلوب نگارش ادبی چاشنی رکھتا ہے۔ طرز تحریر بڑا موثر سادہ اور دلکش ہے۔ دقیق فنی مباحث اور ثولیدہ علمی مسائل کو انتہائی سادگی نہایت متانت و سنجیدگی اور پیرایہ ادا کی جاذبیت کے ساتھ دلائل و براہین سے واضح کرنا آپ کا خاص وصف ہے۔ آپ کی نوک قلم سے صفحہ قرطاس پر مرسم ہونے والا سارا علمی، فقہی، دینی و اسلامی سرمایہ آج بھی ہمارے علمی و ادبی خزانے کا گنج شائگان ہے اور ان خوبیوں کی آب و تاب سے علمی ماحول روشن و درخشان ہے۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات کے اسماء ملاحظہ ہوں!

فتاویٰ بحر العلوم چھ جلدیں، مضامین بحر العلوم، خطبات بحر العلوم، الشاہد، بدعت کیا ہے؟ ازالہ اوہام، ندائے یا رسول اللہ، مختار الاحادیث (ترجمہ)، محمد مثل الکامل (ترجمہ)، مدرسہ اشرفیہ سے الجامعۃ الاشرفیہ تک، قبر کی اونچائی، مسئلہ آئین، عیدین کی تکبرات زوائد، شائم العنبر (ترجمہ)، حاویۃ الاضحیہ (ترجمہ و تفسیر)، الصافیۃ الموجبۃ لحکم جلود الاضحیہ (ترجمہ و تعلیق) تذکرہ میلاد مصطفیٰ، تذکرہ صدر الشریعہ، تذکرہ اکابر علماء و مشائخ اسلام کا چوتھا رکن، بخاری شرف کا عربی حاشیہ (ناکمل)۔

فتاویٰ رضویہ کی اشاعت:

بحر العلوم کی دینی و علمی خدمات میں فتاویٰ رضویہ کی اشاعت سب سے اہم اور نمایاں کارنامہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی ہی میں منظر عام پر آئی۔ دوسری جلد صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت کے وصال کے چار سال بعد شائع کیا۔ پھر ایک عرصہ تک اس کی باقی ماندہ جلدوں کی اشاعت نہ ہو سکی۔ حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف علیہ

الرحمۃ فتاویٰ رضویہ یہ جلد سوم تاجلہ ہشتم کا مسودہ حاصل کر کے ۱۳۷۹ھ میں اس کی اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہوئے اور علماء کے تعاون سے فتاوے کی تحقیق و تبصیر کے بعد تیسری اور چوتھی جلد شائع فرمائی۔ پانچویں جلد کے اہتمام کے دوران ہی حضرت علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا۔ پھر آئندہ جلدوں کی تصحیح، تحقیق اور فہرست سازی کا کام بحر العلوم نے انجام دیا، اور اشاعت و طباعت کے تمام مراحل مکمل جانفشانی و عرق ریزی کے ساتھ طے کر کے اعلیٰ حضرت کے اس سرمایہ کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ بحر العلوم کی خدمات دینیہ تو بہت ہیں مگر صرف آپ کی یہی ایک خدمت فتاویٰ رضویہ کی اشاعت آپ کی یاد کے لیے کافی ہے۔ اس کام کے لیے آپ کو جن دشوار گزار وادیوں سے گزرنا پڑا ان سب کی تفصیلات بحر العلوم کے تحریر کردہ مقدمات میں مرقوم ہیں۔ ان مقدمات کے مطالعہ سے فتاویٰ رضویہ کی طباعت و اشاعت میں آپ کی بے لوث خدمات، دیدہ ریزی اور جگر کا دی کا پتہ چلتا ہے۔

خطابت:

خطابت میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، اپنے پر زور عالمانہ و ناصحانہ، مواعظ کے ذریعہ لوگوں کی رشد و ہدایت کا اہم فریضہ انجام دیا جس کی صدائے بازگشت آج بھی سنائی دیتی ہے۔ پورے ہندوستان میں آپ کی خطابت کا ڈنکا بجا، ایسا دور بھی گزرا ہے جب آپ کو فرصت نہیں ملتی تھی۔ وقت نہیں دے پاتے تھے۔ ان کی تقریر لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی تھی، دوران تقریر کوئی ایک آدمی بھی مجمع سے نہ اٹھتا تھا۔ آپ جس موضوع پر تقریر فرماتے از اول تا آخر اپنے موضوع پر پورا بولتے تھے بالفاظ دیگر موضوع کا حق ادا کر دیتے تھے۔ آپ کی تقریروں کا ایک مجموعہ ”خطبات بحر العلوم“ کے نام سے منظر عام پر آیا ہے جو آپ کی تقریری مہارت کا آئینہ ہے۔

مناظروں میں شرکت:

آپ نے پانچ مناظروں میں شرکت کی: ۱۔ ضلع بہتلی کے ایک دیہات میں دیوبندیوں سے مناظرہ تھا۔

- ۲- بھین گاؤں ضلع بہتی یہ مناظرہ بھی دیوبندیوں سے تھا۔
- ۳- بجر ڈیہ بنارس کا مناظرہ جو غیر مقلدوں سے ہوا تھا۔
- ۴- اڑ بڑا صوبہ کا مناظرہ جس میں دیوبندی اور غیر مقلد علماء ایک فریق کی حیثیت سے شامل تھے۔
- ۵- جنگ پور دھام نیپال کا مناظرہ دیوبندیوں کے ساتھ۔

شاعری:

بحر العلوم نے شعر و سخن کا بھی اعلیٰ ذوق پایا تھا۔ اگرچہ لوگ اس بات سے کم ہی واقف ہیں کہ آپ ایک خوش فکر شاعر بھی تھے۔ قادر الکلامی اور کہنہ مشقی آپ کے کلام میں صاف طور پر جھلکتی ہے۔ نعت و منقبت کو اپنا موضوع سخن بنایا۔

نمونہ کلام:

دل اپنی طلب سے بھی کچھ لے کے سوا اٹھا وہ دست سخا ان کا جب بہر عطا اٹھا
جی مر کے کسی صورت پہنچوں درس ورتک یہ عزم سفر لے کر اک آبلہ پا اٹھا
ہر سوصف باطل میں اک شور قیامت تھا شمشیر بکف کوئی جب مرد خدا اٹھا

ازل سے زیب سر ہے آپ کے سہرا کرامت کا
قدم لیتی ہے بڑھ کر فتح پائے استقامت کا

شہنشاہ دو عالم کی سواری آنے والی ہے
دل آرا ہوتا جاتا ہے سماں صبح و لا دت کا
یہ کون آیا کہ برہم ہو گئی محفل اندھیروں کی
جہالت سرنگوں ہے فق ہے رخ کفر و ضلالت کا

ازل سے حشر تک دنیا مرے آقا کی دنیا ہے
ادھر شہرہ رسالت کا ادھر شہرہ شفاعت کا

فروغ چشم بصیرت غبار مارہرہ سکون قلب و جگر نوک خار مارہرہ
یہیں کہیں کوئی جنت چھپی تو نہیں ہے سنگلاخ بڑی رہ گزار مارہرہ
ہجوم بادہ گساران شربت عرفان لگا ہوا ہے سر آبشار مارہرہ
مرا وجود ہے تیرے کرم کا پروردہ مرا شہود ہے منت گزار مارہرہ
مہک اٹھے ہیں ترے دم سے کتنے باغ وراغ سدا بہار ہے باغ و بہار مارہرہ
وہ باغ جس کے نگہاں ہیں احسن العلماء مرے حبیب مرے شہر یار مارہرہ
وہ باغ سید جید ہوں جس کے روح رواں خزاں ہو کیسے بھلا ساز گار مارہرہ
خدا کی شان کہ مجھ جیسا عبد نامہ سیاہ چمک رہا ہے لب جوے بار مارہرہ

زیارت حرمین:

۱۹۷۴ء میں اہلیہ کے ساتھ بحری جہاز کے ذریعہ حج فرمایا۔ دوبار عمرے کیے۔

غیر ملکی اسفار:

۲ بار پاکستان ۲۰ بار برادری، ۱ بار ساؤتھ افریقہ اور متعدد بار یورپ و ہالینڈ کے تبلیغی دورے کیے۔

بیعت و خلافت:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ احسن العلماء حضرت سید مصطفیٰ حسن حیدر علیہ الرحمہ سے سلسلہ قادریہ کی اجازت پائی۔

مارہرہ سے تعلقات:

بحر العلوم کے خانقاہ مارہرہ سے بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ شہزادگان مارہرہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے ادھر خانقاہ کے افراد بھی بحر العلوم کو دل و جان سے مانتے اور آپ کے قدرداں تھے۔ امین ملت خانقاہ مارہرہ سے آپ کے روابط کو یوں بیان کرتے ہیں:

”حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ خانوادہ برکاتیہ کے تواتر اور تسلسل کے ساتھ حاضر

باش تھے۔ اعراس کے محافل و مجالس میں ایک بہت ہی روشن حصے کی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ عام طور سے قل کی آخری تقریر حضرت بحر العلوم کا ہی حصہ ہوا کرتی تھی۔ جس کے منتظر عوام الناس کے ساتھ ہم افراد خاندان بھی ہوتے۔“ (تجلیات رضا۔ بحر العلوم نمبر ۶۶)۔

شرف ملت سید محمد اشرف قادری لکھتے ہیں:

خانوادہ برکاتیہ کے لیے ان کی شخصیت بہت جانی پہچانی تھی۔ والد گرامی حضور احسن العلماء قدس سرہ کے وصال اور اس کے بہت سال بعد تک جب تک ضعف و بیماری نے اجازت دی۔ وہ عرس قاسمی برکاتی کی محفلوں میں تقریباً بلا ناغہ شریک ہوتے تھے۔ حضرت امین ملت مدظلہ العالی کے حکم پر بحر العلوم کے قیام کے واسطے مدرسہ قاسم البرکات کی عمارت جدید کا ایک حجرہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ راقم حروف کو جب ان کی آمد کی اطلاع ملتی تو وہ اسی حجرے میں جا کر بحر العلوم کا استقبال کرتا۔ (ایضاً ۶۸)

رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں صاحب تحریر کرتے ہیں:

حضرت بحر العلوم ہم سب بھائیوں کی چاہت کا مرکز تھے۔ اعراس کی محفلیں جو ہمارے بچپن اور لڑکپن میں ہوا کرتی تھیں آج کے دور میں برپا ہونے والی محفلوں کی بہ نسبت وہ اب تک ذہن کی گلیاروں میں زیادہ مربوط طریقے سے محفوظ ہیں۔ میرے والد ماجد حضرت احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر احسن میاں قدس سرہ کا چہرہ جن لوگوں کو دیکھ کر فرحت و انبساط سے چمکنے لگتا تھا۔ ان میں ایک بحر العلوم تھے۔“ (ایضاً ص ۷۲)

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ حضرت بحر العلوم سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ۱۹۹۰ء کے قریب کی بات ہے بحر العلوم علیہ السلام ہوئے۔ حضور احسن العلماء کو آپ کی علالت کی خبر دی گئی۔ تو آپ نے علاج کے لیے پچاس ہزار روپے پیش کرنے کا پیغام بھیجا۔ بحر العلوم آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا میرے مرشد اجازت سے فرمائیے کہ طبیعت اب اچھی ہے۔ کچھ ٹیسٹ کرانے ہیں، ان کے لیے رقم کا انتظام موجود ہے۔ مگر جب ادھر سے اصرار بڑھا تو فرمایا کہ تبرکاً صرف دس ہزار روپے ارسال فرمادیے جائیں۔ حضور احسن العلماء کو خبر کی گئی تو انہوں نے فرمایا بحر العلوم صاحب بہت خود دار ہیں۔ میں ان کی مالی حالت سے واقف ہوں، کم از کم پچیس ہزار ان تک پہنچا دو (ایضاً)

اعزازات و انعامات:

- (۱) ۷ نومبر ۲۰۰۹ء کو مارہرہ مطہرہ میں بحر العلوم قبلہ کو علما و مشائخ کے مجمع عام کے سامنے چاندی سے تولایا گیا مفتی صاحب کا وزن ۵۴ کلو تھا۔ برسر مجمع بحر العلوم نے اعلان فرمایا کہ آدھی چاندی میں صاحب سجادہ کو خانقاہی کاموں کے نذر کرتا ہوں۔
- (۲) رضویات کی نمایاں خدمات پر رضا اکیڈمی نے ۵۰ ہزار روپے اور ایوارڈ پیش کیا۔
- (۳) جامعہ فیض العلوم جمشید پور نے قائد اہل سنت ایوارڈ اور شیخ الاسلام تہذیب کا نکریمی خطاب دیا۔
- (۴) جامعہ صمدیہ پھونڈ شریف نے طویل دینی خدمات پر ۱۱ ہزار روپے اور ایوارڈ نذر کیا۔
- (۵) دہلی کی ایک عظیم الشان کانفرنس میں نوری ایوارڈ پیش کیا گیا۔
- (۶) امام احمد رضا سوسائٹی کو لکھنؤ کی طرف سے امام احمد رضا نیشنل ایوارڈ ملا۔
- (۷) دارالعلوم سراج العلوم نوادہ مبارک پور نے سکھ رائج الوقت سے تولایا۔

ازدواج و اولاد:

آپ کا عقد ۹ رجب ۱۳۶۵ھ قصبہ مبارک پور محلہ پرانی بستی ایک دیندار گھرانے میں شیخ عبدالغفور کی دختر نیک اختر صابرہ خاتون سے ہوا۔ آپ کی نو اولاد ہوئیں۔ پانچ صاحبزادے! مولانا محمد احمد مصباحی مرحوم، سلمان اشرف، مولانا شکیب ارسلان، محمد افریروز، محمد ظہیر الحسنین اور چار صاحبزادیاں: محترمہ زرینہ خاتون، محترمہ ام ایمن، محترمہ غزالہ خاتون، محترمہ نور الصباح۔

وفات:

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ ۲۹ نومبر ۲۰۱۲ء بوقت رات ۹ بج کر گیارہ منٹ پر اس علمی اور عبقری شخصیت نے دارفانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

دینی و ملی خدمات:

منبر و محراب سے افتاب طاعت تک اور صحافت سے اسلامی سیاست تک خدمات نظر آتی ہیں۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی قدس سرہ وغیرہم۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی قدس سرہ۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ و احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی قدس سرہ۔

ذکر خاندان برکات مفتی مظفر احمد قادری داتا گنجوی

مولانا انیس مجتبیٰ صدیقی

- نام : مظفر احمد
ولدیت : منور حسین
بیعت : حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ
مسکن : داتا گنج، ضلع بدایوں
وطن مالوف : داتا گنج، ضلع بدایوں
پورا پتہ : جامعہ مظفریہ برکات العلوم، داتا گنج، بدایوں
سن ولادت : ۳۱ مئی ۱۹۳۱ء
ازدواجی زندگی : ۱۴ شوال المکرم ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء کو رشتہ ازدواج سے منسلک ہوا۔
اولاد امجاد : ۲ صاحبزادے اور ۲ صاحبزادیاں۔
تعلیمی لیاقت : علوم دین کی جملہ شاخوں پر دسترس و مروجہ فنون میں کمال۔
ذریعہ معاش : تدریس و طب
تعلیمی اداروں سے وابستگی:

جامعہ مظفریہ برکات العلوم، داتا گنج، بدایوں

تصنیف کردہ کتب:

تفسیر صبح سعادت، برکات حدیث، اربعین حدیث و کتب کثیرہ مصنفہ۔

تدریسی خدمات:

منظر الاسلام، بریلی شریف، مدرسہ محمدیہ بدایوں، جامعہ اسلامیہ احسن البرکات۔

خطیب البراہین صوفی باصفا مفتی نظام الدین برکاتی

مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی

برصغیر ہندوپاک کی قادری خانقاہوں میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، یہ خانقاہ حضور صاحب البرکات سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی قدس سرہ [ولادت ۱۰۷۰ھ وصال ۱۱۴۲ھ] کے مقدس ہاتھوں بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں معرض وجود میں آئی۔ بے شمار مقتدر و مایہ ناز شخصیتیں اس خانقاہ سے فیض یاب ہوئیں۔ اسی سرچشمہ روحانیت سے سیراب ہونے والوں میں خطیب البراہین محی السنہ عارف باللہ حضرت علامہ الحاج صوفی مفتی محمد نظام الدین برکاتی رضوی نور اللہ مرقدہ کو اپنے دور میں نمایاں مقام حاصل ہے، آپ کے ذریعہ لاکھوں تشنگان معرفت سیراب ہوئے، آپ نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے فروغ و استحکام میں اہم اور نمایاں کردار پیش کیا۔

نام و نسب:

آپ کا نام محمد نظام الدین ہے۔ اور سلسلہ نسب یہ ہے: محمد نظام الدین بن نصیب اللہ خان بن بیتاب علی خان بن محمد اسحاق خان علیہم الرحمہ۔

مولد و مسکن:

ضلع بستی کے صدر مقام سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر جانب شمال مشرق تپہ اجیار کے مردم خیز اور مشہور گاؤں ”اگیا“ (جو پہلے ضلع بستی میں تھا اور اب سنت کبیر نگر میں آگیا ہے) کے ایک پابند صوم و صلاہ گھرانے میں مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، والد بزرگوار نے اسی مسرت و شادمانی کے عالم میں دل میں یہ طے کر لیا کہ میں اس بچے کو عالم دین بناؤں گا اس لیے آپ کی پرورش اور نشوونما خالص اسلامی

ماحول میں ہوئی۔ والدہ عابدہ زاہدہ تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ساتھ دلائل الخیرات کی تلاوت کی پابند تھیں۔ تہجد گزار والدہ کی دعائے سحر گاہی کا مظہر بن کر آپ کی شخصیت جلوہ افروز ہوئی آپ بچپن ہی سے متبع شریعت رہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ شعور کی جب اس منزل پر پہنچے جہاں سے تعلیمی سفر کا آغاز ہوتا ہے تو آپ کو مقامی مکتب میں داخل کر دیا گیا جہاں قرآن کریم اور چند ابتدائی کتابوں کی آپ نے تعلیم حاصل کی، دارالعلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ میں مولانا محمد فاروق احمد فیض آبادی سے میزان الصرف سے شرح وقایہ اور شرح جامی تک کا علم حاصل کیا۔

۱۹۴۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنے دوستا تھیوں کی معیت میں مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ کا رخ کیا۔ وہاں پر ایک سال رہ کر اپنے روحانی مربی حضرت علامہ حاجی مبین الدین محدث امرہوی [متوفی ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء] اور امام النوح حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی [متوفی ۱۹۷۸ء] قدس سرہما سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

۱۹۴۸ء میں ملک کی عظیم دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور چار سال تک جلالۃ العلم حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز مراد آبادی [متوفی ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء]، مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی [متوفی ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء]، مولانا الحاج عبدالصطفیٰ اعظمی اور شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی علیہم الرحمہ سے اکتساب علم کرتے رہے۔

دستار فضیلت:

۱۹۵۲ء میں حضور حافظ ملت اور دیگر علما و مشائخ نے آپ کو دستار فضیلت سے سرفراز فرما کر خدمت دین متین کی ذمہ داریوں پر مامور کیا، آپ نے ان ذمہ داریوں کو کچھ اس طرح نبھایا کہ آج دنیا آپ کو خطیب البراہین، محدث بستوی، محی السنہ، عارف باللہ، مفتی صاحب اور صوفی صاحب جیسے مہتمم بالشان القابات سے یاد کر رہی ہے۔ (۱)

تجربہ علمی:

حضور خطیب البراہین کو درس نظامی پر کامل دسترس حاصل تھی، علم حدیث، تفسیر،

فقہ اصول فقہ پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، علم تصوف و اخلاق کے جملہ شعبوں میں آپ کو مہارت تھی۔

غرض یہ کہ علوم و فنون میں آپ کے کمالات کی تشریح و توضیح کیوں کر ہو سکتی اسی طرح علوم باطن میں آپ کے مراتب قرب و کمالات اور اتصال باطن دور میں نگاہیں بہ خوبی جانتی اور پہچانتی ہیں عبادات و ریاضات، اور ادو وظائف، اذکار و افکار، اعمال و اشغال وغیرہ پر غور کیجیے اور متقدمین اولیائے کرام کے شبانہ روز سے ملاتے جائیے، تو ان کی زندگی کا ہر پہلو سیرت نبوی کی عملی تفسیر نظر آئے گا۔

آپ کی تبحر علمی، فراست و ذکاوت، جودت طبع، نکتہ رسی، محدثانہ بصیرت کا اعتراف بڑے بڑے اصحاب علم و فضل کو تھا اور آج بھی ہے، اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کے فضائل و کمالات کا اعتراف کیا۔

اوقات کی پابندی:

آپ نے اپنے اوقات مختلف دینی و ملی، علمی و فنی، تقریری و تحریری، اور ادو وظائف، تلاوت قرآن کریم، دلائل الخیرات جیسے امور کے لیے بانٹ رکھے تھے جن کی ہر حالت میں پابندی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

آداب و سنن اور احکام شریعہ کی مکمل پابندی فرماتے، نماز باجماعت ادا فرماتے۔ اکثر و بیشتر زبان مبارک حضور اکرم ﷺ کی مدح و ستائش اور ذکر خدا سے ترہتی تھی اور محبت رسول اور اطاعت حکم رسول میں اپنی زندگی کا بیشتر اثاثہ صرف فرما دیا۔

ان تمام شغل و اذکار کی مصروفیات کے باوجود درس و تدریس میں اوقات کی پابندی فرماتے، اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود تمام اسباق کا درس دیتے۔ درس کی تقریر مختصر اور جامع ہوا کرتی تھی، کتاب کے مضمون پر وارد ہونے والے اعتراضات درسی تقریر سے ہی حل ہو جاتے تھے۔ آپ کم گو اور بے تلے جملے بولنے کے عادی تھے اور دوسروں سے بھی مختصر باتیں سننے کے عادی تھے، مگر جو باتیں ارشاد فرماتے نہایت ہی باوزن قابل قبول ہوتیں۔ (۲)

تدریسی خدمات:

آپ نے تحصیل درس نظامی و تکمیل علوم اسلامیہ کے بعد اتر پردیش، گجرات کے متعدد مدارس اسلامیہ میں ۵۶ سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

(۱) دارالعلوم اہل سنت فیض الاسلام مہنداول ضلع (بستی) سنت کبیر نگر (یوپی)

(۲) دارالعلوم اہل سنت شاہ عالم احمد آباد گجرات

(۳) دارالعلوم اہل سنت فضل رحمانیہ پکیر و ضلع (گوئڈہ) بلرام پور (یوپی)

(۴) دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈو بھا، بکھرہ ضلع (بستی) سنت کبیر نگر (یوپی)

آپ نے ۱۴ اپریل ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈو بھا کا انتخاب کیا

اور ۲۰۰۹ء تک طالبان علوم نبویہ کو درس بخاری دیتے رہے۔ جس میں اخیر کے بیس سال

تک آپ نے فی سبیل اللہ درس بخاری دیا اور ادارہ سے کوئی معاوضہ نہیں لیا۔

آپ کی درس گاہ فیض سے شعور و آگہی کی دولت حاصل کرنے والے طلبہ

ہزاروں کی تعداد میں ملک و بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، جو اہل سنت و جماعت کی

ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ (۳)

دعوت و تبلیغ:

آپ نے جہاں ایک طرف اساتذہ، مفکرین، ادبا اور دانشوروں کا ایک عظیم دستہ قوم

کو عطا کیا وہیں اپنی مدد و مہربانی تقریروں کے ذریعہ دشمنان اسلام کو دعوت فکر دیتے رہے۔

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مصباحی [متوفی ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء]

علیہ الرحمہ آپ کی شخصیت اور خطابت کے تعلق سے یوں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نظام الدین صاحب، شیخ الحدیث دارالعلوم تنویر

الاسلام امرڈو بھا، ضلع بستی علمائے اہل سنت میں ایک ذی وقار عالم اور مدرسین میں ایک بلند

پایہ شیخ الحدیث، جن کے کثیر التعداد شاگرد پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں، مرشدین

میں ایک گراں قدر مرشد اور کثیر المریدین شیخ وقت اور پیر طریقت شمار کیے جاتے ہیں، اور رشد و ہدایت اور وعظ و تقریر میں پورے ہندوستان کے طبقہ اہل سنت میں خطیب البراہین کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔

مولانا نے اپنے وعظ و تقریر میں ایک طرز خاص ایجاد فرمائی، زبان صاف اور سیدھی انداز بیان واضح اور سلجھا ہوا، مگر پابندی اس امر کی کہ جو بات بھی کہی جائے اسے حوالوں سے آراستہ کر دیا جائے۔ مولانا اپنے بیان کی کیفیات میں خود ڈوب جاتے ہیں اور سننے والوں کا یہ حال کہ ہر شخص ششدر اور حیران غمگنی باندھے ان کا چہرہ دیکھ رہا ہے اور ان کی باتیں سن رہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے، یا اللہ! کتنا وسیع مولانا کا علم ہے اور کتنا قوی ان کا حافظہ؟۔ (۴)

ذوق عبادت:

دور طالب علمی میں ہی آپ حصول علم کی لگن کے ساتھ ذوق عبادت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔

حضرت مولانا علی احمد صاحب مبارک پوری علیہ الرحمہ کو دارالاقامہ کی نگرانی سپرد تھی وہ حضرت خطیب البراہین کے متعلق فرماتے تھے:

”تعلیمی دور میں طلبہ کو صبح کے وقت نماز کے لیے بیدار کرتا تھا، مگر جب بھی گیٹ کھولتا تو مولانا نظام الدین بستوی کو وضو سے فارغ پاتا یا وضو کرتے پاتا“۔

آپ زمانہ طالب علمی ہی سے نہایت ہی پرہیزگار اور تقویٰ شعار رہے۔ آپ کے تقویٰ شعاری کا عالم یہ تھا کہ آپ نے ایک بار حضور حافظ ملت کی درس گاہ میں یہ عریضہ پیش کیا کہ حضور میرے یہ احباب مجھے ”صوفی صاحب“ کہتے ہیں میں اپنے آپ کو اس کا مصداق نہیں پاتا، اس لیے آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ مجھے اس نام سے نہ پکاریں۔ تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا! جی ہاں ہم بھی آپ کو صوفی صاحب کہتے ہیں۔ آپ صوفی ہیں اسی لیے تو لوگ آپ کو صوفی صاحب کہتے ہیں۔

اس مرد حق شناس کے منہ سے نکلے ہوئے جملے ربِّ کریم کی بارگاہ میں اس قدر

مقبول ہوئے کہ آج دنیا آپ کو صوفی صاحب ہی کے خطاب سے جانتی پہچانتی ہے۔ (۵)

تحریری خدمات:

تدریسی، تقریری، تبلیغی مصروفیات اور معمولات و اذکار کے بعد آپ کو اتنا وقت کہاں میسر آتا کہ آپ تصنیف و تالیف کی جانب توجہ فرماتے مگر ان تمام اشغال کے باوجود اصلاح اُمت کے لیے درجنوں مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۱) داڑھی کی اہمیت (۲) کھانے پینے کا اسلامی طریقہ (۳) برکات مسواک (۴) اختیارات امام النسبین (۵) فلسفہ قربانی (۶) برکات روزہ (۷) حقوق والدین (۸) فضائل مدینہ (۹) فضائل تلاوت قرآن مبین (۱۰) فضائل درود (۱۱) خطبات خطیب البراہین۔

حج و زیارت:

دیار حبیب کی حاضری اور فریضہ حج کی ادائیگی دونوں جہان کی برکتوں اور سعادتوں کا ذریعہ ہے آپ ۱۹۹۰ء میں اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے صاحبزادے حبیب العلماء حضرت علامہ محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے۔

شرف بیعت:

آپ نے دوران تعلیم ہی ۷ ربیع النور ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۵۱ء کو تاجدار اہل سنت آفتاب رشد و ہدایت سرکار مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان [متوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء] علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ (۶)

اجازت و خلافت:

حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کو خانقاہ برکاتیہ سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا، مارہرہ مطہرہ کی حاضری آپ کا معمول تھا، اسی لگاؤ و محبت کی وجہ سے سرکاران مارہرہ کا کچھ ایسا کرم ہوا کہ عرس قاسمی کے موقع پر ۲۰ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء بروز جمعرات کو حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں [ولادت

۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء وصال ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء [علیہ الرحمۃ والرضوان نے علما و مشائخ کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر آپ کی ہمہ گیری و جامعیت میں ایک نئی روشنی پیدا فرمادی۔

اسی طرح آپ کے مشفق استاذ رئیس الاتقیاء حضرت علامہ الحاج حافظ مبین الدین فاروقی محدث امر وہوی [متوفی ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء] قدس سرہ نے ۵/ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ کو ”النور والہواء“ میں مذکور پچیس سلاسل قرآن وحدیث وسلاسل اولیاء اللہ کی سند اجازت کے ساتھ سلسلہ رضویہ کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ اپنی خلافت کا تذکرہ یوں فرماتے: جس وقت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے میری خلافت کا اعلان فرمایا اور میرے سر پہ سبز دستار باندھی اس وقت میرے اوپر فیضان و برکات، انوار و تجلیات کی ایسی برسات ہوئی کہ میرا باطنی خلا پُر ہو گیا اور میری کیفیت کیا ہوئی اسے الفاظ میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔

مشائخ مارہرہ سے ربط و تعلق:

آپ کو خانوادہ مارہرہ مطہرہ کے دو عظیم المرتبت بزرگوں کی خدمت کا موقع ملا اُن میں سے ایک حضور سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ قادری [ولادت ۱۳۳۳ھ وصال ۱۳۹۴ھ] علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تھی اور دوسری گرامی شخصیت مرشد اجازت حضور احسن العلماء مولانا سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں [ولادت ۱۳۴۵ھ وصال ۱۴۱۶ھ] علیہ الرحمہ کی تھی۔

دونوں حضرات ہندوستان کے ممتاز ترین عالم دین اور بہت عالی شان خانقاہ کے سجادہ نشین تھے، اُن بزرگوں کے دلوں میں آپ کے لیے کتنی محبت و شفقت تھی اس کا اندازہ چند جملوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضور سید العلماء نے ضلع بستی کے ایک مشہور گاؤں ”بسڈیلہ“ میں حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کے خطاب سے متاثر ہو کر فرمایا تھا: ”یہ کوئی تملق و چاپلوسی نہیں ہے ایک دن وہ آئے گا کہ لوگ دور دور سے انھیں بلائیں گے۔“

صوفی صاحب قبلہ فرماتے ہیں بحمدہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ الاعلیٰ ﷺ مقتدائے اہل سنت و مکرّم کم کی زبان فیض ترجمان کا یہ اثر ہوا کہ ملک کے بیشتر صوبوں میں میرا تقریری پروگرام ہوا اور آج بھی سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے ملک کے مختلف علاقوں میں میرا آنا جانا ہوتا ہے۔ اس جملہ کی صداقت لوگوں پر آفتاب سے زیادہ واضح ہوئی۔

حضور سید العلماء امرڈو بھاضلع سنت کبیر نگر کے ایک جلسہ میں تشریف لائے جب حضرت صوفی صاحب ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا:

”آئیے صوفی صاحب! مجھے آپ کو صوفی کہنے میں بڑی لذت محسوس ہوتی ہے“ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، جب آپ مارہرہ مقدسہ جاتے تو آپ بہت خیال فرماتے تھے، پہونچنے پر آپ خود ہاتھ پکڑ کر بٹھاتے، کھانا وغیرہ کا خود انتظام کرتے اور پوچھتے رہتے کہ آپ کیسے ہیں؟ مولانا بشیر مرحوم وغیرہ سے فرماتے تھے کہ صوفی صاحب کا خیال فرمائیے گا، جب آپ خطاب کرنے کے لیے منبر رسول پر حاضر ہوتے تو حضور احسن العلماء اعلان فرماتے کہ اب وہ تقریر کرنے کے لیے آرہے ہیں جن کی تقویٰ و طہارت و پرہیزگاری مسلم ہے، حدیث بیان فرماتے ہیں تو عشق رسول میں ڈوب کر اور جو بیان کرتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں، تقریر سنتے اور جھومتے، جب ختم کرنا چاہتے تو آپ فرماتے اور بولیں، کیوں کہ آپ کی تقریر قرآن وحدیث اور برّحل اعلیٰ حضرت کے اشعار سے مملو ہوتی ہے۔

مولانا غلام حسین صاحب برکاتی نظامی فرماتے ہیں کہ کھڑک والی مسجد ممبئی میں آپ کے خلفاء میں سے حضرت صوفی صاحب قبلہ کے بارے میں کسی نے کہا کہ آپ کے خلیفہ حضرت صوفی صاحب کے ذریعہ بحمدہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا خوب خوب فروغ ہو رہا ہے، حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے اور انتہائی انبساط میں فرمانے لگے کہ جی ہاں! یہ حسن کا انتخاب ہے، پھر مزید دعاؤں سے نوازتے رہے۔

حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ اپنے مرشد اجازت حضور احسن العلماء مولانا

سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں برکاتی علیہ الرحمہ کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

آپ کی ذات اقدس اس بابرکت بوئے گل کی طرح ہے جو اپنی خوشبو سے ہمہ دم مشام اہل سنت کو مہکائے رہتی ہے، آپ علم و فضل، دین و دیانت، دانش و حکمت، زہد و تقویٰ، خوش خلقی و خدا ترسی، حق گوئی و بیباکی سے متصف تھے، اعلیٰ درجے کے خطیب بہترین نثر نگار اور شاعر خوش گفتار تھے، تقویٰ شعار، حق شناس، عابد شب زندہ دار تھے بایں ہمہ آپ علمائے کرام کے سامنے عجز و انکساری کے پیکر نظر آتے اس سلسلہ میں آپ کی ذات ہمارے لیے نمونہ عمل تھی، آپ کے در پر جو پہونچا فیض یاب ہو کر لوٹا، عقیدت مندوں سے اس قدر محبت فرماتے کہ لوگ یہی سمجھتے کہ حضرت سب سے زیادہ مجھی کو چاہتے ہیں۔ (۷)

خانقاہ برکاتیہ:

حضرت خطیب البراہین خانقاہ برکاتیہ کے علمی وقار کے بارے میں فرماتے ہیں:

”خانوادہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے علمی و روحانی وقار کے بارے میں مجھ جیسے کم علم کو کچھ کہنے کی جرات کیسے ہو سکتی ہے، جس خانقاہ کے آقا یان نعمت و سرکاران والا تبار علم ظاہر و علم باطن کے شہنشاہ اور ہر ایک شریعت و طریقت کے مجمع البحرین رہے ہوں جنہیں اکابرین اہل سنت نے اپنے دور میں ایسے ایسے القابات و خطابات سے یاد فرمایا جو ان کے علمی و روحانی فضل و کمال پر دلالت کرتے ہیں، کسی کو ”صاحب البرکات“ تو کسی کو ”شمس دین“ سے یاد کیا گیا کسی کو ”خاتم الاکابر“ کہا گیا تو کسی کو ”تاج العلماء“، ”سید العلماء“ اور ”احسن العلماء“ سے یاد کیا گیا۔ یہ خانوادہ ہمیشہ سے علمی و روحانی اقدار کا حامل رہا ہے۔ (۷)

آپ نے سلسلہ برکاتیہ سے فیض حاصل کرتے ہوئے اسی کے مطابق تشنگان علوم و معرفت کے مابین فیض تقسیم فرماتے رہے، جن کے ارد گرد علوم و فنون کے طالب، تزکیہ باطن کے متلاشی، پند و موعظت کے شائق صف بستہ نظر آتے، جن کی تابانیوں سے ضمیر کی اصلاح اور تاریک دلوں میں تجلیوں کا ظہور ہو جاتا، آپ کے ذریعہ سلسلہ برکاتیہ کا خوب فروغ ہوا، اس لیے آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں، مگر خلفاء کی تعداد صرف

دوہے (۱) حبیب العلماء حضرت علامہ محمد حبیب الرحمن جانشین حضور خطیب البراہین (۲) شہزادہ رئیس الاتقیاء حضرت ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی صاحب امر وہ ضلع مراد آباد۔

انتقال پر ملال:

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۱۳ء صبح آٹھ بجے آپ نے اپنی حیات مستعار کی آخری سانس لی اور اس دار فانی سے دار جاودانی کی جانب رحلت فرما گئے ”اناللہ وانا الیہ راجعون“ ۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ مبارکہ کو آپ کے آبائی گاؤں ”اگیا“ ضلع سنت کبیر نگر (یوپی) میں تدفین عمل میں آئی جس میں لاکھوں فرزندان توحید نے شرکت فرما کر اپنے اس عظیم قائد کو نم ناک آنکھوں سے سپرد خاک کیا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے جانشین حبیب العلماء حضرت علامہ الحاج شاہ محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے پڑھائی۔

حوالہ جات

- (۱) سہ ماہی پیام نظامی لہر ولی سنت کبیر نگر خصوصی شمارہ اپریل تا جون ۲۰۱۳ء، ص ۱۸، سال نامہ ضیائے حبیب خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نظامیہ اگیا ضلع سنت کبیر نگر، ص ۶۔
- (۲) خطیب البراہین حیات و خدمات دار القلم نظامی مارکیٹ لہر ولی سنت کبیر نگر ص: ۱۸، ۱۷۔
- (۳) نظام حسن و مبین مکتبہ نظامیہ حبیبیہ، لہر ولی، سنت کبیر نگر، ص: ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ملخصاً
- (۴) خطبات خطیب البراہین، تقریظ، ص ۴، ۵، ۶، ملخصاً، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر
- (۵) ضمیمہ خطیب البراہین روزنامہ راشٹریہ سہارا گورکھ پور ۲۱ اپریل ۲۰۱۳ء صفحہ ۶
- (۶) روزنامہ راشٹریہ سہارا گورکھ پور خطیب البراہین نمبر صفحہ ۱۸
- (۷) انٹرویو خطیب البراہین نمبر راشٹریہ سہارا گورکھ پور، ص: ۶، ۷، رسالہ نامہ ضیائے حبیب ص: ۱۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲

مفتی متھرا حضرت مفتی محمد لطف اللہ قادری



نام : محمد لطف اللہ قادری علی گڑھی شہر متھراوی

ولدیت : جناب منشی عبدالرحمن مرحوم جلالوی علی گڑھی

بیعت : حجت الاسلام محمد حامد رضا قادری

مسکن : ٹیگٹ، شہر متھرا (یو. پی.)

وطن مالوف : قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ

سن ولادت : ۱۹۲۵ء

ازدواجی زندگی : محترمہ حسینہ خاتون بنت چودھری رحمت اللہ عرف کلچودھری مرحوم۔

اولاد امجاد : الحاج مولوی حافظ وقادری محمد برکت اللہ قادری، زینت بی، عشرت بی،

رحمت بی۔

تعلیمی لیاقت : عالم فاضل اعلیٰ قابل، انٹر میڈیٹ، L.M.P - H.M.B.H.R.

آل انڈیا ہومیوپیتھک رجسٹرڈ ڈاکٹر۔

ذریعہ معاش : تعلیم و تعلم حکمت و امامت

تعلیمی اداروں سے وابستگی :

مدرسہ حافظیہ سعید دادوں ضلع علی گڑھ، مظہر اسلام مسجد بی بی صاصر، بریلی شریف، جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی، اہل سنت و جماعت کے مشہور اکثر و بیشتر اداروں سے وابستگی ہے۔

تصنیف کردہ کتب:

میلات شرف، نماز جنازہ، قربانی و عقیقہ

تدریسی خدمات:

درس نظامی بحیثیت صدر المدرسین تقریباً ۶۱ برس مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی، ضلع نمنی تال، معلم دینیات احمدیہ حنفیہ انٹر کالج، شہر آگرہ۔

دینی و ملی خدمات:

بے طمع رہ کر مسلسل کئی سال متھرا (یو. پی.) کی ۵۰ سے زائد میں تبلیغ دین کی دیگر ۵ مدارس دینیہ و مساجد کی بنیاد ڈالی۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور صدر الشریعہ، حضور مفتی اعظم ہند، حضور حافظ ملت، حضور صدر الافاضل، حضور احسن العلماء علیہم الرحمۃ والرضوان۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

فتویٰ نویسی و ملک کے مختلف مقامات پر تبلیغ دین اور دینی مدارس و مساجد کا قیام با علم و عمل زندگی گزارنا اور تحریری و تقریری طور پر دین کی خدمت کرنا۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

۱۹۴۲ء سے دور طالب علم میں دادوں ضلع علی گڑھ، بواسطہ اپنے صدیق محترم، مفتی خلیل احمد صاحب مارہروی استاذ حضور احسن العلماء علیہم الرحمہ۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے خلافت:

حضور احسن العلماء علیہم الرحمہ

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ شریف بحمدہ تعالیٰ نہایت خلوص کے ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رہ کر اور ہر دنیوی غرض سے مبرا رہ کر دین مستقیم کی ہر خلوص خدمت کے ساتھ ممتاز رہی علماء حقانی کو ہمیشہ دینی و دنیوی حیثیت سے نوازی رہی۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور سید العلماء و حضور احسن العلماء علیہما الرحمہ۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

شریعت اسلامیہ کے احکام پر عمل کرنے اور اپنے اسلاف کرام کے طریقہ حق پر گامزن رہنے، خلاف شرع سے بچنے اور اسلامی بھائیوں کو بچانے میں مسلک اہل سنت و جماعت اور امت کے اتحاد و فروغ میں کوشاں رہنا۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

حضرت مفتی صاحب دارالافتاء میٹا گیٹ، شہر مٹھرا،

فون نمبر اور ای میل:

sharibraza53@gmail.com، 9927423314

مفکر اہل سنت مولانا اسماعیل احمد جانی

قاضی محمد ابراہیم مقبولی

تاریخ پیدائش:

۱۹۳۱ء کو سرزمین ممبئی کا مشہور علاقہ عبد الرحمن اسٹریٹ اگبوٹ (Agboat) والا بلڈنگ میں ایک دینی گھرانے میں جنم لیا۔ آپ کے والد ماجد حاجی احمد جانی بڑے نکو کار اور دین دار، علماء نواز خصوصاً حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بڑے شیدائی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حاجی احمد جانی کی حیات تک انہیں کے گھر ”آگبوٹ والا بلڈنگ“ میں قیام فرماتے۔ علماء و مشائخ حضور مفتی اعظم ہند سے ملاقات و شرف نیاز حاصل کرنے آتے۔ جس کی بنا پر حاجی احمد جانی کا گھر علماء کی آمد و رفت کا مرکز بن گیا اسی ماحول میں پیر طریقت اسماعیل احمد جانی کا بچپن و جوانی پروان چڑھتی رہی۔ آخرش نتیجہ یہ ہوا کہ سنی جمعیۃ العلماء ممبئی کے آپ سکرٹری منتخب ہوئے اس زمانہ میں آپ نے مدنی پورہ میں سنی جمعیۃ العلماء کے دفتر کی خریداری میں بذات خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس وقت دفتر کا فون بھی شیخ اسماعیل احمد جانی کے نام ہے۔

آئے دن فروغِ سنیت کے معاملات میں کوشش اور اس کو بحسن خوبی انجام تک پہنچانے کے لئے ہمہ وقت چاق و چوبند نظر آتے۔ جس کا اندازہ علامہ وارث جمال قادری کی ایک تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔ قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”خلیج کی پہلی جنگ سے چند سال پیشتر جماعت اہلسنت کی ایک نمایاں شخصیت جو جماعت اہل سنت کے فروغ کے لئے ہمیشہ متحرک و فعال تھی اور اب دارالعلوم امام احمد رضا کوکن کوٹدیورے، رتناگیری، مہاراشٹر کے حوالہ سے انکا نام اور کام بڑے روشن اُجالوں میں آگیا ہے۔ ایک مرتبہ الحاج اسماعیل احمد جانی قادری برکاتی رضوی کویت سے شائع ہونے والا ایک عربی مجلہ لے کر

آئے تھے جس میں حال کے گمراہ باطل اور خارج از اسلام فرقوں کا تعارف کرایا گیا تھا۔ جیسے وہابیت، بہائیت، قادیانیت وغیرہ ان فرقوں کا تعارف ان کے حالات ان کے افکار و نظریات وغیرہ۔ ان گمراہ باطل اور خارج از اسلام فرقوں میں آخر نام تھا بریلوی جس کا آغاز یوں ہوا تھا ”و منہم البریلویۃ“ پھر اعلیٰ حضرت کا گمراہ کن تذکرہ اور ایک نئے فرقے کی حیثیت سے اس کا تعارف۔ اس مجلے کی بنیاد پر الحاج اسماعیل احمد جانی کی کوششوں سے حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کی مسجد کھڑک میں اشرف العلماء کی صدارت میں علمائے کرام اور ائمہ مساجد کی بڑی پرہجوم میٹنگ ہوئی۔ اس پرہجوم میٹنگ میں محترم حاجی اسماعیل احمد جانی صاحب نے وہ مجلہ علمائے کرام کو پیش کیا فقیر وارث جمال قادری نے بھی اس میں آل انڈیا تبلیغ سیرت کے ذمہ دار کی حیثیت سے شرکت کی تھی اور اس مجلے کو نہ صرف دیکھا تھا بلکہ پڑھا بھی تھا۔“

تصنیف کردہ کتب:

(۱) انگھوٹے چومنے کا مسئلہ (۲) آثار مبارکہ کی برکتیں

ان بزرگان دین کا نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

(۱) سید ابراہیم جیلانی (۲) حضور مفتی اعظم ہند (۳) سید العلماء (۴) سید حسن میاں (۵) برہان ملت (۶) حضور مجاہد ملت (۷) حافظ ملت (۸) صدر الشریعہ (۹) شیر پیشہ اہل سنت (۱۰) محبوب ملت شیخ عبدالجبار (۱۱) سعد الشکر کی (۱۲) شیخ نور مکہ شریف (۱۳) علامہ ضیاء الدین مدنی (۱۴) شیخ سید عبدالعزیز خطیب شام (۱۵) شیخ عبدالکریم عطاء دمشق (۱۶) شیخ عمر مدینہ منورہ۔

دینی سرگرمیاں:

آئے دن الحاج شیخ اسماعیل احمد جانی تحریکات اور فروغِ سنیت کے لئے کوششیں فرماتے رہے ہیں۔ الشیخ الحاج اسماعیل احمد جانی سنیت کے فروغ اور اہلسنت کی تبلیغ کے لئے جو ادارہ جامعہ امام احمد رضا قائم کیا ہے اس کی وسیع عمارت تقریباً 25 ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک سے 1500 طلبہ و طالبات اور 115 افراد پر مشتمل اسٹاف دین و مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت پر مامور ہیں۔ اتنی بڑی خدمت کے باوجود آج تک یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ ”جامعہ“ کے کسی گوشہ پر میرا نام نہیں چاہئے۔ یہ ان

کی اخلاص نیت و ولایت ہے۔ جزاء اللہ خیراً۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ امام احمد رضا کو کن اور اس کے پرنسپل احقر قاضی محمد ابراہیم مقبولی برکاتی دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ رب کریم انہیں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

حقیقت یہی ہے کہ اس کی ظاہری و باطنی سرپرستی امین ملت فرما رہے ہیں۔ ہماری ٹرسٹ کے سرپرست حضور ہی ہیں۔ پیر طریقت شیخ اسماعیل احمد جانی صرف جامعہ امام احمد رضا کو کن ہی نہیں بلکہ کئی اداروں کے سرپرست، مساجد و مدارس کے بانی ہیں۔ یہ سرپرستی برائے نام نہیں بلکہ کئی مدرسوں کی بنیاد کے ساتھ ان کے لئے کلی یا جزوی طور پر تعمیر کے لئے امداد بھی فرمائی (۱) بھٹکل کی پہلی سنی مسجد ”مسلمک اعلیٰ حضرت“ تعمیر فرمائی۔ (۲) جامعہ امام احمد رضا للبنات، ہری ہر (۴) جامعہ مقبولیہ ہانگل شریف (۵) جامعہ مسلمک اعلیٰ حضرت للبنات، ہبلی (۶) کلیۃ البنات مسلمک اعلیٰ حضرت کھڈ، رتناگیری (۷) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ کلیۃ البنات ملے بنور، داؤنگیرہ (۸) مدرسہ فیضان رضا بکیری، بگام (۹) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ دھارواڑ (۱۰) مدرسہ اہلسنت مسلمک اعلیٰ حضرت، انعام ہانگل (۱۱) گلشن زہرہ، بنگلور (۱۲) جوارى الفاطمہ ناگیور (۱۳) جامعہ خاتون جنت، میرج (۱۴) مدرسہ رضویہ سنکیشور بگام (۱۵) مسجد اہلسنت سنکیشور، بگام (۱۶) جامعہ ام الخیر، یو۔ پی۔ (۱۷) تنظیم امام احمد رضا، کولہاپور (۱۸) رضائے مصطفیٰ مڑگاؤں۔ یہ وہ ادارہ ہیں جن میں شیخ اسماعیل احمد جانی کا ذاتی مال لگا ہے۔ بقیہ ادارے حضرت کی دعاؤں اور مشوروں سے چل رہے ہیں آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ جدید مسلمین کے گھروں کا مکمل خرچ، غریب و یتیم کی کفالت آپ اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے تھے۔ نیز علماء و مشائخ کو حج و زیات کے لئے بھیجتے ہیں۔ آپ عاشقِ مدینہ ہیں تقریباً ۶۳ مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے ہیں سینکڑوں بار عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ عشقِ رسول جزء زندگی بنی ہوئی ہے۔ طالبِ بقیع ہیں دعا ہے رب کریم ہر مومن کامل کی قسمت میں بقیع مقدس لکھ دے۔

خلافت و اجازت کا واقعہ: جس وقت عرس قاسمی کی سرپرستی حضور احسن العلماء کی تھی اس وقت حضور شارح بخاری اور شیخ اسماعیل احمد جانی کو خلافت و اجازت عطا کی گئی۔

خانقاہ برکات کے بارے میں تاثر:

ہندوپاک کی جملہ خانقاہوں میں سلسلۃ الذہب واحد خانقاہ برکات نظر آتی ہے۔

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری میاں مدظلہ العالی

مولانا ناظم علی مصباحی، استاذ: الجامعة الاشرفیہ، مبارکپور

فقہ النفس تاج الشریعہ حضرت العلام شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں آپ اس وقت پورے ہندوستان کے قاضی القضاۃ ہیں، مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، اخلاص و وفا اور تحقیق و تنقیح کے حقیقی وارث ہیں، احقاق حق و ابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے۔ آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں اسی لیے عرب و عجم کے عوام و خواص آپ سے حصول فیض اور اکتساب برکت کے لیے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کے چہرہ تاباں کی زیارت کو ایمان کی تازگی کا ذریعہ جانتے ہیں، آپ جس آبادی میں قدم رنجہ ہوتے ہیں خلق خدا کا جھوم امنڈ پڑتا ہے اور جس کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں جملہ حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ”ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے“ کی آپ منہ بولتی تصویر ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ مبارکہ محلہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

”محمد اختر رضا خاں بن محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں بن حامد رضا خاں بن امام احمد رضا خاں بن علامہ مفتی نقی علی خاں۔“

آپ حجۃ الاسلام کے پوتے اور مفتی اعظم قدس سرہما کے نواسے ہیں۔ چار سال ۴ ماہ ۴ دن کی عمر میں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے رسم ”بسم اللہ خوانی“ کی عظیم الشان

تقریب منعقد فرمائی جس میں دارالعلوم منظر اسلام کے تمام اساتذہ و طلباء کی پر تکلف دعوت فرمائی آفتاب کشور ولایت، تاجدار اہل سنت مفتی اعظم قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی۔

آپ نے قرآن پاک ناظرہ اپنی والدہ مشفقہ سے گھر ہی میں پڑھا۔ اردو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد مفسر اعظم ہند سے پڑھیں۔ اس کے بعد آپ کے والد ماجد نے دارالعلوم منظر اسلام میں آپ کا داخلہ کرا دیا۔ آپ نے دارالعلوم منظر اسلام کے قابل فخر ذی استعداد اساتذہ کرام سے اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کی اور اعلیٰ پوزیشن کے ساتھ فراغت حاصل کی۔ منظر اسلام سے فراغت کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کے لیے ”جامعہ ازہر مصر“ تشریف لے گئے اور وہاں ”کلیۃ اصول الدین“ میں داخلہ لے کر تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ اور عربی زبان و ادب میں کمال حاصل کیا اور ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں سند سے نوازے گئے (مصر کے سابق صدر) کرنل جمال عبد الناصر نے جامعہ ازہر ایوارڈ اور سند امتیاز پیش کیا۔

جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے لیے مامور ہوئے اور کامیابی کے ساتھ انتہی کتابوں کا درس دیا اور طالبان علوم نبویہ کو فیض بخشا اور بادۂ علم و فن سے سیراب کیا۔ تبلیغی اسفار اور بیعت و ارشاد کی مصروفیات کے باعث تدریس کا یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا مگر فتویٰ نویسی، تحقیق و تدقیق اور تصنیف و تالیف کا جو سلسلہ بعد فراغت جاری فرمایا تھا وہ اب تک جاری و ساری ہے، آپ کی درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں جو تصانیف و تراجم اور تعلیقات و تحقیقات پر مشتمل ہیں:

- (۱) حاشیہ علی صحیح البخاری (عربی) مجلس برکات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔
- (۲) مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ (عربی) دارالمقطم قاہرہ، مصر۔
- (۳) تحقیق أن أبا ابراہیم ”تارخ“ لا اذر“ (عربی) دارالمقطم قاہرہ مصر۔
- (۴) الفردۃ فی شرح البردة جو تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور تحقیقات کا بیش قیمت خزانہ ہے۔ (عربی)

- (۵) الصحابة نجوم الاهتداء (عربی) اس میں اس بات کی تحقیق ہے کہ ”اصحابی كالنجوم“ حدیث مقبول ہے موضوع نہیں۔ مطبوعہ دار المقطم مصر۔
- (۶) سُدُّ المشارع علی من يقول: ان الدين يستغنى عن الشارع. (عربی) دار المقطم، قاہرہ، مصر۔
- (۷) صيانة القبور (عربی)
- (۸) الحق المبين (عربی واروونوں زبانوں میں)
- (۹) دفاع كنز الايمان (دو حصے اردو میں) مطبوعہ ادارہ سنی دنیا پاکستان۔
- (۱۰) أزهَر الفتاوى (پانچ جلدوں پر مشتمل آپ کا مجموعہ فتاویٰ)
- (۱۱) أزهَر الفتاوى (مجموعہ فتاویٰ دو حصے انگریزی میں)
- (۱۲) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (اردو) مطبوعہ ادارہ سنی دنیا۔
- (۱۳) تین طلاقیں کا شرعی حکم (اردو) مطبوعہ المجموع الرضوی
- (۱۴) ثانی کا مسئلہ (اردو) مطبوعہ المجموع الرضوی۔
- (۱۵) شرح حدیث نیت (اردو) مطبوعہ ادارہ سنی دنیا۔
- (۱۶) كنز الايمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ (اردو)
- (۱۷) ہجرت رسول (اردو) مطبوعہ المجموع الرضوی۔
- (۱۸) آثار قیامت (اردو) مطبوعہ المجموع الرضوی۔
- (۱۹) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اردو) مطبوعہ المجموع الرضوی۔
- (۲۰) سفینہ بخشش نعتیہ دیوان (اردو)
- (۲۱) نعمات اختر نعتیہ دیوان (عربی)
- (۲۲) ”المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد“ (علم کلام کی اس اہم وادق عربی کتاب کا آپ نے اردو میں دل نشیں ترجمہ فرما کر افادہ و استفادہ کو آسان فرمایا اور وقت ضرورت علمی و تحقیقی حاشیہ ارقام فرما کر علم کلام کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھایا۔ مطبوعہ المجموع الرضوی۔

- (۲۳) فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تعریب)
- (۲۴) ”فقہ شہنشاہ وان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله تعالى“ (تعریب) المجموع الرضوی۔
- (۲۵) ”تيسير الماعون للسكن في الطاعون“ مطبوعہ المجموع الرضوی۔
- (۲۶) ”إهلاك الوهابيين على توهين قبور المسلمين“ (تعریب) المجموع الرضوی۔
- (۲۷) ”الهاد الكاف في حكم الضعاف“ (تعریب مع تعلیق) دار السنابل دمشق۔
- (۲۸) ”حاجز البحرين الواقی عن جمع الصلاتين“ (تعریب مع تعلیق)
- (۲۹) ”سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح“ (تعریب مع تعلیق)
- (۳۰) ”الأمن والعلی لساعتی المصطفیٰ بدافع البلاء“ (تعریب مع تعلیق) دار النعمان دمشق۔
- (۳۱) ”قوارع القهار علی المجسمة الفجار“ (تعریب و تعلیق)
- (۳۲) ”النهی الأكید عن الصلاة وراء عدی التقليد“ (تعریب و تعلیق)
- (۳۳) ”عطایا القدير فی حکم التصوير“ (تعریب) المجموع الرضوی۔
- (۳۴) ”عطاء النبی لإفاضة أحكام ماء الصبی“ (تعریب)
- (۳۵) النور والنورق (تعریب)
- (۳۶) ”برکات الإمداد لأهل الاستمداد (تعریب) جمیعة رضاء المصطفیٰ کراچی“۔
- (۳۷) ”شمول الإسلام لأصول الرسول الکرام“ (تعریب)
- (۳۸) ”الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی“
- (۳۹) ”أنوار المنان فی توحید القرآن“ (وحدت قرآن کے موضوع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عربی تصنیف کا اردو میں ترجمہ)

بج (۴۰) جدید ذرائع ابلاغ سے روایت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت۔

(۴۱) چلتی ٹرین میں نماز کا حکم۔

(۴۲) ترجمہ قصیدتان رائعتان۔

(۴۳) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (اردو المجمع الرضوی پاکستان)

(۴۴) المبين لأمال المكذبين.

اس کے علاوہ گراں قدر علمی و تحقیقی مقالات وغیرہ ہیں۔ آپ نے امام احمد رضا قدس سرہ کے اہم علمی سرمایہ ”العطايا النبويه في الفتاوى الرضويه“ اور ترجمہ کنز الایمان کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا کام شروع فرمایا تھا مگر کچھ موانع کے سبب ایک حد تک کام ہونے کے بعد رک گیا۔

بیعت و ارادت و خانوادہ برکاتیہ سے روابط:

تاج الشریعہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ سے بیعت و ارادت کا شرف رکھتے ہیں، ۲۰ سال کی عمر میں مفتی اعظم قدس سرہ نے ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، جب کہ آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے قبل فراغت ہی آپ کو اپنا جانشین بنادیا تھا اور بطور سند ایک تحریر بھی قلم بند فرمادی تھی۔ حضرت برہان ملت قدس سرہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ خصوصیت کے ساتھ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیرخانہ ”مارہرہ مقدسہ“ کی ان دو عظیم الشان، جلیل القدر اور بلند پایہ شخصیتوں نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا:

(۱) سراج الاتقیاسید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ نے عرس حامدی میں آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

(۲) احسن العلماء سراج الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ نے

عرس قاسمی میں اجازت و خلافت سے سرفراز اور اکابر مارہرہ مقدسہ سے خانوادہ رضویہ کے قائم روحانی رشتہ کو محکم و مضبوط فرما کر کاروان محبت کو مزید آگے بڑھایا۔ مارہرہ مطہرہ اور بریلی شریف کا اٹوٹ روحانی رشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے قائم ہے جس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے:

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب مارہروی فرماتے ہیں کہ:

”مولانا بدایونی (حضرت تاج الفحول علامہ عبدالقادر علیہ الرحمہ) کے ہمراہ مولانا

نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مارہرہ شریف حاضر ہوئے تھے۔ یہ لوگ تجدید غنسل اور کپڑے بدلنے کے لیے پہلے مارہرہ میں سرانے میں جا کر فروکش ہوئے مگر سرانے کے راستے میں یکہ سواری کا الٹ گیا اور مولانا نقی علی خاں صاحب کو چوٹ لگی، پھر اسی حالت میں انھوں نے نہادھو کر کپڑے پہنے اور سب خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے اور فقیر ہی کے مکان پر موسوم بہ ”مدرسہ“ جو درگاہ معلیٰ برکاتیہ کے دروازہ کے سامنے تھا اور اس وقت ٹوٹا پڑا ہے، میں فروکش ہوئے۔ فقیر کے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب اور حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ بھی ان دنوں مارہرہ ہی میں تشریف فرما تھے۔ اسی دن ظہر کے وقت مولانا بدایونی، مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مرزا عبدالقادر بیگ صاحب کو ہمراہ لے کر حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ فقیر کے والد حضرت سید شاہ محمد صادق اور میاں صاحب (حضرت نوری میاں) بھی ہمراہ گئے۔ حضرت خاتم الاکابر نے مولانا نقی علی خاں صاحب پھر مولانا احمد رضا خاں صاحب پھر مرزا عبدالقادر بیگ صاحب کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ فرمایا اور اسی جلسہ میں حضرت نے خلافت و اجازت جملہ سلاسل و اسناد و تبرکات خاندان عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بھی مولانا نقی علی خاں صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو مشرف فرمایا۔ بیعت و خلافت کے بعد ان سب حضرات نے کچھ عرصہ تک فقیر کے مکان پر قیام فرمایا اور اسی دوران میں مولانا تاج الفحول بدایونی نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ:

”مولانا احمد رضا خاں صاحب کا حضرت سے بیعت ہو جانا ان کے لیے بھی اچھا ہوا اور میرے لیے بھی اچھا ہوا۔“ (حیات اعلیٰ حضرت، ج: ۱، ص: ۱۲۱، ۱۲۲)

حضرت امین ملت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خاتم الاکابر نے فرمایا:

”مجھے بڑی فکر تھی کہ بروز حشر اگر حکم الحاکمین نے سوال فرمایا کہ آل رسول تو میرے لیے کیا لایا ہے؟ تو میں کیا پیش کروں گا، مگر خدا کا شکر ہے کہ آج وہ فکر دور ہو گئی اب میں اس ”احمد رضا“ کو پیش کر دوں گا۔“ (ماہ نامہ المیزان (امام احمد رضا نمبر) ص: ۲۳۶)

آپ کے مرشد برحق حضرت خاتم الاکابر نے اپنے ولی عہد و جانشین سراج السالکین، سید التارکین سیدی شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ سے فرمایا:

”دیکھو! اب ہماری اور ہمارے خاندان کے اکابر کی جو کتابیں شائع ہوں، ان دونوں عالموں (مولانا احمد رضا خاں اور مولانا عبدالقادر بدایونی) کو دکھائی جائیں اور یہ جیسے اصلاح کریں قبول کی جائے اور پھر اشاعت ہو۔“ (امام احمد رضا اور تصوف، ص: ۱۰)

اس سے جہاں مارہرہ مقدسہ سے خانوادہ رضویہ کے ٹوٹ رشتہ کے آغاز کا ظہور و انکشاف ہوتا ہے وہیں امام احمد رضا کے مرشد برحق کی امام احمد رضا کے ساتھ غایت درجہ محبت اور کمال اعتماد کا انکشاف ہوتا ہے اور اس بات کا اذعان تام ہوتا ہے کہ خاتم الاکابر کے خزانہ عامرہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے زیادہ کوئی قیمتی سرمایہ نہ تھا۔

یہ تو امام احمد رضا قدس سرہ کے مرشد کامل کی غایت درجہ محبت اور آپ پر آپ کا کمال اعتماد تھا مگر امام احمد رضا قدس سرہ اس بارگاہ کا کس قدر ادب فرماتے حضرت امین ملت فرماتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکات تھیک برہنہ پاپیدل تشریف لاتے تھے، اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو حجام شریف فرماتے اور اس کے لیے کھانے کا خوان اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔“ (ماہ نامہ المیزان (امام احمد رضا نمبر) ص: ۲۳۶)

امام احمد رضا قدس سرہ اپنے مرشد اعظم سے کس درجہ محبت فرماتے تھے اس کا اندازہ

اس تحریر سے ہوتا ہے جس میں آپ نے اپنے مرشد کی عنایتوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”ہاں ہاں! یہ ادنیٰ خاک بوسی آستان رفیع غلمان، منج بندگان بارگاہ عرفاں پناہ

اقدس، حضرت آقائے نعمت، دریائے رحمت، اعرف العرفاء الکرام، مرجع الاولیاء العظام، السحاب الہامر بفیض القادر والعباب الزاخر بالفضل الباهر، ذو القرب الزاهر، والعلو الظاهر والنسب الطاهر، ملحق الأصاغر وبالجلۃ الأكابر، معدن البرکات مخزن الحسنات من آل محمد سید الکائنات علیہ وعلیہم أفضل الصلوات وارث النجذات من حمزة الحمزات القمر المستبین بالنور المبین من شمس الدین ابی الفضل العظیم والشرف الکریم سیدنا و مولانا و ملجانا و ماوانا شیخی و مرشدی کنزی و ذخری لیومی و غدی اعلیٰ الحضرة سیدنا السید الشاہ آل رسول الأحمدی، فاطمی، حسینی، قادری، برکاتی واسطی بلجرامی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اجزل و اعظم قریبہ منہ و اشرق علینا من نورہ النام و افاض علینا من بحرہ الطام و جعلنا من خدمہ فی دار السلام بفضل رحمۃ علیہ وعلیٰ ابائہ الکرام والحمد للہ ابد الابدین۔

عہد مابالب شیریں دہنان بست خدائے ماہمہ بندگان وایں قوم خداوند اندند (خدائے شیریں دہنوں کے لبوں سے ہمارا عہد باندہ دیا۔ ہم سب بندے ہیں اور یہ لوگ ہمارے آقا ہیں۔) (فتاویٰ رضویہ جدید، ج: ۵، ص: ۱۶۵)

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے مرشد برحق کی شان میں جو عظیم منقبت تحریر فرمائی ہے اس سے مرشد برحق کے ساتھ آپ کی والہانہ عقیدت و محبت کا انکشاف ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

خوشا دلے کہ دہندش ولای آل رسول

خوشا سرے کہ کندش فدائے آل رسول

اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں استغاثہ و استعانت فرماتے ہوئے عرض گزار ہیں:

تاج دار حضرت مارہرہ یا آل رسول
اے خدا خواہ وجد از ما عدا امداد کن
آپ کی بارگاہ میں گلہائے سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:
نور جاں عطر مجموعہ آل رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا نے اپنے مرشد اعظم کی بارگاہ میں جو عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے ہیں اس سے امام احمد رضا کی اپنے مرشد اعظم سے کمال محبت کا ظہور و انکشاف ہوتا ہے۔ امام احمد رضا اپنے مرشد کمال کے عاشق صادق تھے اس لیے جو کچھ عرض کیا وہ شاعرانہ تخیل نہ تھا بلکہ واردات قلب تھے جنہیں صمیم قلب اور خلوص اعتقاد کے ساتھ پیش کیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے اس کمال عشق کے سبب آپ کے مرشد کمال نے آپ کو اپنے خلیفہ و صاحب سجادہ نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں کے سپرد فرمایا۔ امام احمد رضا نے آپ کو اپنا شیخ ثانی جانا اور اکتساب فیض کیا اور مرشد اعظم کی طرح آپ سے بھی رشتہ محبت قائم رکھا۔ ان کی بارگاہ میں جہیں سائی کی اور گلہائے عقیدت پیش کیے اور یوں عرض کیا:

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

ماہ سیمہ ہے احمد نوری مہر جلوہ ہے احمد نوری
اپنے آقائے نعمت، نور جاں، عطر مجموعہ آل رسول احمدی پر گلہائے سلام پیش فرمانے کے بعد اپنے شیخ ثانی کی بارگاہ میں سلام محبت پیش کرتے ہوئے اپنے رشتہ محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

زیب سجادہ سجاد نوری نہاد
احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام
قصیدہ نور کو آپ کا سراپا فیض قرار دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں:
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

امام احمد رضا کے اس عشق کی سرفرازی نے آپ کو وہ اعلیٰ مقام بخشا جس میں آپ کا کوئی شریک و سہم نظر نہیں آتا۔ سرکار نوری میاں نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں ایک مکتوب گرامی کے ذریعہ آپ کو ”چشم و چراغ خاندان برکات“ تحریر کیا اور اس خطاب کے قبول کرنے پر زور دیا آپ نے ارسال کردہ مکتوب میں تحریر فرمایا:

”چشم و چراغ خاندان برکات یہ مارہرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب دام عمر ہم و علمہم از ابوالحسین بعد دعائے فقیر مقبولیت محررہ القاب سطر بالا“۔

”واضح ہو کہ یہ خطاب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو دیا تھا باوجود یہ کہ میں لائق اس کے نہ تھا تحریر فرمایا کرتے تھے، چوں کہ اب میں بہ ظاہر اسباب انواع انواع امراض میں ایسا مبتلا ہوں کہ مصداق اس مصرع کا ہو گیا ہوں: مع اگر ماند شبے دیگر نمی ماند

اور مولانا عبدالقادر صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اٹھ گئے اور جگہ خالی کر گئے تو اب سوائے آپ کے حامی کار اس خاندان عالی شان کا خلفا میں کوئی نہ رہا۔ لہذا میں نے یہ خطاب آپ کو بایمانے غیبی پہنچا دیا۔ بطور و رغبت آپ کو قبول کرنا ہوگا اور میں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ بہ رغبت قلب یہ خطاب آپ کو ہبہ کیا اور بخش دیا یہی خط اس کی سند میں باضابطہ ہے۔ فقط ابوالحسین“ (اہل سنت کی آواز (قصیدہ نور کا) از مارہرہ، ص: ۱۸۵)

سرکار نوری میاں کے اس مکتوب گرامی سے اس بات کا انکشاف تام ہوتا ہے کہ آپ بھی امام احمد رضا قدس سرہ کے مرشد اعظم کی طرح آپ سے غایت درجہ محبت فرماتے تھے اور آپ پر کمال اعتماد رکھتے تھے مرشد و مسترشد کی محبتوں کا یہ رشتہ اس قدر محکم و مضبوط تھا کہ سرکار نوری میاں نے بایمانے غیبی آپ کو یہ خطاب بخشا خانوادہ برکات یہ سے محبت کے اس صلہ میں امام احمد رضا کو اس خانوادہ سے جو عظیم انعام ملا وہ کسی کے حصہ میں نہ آیا۔

سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں برکاتی و سراج الاصفیاء احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں برکاتی قدس سرہا نے اس رشتہ محبت کو فزوں تر فرمایا اور چشمہ فیض کو جاری و ساری رکھا۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ نے

عرس حامدی کے موقع پر تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی کو اجازت و خلافت سے نواز کر اپنی دعاؤں سے نوازا۔ اور سراج الاصفیاء، بدر الطریقہ، احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں برکاتی نے عرس قاسمی کے زریں موقع پر مجمع عام میں آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرما کر خانوادہ امام احمد رضا سے رشتہٴ محبت کو محکم فرمایا اور تادم حیات رشتہٴ محبت کو استوار رکھا اور حضرت تاج الشریعہ نے بھی اس رشتہٴ محبت کو قائم و دائم رکھا، ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا ذکر کیا۔ آپ کو نقیب اعلیٰ حضرت مرد میدان رضا اپنا غمزہ، غم آشنا، خاک مارہرہ کو میرا مارہرہ خود کو بلبل گلشن برکات کہا، اور عقیدتوں کا خراج اس طرح پیش فرمایا:

اے نقیب اعلیٰ حضرت مظہر حیدر حسن

اے بہارِ باغِ زہرا میرے برکاتی چمن

اخترِ خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا

دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

نیز فرمایا:

حق پسند و حق نما و حق نوا ملتا نہیں

مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں

وہ امین اہل سنت راز دارِ مرتضیٰ

اشرف و افضل نجیب باصفا ملتا نہیں

درج بالا اشعار سے خانوادہ برکاتی سے حضرت تاج الشریعہ کی غایت عقیدت و

محبت خوب خوب نمایاں ہے۔ یہ عقیدت و محبت اپنے جدِ کریم امام احمد رضا قدس سرہ و مفتی اعظم سے آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ حضرت تاج الشریعہ امام احمد رضا قدس سرہ و مفتی اعظم قدس سرہ کی طرح مارہرہ مقدسہ کی سر زمین پر والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ گلشن برکات کی مشک بار خوشبوؤں سے مشام جاں کو معطر کرنے کے لیے کمال ادب و احترام کے ساتھ

حاضر ہوتے اور مارہرہ مقدسہ کے ذرہ ذرہ کا ادب احترام بجالاتے اور خانوادہ برکاتیہ کے اکابر و مشائخ اپنی عنایتوں اور نوازشوں کا حظ وافر عطا فرماتے اور رشتہٴ محبت قوی فرمانے کے لیے بریلی شریف تشریف لاتے اور گلہائے محبت نچھاور فرماتے، رونقِ اسٹیج ہو کر خطابت کے گوہر آبشار لٹاتے، امام احمد رضا قدس سرہ اور مفتی اعظم کی بلند یوں کا برملا اظہار کرتے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت، تائید و حمایت اور اس پر مضبوطی سے قائم رکھنے کی تاکید فرماتے، اعلیٰ حضرت کو میرے اعلیٰ حضرت فرماتے اپنی نیک دعاؤں سے نوازتے، سرکار احسن العلماء علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے بعد آپ کے صاحب زادگان والا تبار نے اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر گامزن رہ کر خانوادہ رضویہ سے اپنی محبتوں کا رشتہ قائم رکھا۔ عرس کی تقریبات میں تشریف لاتے، خانوادہ رضویہ سے جب کوئی شخص مارہرہ مقدسہ حاضر ہوتا اعزاز و اکرام میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے، بلکہ خوان کرم کو کشادہ فرماتے ہیں، جبین اقدس پر مسرتوں کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ آج بھی مارہرہ مقدسہ میں عرس کی تقریبات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اس قدر ذکرِ جمیل ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عرس پاک کی تقریب ہے۔

مارہرہ کی گلیوں میں اعلیٰ حضرت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی گونج ہوتی ہے۔ مشائخ مارہرہ مقدسہ جب جلسوں اور کانفرنسوں کی زینت بنتے ہیں تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایسا ذکر فرماتے ہیں کہ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی سرکار نور سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں قدس سرہ اسرار ہما کی محبتوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، اور کیف و سرور کا سماں بندھ جاتا ہے۔

در اصل سرکار احسن العلماء قدس سرہ نے خانوادہ رضویہ کی محبت دلوں میں اس طرح بسادی ہے کہ ہمہ وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کا جلوہ زیبا اور جمالِ جہاں آرا نظر آتا ہے۔ سرکار احسن العلماء قدس سرہ نے خانوادہ رضویہ سے خانوادہ مارہرہ مقدسہ کی محبتوں کا رشتہ ایسا محکم و مضبوط فرمادیا ہے کہ صبح قیامت تک وہ رشتہٴ محبت قائم و دائم رہے گا اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور آپ کے مبارک شہزادگان حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم قدس سرہ

اسرار ہمارے خانوادہ رضویہ کو خانوادہ مارہرہ مقدسہ سے محبتوں کا ایسا درس بخشا ہے اور ان کے دلوں میں عشق و وفا کی ایسی تخم ریزی کی ہے کہ خانوادہ رضویہ کا ہر فرد خانوادہ مارہرہ مقدسہ کی عظمتوں پر قربان و ثناء نظر آتا ہے۔ آج بھی خانوادہ رضویہ اور اس سے وابستہ حضرات شجرہ خوانی کے وقت مشائخ مارہرہ مقدسہ کے اسمائے مبارکہ کا ذکر فرط مسرت اور غایت الفت و محبت سے کرتے ہیں۔ رب کریم اپنے پیارے حبیب پاک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اس رشتہ محبت کو قائم و دائم رکھے اور خزاں رسیدہ ہونے سے محفوظ رکھے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب تر و تبحر و اشاعت، نصرت و حمایت اور اپنے اکابر و اسلاف کی اس عظیم امانت کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے اور اس زمانہ میں مسلک حق، مسلک اہل سنت و جماعت کی سچی پہچان، مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اذکی التحیة واسمى التسلم۔

شہزادہ خلیل العلما مفتی احمد میاں برکاتی

جواد رضا برکاتی

- نام : غلام محی الدین خان لودھی عرف احمد میاں برکاتی
 کنیت : ابو حماد (تمام شاگرد، مریدین اور خاندان کے سب بچے آپ کو ”آغا جان“ کے نام سے پکارتے ہیں)
 عرفیت : احمد میاں برکاتی (تمام حلقوں میں اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں)
 تخلص : حافظ، شاعری سے بھی رغبت ہے اور حضرت سید محمد مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے
 ولدیت : محمد خلیل خاں قادری برکاتی، مفتی
 ولادت : ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء، ۲۷ رذوالحجہ ۱۳۷۰ھ میرپور خاص سندھ

تعلیمی قابلیت:

- قاری، حافظ قرآن، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، ۱۹۶۲ء
 فاضل السنۃ شرقیہ، فاضل عربی (پوزیشن ہولڈر)، ۱۹۷۲ء
 (بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کراچی)
 فاضل علوم شرعیہ درس نظامی (پوزیشن ہولڈر)، دارالعلوم امجدیہ کراچی، ۱۹۷۳ء
 فاضل تنظیم المدارس، الشہادۃ العالمیہ، (ایم۔ اے عربی، اسلامیات) (پوزیشن ہولڈر) ۱۹۷۳ء

- میٹرک، کراچی تعلیمی بورڈ (جامعہ کراچی)، ۱۹۷۳ء
 تخصص فی الفقہ والقضاء (پوزیشن ہولڈر) امجدیہ کراچی، ۱۹۸۲ء

قاضی کورس جامعہ نعیمیہ لاہور، ۱۹۸۲ء

(۵۵، فضلاء میں سے واحد کامیاب ”قاضی“ قرار دیے گئے)

انگریزی زبان کورس، پاک امریکن سینٹر حیدرآباد، ۱۹۸۳ء

ابتدائی تعلیم:

والد گرامی سے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، میں حصول علم کا آغاز کیا، نیز حفظ قرآن سے فراغت گیارہ سال کی عمر میں اسی مدرسے میں ہوئی۔ قرآن کریم شیخ القراء، حضرت قاری عبداللطیف ملتانی اور حضرت قاری سید منظور حسین شاہ صاحب (مدینہ مسجد سرے لکھٹ حیدرآباد) سے مکمل کیا۔ یہ دونوں اساتذہ حیدرآباد میں مدرس تھے۔ اردو، حساب اور خوش خطی والد گرامی سے سیکھے۔ درس نظامی میں کنز الدقائق تک کتب، احسن البرکات میں پڑھیں، جہاں والد گرامی کے علاوہ مولانا محمد عبدالحفیظ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل سبحان آف مردان سے استفادہ کیا۔

تمکیل علوم دینیہ:

۱۹۶۶ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ محمد حسن حقانی علیہ الرحمۃ، مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت قاری مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ممتاز الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے کتب درس نظامی اور کتب حدیث پڑھیں۔ دورہ حدیث حضرت علامہ ازہری صاحب اور حضرت مفتی محمد وقار الدین صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان سے کیا۔

سند فراغت و دستار بندی:

۱۹۷۳ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی سے سند الفراغ عطا ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں حضرت خلیل العلماء والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سے خصوصی طور پر سند حدیث اور سند قرآن عطا فرمائی۔

اسناد اعتراف خدمات دینیہ و ملیہ:

(۱) دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۳ء

(۲) ضلعی انتظامیہ حیدرآباد ۱۹۷۳ء

تدریسی خدمات:

(۱) مدرس و نائب مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۶ء

(۲) مدرس و ناظم تعلیمات و مفتی احسن البرکات، حیدرآباد ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۵ء

(۳) شیخ الحدیث و پرنسپل مفتی اعلیٰ دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد ۱۹۸۵ء تا حال

(۴) پرنسپل احسن البرکات اور نیشنل کالج ۱۹۸۹ء تا حال

(۵) پرنسپل جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، حیدرآباد، ۱۹۸۸ء تا حال

(۶) پرنسپل جامعہ قادریہ برکاتیہ، حیدرآباد ۲۰۱۰ء تا حال

صحافتی خدمات:

(۱) معاون مدیر، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء

(۲) مدیر، پندرہ روزہ الرضا والمآجد کراچی (اخبار طلبہ) ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء

(۳) مدیر، سالانہ مجلہ رفیق علم کراچی ۱۹۷۷ء

(۴) مدیر، سالانہ مجلہ احسن البرکات، خلیل علم، حیدرآباد ۲۰۰۱ء

تبلیغی و تقریری خدمات:

خطابت:

(۱) کراچی میں کئی جگہ (۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۶ء)

(۲) جامع مسجد قصی لطیف آباد نمبر ۶ حیدرآباد (۱۹۷۶ء سے تا حال ۲۰۱۴ء)

طالب علمی کے آخری سال میں، دارالعلوم امجدیہ جامع مسجد امجدی کراچی میں

دس ماہ تک امامت کے فرائض انجام دیے ۱۹۷۶ء میں والد گرامی نے واپس حیدرآباد

بلالیا۔ اس وقت جامع مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ میں امامت و خطابت شروع کی۔) خطابت گزشتہ اڑتالیس سال سے تاحال جاری ہے، جمعہ وعیدین میں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور نماز عموماً بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ہوتی ہے۔

تفصیل تدریس:

۱۹۷۷ء سے ۱۹۷۹ء کے وسط تک دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ہی متوسط کتب کی تدریس فرمائی۔ دارالعلوم احسن البرکات میں ابتدا تا موقوف علیہ مکمل تدریس کے فرائض انجام دیے۔ صحاح ستہ سے بخاری، مسلم، ترمذی شریف کئی مرتبہ پڑھائی۔ بحمد اللہ گزشتہ چالیس سال سے تدریس کر رہے ہیں۔

والد گرامی کے وصال کے بعد شیخ الحدیث کے منصب پر تقرر ہوا، اور تمام فتاویٰ کی تصدیق کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی گئی۔

بیعت و خلافت:

حضرت والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی پیر خانہ امام احمد رضا، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (انڈیا) میں حضرت تاج العلماء اولاد رسول مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کے دست مبارک پر بیعت کرایا تھا۔ اس وقت عمر تقریباً ایک سال یا کم ہوگی۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء حضرت تاج العلماء کے ۲۴ ویں سالانہ عرس کے موقع پر حیدر آباد میں علماء و مشائخ کے اجتماع میں حضرت والد گرامی نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ اور چاروں سلاسل کی خلافت و اجازت سے نوازا اور تمام اعمال و اوراد جو انہیں حضرت ”تاج العلماء“ اور ”حضرت مفتی اعظم ہند“ رحمۃ اللہ علیہما سے عطا ہوئے، مرحمت فرمائے۔

۳ مارچ ۱۹۸۶ء ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ کو احسن العلماء حضرت مولانا مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں شاہ صاحب برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے جو پاکستان تشریف لائے تھے درگاہ حضرت سید سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی کے صحن میں، خلیل

العلماء، حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کے مزار مبارک کے پابنتی علماء و مشائخ کے اجتماع میں مارہرہ مطہرہ کے خصوصی وظائف کے ساتھ خلافت و اجازت سلاسل اربعہ سے نوازا۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ، ۹ فروری ۱۹۸۶ء کو حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ نے والد گرامی کے عطا کردہ خلافت نامہ پر ہدیہ تبریک رقم فرمایا۔

۳ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ، ۱۸ اگست ۱۹۹۶ء بروز پیر، فقیہ الہند، شارح بخاری، ”برکاتی مفتی“، حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نے مفتی احمد میاں برکاتی کی عرض پر دارالعلوم احسن البرکات تشریف لاکر مجمع علماء میں، اپنی دستار تار کر، ”آغا جان“ کے سر پر باندھی اور بعدہ سلسلہ عالیہ رضویہ نوریہ مصطفویہ کے اوراد و وظائف اور النور والہواء کے سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔ مفتی احمد میاں برکاتی نے خلافت کی امانت کو آگے بڑھایا ہے، آپ کے خلفائے ہیں:

خلفاء:

مفتی حماد رضا نوری مدظلہ، صاحب زادہ جواد رضا برکاتی سلمہ (راقم السطور)، حافظ محمد اسحاق انصاری علیہ الرحمۃ، مفتی عبد الحفیظ قادری علیہ الرحمۃ، مفتی عبدالرشید نقشبندی علیہ الرحمۃ، مفتی عبدالرحیم نقشبندی، مولانا عبد المجید نوری، مولانا سید خضر احمد شاہ، مولانا سید جمال ہاشمی، مولانا امام اللہ خان برکاتی کراچی، مولانا محمد میاں نوری حیدر آباد، مولانا قاری عبدالستار معصومی، مولانا سید اعجاز علی ہاشمی کراچی، مولانا نور الحسن قلند رانی، مولانا مفتی محمد جان قادری کوئٹہ، الشیخ محمد عوف صادق شہید (شام شریف)۔

حج و زیارت:

۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اس سال حج اکبر تھا اور ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۴ء میں دوسرا حج کیا (دوسرے حج میں والدہ محترمہ، اہلیہ، صاحب زادی اور صاحب زادہ جواد رضا موجود تھے)۔ تیسرا حج ۲۰۱۱ء میں کیا اس مرتبہ بڑے صاحب زادے مفتی حماد رضا نوری اور ان کی اہلیہ ساتھ تھیں۔

بغداد مقدس کی حاضری:

۲۰۰۲ء میں، بیس علما کے ہمراہ عراق کا دورہ کیا، ایک ماہ بغداد شریف حاضر رہے اور وہاں جامعہ مستنصریہ کے معتمد میں عربی کورس اور دورہ مکلفہ کیا، مدرسہ قادریہ میں شیخ القرا عبد الوہاب شافعی سے قرأت میں استفادہ کیا، اور بہت سے علما سے ملاقاتیں کیں۔ ۲۰۰۳ء میں مدینہ منورہ میں ایک ماہ گزارا اور وہاں کے مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کیں، خصوصی طور پر قطب مدینہ شیخ محمد زکریا علیہ الرحمۃ سے کسب فیض کیا۔

شادی و اولاد:

اکتوبر ۱۹۷۵ء میں حقیقی ماموں رئیس احمد خان کی بڑی صاحب زادی رقیہ خانم عرف تنویر کے ہمراہ شادی ہوئی، جن سے چار لڑکے، ۱۔ محمد حماد رضا، ۲۔ محمد حسان رضا، ۳۔ محمد نعمان رضا خاں، ۴۔ محمد جواد رضا خاں (راقم سطور) اور دو لڑکیاں ناعمہ خانم نوری اور مدیحہ خانم برکاتی تولد ہوئے۔ اول الذکر بچی نے ۱۹۸۴ء میں دس ماہ کی عمر میں وفات پائی۔

خاندانی حالات:

آغا جان کا تعلق خاندانی طور پر لودھی قبیلے سے ہے اور آبا و اجداد سب زمین دار تھے، والد محترم خلیل العلماء مفتی اعظم سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کو رب العزت نے علم دین کی خدمت کے لیے منتخب کیا اور صدر الشریعہ کے ارشد تلامذہ میں ہوئے، جن کا ذکر خود صدر الشریعہ نے بہار شریعت میں فرمایا ہے۔

آغا جان کی والدہ ماجدہ منشی حبیب احمد خان علی گڑھی کی دوسری صاحب زادی ہیں، یوسف زئی خاندان سے تعلق ہے، اور منشی حبیب احمد خان کا شمار اپنے زمانے کے مشہور شعرا میں ہوتا ہے، جو تحصیل دار تھے، مفتی احمد میاں برکاتی نے اپنے نانا کا کلام ”ہزلیات کوکب ہندوستان“ حال ہی میں شائع کرایا ہے، آغا جان کی والدہ محترمہ اپنے زمانے میں تقویٰ کی مثال تھیں۔ ۲۰۰۸ء میں وصال ہوا، جمعہ کا دن، ۱۲ جمادی الآخرہ بعد جمعہ، سلام رضا سنتے سنتے واصل بحق ہوئیں۔

تصانیف:

(۱) اسلام اور عصری ایجادات (رسول اللہ کی سچی خبریں) (عربی سے ترجمہ) ۱۹۷۲ء میں مکمل کیا یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ ”ترجمان اہلسنت“ کراچی میں مکمل شائع ہوا۔ (۲) ادب پارے (عربی ترجمہ) یہ رسالہ کراچی یونیورسٹی میں ایم۔ اے عربی کے نصاب میں شامل ہے، (۳) شرح منہاج العربیہ برائے بی۔ اے، (۴) ملفوظات مشائخ مارہرہ، علاوہ ازیں مختلف موضوعات پر تقریباً دس رسائل ترتیب دیے جو سب چھپ چکے ہیں، (۵) موت سے لحد تک، (۶) ثواب زیارت فاتحہ، (۷) نعتیہ دیوان ”برکات محل“، (۸) رسول اور نائبین رسول، (شخصیات پر مشتمل ہے)، (۹) برکات حدیث (چالیس سے زائد احادیث کی شرح اور ریڈیو کی تقاریر)، (۱۰) تنویر برکات، متفرق مضامین اور ریڈیائی تقاریر، (۱۱) تذکرہ سید حسن میاں، (۱۲) مفتی اعظم سندھ، (۱۳) میر اہل سنت علامہ سردار احمد، (۱۴) شادی کے مسائل (زیر قلم)، (۱۵) کندہ نقوش کے خواص، (۱۶) طب مصطفیٰ (زیر قلم)۔

تحریکوں میں کردار:

تحریک نظام مصطفیٰ، جمعیت علما پاکستان، سنی تحریک اور جماعت اہل سنت پاکستان کے جلسے جلوسوں میں بحیثیت ایک سنی خادم بارہا شرکت کی ہے لیکن عملی طور پر سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی کسی جماعت کے ممبر ہیں۔

زیر قلم تصانیف:

(۱) طب مصطفیٰ (۲) مسائل عروسی (۳) تذکرہ مشائخ مارہرہ شریف، (۴) جدید مضامین کا مجموعہ اور ”تقدیمات برکت“۔ آپ کے بڑے صاحب زادے مفتی حماد رضا نوری کی ایک کتاب ”درد و شریف کے مسائل کا حل“ منظر عام پر آچکی ہے اور بہت مقبول ہے۔ چھوٹے صاحب زادے محمد جواد رضا خاں برکاتی (راقم سطور)، نے حال ہی میں ”میلاد

خلیل“ کی ترتیب نو کی ہے، جس کو ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی، لاہور نے طبع کیا ہے، اور دوسری کتاب ”برکاتی کر نیں“ زیر طبع ہے۔

متفرق مناصب:

- (۱) رکن رویت ہلال کمیٹی، ضلع حیدرآباد، (۲) رکن امن کمیٹی ضلع حیدرآباد، (۳) کنوینسنسی رائٹر گلڈ - سندھ، (۴) رکن مجلس شوریٰ، تنظیم المدارس پاکستان، (۵) چیئر مین مفتی محمد خلیل اکیڈمی، حیدرآباد، (۶) خلیفہ مجاز از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، (۷) ممبرزکات و عشر کمیٹی ضلع حیدرآباد، (۸) مرکزی چیئر مین دائرہ برکات اسلامی، انٹرنیشنل، (۹) نائب صدر برکاتی فاؤنڈیشن کراچی آ۔

کسب معاش:

کسب معاش کے لئے آپ بچپن ہی سے کاروبار کرتے ہیں اس وقت بھی حیدرآباد میں مشہور مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ آپ ہی کا ہے۔

تبلیغی اسفار:

تدریس و تصنیف و افتا اور دارالعلوم احسن البرکات اور اس کی سولہ شاخوں کا انتظامی امور میں بے پناہ مصروفیت کے باوجود آپ نے تبلیغ دین کے لیے ہمیشہ وقت نکالا۔ حیدرآباد اور اس کے گرد و نواح ٹنڈوالہیار، ٹنڈو جام، ٹنڈو محمد خان، کوٹری، جھوک شریف، ٹنڈو آدم، ماتلی، ٹھٹھ، بدین، کھوسکی اور بے شمار شہروں میں سال بھر آپ کے دورے رہتے ہیں جن میں آپ تقاریر فرماتے ہیں، اسی طرح کراچی، سکھر تو اکثر و بیشتر محافل میں آپ کی شرکت ضرور ہوتی ہے، بیرون صوبہ لاہور، راولپنڈی و فیصل آباد میں موجود مریدین و معتقدین کے اصرار اور حکومت کی طرف سے منعقدہ مختلف کانفرنسوں میں دعوت پر آپ صوبہ پنجاب کا دورہ فرماتے ہیں۔

بالخصوص اپنے والد گرامی حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ کے فاضل تلامذہ کے مدعو کرنے پر آپ صوبہ بلوچستان کا خصوصی دورہ فرماتے ہیں اور لاڑکانہ، کوئٹہ، مستونگ، قلات،

خضدار، اور لسبیلہ، میں قائم مختلف مدارس کا دورہ فرماتے اور مختلف محافل میں وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ بیرون ملک آپ کے سفر، بنگلہ دیش، ماریشیس، عراق، اور شام کے بھی ہوئے ہیں اور شام شریف میں بانئیں علما کو سند حدیث بھی عطا فرمائی اور دو کو خلافت و اجازت بھی دی، ماریشیس میں بھی آپ کے خلیفہ محمد یحییٰ برکاتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی مشاغل و خدمات کو قبول فرمائے آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر عوام اہل سنت پر قائم و دائم فرمائے۔
(نور الحسن قلندرانی، تقدیم بر کتاب ”تنویر برکات“)

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہیں:

حضور احسن العلما کی خصوصی توجہ، زندگی میں بھی، خصوصی انعامات سے نوازا، اور یہ کہ کر عطا فرمایا کہ احمد میاں آپ میرے استاد کے صاحب زادے ہیں یہ آپ کا خانقاہی حصہ ہے جو آپ کو ملے گا۔ اور بعد وصال خواب میں تشریف لا کر تسلی دینا اور معاملات کا بہتر ہو جانا، مدینہ منورہ کی ہر سال حاضری، انیس سال سے حاضر ہو رہا ہوں۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

مسلمک حق، مسلمک امام احمد رضا کے دائرے میں رہنا ہی اتحاد امت کے لیے کافی ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی تصانیف، کئی زبانوں میں کرانا، فی الحال سندھی، ہندی، انگریزی، فرنچ، اور بنگلہ میں بعض کتب کے تراجم شائع کرا دیے ہیں۔

نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خاں قادری

ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی، استاذ: جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی

حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں قبلہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ ایک ایسی خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں کہ جس کی شہرت کا ڈنکا آج پوری دنیا میں بج رہا ہے۔ عوام و خواص میں اس کی ایک الگ پہچان ہے۔ مذہبی اور سیاسی حلقوں میں بھی خانقاہ عالیہ کی ایک شناخت بن چکی ہے۔ مذہبی حلقوں میں مقبولیت کی خاص وجہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عالم گیر شہرت اور علمی عبقریت ہے سیاسی حلقوں میں شہرت کی خاص وجہ یہ ہے کہ بابر مسجد کی شہادت کے بعد ایک مرتبہ ہندوستان کا پردھان منتری جناب نرسیمہا راؤ خانقاہ شریف پر حاضری کی غرض سے بریلی شریف آیا تھا لیکن مزار پاک پر حاضر نہ ہو سکا تقریباً آٹھ گھنٹے سرکٹ ہاؤس پر قیام پذیر رہا۔ اسکے باوجود خانقاہ میں اسے عقیدہ مندوں نے گھسنے نہیں دیا بلکہ لالچل پڑھ کر اسے بریلی شریف سے بھگا دیا۔ جب سے سیاسی حلقوں میں خانقاہ شریف کی اہمیت و عظمت کا سکھ رواں دواں ہو گیا۔ اب تو عالم یہ ہے کہ درگاہ اعلیٰ حضرت کے نام سے خواہ مرکزی حکومت ہو یا صوبائی حکومت۔ ضلعی حکام ہوں یا صوبائی حکام سبھی حضرات لرزاں بر اندام رہتے ہیں۔

حضور ریحان ملت کے بعد وصال وصیت نامہ کے عین مطابق خانقاہ برکات تہ مارہرہ شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت احسن العلماء علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قبلہ علیہ الرحمہ نے خانقاہ شریف میں حضرت ریحان ملت کو سپرد خاک کرنے کے فوراً بعد خانوادہ رضویہ کے تمام افراد اور عقیدہ مندوں و ارادہ مندوں کے درمیان حضرت سبحانی میاں قبلہ کو خانقاہ عالیہ رضویہ کا سجادہ نشین منتخب فرمایا اور اسی وقت آپ نے رسم سجادگی ادا کر دی۔

اس وقت حضرت سبحانی میاں کی کم سنی، کم سنی اور ناتجربہ کاری کی بنیاد پر لوگوں کو تشویش تھی کہ اتنی عظیم خانقاہ کی ذمہ داری حضرت سبحانی میاں کیسے انجام دیں گے؟ لیکن آج وہی لوگ آپ کی حسن کارکردگی، حسن نظامت اور روز بروز خانقاہ، مدرسہ، ماہنامہ اور دیگر خدمات میں ترقی دیکھ کر آپ کی جولانی فکر اور اولوالعزمی کے معترف، ہی نہیں بلکہ مدح خواں بھی ہیں۔ حضرت سبحانی میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے والد گرامی کا خواب شرمندہ تعبیر کر کے اپنی سجادگی اور جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

سوانحی خاکہ:

آپ کی ولادت سند فراغت کے مطابق ۲ جون ۱۹۵۳ء میں محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر نین آموزی کی منزل تک پہنچ گئی تو خاندانی روایت کے مطابق رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ پھر آپ باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں اساتذہ کرام کی درس گاہوں میں جانے لگے۔ ابھی آپ کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آپ کو آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں قبلہ نے آباء و اجداد یعنی حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند کو وراثت میں ملی جائیداد کی دیکھ ریکھ کے لیے گاؤں (کرتولی) بھیج دیا کافی عرصہ تک آپ گاؤں میں رہے۔ حضور ریحان ملت نے اپنے وصال سے چند سال پیشتر آپ کو گاؤں سے واپس بلا لیا۔ پھر آپ کی تعلیم مکمل کرنے کے لیے بحیثیت اتالیق حضرت علامہ مولانا مناظر حسین سنبھلی استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام کو منتخب فرمایا آپ نے ان سے درجات علیا کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں اور باقاعدہ تعلیم حاصل کی جب آپ کی تعلیم مکمل ہو گئی تو ۱۹۸۵ء میں آپ نے جامعہ رضویہ منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔

جامعہ کا اہتمام:

ریحان ملت کے وصال کے بعد جب سے حضرت سبحانی میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی ہے تبھی سے آپ نے جامعہ کے

نظام تعلیم میں جدت پیدا کرنا شروع کر دیا ہے مثلاً طریقہ داخلہ طریقہ امتحان وغیرہ میں تبدیلی موجودہ دور کا خیال اور طلبہ کی ترقی اور ان کی ملازمت دفاتر ہندو بیرون ہند میں ضروری جان کر جامعہ کی سند کو یونیورسٹی کی معیار پر لانے کے لیے آپ نے جو دستوری خاکہ تیار کرایا ہے وہ بھی لائق دید اور قابل ستائش ہے۔ اب تو مدرسہ کا پورا ریکارڈ نیٹ پر اون لائن ہر وقت دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ماہنامہ اعلیٰ حضرت بھی نیٹ پر ہے آپ ویب سائٹ کھولیں اور ماہنامہ ماہ بڑھیں اور حالات کے پیش نظر حضور صاحب سجادہ نے ہر چیز کا مکمل خیال رکھا ہے۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کی ترقی اور طلبہ کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت موجودہ نظام تعلیم اور طلبہ کی کثرت سے ملتا ہے۔ ۲۰۰۴ء میں آپ نے جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا۔ جس میں عیسوی اور ہجری سن کے فرق کا لحاظ کرتے ہوئے مسلسل چار سال تک ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر بھی آپ نے نکالا اور ہر سال جامعہ کے قدیم مشہور و معروف فارغین کو ایوارڈ سے نوازا۔

تعمیری خدمات:

حضرت سبحانی میاں قبلہ کے دور سجادگی اور اہتمام میں خانقاہ اور مدرسہ کا تعمیری کام بہت ہوا ہے۔ جو اس وقت سب کی نظروں کے سامنے ہے عیاں راچہ بیاں۔ لوگوں کو یاد ہوگا کہ پہلے خانقاہ شریف کی چھت بہت نیچی تھی عرس کے ایام میں بہت گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

دینی و ملی خدمات:

مذہب و ملت بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں ۲۰۰۹ء کے عرس رضوی میں آپ نے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا جشن صد سالہ منایا۔ جشن میں کنز الایمان کی تصنیف اور اشاعت کے معاونین کے قریبی رشتہ دار و متعلقین نیز مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفع کرنے والے حضرات کو بیش قیمت

شال اور ہا کران کی حوصلہ افزائی فرمائی ساتھ ہی ساتھ ہر ایک کو گیارہ ہزار کالفاہ اور سند توصیفی پیش کی اور کنز الایمان کو بشکل ایوارڈ پیش کیا۔

تصلب:

تصلب فی الدین اور دینی حمیت کا جذبہ بھی آپ کے اندر بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ چند سال قبل ایک غیر مقلد مقرر نے دھونڈاٹھ اٹھ بریلی شریف میں مذہب اہل سنت اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجددین و ملت فاضل بریلوی کی شان میں گستاخی کی تھی ان کو برا بھلا کہا تھا۔ سنیوں نے اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ اہل سنت اور غیر مقلدیت کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اور کچہری میں ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کا نام لے کر ایسی حکمت عملی اپنائی کہ سارا معاملہ رفع دفع ہو گیا اور غیر مقلد مقرر کو جیل جانا پڑا۔ آپ کی حکمت عملی کو دیکھ کر مخالفین انگشت بدنداں رہ گئے۔ موافقین نے آپ کی بے حد تعریف و توصیف کی۔

تصنیفی و تدریسی خدمات:

جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت سبحانی میاں قبلہ تعلیم مکمل کرنے سے پہلے اپنے والد گرامی کے حکم پر جانداد کی دیکھ رکھ کے لیے گاؤں چلے گئے تھے۔ وہ اپنے والد کے حکم پر گاؤں سے گھر تشریف لائے۔ اور ادھوری تعلیم مکمل کرنے لگے اسی اثنا میں ریحان ملت کا وصال ہو گیا۔ ان کے بعد وصال خانقاہ اور مدرسہ اور ماہنامہ وغیرہ کی ذمہ داری آپ کے سر پر آگئی اس لیے آپ کو تدریس کا موقع نہ ملا۔ رہا تصنیف و تالیف کا معاملہ تو پیری مریدی، رشد و ہدایت اور ملک و بیرون ملک میں تبلیغ و ہدایت کے لیے آپ برابر دورے پر رہتے ہیں اس لیے فرصت کے اوقات نہیں ملتے جس کی وجہ سے آپ کی کوئی مستقل کتاب منظر عام پر نہیں آسکی، البتہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں باب الحدیث کے عنوان سے ہر ماہ حدیث رسول کا کوئی اہم گوشہ منظر عام پر آتا ہے اگر ان احادیث کو یکجا کیا جائے تو کئی کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔ سر دست میرے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت ماہ جولائی ۲۰۱۴ء کا

شمارہ موجود ہے۔ اس میں آپ رقمطراز ہیں۔

حدیث: إن الله حرم على الارض أن تاكل اجساد الانبياء في الله
حی یوزق۔

یعنی سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے زمین پر
انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے۔ لہذا اللہ کے
نبی زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)

تشریح:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول پاک اور دیگر انبیاء کرام کی حیات بعد
ممات کا ذکر جو اس حدیث میں ملتا ہے اس حیات سے مراد حیات برزخی ہے یا حیات
دنوی، یہ حیات حقیقی ہے یا مجازی؟ تو اس سلسلہ میں ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام
انبیاء کرام کی حیات، حیات دنیوی کی طرح بالکل حقیقی ہے کہ جس میں مجاز کا بالکل شائبہ
نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”اشعۃ اللمعات“ میں
ارشاد فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است با حقیقت حیات دنیوی۔ یعنی اللہ رب العزت
کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں (جلد اول ص ۵۷۶)

اسی حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

لا فرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولكن
ینتقلون من دار الی دار۔ (مرقاۃ جلد دوم ص ۲۱۲)

یعنی انبیاء کرام کی قبل وصال اور بعد وصال والی زندگیوں میں کسی طرح کا کوئی
فرق نہیں۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ محبوبان خدا مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر
کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسی حدیث کی مزید وضاحت حضرت شیخ محدث
دہلوی نے یوں فرمائی ہے۔

کہ حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلاف نیست حیات جسمانی

دنیوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنان کہ شہدار راست۔

یعنی انبیاء کرام سب کے سب زندہ ہیں اور ان کی اس زندگی کو سارے لوگ
مانتے آئے ہیں کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے
شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج اول ص ۵۷۷)
چوں کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ۱۱ویں صدی ہجری کے
ایک عظیم محدث ہیں اور وہ جب یہ فرماتے ہیں کہ گیارہویں صدی ہجری تک حیات انبیاء
کا یہ مسئلہ بعینہ عقیدہ اہل سنت کے مطابق متفق علیہ تھا۔ مگر افسوس ان وہابیوں اور
دیوبندیوں پر کہ اب انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کر رکھا ہے۔ اور یہ لوگ انبیاء کرام
کو ”معاذ اللہ“ مردہ جانتے ہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
معاذ اللہ مرگمٹی میں مل گئے۔ حالاں کہ تمام علماء محدثین و مفسرین اور جمہور کا یہی عقیدہ ہے
کہ انبیاء کرام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے جس میں نہ کسی مجاز کو کوئی دخل ہے اور نہ
ہی اس میں کسی قسم کا کوئی استعارہ ہے میرے جد کریم نے ارشاد فرمایا:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

خانقاہ برکاتیہ:

خانقاہ برکاتیہ ایک قدیم خانقاہ ہے۔ وہاں کے مشائخ کرام نے اسلام کی تبلیغ
واشاعت اور دینی و ملی کاموں کو فروغ دینے میں اپنا تن من و دھن سب کچھ قربان کر دیا۔
مذہب و ملت کے فروغ کا جذبہ آج بھی وہاں کے مشائخ کے اندر بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ خانقاہ برکاتیہ کی عظمت و رفعت خانوادہ رضویہ کے تمام افراد کے دلوں میں
حد درجہ پائی جاتی ہے ایسا کیوں نہ ہو، کیوں کہ ان کے آباؤ اجداد نے وہاں کی عظمت کے
گیت گائے ہیں۔ وہاں کے بزرگوں کی تعریف و توصیف کی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے سید آل رسول علیہ الرحمہ سے بیعت

و خلافت حاصل کی اور ان کی شان اقدس میں منقبت پیش کی اور کس طرح کی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے اس کا ثبوت مندرجہ ذیل اشعار سے ملتا ہے۔

خوشاد لے کہ دہندش ولایے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
گناہ بندہ بخش اے خدائے آل رسول
برائے آل رسول از برائے آل رسول

اس کے علاوہ اور بھی اشعار ہیں جن سے عقیدت و محبت اور وارفتگی کا مکمل ثبوت ملتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دل میں صرف اپنے پیرومرشد کی عظمت نہیں تھی بلکہ خانوادہ برکاتیہ کے تمام افراد کی عظمت و رفعت تھی۔ اس کا اظہار اس طرح سے ہوتا ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمہ کو ۱۲۹۸ھ میں سجاد کی گئی مسند پر فائز کیا گیا تو اعلیٰ حضرت نے ان کی شان اقدس میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کس انداز میں پیش کیا۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسن
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسن
میلالگا ہے شان مسیحا کی دیدہ ہے
مردے جلا رہا ہے خرام ابوالحسن

بہر کیف یہ تو اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت تھی۔ اعلیٰ حضرت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند اور حضور ریحان ملت علیہم الرحمہ یہ سبھی حضرات خانقاہ برکاتیہ کے عقیدتمند و ارادتمند رہے۔

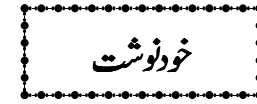
اب موجودہ دور میں حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں قبلہ اس بارگاہ کے نیاز مند اور عقیدتمند ہیں کیوں کہ آپ کو احسن العلماء سے تحریری خلافت نامہ حاصل ہے یوں تو حضور ریحان ملت کے بعد وصال خانقاہ رضویہ میں انہوں نے

آپ کو خانقاہ عالیہ رضویہ کا سجادہ نشین منتخب فرمایا تھا۔ پھر ریحان ملت کے عرس چہلم میں حضور احسن العلماء نے اپنا جبہ و دستار مرحمت فرما کر خلافت سے نوازا تھا۔ کچھ عرصہ بعد خانقاہ عالیہ میں کچھ آپسی چپقلش پیدا ہو گئی تھی اس وقت حضرت سبحانی میاں قبلہ نے اس معاملہ کو حضرت احسن العلماء کی بارگاہ میں پیش کیا تھا اس وقت ساتھ میں جامعہ منظر اسلام کے سابق صدر المدرسین حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ اور راقم الحروف بھی تھا۔ حضور احسن العلماء نے تمام معاملات کو رفع دفع کرتے ہوئے حضور امین ملت سید امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی کے دست پاک سے ایک ایسی تحریر عنایت فرمائی کہ اس تحریر کی برکت سے سارے معاملات درست ہو گئے اور آپسی چپقلش دور ہو گئی۔

حضور صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں قبلہ خانقاہ برکاتیہ سے ہمیشہ سچا لگاؤ رکھتے ہیں اور وہاں کے تمام افراد سے عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔ یہ صاحب سجادہ کے حسن عقیدت ہی کی بات ہے کہ آپ نے احسن العلماء کے وصال کے بعد حضرت امین ملت سے اپنے دونوں شہزادوں کو مرید کرایا اور ان کی غلامی میں پیش کیا۔

یہ حسن عقیدت ہی ہے کہ حضور صاحب سجادہ نے اپنے مرشد اجازت حضور احسن العلماء حضرت علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن علیہ الرحمہ کو ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ کا سرپرست روحانی منتخب فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ ہر سال عرس رضوی کے موقع پر خانقاہ برکاتیہ کے صاحب سجادہ کو عرس رضوی میں شرکت کے لیے خصوصی دعوت نامہ پیش کیا جاتا ہے۔ دعوت نامہ صاحب سجادہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے آپ یا آپ کا ولی عہد حضرت مولانا محمد احسن رضا خاں صاحب قبلہ جامعہ کے اساتذہ کو لے کر مارہرہ شریف حاضر ہوتے ہیں۔

الحاج محمد عارف برکاتی



نام :	محمد عارف برکاتی
ولدیت :	حاجی ابوبکر برکاتی
بیعت :	احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی
مسکن :	کراچی پاکستان
وطن مالوف :	کتیانہ انڈیا
پورا پتہ :	جی ایم ۷۰، زہرہ کیسل سولجر بازار کراچی
سن ولادت :	۱۱ اپریل ۱۹۵۳ء
ازدواجی زندگی :	شادی شدہ
اولاد و امجاد :	ایک بیٹا دو بیٹیاں
تعلیمی لیاقت :	انٹر
ذریعہ معاش :	کاروبار (تجارت)
تعلیمی اداروں سے وابستگی :	
دارالعلوم امجدیہ، کراچی	

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

قاری محبوب رضا خان صاحب، مفتی اشفاق صاحب

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

وہ دن جس دن میرے مرشد کریم نے مجھے اپنی غلامی کے لئے قبول فرمایا۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

۱۹۶۲ء، والد محترم کے توسط سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے خلافت:

احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی، امین ملت سید امین میاں برکاتی اور رفیق ملت

سید نجیب حیدر قادری۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

میرے رب کا فضل اور والدین کی دعا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ و ارفع رتبے سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ خانقاہ

برکاتیہ اور شہزادگان کو نظر بد سے محفوظ فرمائے اور آباد و شاد فرمائے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

سید حسن میاں برکاتی، سید امین میاں برکاتی اور سید نجیب حیدر میاں

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

مسلک اہلی حضرت پر عمل کر کے اس کو فروغ دینا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ہمیشہ

قائم فرمائے۔

موجودہ سرگرمیاں:

فروغ مسلک اعلیٰ حضرت

فی الحال اقامت مع پتہ:

جی ایم 70، زہرہ کنسل سولجر بازار، کراچی۔

محبوب العلماء قاری محمد امانت رسول برکاتی پبلی بھیتی

مولانا کرامت رسول ازہری

ولادت:

امانت اعلیٰ حضرت بلبل برکات شیخ التجوید والقرات عم محترم حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول صاحب رضوی برکاتی بن شمس الفیوض ۱۳۲۷ھ الحاح محمد ہدایت رسول بن الحاح نور محمد فیض رسول بن الحاح عبدالرسول انصاری قادری شب، ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ شب جمعہ مبارکہ مطابق ۱۹۵۶ء کو اپنے آبائی مکان محلہ بھورے خاں قادری برکاتی رضوی ہدایتی منزل پبلی بھیتی میں پیدا ہوئے۔ قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند نے محمد امانت رسول نام رکھا اور محمد فرد رضا (۱۳۷۷ھ) تاریخی نام استخراج فرمایا۔

گلدان الحار (۱۳۷۷ھ) سے ہجری، ولی اللہ ضیاء الرضا (۱۹۵۶ء) سے عیسوی سن ولادت نکلتی ہے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ص-۲۰۷)

تسمیہ خوانی:

ساڑھے چار سال کی عمر میں بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی گئی۔ دادا جان شمس الفیوض الحاح محمد ہدایت رسول برکاتی نے عم محترم حضرت قاری صاحب کی محفل تسمیہ (بسم اللہ) خوانی بڑی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی۔ علماء مشائخ کرام کی موجودگی میں قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ العکضر ت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے قاری امانت رسول برکاتی کی تسمیہ خوانی کرائی۔

تعلیم و تربیت:

عم محترم حضرت قاری صاحب نے دادا جان شمس الفیوض کی آغوش میں رہ کر

نشوونما پائی۔ ابتدائی تعلیم پبلی بھیتی ہی میں حاصل کی، پھر ہلدوانی ضلع مینی تال مدرسہ اشاعت الحق میں تشریف لے گئے۔ تلمیذ محدث سورتی و تلمیذ العکضر ت نبیرہ حضور شاہ جی میاں محمد شیر خاں صاحب شیخ القراء حضرت علامہ حافظ مفتی قاری غلام محی الدین خان صاحب خطیب قاضی ہلدوانی کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کیا۔ قرأت حفص و قرأت سبعہ میں مہارت تامہ حاصل کی و دیگر علوم کی تحصیل و تکمیل فرما کر ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء میں مدرسہ اشاعت الحق کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں سند دستار فضیلت پائی اور مدرسہ اشاعت الحق میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ یادگار العکضر ت دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت عرس حامدی جیلانی کے موقع پر عم محترم حضرت قاری امانت رسول صاحب مولویت کی دستار و سند سے نوازے گئے۔

مفتی اعظم ہند سے بیعت و خلافت:

۱۳۹۲ھ میں عم محترم حضرت قاری امانت رسول صاحب حضور مفتی اعظم ہند علامہ شیخ مصطفیٰ رضا نوری برکاتی شہزادہ العکضر ت فاضل بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ۲۷ شوال ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء میں حضرت قاری صاحب کو کمسنی ہی میں صرف انیس برس کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند نے تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت بخشی۔ اور مطبوعہ سند اجازت پر خانہ پری فرما کر ”المجاز بجمع السلاسل“ تحریر فرما کر دستخط وغیرہ ثبت فرمائے۔ نیز النور والہما، کاشف الاستار، معمولات عزیز، مجموعہ اعمال رضا، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ وغیرہ کی اجازتیں عطا فرمائیں اور ارشاد فرمایا: آقائے نعمت مرشد برحق سرکار مارہرہ سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قبلہ اور والد ماجد امام اہل سنت العکضر ت قبلہ نے فقیر نوری کو جو اجازتیں عطا فرمائیں وہ سب اجازتیں قاری محمد امانت رسول پبلی بھیتی کو دیتا ہوں۔

احسن العلماء سے خلافت:

۱۳۹۸ھ دوران قیام بھوالی حضور مفتی اعظم ہند نے عم محترم حضرت قاری امانت

رسول صاحب کو دوبارہ قلمی سدا اجازت و خلافت عنایت فرمائی۔ جسمیں بالتفصیل چودہ سلاسل تحریر فرمائے۔ تمام سلاسل جدیدہ قدیمہ کی خلافتیں اجازتیں حضور مفتی اعظم ہند نے عطا فرمائیں۔ ۱۴۰۳ھ میں سرزمین گولا ضلع کھیری میں حضور احسن العلماء سید الاصفیاء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے مولانا قاری امانت رسول برکاتی کو چودہ سلاسل کی خلافت عطا فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند نے قاری صاحب کو بھوالی میں جو قلمی خلافت نامہ عطا فرمایا تھا حضور احسن العلماء نے اُس قلمی خلافت نامہ کو دیکھا پڑھا اور فرمایا قاری صاحب میرے مفتی اعظم ہند شہزادہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازتیں دیں۔ فقیر برکاتی بھی ان تمام سلاسل جدیدہ و قدیمہ کی اجازت دیتا ہے اور اسی خلافت نامہ پر اپنے قلم حق رقم سے دستخط تاریخ و مقام و سنہ تحریر فرمایا۔ اس موقع پر تاج المشائخ محی مسکب اعلیٰ حضرت حضور امین ملت مدظلہ الاقدس بھی تشریف فرما تھے۔

مجموعہ خلافت:

نجیب ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب مدظلہ عم محترم حضرت قاری محمد امانت رسول برکاتی کو مجموعہ خلافت مفتی اعظم ہند کی کرامت فرماتے ہیں اور تاج المشائخ حضور امین ملت مدظلہ سجادہ نشین مارہرہ شریف نے تو عم محترم قاری امانت رسول صاحب کو بلبل برکات، امانت اعلیٰ حضرت اور فانی الشیخ تحریر فرمایا۔ عم محترم حضرت قاری صاحب کو مندرجہ ذیل بزرگوں نے اپنی اپنی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا:

- (۱) حضور مفتی اعظم ہند علامہ شیخ مصطفیٰ رضا نوری شہزادہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
- (۲) حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں سجادہ نشین مارہرہ شریف
- (۳) قطب مدینہ علامہ شاہ ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت، مدینہ منورہ
- (۴) برہان ملت خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی برہان الحق رضوی جبل پور
- (۵) سلطان المناظرین علامہ شاہ حبیب الرحمن مجاہد ملت فقیہ اڑیسہ

- (۶) قطب بلگرام علامہ سید شاہ آل محمد سترے میاں سجادہ نشین بلگرام شریف
- (۷) وارث پنجتن حضرت سید شاہ بجی حسن میاں مارہرہ شریف
- (۸) مخدوم اہل سنت حضرت سید شاہ ضیاء الدین ترمذی کالپی شریف
- (۹) نبیرہ شاہجی میاں حضرت علامہ قاری غلام محی الدین صاحب خطیب بلدوانی
- (۱۰) استاذ العلماء علامہ شاہ وجیہ الدین صاحب مفتی پبلی بھیت

حج زیارت:

عم محترم حضرت قاری صاحب ۱۳۹۵ھ انیس برس کی عمر میں پہلی مرتبہ والدین ماجدین کے ہمراہ حج زیارت سے مشرف ہوئے۔ نیز ۱۴۰۰ھ ۱۹۰۸ء میں دوسری مرتبہ عم محترم اپنے برادر معظم میرے والد ماجد حافظ قاری محمد عنایت رسول صاحب برکاتی کے ہمراہ حج زیارت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۴۲۷ھ و سے لگا تار سات مرتبہ اخیر رمضان مبارک میں برائے عمرہ و زیارت مدینہ منورہ حرمین شریفین حاضر ہو رہے ہیں۔

مفتی اعظم ہند کی خصوصی نوازشیں:

پہلی بار کی حاضری حرمین طہیین (۱۳۹۵ھ) میں حضور مفتی اعظم ہند نے عم محترم حضرت قاری صاحب کے تعارف میں ایک خط بنام قطب مدینہ تحریر فرمایا۔ اس گرامی نامہ میں حضور مفتی اعظم ہند نے تحریر فرمایا: قاری محمد امانت رسول حج زیارت کو تشریف لا رہے ہیں بعد فراغ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ یہ رضوی ہیں، میرے محب ہیں، مخلص مرید ہیں ان پر نظر کرم فرمائیں اور ان پر مہربانی کو مجھ پر مہربانی سمجھیں۔ فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ۔

شعر و شاعری:

عم محترم حضرت قاری صاحب نے زمانہ طالب علمی ہی سے شعر و شاعری میں طبع آزمائی فرمائی۔ شعر و شاعری کے استاد مرشد اکرم حضور مفتی اعظم ہند اور استاد الشعراء قاری مولانا غلام محی الدین خان صاحب خطیب بلدوانی ہیں۔ عم محترم کے کلام میں سلاست روانی تشبیہ استعارات تاریخ گوئی اور برجستگی خوب پائی جاتی ہے۔ عم محترم حضرت قاری صاحب

نے اعلیٰ حضرت کے سلام پر تضمین فرمائی جو منظر عام پر آچکی۔ بنام لاکھوں سلام پر تضمین اور مجموعہ نعتیہ کلام بہار بخشش کا تو جواب ہی نہیں۔ ڈیڑھ سواشعار پر مشتمل منظوم سوانح عمری حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ نیز ڈیڑھ سواشعار پر مشتمل منظوم سوانح مفتی اعظم ہند بھی بے نظیر ہے۔ عرس قاسمی کے موقع پر تاج المشائخ حضور امین ملت ان کتابوں کا اجرا فرما چکے۔

تصنیفات:

”تجلیات امام احمد رضا“ عم محترم کی پہلی تصنیف ہے جس کا تاریخی نام حضور مفتی اعظم ہند نے رکھا جس پر تقریظ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی اور حضور سیدی احسن العلماء قدس سرہما نے فرمائی۔ ۱۴۰۸ھ میں عرس قاسمی مارہرہ شریف کے موقع پر حضور سیدی احسن العلماء نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تجلیات امام احمد رضا کا اجرا فرمایا اور لا جواب تبصرہ بھی فرمایا۔

عم محترم حضرت قاری صاحب نے تقریباً تیس کتابیں مختلف موضوعات پر قلمبند فرمائیں بیشتر کتابوں کا اجراء عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ کے موقع پر تاج المشائخ حضور امین ملت مدظلہ الاقدس سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ نے فرمایا فضیلت مدینہ، اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں انصاریوں کا مقام، پندرہویں صدی کا مجدد، تجلیات احسن المشائخ مارہروی، بیاض قادری و نوری، تجلیات غوث الثقلین تعلیم شریعت، مدنی نعتیں صلوات اللہ علیہم۔

حضور اچھے میاں کی تسبیح:

تاجدار مارہرہ حضور احسن العلماء کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ عم محترم حضرت قاری صاحب مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ حضرت کی طبیعت علیل تھی مکان کے اندر ہی قاری صاحب کو بلا لیا قدیم موسیٰ کا شرف عطا فرمایا پھر حضور احسن العلماء نے فرمایا قاری صاحب آپکو یاد ہی کر رہا تھا، آپ آگئے۔ پھر حضرت نے بڑا ٹیپ رکا رڈ قاری صاحب کو دیا اور دو کیسٹیں دیں اور فرمایا میرے مفتی اعظم ہند کا یہ دیوان سامان بخشش لو اور حضرت کا کلام پڑھو۔ ان کیسٹوں میں ریکارڈ کرنا ہے۔ اسکو میں سنا کروں گا۔ حضرت پلنگ پر تشریف فرما

رہے اور قاری صاحب نے دو گھنٹے تک وہ کلام پڑھا اور ریکارڈ ہوا۔ بعدہ فرمایا قاری صاحب آپ کی قرأت اور نعت خوانی کا جواب نہیں اور قصیدہ بردہ شریف پڑھنے میں تو آپ کی مثال نہیں ملتی۔ بعدہ قاری صاحب کو حضور احسن العلماء نے اپنے نانا جان حضرت سید شاہ اسماعیل حسن قدس سرہ کی کلاہ عطا فرمائی اور شمس مارہرہ سرکار آل احمد اچھے میاں حضور قدس سرہ کی تسبیح شریف عطا فرمائی۔ نیز وقتاً فوقتاً دیگر تبرکات بھی عنایت فرمائے۔

مدینۃ الاسلام:

۱۹۹۱ء میں سرزمین پبلی بھییت ہدایت نگر میں عم محترم قاری صاحب نے بنام سر چشمہ ہدایت الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام قائم فرمایا۔ برکاتی دولہا حضور امین ملت مدظلہ الاقدس نے اپنے دست پاک سے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۲۸ اکتوبر کو مدینۃ الاسلام کا سالانہ جشن دستار بندی و آل انڈیا مفتی اعظم ہند کانفرنس و اعرا اس منعقد ہوتے ہیں جس میں نونہالان قوم و ملت حفظ و قرأت علوم اسلامیہ اور شریعت مصطفویہ کی دولت سے مالا مال ہو کر دستار و سند پاتے ہیں اور یہ ادارہ مشائخ کرام کے مشن یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور احقاق حق و ابطال باطل میں شب و روز مصروف ہے۔

خصوصی شرف کا تذکرہ:

یوں تو اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں اور بندہ ہمہ وقت شکر کرتا ہے خدا اپنے شاکر بندوں میں رکھے اور شاکر بندوں میں اٹھائے۔

زندگی میں مشائخ و بزرگوں کی عطا کی ہوئی چند اللہ کی نعمتیں ایسی ہیں جن کو دنیا اور آخرت کی عظیم دولت اور بخشش کے لئے امید بخش کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

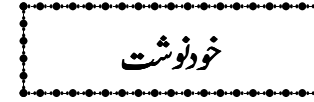
سب سے قبل یہ کہ اللہ نے سنی مسلمان بنایا، حضور سرکارِ مدینہ کا امتی بنایا، غوثِ اعظم کا سلسلہ عطا فرمایا، امامِ اعظم کا مقلد بنایا، حضور سرکارِ مارہرہ کا پشتینی غلام بنایا، اعلیٰ حضرت کے مسلک کا مبلغ بنایا اور ان کا نواسہ، ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

فقیر کی ولادت ۱۲ رجب الاول شریف مطابق ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء بروز جمعرات مقام کا شانہ حضور مفتی اعظم میں ہوئی، میری پیرانی، اہلیہ حضور مفتی اعظم فرماتی تھیں کہ ”میری ولادت پر حضور مفتی اعظم نے فرمایا: ”مبارک تاریخ میں مبارک بچہ ہوا“

حضور مفتی اعظم نے میرا نام عطاء الرحمن محمد جمال رضا خاں رکھا۔ جب میری عمر ۴ ماہ یا ۵ ماہ ہوئی تو میری والدہ کی گود میں دیکھ کر سرکار مفتی اعظم نے فرمایا ”اس بچہ کو میرے پاس لاؤ میں اس کو مرید کروں گا“ جبکہ سرکار مفتی اعظم نے کسی کے لئے نہ فرمایا کہ میں مرید کروں گا یا مجھ سے مرید ہو جاؤ۔ الحمد للہ یہ شرف سرکار مفتی اعظم کے مرید غلاموں میں اس فقیر کو ہی حاصل ہے کہ حضور پر نور نے اپنی غلامی میں لینے کو خود پسند فرمایا۔

مرید کرنے سے قبل حضور پر نور مفتی اعظم نے قریب ایک گھنٹہ سے زیادہ اپنی گود میں لٹائے رکھا اور حضرت نے اپنے خادم جناب منظور بھیا سے اپنی جیب خاص کا پیسہ دیکر بدایوں کے بیڑے کتب خانہ بریلی میں موجود دکان سے منگوائے، فاتحہ دی اور انگشت شہادت فقیر کے منہ میں دیکر مرید فرمایا (الحمد للہ)، اور یہ کہ سرکار آل رسول پاک نے سرکارِ اعلیٰ حضرت کو مرید فرماتے اور خلافت عطا فرماتے وقت جو خرقہ شریف عطا فرمایا تھا وہ اعلیٰ حضرت نے حضور مفتی اعظم کو عطا فرمایا اور سرکار مفتی اعظم کے وصال کے بعد محمد و مہ پیرانی

جمال ملت مولانا جمال رضا خاں قادری مدظلہ العالی



نام :	عطاء الرحمن خان قادری رضوی نوری
عرفیت :	جمال رضا خاں قادری
ولدیت :	جناب فضل الرحمن خان قادری رضوی نوری
مسکن :	حضور پر نور سرکار سیدنا مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں
مسکن :	بریلی شریف
وطن مالوف :	بریلی شریف، محلہ سوداگراں
پورا پتہ :	آستانہ سرکار مفتی اعظم، محلہ سوداگراں، بریلی شریف یوپی
سن ولادت :	۲۴ اگست ۱۹۶۱ء / ۱۲ رجب الاول شریف
اولاد امجاد :	عزیزی آل الرحمن رضا خاں قادری رضوی
تعلیمی لیاقت :	B. Sc. و دینی کتب حدیث، مسائل و تفسیر قرآن و تصوف کی کتابوں کا مطالعہ۔

دینی و ملی خدمات:

بذریعہ تقریر دعوت و تبلیغ، ذکر مصطفیٰ اور مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور پر نور سرکار سیدنا مفتی اعظم رضی اللہ عنہ و حضور پر نور سرکار سیدنا احسن العلماء و حضور چھما میاں صاحب علیہ الرحمہ و حضور پر نور حضرت مولانا خالد میاں صاحب قادری رضوی، و مخدوم پیرانی صاحب اہلیہ حضور مفتی اعظم و والدین۔

صاحبہ اہلیہ حضور مفتی اعظم نے وہ اس فقیر کو عطا فرمایا، ساتھ ہی اعلیٰ حضرت کا ایک پاجامہ اور اعلیٰ حضرت کی دیوار گھڑی جس سے اعلیٰ حضرت کی کرامت پانی برس جانے والی وابستہ ہے۔ فقیر کو عطا فرمائی۔ حضور مفتی اعظم کا کاشانہ فقیر کی والدہ کو یہ کہہ کر عطا فرمایا کہ یہ مکان میں تمہیں اس وجہ سے دے رہی ہوں کہ تمہارا بیٹا جمال ہے۔

مفتی اعظم کا آخری خرقة (جبہ) یہ کہہ کر فقیر کو مخدومہ نے عطا فرمایا کہ ”جب تم ممبر پر جایا کرنا تقریر کرنے تب اس جبہ کو پہنا کرنا، گویا کہ خطابت کا فن فقیر کو مخدومہ پیرانی ماں کی عطاء ہے۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

مغل بادشاہ شاہ عالم کے زمانے سے میرے اجداد حضور سرکار قطب عالم شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے غلام رہے، دادا جناب عبدالرحمن برکاتی نوری نانا حضور مفتی اعظم سرکار نوری کے مرید تھے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور سرکار احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی

خلافت کے حصول کا واقعہ:

فقیر کو خاندان برکات میں حضور سرکار احسن العلماء قدس سرہ نے خلافت عرس قاسمی کے موقع پر ممبر نور پر عطا فرمائی۔ جس سال خلافت عطا فرمائی چند یوم قبل میری خالہ حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان کی صاحبزادی نوری خالہ نے میری پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا ”آج میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور مفتی اعظم نے تمہارے سر پر کتھی (براؤن) رنگ کی سپید کمدانی کیا ہو عمامہ باندھا۔ اور تمہاری پیشانی کو بوسہ دیا اور سینہ سے لگایا۔

جب حضور احسن العلماء نے فقیر کو خلافت سے نوازا تب حضور صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ امین ملت کو فرمایا کہ جمال میاں کے سر پر عمامہ باندھو۔

جب حضرت امین ملت نے عمامہ فقیر کے سر پر باندھا تو میں انگشت بندناں رہ گیا اور نوری خالہ کا بیان کیا خواب یاد آیا کہ اس عمامہ کا رنگ کتھی (براؤن) ہی تھا اور سفید کمدانی کیا ہوا تھا آج بھی فقیر کے پاس وہ تبرک موجود ہے۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

میرے والد فرماتے تھے جس زمانہ میں لوگ ۸ ویں اور ۱۰ ویں کلاسوں تک پڑھنا کمال جانتے تھے خانوادہ برکاتیہ میں اس زمانے میں B.A, M.A ہوا کرتے تھے۔ گویا کہ حصول علم اور فروغ علم خاندان برکاتیہ کا امتیاز رہا ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور سرکار احسن العلماء قدس سرہ و شہزادگان حضور احسن العلماء۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

علماء و مشائخ کا اتحاد، دینی مسائل میں اعلیٰ حضرت و اکابرین اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے اتفاق۔

موجودہ سرگرمیاں:

بد دین گمراہ باطل فرقوں کا رد کرنا و سلسلہ برکاتیہ رضویہ کا فروغ۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت، تقریر و ہدایت۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

کاشانہ حضور پر نور سرکار مفتی اعظم محلہ سوداگران، بریلی شریف۔

فون نمبر : 09412823532

گوشہ

خلفائے وارثِ پنجتن

☆ مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

☆ خواجہ احتشام الدین قادری

☆ ڈاکٹر سید شاہد میاں قادری

شہید بغداد عالم ربانی مولانا اسید الحق محمد عاصم القادری قدس سرہ

مولانا خوشتر نورانی، مدیر اعلیٰ ماہنامہ جام نور، دہلی

خانوادہ عثمانیہ، بدایوں شریف کی خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ سے وابستگی اور نسبت غلامی تقریباً دو صدیوں پر محیط ہے۔ نسبت ارادت کے حوالے سے یہ عمومی مشاہدہ ہے کہ ایک یا دو نسلوں کے گزر جانے کے بعد یہ بتدریج کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر بالآخر دم توڑ دیتی ہے، تاہم ہندوستان میں خانوادہ عثمانیہ کا یہ اختصاص ہے کہ مارہرہ مطہرہ سے عشق و وارفتگی کی جو آگ حضرت افضل العابد مولانا شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی کے سینے میں دو سو سال قبل لگی تھی وہ امتداد زمانہ کے باوجود آج تک اس خانوادے کے بچے بچے کے سینوں میں ایسی ہی دھک رہی ہے۔ مولانا شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی سے عالم ربانی، شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری بدایونی تک چھ نسلیں گزر چکی ہیں، مگر خاندان برکات سے عشق و عقیدت اور ربط و تعلق میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ اسید میاں نے اپنی اور اپنے خاندان کی خانوادہ برکاتیہ سے اسی موروثی نسبت اور والہانہ عشق کا بڑا جامع تعارف کرایا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”اگر میں یہ دعویٰ کروں تو شاید غلط نہ ہو کہ میں نے ہوش سنبھالنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کے بعد جو نام سب سے زیادہ سنے، ان میں ایک نام حضور غوث اعظم کا ہے اور دوسرا حضور اچھے میاں کا، گویا جب میرا شعور بھی بیدار نہیں ہوا تھا اسی وقت لاشعوری طور پر مجھے ان دونوں ناموں کا شعور ہو چکا تھا، جب ہوش سنبھالا اور پوچھا کہ یہ اچھے میاں کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ ”بیٹا! یہ مارہرہ شریف کے ایک بہت بڑے بزرگ ہیں آج ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب انہیں کا عطا کیا ہوا ہے۔“ کسی شخصیت کا اتنا مختصر تعارف کسی اور کو مطمئن کرے یا نہ کرے مگر ایک کم سن بچے کے لیے یہ اتنا جامع اور مکمل

تعارف تھا کہ وہ اس کون کر بالکل مطمئن ہو گیا، اور ایسا مطمئن ہوا کہ گزشتہ بیس برسوں میں سیکڑوں کتابوں کے ہزاروں صفحات کھنگالنے کے باوجود بھی اس تعارف پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔“ (جام نور دہلی، شمارہ: جنوری ۲۰۰۸ء)

مارہرہ سے بدایوں اور بدایوں والوں کی اسی نسبت عشق کا فیضان تھا کہ قطب زماں، شمس مارہرہ حضرت آل احمد اچھے میاں نے بدایوں کو اپنی ”جاگیر“ کہا اور اپنے عزیز ترین مرید و خلیفہ مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری عثمانی اور ان کی اولادوں کے تعلق سے یہ ارشاد فرما کر اس خانوادے سے قیامت تک کے لیے اپنی محبت، نوازشات اور کرم کی مہر لگا دی کہ:

”جو مولوی عبدالمجید اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا اور جس نے ان سے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے عناد رکھا، اس نے مجھ سے اور میرے پیران طریقت سے عناد رکھا۔ پس جو شخص مولوی عبدالمجید اور ان کے گھرانے سے بیزار ہے، آل احمد اور آل احمد کے پیران طریقت اس سے بیزار ہیں۔ لہذا مولوی عبدالمجید کا اور ان کے گھر کا مخالف قیامت کے دن آل احمد اور اس کے پیران سلسلہ سے کسی قسم کی دستگیری کی امید نہ رکھے۔“ (برکات مارہرہ، ص: ۷۷، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں، ۲۰۱۳ء)۔

حضرت شمس مارہرہ کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی کہ میرے مرید کی اولادیں قیامت تک اپنے پیروں اور ان کی اولادوں پر جان چھڑکتی رہیں گی اور ارادت و محبت کا یہ تعلق نسل در نسل چلتا رہے گا، جس کے نتیجے میں قیامت تک بزرگان سلسلہ کا فیضان ان پر سایہ فگن رہے گا۔ اس لیے شمس مارہرہ نے اپنے اس جاں نثار خاندان کے تعلق سے مذکورہ کلمات ارشاد فرما کر قیامت تک کے لیے ان کو اپنی نگاہ لطف و کرم کے حصار میں لے لیا اور ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان سے عداوت اور بیزاری کو خود سے عداوت اور بیزاری قرار دیا۔ حضرت شمس مارہرہ کے مذکورہ ارشاد کے بعد سے مولانا اسید الحق قادری عثمانی تک خانوادہ مولانا عین الحق عبدالمجید تک چھ نسلیں گزر چکی ہیں، مگر مارہرہ کے لیے فداکاری کا جذبہ آج بھی اس خاندان کے افراد کی رگوں میں موجزن ہے اور شہزادگان مارہرہ سے ان

کی عشق و ارادت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

یہاں ہمیں چوں کہ انفرادی طور پر خانوادہ عثمانی کے فرزند مولانا اسید الحق قادری عثمانی کا خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ سے ربط و تعلق کا بیان مقصود ہے، اس لیے یہاں اختصار کے ساتھ ان کی حیات و خدمات کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

ولادت:

مولانا اسید الحق قادری عثمانی ابن تاجدار اہل سنت شیخ عبدالحمد محمد سالم القادری (زیب سجادہ: خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی ولادت ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ / ۶ مئی ۱۹۷۵ء کو مولوی محلہ بدایوں میں ہوئی۔

نسب:

مولانا بدایونی کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، جب کہ والدہ کی طرف سے امام حسین ابن علی تک پہنچتا ہے۔ آپ کی والدہ حضرت سید محمد اکبر چشتی قدس سرہ (آستانہ صمدیہ، پھچھوند شریف) کی صاحبزادی ہیں۔

آباء و اجداد:

تقریباً آٹھ سو برسوں سے آپ کا گھرانہ علم و فضل، تبلیغ و اشاعت دین، رشد و ہدایت اور اسلامیان ہند کی سیاسی اور معاشرتی رہنمائی کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مولانا بدایونی کے اجداد میں حضرت افضل العبد شاہ عین الحق عبدالمجید قادری، سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول قادری، تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی، مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی، سرکار صاحب الاقدار مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی، مفتی اعظم سلطنت آصفیہ مولانا شاہ عبدالقدیر قادری، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالمجید بدایونی نے اپنے اپنے عہد میں اسلامیان ہند کی قیادت اور رہنمائی کی۔ آج سے ایک صدی پیشتر حضرت سیف اللہ المسلمول کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

”یہ خصوصی شرف آپ ہی کے خاندان کو حاصل ہے کہ سات سو برس سے علم گویا میراث ہو گیا ہے، ہندوستان میں اہل علم کا کوئی خاندان ایسا نہیں سنا جو اس قدر زمانہ دراز

سے وارث علم و کمال ہونے کا مدعی ہو۔“ (اکمل التاریخ ص: ۲۲)

یہی علمی و روحانی وراثت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم القادری سے ہوتے ہوئے عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری بدایونی تک پہنچی۔

ابتدائی تعلیم:

مولانا اسید الحق قادری نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ بہت علمی اور روحانی ماحول تھا۔ خاندانی روایت کے اعتبار سے چار سال کی عمر میں ۱۱ شوال ۱۳۹۹ھ بموقع عرس قادری عالم ربانی کی تسمیہ خوانی ہوئی اور زیب سجادہ حضرت اقدس کی سرپرستی میں عالم ربانی کے تالیف مولانا عبدالہادی قادری قدس سرہ نے آپ کو قاعدہ بغدادی کا باضابطہ پہلا سبق دیا۔ گھر کی تعلیم کے علاوہ اسید میاں نے ”قادری جنت نشان اسکول“ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ”مشن انگلش اسکول“ بدایوں میں زیر تعلیم رہے۔

حفظ قرآن:

اسید میاں نے شوال ۱۹۸۶ء میں مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں میں ہی حفظ قرآن کی ابتدا کی۔ قاری کریم اللہ کے زیر نگرانی ۱۹۸۹ء میں آپ نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ دوران حفظ قرآن آپ نے اردو لکھنا پڑھنا سیکھ لی تھی۔ آپ کو اردو مدرسہ قادریہ کے ایک استاذ حافظ نور محمد نے پڑھائی۔

درس نظامی کی تکمیل:

اسید میاں نے حفظ قرآن سے فراغت کے بعد شوال ۱۹۹۰ء میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں درس نظامی کی ابتدا کی۔ اس وقت مدرسہ قادریہ میں ہندوستان کے ممتاز اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، جن میں امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، مولانا شیخ رحمت اللہ قادری، مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی، مفتی شہید عالم رضوی اور مفتی انفاس الحسن چشتی شامل ہیں۔ ۱۹۹۳ء تک آپ مدرسہ قادریہ بدایوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جب حضرت خواجہ صاحب ۶ رسال مدرسہ قادریہ میں پڑھانے کے بعد بدایوں سے

فیض آباد تشریف لے گئے تو ۱۹۹۴ء میں اسید میاں کو آپ کے والد ماجد نے امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے فیض آباد بھیج دیا۔

۱۹۹۷ء میں درس نظامی آپ نے مکمل کیا اور بدایوں تشریف لے آئے۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء میں جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت تاج التحول کے موقع پر صاحب سجادہ بغداد شریف حضرت پیر سید احمد ظفر گیلانی (متولی و سجادہ درگاہ غوث اعظم بغداد شریف) کے مبارک ہاتھوں سے اسید میاں کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

اعلیٰ تعلیم:

حضرت پیر سید یوسف الگیلانی قدس سرہ (زیب سجادہ: آستانہ غوث اعظم، بغداد معلیٰ) کے حکم سے یکم ستمبر ۱۹۹۹ء کو مولانا اسید الحق قادری بدایوں سے روانہ ہوئے اور بغداد معلیٰ حاضری دیتے ہوئے قاہرہ تشریف لے گئے۔

جامعہ ازہر میں کلیہ اصول الدین کے شعبہ تفسیر و علوم قرآن میں داخلہ لیا اور جون ۲۰۰۳ء میں فراغت حاصل کی۔ اسید میاں نے ”کلیہ اصول الدین“ سے فراغت کے بعد اگست ۲۰۰۳ء تا جولائی ۲۰۰۴ء دارالافتاء المصریہ میں تربیت افتا کا کورس کیا۔ مصر سے واپسی کے بعد ۲۰۰۸ء تا ۲۰۰۹ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی سے علوم اسلامیہ میں ایم۔ اے بھی کیا۔

اساتذہ:

اسید میاں کے سب سے پہلے اور سب سے اہم استاذ آپ کے والد گرامی صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف ہیں، جن کی تعلیم و تربیت نے آپ کو یکتائے زمانہ بنادیا۔

اس کے اسید میاں کے قابل ذکر اساتذہ میں امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی (متوفی ۲۰۱۳ء)، حضرت مولانا رحمت اللہ قادری (شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم، بھدوہی)، حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن مضطر رضوی، حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی (شیخ الحدیث جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف)، حافظ نور محمد قادری (متوفی ۲۰۱۳ء)

سابق مدرس مدرسہ قادریہ، حافظ وقاری کریم اللہ قادری (متوفی ۲۰۰۸ء)، پروفیسر علامہ عبدالحی فرماوی، پروفیسر علامہ جمعہ عبدالقادر، پروفیسر علامہ محمود عبدالخالق حلوی، پروفیسر علامہ سعید محمد صالح صوابی، پروفیسر علامہ سید المسیر، پروفیسر علامہ طہ جیشی، پروفیسر علامہ عبدالمعطی بیومی کے اسم شامل ہیں۔ ان کے علاوہ تربیت افتا کا ایک سالہ کورس آپ نے مصری دارالافتا میں سابق مفتی اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کی خدمت میں مکمل کیا۔

شادی:

۱۵/ اگست ۲۰۰۴ء بروز اتوار سہوانی ٹولہ بریلی کے ایک سید گھرانے میں سیدہ سائرہ قادری بنت سید محمد نصیر مرحوم سے آپ کا عقد مسنون ہوا۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

بیعت واجازت:

مولانا اسید الحق قادری اپنے والد گرامی جامع شریعت و طریقت الشاہ عبدالحمید محمد سالم القادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف سے ۱۳ نومبر بروز جمعرات ۲۰۰۸ء کو سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ پیرومرشد نے آپ کو تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اس کے علاوہ آپ کو وارث پنجتن سیدنا شاہ سید یحییٰ حسن مارہروی (متوفی: ۲۰۱۱ء، سجادہ نشین مسند نوریہ، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) سے بھی خلافت واجازت کا شرف حاصل تھا۔

اجازت حدیث:

مولانا اسید الحق کو متعدد مشائخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی۔ ان شیوخ کے اسماء یہ ہیں:

- (۱) حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری (صاحب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)
- (۲) ڈاکٹر علی جمعہ (سابق مفتی جمہوریہ مصر)
- (۳) شیخ القراء نجم الفقہا الشیخ محمد صلاح الدین التجانی (مصر)

- (۴) الشیخ محمد ابراہیم عبدالباعث (محدث اسکندریہ، مصر)
- (۵) الشیخ علی بن حمود الحربی الرفاعی (خطیب و امام آستانہ حضرت معروف کرنی واستاذ بغداد یونیورسٹی)
- (۶) شیخ محمد ابراہیم احسنی الکتانی (مصر)

حج وزیارت وعمرہ:

آپ نے دو بار حج اور تین مرتبہ عمرہ کیا۔ پہلا سفر حج آپ نے اپنے والد محترم کے ہمراہ مئی ۱۹۹۴ء/ ۱۴۱۴ھ میں کیا، جب کہ دوسرا نومبر ۲۰۰۸ء/ ۱۴۲۹ھ میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ کیا۔

مولانا اسید الحق نے جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ/ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں اپنے والد محترم کے ہمراہ پہلی بار عمرے کی سعادت حاصل کی۔ صفر ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں اپنے والد محترم کے ہی ہمراہ دوسری مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ مئی ۲۰۱۲ء/ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ میں تیسری مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ آپ کے ساتھ تھیں۔

سفر بغداد معلیٰ:

بغداد معلیٰ کی حاضری خانوادہ قادریہ بدایوں کے قدیم معمولات میں شامل ہے۔ اس خانوادے کی بارگاہ غوث اعظم میں حاضری اور مقبولیت ایسا امتیاز ہے جو ہندوستان میں کسی خانوادے کو حاصل نہیں۔ خانوادہ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادہ گیلانیہ بغداد شریف کے مراسم بہت گہرے اور پرانے ہیں۔ پونے دو سو برسوں سے خانوادہ عثمانیہ کی بغداد معلیٰ کی مسلسل حاضری اور اس طویل عرصے میں خانوادہ گیلانیہ کے متعدد فرزندوں اور سجادگان کا خانقاہ قادریہ میں ورود مسعود، ان کے درمیان گہرے روابط کی کھلی دلیل ہے۔ اسی سلسلہ محبت اور غوث اعظم سے نسبت غلامی کے اظہار کے لیے اسیدمیاں نے اپنے اسلاف کی طرح متعدد بار بغداد حاضری دی۔

پہلی مرتبہ ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء میں، دوسری مرتبہ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء میں، تیسری حاضری ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں، چوتھی حاضری ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں اور پانچویں اور آخری حاضری

۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء میں ہوئی۔ آپ کے یہ تمام سفر بغداد اپنے والد گرامی کے ہمراہ ہوئے۔

شہادت:

بغداد معلیٰ کے اسی سفر میں، وہاں ایک دہشت گردانہ حملے کی زد میں آ گئے اور ۴ مارچ ۲۰۱۴ء/ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ کو عراقی وقت کے حساب سے دوپہر کے دو بج کر تیس منٹ پر آپ شہید ہو گئے اور ۶ مارچ ۲۰۱۴ء کو بعد نماز عصر آپ کے والد محترم حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غوث اعظم کی درگاہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

خدمات و کارنامے:

۲۰۰۴ء میں عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری اپنی تعلیم ختم کر کے ہندوستان تشریف لائے اور ۲۰۱۴ء میں آپ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ گویا اپنے موروثی دینی و علمی خدمات کے لیے آپ کو دس سال سے بھی کچھ کم مدت ملی، اس مختصر سی مدت میں آپ نے وہ حیرت انگیز اور غیر معمولی علمی، دینی، تصنیفی، تدریسی، دعوتی، ملی اور اشاعتی کارنامے انجام دیے کہ دور حاضر کے علمائے اعلام نے آپ کو امام محمدی الدین شرف نوی اور ابوالحسنات علامہ محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی جیسے علما سے تشبیہ دی، کیوں کہ ان دونوں حضرات نے اتنی ہی کم عمری میں وفات پائی مگر اپنے غیر معمولی کارناموں اور علم و فضل سے دنیا کو رطہ حیرت میں ڈال دیا۔ عالم ربانی کو ان دونوں اجلہ علما سے حیرت انگیز مماثلت تھی۔ اس مختصر سے مضمون میں عالم ربانی کی تمام خدمات کا تفصیلی احاطہ ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اس تحریر کا مقصد یہ ہے۔ اس لیے یہاں اختصار سے ان کی خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تدریس:

مدرسہ قادریہ، بدایوں میں ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۴ء تک بحیثیت شیخ الحدیث مسند درس و تدریس کو زینت بخشی، جس کے نتیجے میں درجنوں تلامذہ علم دین کی دولت سے مالا مال

ہوئے۔ آج مدرسہ قادریہ کے تمام اساتذہ آپ کے ہی فیض یافتہ ہیں۔

مناصب:

آپ اپنی زندگی میں متعدد عہدوں اور مناصب پر فائز رہے، یہاں چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

شیخ الحدیث (مدرسہ قادریہ، بدایوں)

نائب قاضی (ضلع بدایوں)

ڈائریکٹر (الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، بدایوں)

ممبر (عربی بینیل، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، حکومت ہند، نئی دہلی)

صدر (الازہر ایجوکیشن ہیومن ویلفیئر سوسائٹی، بدایوں)

سرپرست (الازہر فاؤنڈیشن، مہاراشٹر)

ٹرسٹی (نیو ایٹک میڈیا اینڈ ریسرچ سینٹر، نئی دہلی)

خدمات:

اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں دس سال کے قلیل عرصے کے اندر آپ کے ذریعے مندرجہ تعمیر، دعوتی اور سماجی کام انجام پائے۔

مدرسہ قادریہ اور کتب خانہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ درگاہ قادریہ مجیدی کی تعمیر و توسیع ہوئی۔ مولانا عبدالمجاہد پبلک لائبریری بدایوں کا قیام عمل میں آیا۔ ہر سال دینی و عصری طلبہ کے لیے سالانہ سمر کلاسیس کا انعقاد فرمایا۔ مسلسل قرآن و حدیث کے دروس کا اہتمام کیا۔ جامع مسجد شمس میں جمعہ کی خطابت و امامت فرماتے رہے، فری ہیلتھ کیمپ کا انعقاد کیا، اکابر و اسلاف کی کتابوں کی تحقیق و ترتیب اور اشاعت، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

لیکچرز و خطاب:

ہندوستان کے مختلف گوشے میں تقریباً ۱۵۰ موضوعات پر ۳۵۰ سے زائد خصوصی لیکچرز دیے۔

ٹیلی ویژن پر پروگرام:

آپ نے دینی و علمی موضوعات پر ۵۰ سے زائد ”کیوٹی وی“ پاکستان، ”ای ٹی وی“ اور مختلف مقامی چینلز کے پروگرام میں شرکت کی۔

علمی پروگرامز کا انعقاد:

ہفتہ واری ”محافل فہم دین“، دس روزہ ”محافل فہم سیرت“، ”فہم قرآن ہفتہ“، تعلیمی و تربیتی ورکشاپ، ”تعلیمی و تربیتی کیمپ برائے خواتین“، ”روحانی تربیتی کیمپ“، علامہ فضل حق خیر آبادی کنونشن وغیرہ

قلمی خدمات:

تقریباً ساٹھ سے زائد علمی و تحقیقی مقالات سپرد قلم کیے۔
ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علمی و تحقیقی تصانیف آپ کی یادگار ہیں:

تصانیف:

قرآن کریم کی سائنسی تفسیر	۲۰۰۸ء
حدیث انتراق امت: تحقیقی مطالعے کی روشنی میں	۲۰۰۸ء
احادیث قدسیہ	۲۰۰۹ء
خامہ تلاشی (تنقیدی مضامین)	۲۰۰۹ء
اسلام: ایک تعارف	۲۰۱۱ء
عربی محاورات مع ترجمہ و تعبیرات	۲۰۱۱ء
خیر آبادیات	۲۰۱۱ء
تذکرہ شمس مارہرہ	۲۰۱۳ء
فرزدق تیمی کا قصیدہ ممیہ: ایک تحقیقی مطالعہ	۲۰۱۳ء

کالم نگاری:

ماہنامہ جام نور دہلی میں اپریل ۲۰۰۵ء سے دسمبر ۲۰۰۶ء تک ”خامہ تلاشی“ کے

عنوان سے یادگار علمی و تنقیدی کالم لکھا، جس کی شہرت و مقبولیت نے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیے۔

ترتیب و تقدیم:

اپنے اسلاف کی مندرجہ ذیل کتابوں کو آپ نے از سر نو مرتب کر کے ان پر علمی مقدمہ سپرد قلم کیا اور علمی دنیا سے متعارف کرایا۔

(۱) مولانا فیض احمد بدایونی، دسمبر ۲۰۰۷ء (۲) تذکرہ ماجد، جولائی ۲۰۰۸ء
(۳) خطبات صدارت، اکتوبر ۲۰۰۸ء (۴) مثنوی غوثیہ، نومبر ۲۰۰۸ء (۵) ملت اسلامیہ کا ماضی، حال، مستقبل، نومبر ۲۰۰۸ء (۶) مولود منظوم مع انتخاب نعت و مناقب، دسمبر ۲۰۰۹ء، (۷) احوال و مقامات، دسمبر ۲۰۰۹ء (۸) باقیات ہادی، دسمبر ۲۰۰۹ء (۹) مفتی لطف بدایونی شخصیت اور شاعر یا گشت ۲۰۱۰ء (۱۰) نگارشات محبت احمد، اگست ۲۰۱۰ء (۱۱) تذکرہ نوری، مئی ۲۰۱۳ء (۱۲) اکمل التاريخ، جولائی ۲۰۱۳ء (۱۳) قصیدتان رائعتان، اکتوبر ۲۰۱۳ء۔

ترجمہ، تخریج، تحقیق:

اپنے اسلاف کی مندرجہ ذیل کتابوں میں سے بعض کے آپ نے ترجمے کیے اور بعض کی تحقیق و تخریج فرما کر از سر نو اشاعت فرمائی۔

(۱) احقاق حق، جنوری ۲۰۰۷ء (۲) عقیدہ شفاعت، جنوری ۲۰۰۸ء (۳) مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة جنوری ۲۰۰۸ء (۴) تذکرہ فضل رسول، جنوری ۲۰۰۸ء (۵) الکلام السدید فی تحریر الاسانید، نومبر ۲۰۰۸ء (۶) اکمال فی بحث شد الرجال، ستمبر ۲۰۰۹ء (۷) حرز معظم، ستمبر ۲۰۰۹ء (۸) اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ، ستمبر ۲۰۰۹ء (۹) رد و انقض، ستمبر ۲۰۰۹ء (۱۰) فصل الخطاب، ستمبر ۲۰۰۹ء

زیر نگرانی قلمی کام:

آپ نے اپنی نگرانی میں اپنے تلامذہ کے ذریعے اپنے اسلاف کی مندرجہ ذیل

کتابوں میں سے بعض کے ترجمے اور بعض کی تحقیق و تخریج کروا کر از سر نو اشاعت فرمائی۔

(۱) احکام قبور، جنوری ۲۰۰۸ء (۲) مردے سنتے ہیں، نومبر ۲۰۰۸ء (۳) مضامین شہید، نومبر ۲۰۰۸ء (۴) عرس کی شرعی حیثیت، نومبر ۲۰۰۸ء (۵) فلاح دارین، نومبر ۲۰۰۸ء (۶) عقائد اہل سنت، نومبر ۲۰۰۸ء (۷) ریاض القرات، نومبر ۲۰۰۸ء (۸) شارحہ الصدور فی احکام القبور، ستمبر ۲۰۰۹ء (۹) عظمت غوث اعظم، ستمبر ۲۰۱۰ء (۱۰) خواجہ غلام نظام الدین، دسمبر ۲۰۱۱ء (۱۱) احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام، مئی ۲۰۱۲ء (۱۲) وہابی تحریک، مئی ۲۰۱۲ء (۱۳) شمس الایمان، مئی ۲۰۱۲ء (۱۴) شیخ ابن تیمیہ کے عقائد و افکار، ستمبر ۲۰۱۲ء (۱۵) تذکرہ خانوادہ قادریہ، ستمبر ۲۰۱۲ء (۱۶) قصیدہ بانٹ سعاد، نومبر ۲۰۱۲ء (۱۷) اسلام میں محبت الہی کا تصور، ۲۰۱۲ء (۱۸) اظہار و اعتراف، ۲۰۱۲ء (۱۹) سیف اللہ المسلمول کا علمی مقام، ۲۰۱۲ء (۲۰) الجواب المشکور، مارچ ۲۰۱۳ء (۲۱) مسئلہ قیام تعظیمی، مارچ ۲۰۱۳ء (۲۲) برکات مارہرہ، اکتوبر ۲۰۱۳ء۔

خاندان برکات سے روابط:

خانوادہ عثمانیہ سے خاندان برکات کی ارادت و عقیدت کا رشتہ اپنے تسلسل اور قدامت کے لحاظ سے تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ خانوادہ عثمانیہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے مولانا اسیدالحق عثمانی کا خاندان برکات سے گہرا ربط و تعلق اپنے خاندانی وراثت کی توسیع ہے اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ مختلف علوم و فنون میں اپنی تحریروں سے علمی دنیا کو انگشت بدنداں کر دینے والا ایک غیر معمولی عالم دین، محدث، مفسر، منطقی، فلسفی، محقق، متکلم اور مختلف زبانوں پر عبور رکھنے والا ایک صاحب طرز ادیب و ناقد، جس کا زمانہ معترف ہے:

معتقد کون نہیں میر کی استادی کا!

جب اپنا تعارف کراتا ہے تو اپنے اُن تمام فضل و کمال کو حضور اچھے میاں کی خیرات بتاتا ہے اور جب مارہرہ میں آستان بوسی کے لیے حاضر ہوتا ہے تو اپنا علمی طغٹ پیچھے چھوڑ کر ایک بے حیثیت سوالی کی طرح دامن مراد پھیلائے ہوئے حاضر ہوتا ہے:

”اب اچھے میاں کی چوکھٹ کے سامنے کھڑا ہوں، کلف لگا ہوا کرتا جو چاہتا ہے کہ میں اکڑ کر کھڑا رہوں، اونچی ٹوپی جو تقاضا کرتی ہے کہ میری گردن اکڑی ہوئی رہے، میں نے منطق فلسفہ اتنا پڑھا ہے کہ امام علم وفن نے مجھے ”تخص فی المعقولات“ کی سند سے نوازا ہے، میں نے پانچ سال جامعہ ازہر کا کتب خانہ چھانا ہے، مجھے وہاں سے ”الاجازۃ العالیۃ“ کی سند دی گئی ہے، میں ابوالفیض معینی ہوں جس کی تنقیدی نگاہ نے کسی کو نہیں بخشا، میں عربی اور اردو کی ایک درجن سے زیادہ کتابوں کا مصنف ہوں، میں یہ ہوں میں وہ ہوں، میں، میں، میں..... مگر میں اپنی ساری ”میں“ اس بلند دروازے کے باہر پھینک کر آیا ہوں، یہاں ایک طرف اچھے میاں کی چوکھٹ ہے اور دوسری طرف ”مولوی عبدالمجید بدایونی“ کا پوتا اسیدالحق، جو اپنے خاندان کے اس تاریخی تسلسل کا امین ہے کہ جب اس چوکھٹ کے سامنے اپنی حیثیت دکھاؤ گے تو دنیا میں بے حیثیت کر دیے جاؤ گے، اور جب تک یہاں بے حیثیت ہو کر حاضر ہوتے رہو گے دنیا تمہاری حیثیت کا اعتراف کرتی رہے گی، میں بے ساختہ جھکاؤ اس چوکھٹ پر اپنے ہونٹ رکھ دے۔

عشق و مستی نے کیا ضبط نفس مجھ پہ حرام کہ گرہ غنچہ کی کھلتی نہیں بے موج نسیم

(جام نور دہلی، شمارہ: جنوری ۲۰۰۸ء)

۲۰۰۴ء میں مولانا اسیدالحق اعلیٰ تعلیم سے فراغت کے بعد مصر سے اپنے وطن بدایوں واپس ہوئے، واپسی کے بعد انھوں نے خاندان برکات سے اپنے موروثی نسبت و تعلق کو ایک نئی جہت عطا کی اور ایک تازہ ولولہ دیا، جس کی تفصیل یوں ہے:

مصر سے واپسی کے بعد اپنے والد حضرت اقدس کی نگرانی میں مولانا اسیدالحق نے اپنی خانقاہ، تعلیمی ادارے، اشاعتی اکیڈمی اور سماجی و ملی تنظیموں کی کمان سنبھالی۔ ان تمام اداروں اور خانقاہ کی ہر اہم تقریب کی سرپرستی کے لیے مولانا، شہزادگان مارہرہ کو بہت عقیدت سے مدعو کرتے اور ان کے بدایوں پہنچنے پر والہانہ استقبال کرتے، ان کی آمد پر بے انتہا خوش ہوتے، قدموں پر مچلتے اور ان کی موجودگی میں اپنے آپ کو توانا محسوس کرتے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا اسیدالحق نے جب علمی کاموں کا آغاز کیا تو ترجیحی طور پر اپنے خاندان کے اسلاف اور بزرگوں کی اہم تصانیف کو نئی ترتیب و تحقیق،

ترجمہ، تخریج، حواشی اور مقدمے کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ گزرے دس برسوں میں اکابر خانوادہ عثمانیہ کی سو سے زائد کتابوں کی اشاعت ہوئی، ان کی محنت، لگن، فرض شناسی اور علم و کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اپنے اس ترجیحی ایجنڈے میں انھوں نے نہ صرف اپنے خانوادے کے بزرگوں کی کتابوں کی اشاعت نوکاسا مان کیا بلکہ اپنے مرکز عقیدت خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ کی کتابوں اور سوانح حیات کو بھی نئے پیرہن اور نئی سج دھج کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا۔ کتابوں کی تفصیل ملاحظہ ہو:

(۱) 'تحقیق التراویح' نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی تصنیف ہے۔

(۲) 'تذکرہ نوری' قاضی غلام شہر قادری بدایونی (وصال: ۱۹۲۷ء) کی تصنیف ہے، جو نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی کے مرید و خلیفہ تھے۔ یہ کتاب رجب ۱۳۳۲ھ / مئی ۲۰۱۳ء میں مولانا اسید الحق قادری نے نئی ترتیب، تصحیح، حواشی اور تقدیم کے ساتھ شائع کی۔

آداب السالکین، تصنیف: حضور اچھے میاں قدس سرہ: ترجمہ: حضرت امین ملت مدظلہ العالی۔

برکات مارہرہ، تالیف: مولوی طفیل احمد متولی صدیقی

تذکرہ شمس مارہرہ، ترتیب: مولانا اسید الحق قادری

مولانا اسید الحق کے منصوبے میں خاندان برکات پر مزید کتابیں لکھنا اور شائع کرنا شامل تھا، مگر افسوس ان کی عمر نے وفا نہیں کی۔

کتابوں کے علاوہ مولانا اسید الحق نے خانوادہ برکاتیہ کے بزرگوں سے متعلق متعدد علمی و تحقیقی مضامین بھی لکھے، جو ماہنامہ جام نور دہلی میں شائع ہوئے۔ ان مضامین میں انھوں نے اپنا دل نکال کر رکھ دیا ہے اور مارہرہ سے اپنی بے محابا عقیدت، نسبت غلامی اور گہرے تعلق کا والہانہ اظہار کے ساتھ اہم تاریخی پہلوؤں پر داد تحقیق دی ہے۔ مضامین کی تفصیل یہ ہے:

(۱) شب جائے کہ من بودم: ۲۰۰۷ء عرس قاسمی مارہرہ میں عالم ربانی مولانا اسید الحق کی دوسری حاضری ہوئی، اس حاضری کے بعد عالم ربانی نے یہ خصوصی تحریر لکھی

جس کو راقم نے مہمان ادارہ کے طور پر جام نور جنوری ۲۰۰۸ء کے شمارے میں شائع کیا۔

(۲) خانوادہ برکاتیہ اور فیضانِ چشت: خانقاہ برکاتیہ مارہرہ کے سالانہ مجلہ اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء کے لیے لکھا گیا۔

(۳) شمس مارہرہ: خانقاہ برکاتیہ مارہرہ کے سالانہ مجلہ اہل سنت کی آواز ۲۰۰۹ء کے لیے لکھا گیا۔ یہی تفصیلی مضمون بعد میں اضافے کے ساتھ کتابی شکل میں شائع ہوا۔

(۴) نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضری: اس تحریر میں بشکل انٹرویو تصوف سے متعلق سوالات قائم کیے گئے اور حضرت نور العارفین کے ملفوظات سے ان کا جواب لکھا گیا۔ یہ انٹرویو جام نور دہلی کے شمارہ دسمبر ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔

(۵) شمس مارہرہ اور رسالہ آداب السالکین: یہ مضمون جام نور دہلی کے شمارہ جون ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔

(۶) شمس مارہرہ اور سراج الہند: علمی و روحانی روابط: یہ اہم تاریخی و تحقیقی مضمون جام نور مئی ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا، جس میں شمس مارہرہ حضور آل احمد اچھے میاں اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تعلقات و روابط پر روشنی ڈالی گئی۔

برسہا برس اور دہائیوں سے سجادگان مسند نوریہ مارہرہ مطہرہ کا یہ معمول رہا کہ وہ عرس قادری مجیدی میں بالالتزام شرکت فرماتے۔ جب ۲۰۱۱ء میں اس مسند کو رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر قادری مدظلہ العالی نے رونق بخشی تو مولانا اسید الحق نے اپنے والد ماجد حضرت اقدس کے حکم سے حضرت رفیق ملت کو اپنی جاگیر بدایوں میں قدم رنجہ فرمائی کی دعوت دی، حضرت خانقاہ قادریہ میں تشریف لائے تو ایسا والہانہ استقبال کیا کہ خلق خدا دیکھتی رہ گئی۔ اس کے بعد سے خانقاہ قادریہ کے اعراس اور گھریلو تقاریب میں بھی حضرت رفیق ملت کی شرکت لازمی ہو گئی۔

عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری کی وفا شعاری، سعادت مندی اور ادب و احترام کی وجہ سے سجادگان اور شہزادگان مارہرہ بھی ان سے بے حد محبت کرتے اور انھیں اپنا روحانی فرزند مانتے ہوئے بے حد عزیز رکھتے۔ اس تعلق میں اخلاص تھا، محبت تھی، بے غرضی

تھی، اس لیے تکلفات کی دیواریں بھی حائل نہیں تھیں۔ شہزادگان مارہرہ اپنے روحانی فرزند کو بے تکلف علمی اور ذاتی کام سپرد کرتے اور وہ بھی ان کے احکام کی بجا آوری میں سر تسلیم خم کر دیتے۔ حضرت رفیق ملت فرماتے ہیں:

پہلے میں انہیں ”بھیا“ ہی کہتا تھا لیکن ملاقاتوں کے بعد دل چاہا کہ ”شیخ صاحب“ ہی پکاروں کیونکہ یہ لفظ ان پر چلتا تھا اور وہ اس کے اہل بھی تھے۔ ہم سے محبت کرتے اور ہمارے اپنے بچوں کی طرح ہماری عزت بھی۔ کبھی بھی کوئی کام ہم نے شیخ صاحب سے کہا یا احمد میاں کے ذریعے کہلوا یا تو منع کا تو کوئی سوال ہی نہیں، بس فوراً لبیک کہتے ہوئے نظر آتے۔ (جام نور دہلی کا عالم ربانی نمبر: ۴۱)

مولانا اسید الحق خاندان برکات کے تمام شہزادوں اور بچوں سے یکساں محبت کرتے تھے اور کسی کے بھی ادب و احترام میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ خاندان کے بزرگ ہو، جوان ہو یا بچہ، جہاں کہیں ملاقات ہوتی، فوراً قدم بوس ہو جاتے۔ خاندان کے بڑے بزرگ بھی انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو جاتے اور انہیں پیار سے ”اسید میاں“ کہہ کر مخاطب کرتے اور ان پر حد درجہ اعتماد کرتے۔

اسید میاں کی دس سالہ عملی زندگی کا میں عینی شاہد ہوں اور رفیق بھی۔ اس حیثیت سے میں بلا تاثر یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ سب سے زیادہ شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں سے قریب تھے۔ حضرت شرف ملت سے بالمشافہ ملاقاتوں اور فون پر وہ اپنے خیالات کا برملا اظہار کرتے، انہیں اپنے علمی اور دینی منصوبوں سے آگاہ کرتے، مشورے لیتے، اپنی کتابوں پر ان سے مقدمے اور تقارین لکھواتے اور جب کچھ شریک حاسدین ان کے خلاف لکھتے، بولتے یا اتہامات و الزامات عائد کرتے تو پیران فلک کی ستم کوشیوں کا شکوہ بھی انہی سے کرتے، اس شکوے میں اپنے حاسدین کے لیے کوئی کارروائی مطلوب نہیں ہوتی بلکہ بقول شاعر:

حال دل تجھ کو سنانا مرا مقصود نہیں

مگر اک تیرے سوا کوئی بھی موجود نہیں

حضرت شرف ملت سے کہنے کے بعد ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا۔ حضرت شرف ملت بھی ان کی دلجوئی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور ان کی سعادت مندی اور علم و فضل

کے اعتراف کے ساتھ ان کے مثالی وصف و درگزر، جذبہ ترحم اور تعمیری و تشکیلی مزاج کی بے انتہا قدر کرتے۔ ”تذکرہ نوری“ کا مقدمہ سپرد قلم کرتے ہوئے وہ اسید میاں کے اس قابل تقلید وصف کا اظہار کرنا نہیں بھولے:

”(اسید میاں) باتوں اور معاملات کو الجھاتے نہیں، بلکہ بیچ در بیچ معاملات کو سلجھا نے کا ہنر جانتے ہیں۔ وہ فتنوں اور فتنہ پروروں سے دور و نفور ہیں اور خالص علمی انداز تحقیق کے تحت کتب قدیمہ کو دل پذیر اور عقدہ کشا حواشی اور دیگر معلومات کے اضافوں کے ساتھ منظر عام پر لارہے ہیں۔ یہ کام ان کے ہاتھوں تو اتر کے ساتھ ہو رہا ہے اور اسی طرح اپنے علمی خاندان کے اور خانقاہ کی نشاۃ ثانیہ کے کام میں اپنے والد کی سرپرستی میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

ان کا انداز تحریر اور متن ایسا ہوتا ہے کہ ان کے لکھے سے کسی اپنے کو جرات نہیں پہنچتی۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ تحریری فتنوں کی سرکوبی میں اس نوجوان عالم دین اور معروف و قدیم خانقاہ کے فرد متین نے قلم کا ہتھیار بھی استعمال کیا ہے اور مومنانہ فراست کے پیش نظر خاموشی کا انداز بھی اختیار کیا ہے۔

کچھ نہ کہنا بھی اک انداز بیاں ہوتا ہے

مرشدان مارہرہ کی دعائیں اور خود ان کے بزرگوں کی بڑائی ان کے ساتھ رہتی ہے جو انہیں بار بار ترغیب دیتی ہے کہ کھوئے ہوئے سروں کو تلاش کرو، ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑو، پرانے زخموں کی نمائش نہ کرو، ان پر صبر کا ٹھنڈا ٹھنڈا امر ہم رکھ لو، تاکہ قافلہ سواد اعظم کی دراڑیں ختم ہوں اور سواد اعظم کا ہر فرد یہ محسوس کرے کہ وہ آپس میں ایسے شیر و شکر ہیں کہ جیسے بدن کے مختلف اعضا آپس میں وابستہ ہوتے ہیں۔“ (تذکرہ نوری، ص: ۱۵-۱۶، تاج الفول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۱۳ء)

حضرت شرف ملت اکثر دینی، جماعتی اور ملی امور میں ان کی رائے طلب کرتے، جب اسید میاں دہلی آتے تو گاہے بگاہے انہیں اپنے گھر پر مدعو کرتے اور گھنٹوں مختلف مسائل پر تبادلہ خیال فرماتے۔

خانقاہ برکاتیہ کے زیر اہتمام مختلف تعلیمی، تنظیمی اور ملی مسائل کے حل کے لیے جب کوئی کمیٹی یا تحریک تشکیل پاتی تو شہزادگان مارہرہ اسید میاں کو کوئی نہ کوئی اہم منصب

تفویض کر کے انھیں شامل رکھتے۔

(الف) ہندوستان میں مسلمانوں کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر اراکین و شہزادگان خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے عرس قاسمی کے موقع پر زیب سجادہ امین ملت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری مدظلہ العالی کی صدارت و سرپرستی میں علماء و دانشوران پر مشتمل ایک ایسے منفرد اجلاس کے انعقاد کا پروگرام ترتیب دیا جس میں ہم ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی، ملی، سیاسی، تعلیمی اور معاشی ترقی کے لیے غور و فکر کریں اور منصوبے بنائیں اور ان منصوبوں کو علماء و دانشوران کے ذریعے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ چنانچہ ۱۵ نومبر ۲۰۰۸ء کو عرس قاسمی کے موقع پر پہلی ”فکر و تدبیر کانفرنس“ منعقد کی گئی، جس میں ہندوستان کے تقریباً دو سو علماء اور دانشوران نے شرکت فرمائی، امت مسلمہ کے ترجیحی مسائل پر غور و فکر کیا، تجاویز پیش کی اور خانقاہ برکاتیہ کی جانب سے منصوبہ پیش کیا گیا۔ منصوبے میں جزوقتی پروگرام کے تحت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں طلبہ و طالبات، ائمہ مساجد، خطباء اور اہل قلم کے لیے ورک شاپ کرنا تھا، جس کے لیے چند اداروں اور افراد کو ذمہ داریاں دی گئی تھیں۔ الحمد للہ اس مشن کے تحت ورک شاپ کا سلسلہ شروع ہوا اور خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔

اسی منصوبے کے تحت مئی ۲۰۰۸ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر شرف ملت سید محمد اشرف میاں قادری نے مولانا اسید الحق اور مجھے جامعہ اشرفیہ مبارک پور بھیجا، تاکہ وہاں کے ذمہ داران سے میٹنگ کر کے اہل سنت و جماعت کے خطباء کے لیے ورک شاپ کا خاکہ تیار ہو جائے۔ ہم نے وہاں پہنچ کر مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب صدر مفتی جامعہ اشرفیہ اور مولانا مبارک حسین مصباحی کے ساتھ میٹنگ کی اور اس کا مکمل خاکہ تیار کر کے مولانا محمد احمد مصباحی صاحب صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ کے حوالے کیا۔

(ب) مجھے اچھی طرح یاد ہے ۷ نومبر ۲۰۰۹ء کو عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ میں دوسری کل ہند ”فکر و تدبیر کانفرنس“ ”مسلم معاشرے میں تعلیم کے تصورات: مسائل، حل اور امکانات“ کے موضوع پر ہوئی، اس کانفرنس میں ملی مسائل پر غور و فکر کے ساتھ خصوصی طور پر اہل سنت و جماعت کو حکومت ہند کی جانب سے ”مرکزی مدرسہ بورڈ“ کے قیام پر اپنا موقف

طے کر کے حکومت کے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک تنظیم بنام ”آل انڈیا مدرسہ کوآرڈی نیشن کمیٹی“ تشکیل دی گئی، اسید میاں کو اس کمیٹی کا ”نائب صدر“ بنایا گیا۔

فکر و تدبیر کانفرنس کے اختتام کے بعد اسی ہال میں اس کے لیے میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ حکومت کی جانب سے تیار کردہ مرکزی مدرسہ بورڈ کے قانونی مسودے کو چار افراد بغور مطالعہ کریں اور اس میں مدارس کے حق میں قابل اعتراض دفعات کی نشاندہی کر کے اگلی میٹنگ میں رکھیں اور مسودے میں ترمیم کیے ہوئے حصے کو تیار کر کے اہل سنت و جماعت کا ایک وفد مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل جناب کپل سبل سے ملاقات کرے اور ممکنہ ترمیمات کے ساتھ مرکزی مدرسہ بورڈ بل کی حمایت کا اعلان کرے۔ ایک ماہ کے اندر ان تمام امور کی انجام دہی کے بعد طے شدہ ایجنڈے کے مطابق جناب عبدالعلی عزیزی ممبر نیشنل کمیشن فار بیک ورڈ کلاسز کی کوششوں سے ۳ دسمبر ۲۰۰۹ء کو مرکزی وزیر کپل سبل سے اہل سنت و جماعت کے وفد کی ملاقات کا وقت لیا گیا اور پھر مذکورہ ترمیمات کے ساتھ مرکزی مدرسہ بورڈ کی تشکیل کی حمایت میں مقررہ تاریخ کو حضرت امین ملت کی قیادت میں ۵ افراد پر مشتمل ایک وفد نے ملاقات کی، اس وفد میں اسید میاں کو بھی خصوصی طور پر شامل رکھا گیا۔

(ج) جامعہ البرکات علی گڑھ میں مدارس اسلامیہ کے فارغین کے لیے مشرقی علوم پر مشتمل ایک دو سالہ کورس لانچ کرنے کا ارادہ ہوا تو اس کے جامع نصاب کی ترتیب و تشکیل کے لیے ۲۰۱۳ء میں ہندوستان سے ۸ یا ۹ جلیل القدر علماء اور دانشوروں کو مدعو کیا گیا، اس نصاب کمیٹی میں اسید میاں کو بھی شامل رکھا گیا۔ نصاب سے متعلق اس کمیٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دینے کے لیے بعد میں تین نفری کمیٹی تشکیل دی گئی، اس تین نفری کمیٹی میں بھی اسید میاں کو خصوصی طور پر رکھا گیا اور پھر نصاب کو آخری شکل دے دی گئی، جس کے تحت ۲۰۱۴ء سے مشرقی علوم کے شعبے کا آغاز ہو گیا۔

خاندان برکات کے شہزادگان اسید میاں کی علمی صلاحیتوں پر نازاں رہتے اور ان کی علمی و تحقیقی خدمات کا اعتراف دل کھول کر کرتے۔ ۲۰۱۱ء میں تحریک اسلاف شناسی کے تحت جب اسید میاں نے سلسلہ خیر آباد کے علمی احوال و آثار پر مشتمل ایک تحقیقی

کتاب ”خیر آبادیات“ لکھی تو عرس قاسمی میں ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء کی شب کو اسید میاں کو ان کی گراں قدر تصنیف پر خانقاہ برکاتیہ کی طرف سے مبلغ ۲۱۰۰۰ روپے، توصیفی سند اور شیلڈ حضرت امین ملت کے ہاتھوں پیش کی گئی۔

شہزادگان مارہرہ نے تحریری طور پر بھی ان کی علمی و قلمی خدمات کو جابجا سراہا ہے۔

حضرت امین ملت کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

اپنے اکابر علما اور مشائخ عظام کی تصنیفات کی دوبارہ اشاعت، جدید پیرایہ کے ساتھ کرنے کی سعی عزیزی مولانا اسید الحق قادری صاحب کر رہے ہیں اور یہ بڑی سعادت مندی کی بات ہے کہ انہوں نے اب تک تقریباً ۸۰ کتابیں اپنے خاندانی بزرگوں اور مشائخ کی شائع کی ہیں اور مستقبل میں بھی ان سے بہت سے تخلیقی اور تحقیقی کاموں کی توقعات ہیں (تحقیق التراویح: ص: ۱۱، تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۲ء)۔

ایک اور اقتباس دیکھیں:

اردو کے ایک بڑے ادیب نے لکھا تھا کہ ”جب کوئی تصنیف منصہ شہود پر آتی ہے تو گویا ایک چراغ روشن ہوتا ہے“ میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ یہ چراغ مادی چراغوں کی طرح کبھی بجھتا نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ اپنی روشنی سے علمی ذوق رکھنے والوں کی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔ عزیزم مولانا اسید الحق قادری برکاتی بدایونی ایسے چراغ روشن کرنے میں سرگرداں، ماہر اور کامیاب ہیں۔ (قصیدتان رائعتان، ص: ۷، تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء)

مولانا اسید الحق نے اپریل ۲۰۰۵ء سے جام نور دہلی میں ”حامہ تلاشی“ کے عنوان سے ایک تنقیدی کالم لکھنا شروع کیا، یہ سلسلہ دسمبر ۲۰۰۶ء تک چلتا رہا۔ اسید میاں کے اسلوب نقد، گونا گوں علوم پر ان کی اعلیٰ دسترس، سخن دانی، فراست اور ذہانت پر برصغیر ہندوپاک کے بڑے بڑے علما، اساطین اور ادا بار شک کرنے لگے، عام قارئین کی توجہ ہی کیا! بقول میر۔

کسو کی بات نے آگے مرے نہ پایا رنگ

دلوں میں نقش ہے میری سخن طرازی کا

جب ۲۰۰۹ء میں اس کالم کی تحریروں کو یکجا کر کے ”حامہ تلاشی“ کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کیا جانے لگا تو حضرت شرف ملت نے اس کا فلیپ لکھا۔ میں سمجھتا ہوں

کہ حامہ تلاش کے سیکڑوں تحریری اعترفات میں اس کی حیثیت سرخیل کی ہے۔ تحریر ملاحظہ ہو:

”آزادی کے بعد کے دور میں مذہبی صفحات میں تنقید و تبصرے کی روایت تو یقیناً ملتی ہے، لیکن جام نور کے صفحات میں مستقل کالم کے طور پر عزیز گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری کی ”حامہ تلاشی“ نے قارئین کے دل میں جیسی جگہ بنائی، اس کی مثال عنقا ہے۔ ”تجلی“ کے کالم ”مسجد سے مے خانے تک“ کا موازنہ بے سود ہے کہ اس کالم میں قاری کے لیے دلچسپی کا سبب وہ عناصر تھے جنہیں سنجیدہ اور متین ادب میں احسن نہیں تصور کیا جاتا، مثلاً شخصی حملے، ذاتی عناد، برہمی اور پھکڑ پن۔

”حامہ تلاشی“ کے قبول عام میں جن عناصر نے حصہ لیا وہ ہر کس و ناکس کے بس میں نہیں ہیں۔ گہرا علم، وسیع معلومات، سخن فہمی، عمدہ نثر کا استعمال، صحت زبان، منطقی طریقہ کار، طنز کا شائستہ انداز، ظریفانہ ذوق، بے باکی (گستاخی نہیں) احساس توازن، پاس اعتدال، ”خیال خاطر احباب“ اور..... ظریف نگاہ۔ یہ آخری بات کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے، سنجیدہ متین اور علمی تحریر کے افق پر ظرافت کی روپہلی چمک نے ان کالموں کو یادگار بنا دیا ہے۔

مندرجہ بالا عناصر کہیں یکجا ہو بھی جائیں تب بھی بات نہیں بنتی جب تک سینے میں آگ نہ روشن ہو۔ جذبے کی یہی گرمی تو ایسے جاندار اور معنی خیز الفاظ بنتی ہے جو ہمیں اس تحریر میں نظر آتے ہیں جو سید شمیم گوہر کے تبصرے پر راجہ رشید محمود کی برہمی کے جواب کے طور پر معرض وجود میں آئی۔“

خاندان برکات سے اسید میاں کی اسی والہانہ محبت و عشق، ربط و تعلق اور موروثی نسبت کا نتیجہ تھا کہ اسید میاں کی اچانک شہادت پر خانقاہ برکاتیہ کا بچہ بچہ ٹپ اٹھا، خانقاہ کی درود یار سو گوار ہو گئیں اور لاکھوں افراد کی دادرسی کرنے والے، دوسروں کی مشکلات کو اپنے دامن کرم میں سمیٹ لینے والے اور ہمت بندھانے والے شہزادگان و سجادگان بھی اپنے جذبات پر بندہ باندھ سکے اور بلک بلک کر رو پڑے۔ حضرت رفیق ملت لکھتے ہیں کہ:

”حضرت شیخ سالم میاں صاحب دامت برکاتہم کا یہ غم ہم سب بھائیوں نے ذاتی غم کی حیثیت سے لیا، میں نے اپنے برادر محترم سید محمد افضل میاں کی آنکھ میں بڑے بڑے گھر یلو غموں میں بھی آنسو نہ دیکھے لیکن جب وہ بدایوں حاضر ہوئے تو حضرت سالم میاں صاحب سے

مل کر وہ بھی آنسوؤں پہ قابو نہ پاسکے۔“ (جام نور دہلی کا عالم ربانی نمبر ص: ۴۲) مزید لکھتے ہیں:

”ان کی شہادت نے ہم سب کو ہلا کر رکھ دیا، ایسا لگا کہ کوئی زلزلہ سا آ گیا۔ نہ دل یہ بات تسلیم کرتا تھا نہ دماغ کہ کل تک ہنسنے، بولنے، کہنا ماننے والا شریف النفس عالم دین اور مارہرہ کا چاہنے والا ہمیں چھوڑ کر اس طرح اچانک چلا جائے گا۔“ (ایضاً ص: ۴۱)

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ چاروں برادران حضرت امین ملت، حضرت شرف ملت، حضرت افضل میاں اور حضرت رفیق ملت کسی ایک مقام پر جمع ہو جائیں، مگر اسید میاں سے گہرے تعلق کا نتیجہ تھا کہ ان کی شہادت پر ان کے والد ماجد حضرت اقدس کو سنبھالا دینے کے لیے چاروں برادران خانقاہ قادریہ بدایوں تشریف لے گئے اور حضرت اقدس کو اپنی مضبوط بانہوں میں سمیٹ کر اپنا مشترکہ غم بانٹنے لگے۔ اور پھر عرس نوری میں اسید میاں کی مثالی کارکردگی اور علمی خدمات کے اعتراف میں انھیں ”نشان شمس مارہرہ“ اور سپاس نامہ پیش کیا، جسے ان کے برادر گرامی مولانا عطیف میاں قادری نے وصول کیا۔ خانقاہ برکاتیہ کی طرف سے یہ سب سے بڑا اعزاز ہے جسے ہر کس و ناکس کو نہیں دیا جاتا، مگر شہادت کے بعد اسید میاں کے حصے میں یہ برکاتی اعزاز بھی آیا۔

اسید میاں عرس قادری کے دوران اپنے خطاب میں اسٹیج سے درگاہ قادری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پورے جوش و ولولے کے ساتھ اکثر کہا کرتے تھے کہ:

”یہاں سے وہاں تک جو روشنیاں دیکھ رہے ہو، جو رونقیں دیکھ رہے ہو اور جو بہاریں دیکھ رہے ہو، یہ سب کا سب حضورِ نوح اعظم اور حضورِ شمس مارہرہ کا فیضان اور ان کا صدقہ ہے۔“

ان کی بات درست بھی تھی، کیوں کہ خانوادہ برکات کے تعلق سے ان کی موروثی فکر کا ہمیشہ یہی محور رہا:

ہے تیری عنایات کا ڈیرا مرے گھر میں

سب تیرا ہے کچھ بھی نہیں میرا مرے گھر میں

اور اسی وارفتگی پر خانوادہ عثمانیہ سے خاندان برکات کی مضبوط نسبت اور مستحکم اساس قائم ہے۔

حضرت خواجہ احتشام الدین قادری مدظلہ العالی

عبدالعلیم قادری مجیدی، مدرسہ قادریہ بدایوں

خانوادہ قادریہ عثمانیہ بدایوں کی تاریخ میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس خانوادے کے بغیر بدایوں کی زریں تاریخ نامکمل ہے۔ تعلیم و تربیت، رشد و ہدایت، وعظ و اصلاح، قضا و افتاء، امامت و خطابت، درس و تدریس ابتداء ہی سے اس خانوادے کا طرہ امتیاز رہا۔ اس کے علاوہ دینی، ملی، مسلکی، سماجی اور تعمیری ہر طرح کی تحریک میں اس خانوادے کے افراد نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ اس خانوادے کے افراد میں شاہ عین الحق عبدالمجید، سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول، تاج الفحول مولانا عبدالقادر، صاحب الاقترار مولانا عبدالمتقندر، عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر، مولانا عبدالہادی قادری، عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری، حکیم عبدالقیوم شہید، مولانا عبدالماجد قادری، مولانا عبدالحمید قادری، نواسہ تاج الفحول خواجہ غلام نظام الدین قادری کے نام قابل ذکر ہیں۔ فی الوقت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم القادری اس خانوادے کی مسند سجادہ پر جلوہ افروز ہیں اور عوام الناس کی رشد و ہدایت میں مصروف ہیں۔ حضرت الحاج خواجہ احتشام الدین قادری بھی اسی خانوادے کے ایک اہم فرد ہیں۔

خاندانی پس منظر:

حضرت الحاج خواجہ احتشام الدین قادری کا سلسلہ نسب والد ماجد کی جانب سے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ سے ہوتا ہوا خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے، اور والدہ ماجدہ کی جانب سے بھی آپ کا سلسلہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

والد ماجد:

آپ کے والد ماجد نواسہ تاج الفحول، مجاہد سنیت خواجہ غلام نظام الدین قادری بدایونی علیہ الرحمۃ تھے۔ مدرسہ قادریہ کے ایک لائق و فائق فرزند، ایک عظیم مصلح و داعی، بے باک اور نڈر قومی رہنما، شعلہ بیان خطیب، صاحب طرز شاعر اور شیخ طرقت تھے۔

جد امجد:

خواجہ صاحب کے دادا حضرت خواجہ عبداللہ قادری دہلوی ثم بدایونی تھے، آپ حضرت تاج الفحول کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، پیر و مرشد کی محبت و الفت میں سرشار تھے، حضرت تاج الفحول بھی آپ پر خاص نظر التفات فرماتے تھے، ۱۳۴۴/۱۹۲۳ء میں وفات ہوئی، درگاہ قادری بدایوں شریف میں جانب جنوب اپنے والد اور والدہ کے قرب میں آسودہ خاک ہوئے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت:

خواجہ صاحب کی ولادت بدایوں میں ۱۹۳۳ء کو ہوئی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔ جب آپ کی عمر تقریباً چار برس کی ہوئی تو آپ کو مکتب عاشق الرسول حضرت شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی نے پڑھایا۔ آپ نے اپنے ابتدائی تعلیمی مراحل مدرسہ قادریہ میں طے کیے۔ اس کے بعد آپ نے عصری تعلیم کی طرف رخ کیا جس کے لیے آپ نے پہلے بدایوں کے اسلامیہ انٹر کالج میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی طرف متوجہ ہوئے اور آخر میں حیدرآباد سے انجینئرنگ کی تکمیل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دہلی میں گورنمنٹ آف انڈیا کی ملازمت اختیار کی، دہلی میں ہی مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور پھر آخر میں N.D.M.C کے ڈائریکٹر کے عہدے تک ترقی کی اور اسی عہدے سے دسمبر ۱۹۹۴ء میں رٹائرڈ ہوئے۔

بیعت و خلافت:

حضرت خواجہ صاحب نے عاشق الرسول مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ جب خواجہ صاحب کے والد ماجد کا وصال ہوا تو تاج دار اہل سنت حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری نے آپ کو ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے علاوہ وارث نجبین حضرت سید یحییٰ حسن مارہروی علیہ الرحمۃ نے عرس قادری کے مبارک موقع پر درگاہ قادری مجیدی میں عالم ربانی حضرت شیخ اسید الحق محمد عاصم القادری کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی خلافت سے نوازا۔ لہذا اسی مناسبت سے خواجہ صاحب خلفائے مارہرہ کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

مارہرہ مقدسہ سے وابستگی:

مارہرہ مقدسہ سے وابستگی خواجہ صاحب کو وراثت میں ملی ہے۔ چوں کہ خواجہ صاحب بھی خانوادہ قادریہ کے ایک فرد ہیں اور خانوادہ قادریہ کی خانوادہ برکاتیہ سے جو وابستگی اور نسبت رہی وہ محتاج بیان نہیں۔ ابتدا سے لے کر اب تک خانوادہ قادریہ کے اکابر اور فرزندان نے خانوادہ برکاتیہ کی غلامی کو اپنا سرمایہ افتخار سمجھا اور اس کا نہ صرف یہ کہ اعتراف کیا، بلکہ عملی طور پر اس کا ثبوت بھی پیش کیا۔ راقم نے بارہا اپنے شیخ حضرت عبدالحمید محمد سالم القادری کو اپنے مخدومان گرامی سے ملاقات کرتے ہوئے دیکھا، اور عالم ربانی حضرت شیخ اسید الحق محمد عاصم القادری کے ساتھ مارہرہ مقدسہ کی حاضری کے لیے ہم رکاب سعادت بھی ہوا، یقیناً ان حضرات کو میں نے جس خادمانہ انداز میں ملتے ہوئے پایا اس کی مثال عنقا ہے۔ اکابر مارہرہ کے ساتھ خواجہ صاحب کے والد گرامی کے تعلقات و روابط نہایت مستحکم تھے، لہذا خواجہ صاحب نے بھی اپنے اسلاف کی اس روایت کو باقی رکھا اور اکابر مارہرہ سے اپنی نسبت کو استحکام اور تقویت بخشی۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا کہ خواجہ صاحب کو حضرت سید یحییٰ میاں قادری نے خلافت سے سرفراز فرمایا اس کے علاوہ خواجہ صاحب کی حضرت سید آل مصطفیٰ قادری، احسن العلما حضرت سید حسن میاں قادری

حضرت سید چھما میاں قادری وغیرہ سے بھی ملاقاتیں رہیں۔

شجرہ طریقت:

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آپ عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر بدایونی کے مرید اور حضرت الشیخ محمد سالم القادری کے خلیفہ ہیں۔ اب آگے کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے:

سرکار صاحب الاقتدار حضرت مولانا شاہ عبدالمتقندر قادری بدایونی مرید و خلیفہ، حضرت تاج الفحول محبت رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی مرید و خلیفہ، سیف اللہ المسلمول معین الحق حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی مرید و خلیفہ، افضل العبد شاہ عین الحق مولانا عبدالجید قادری بدایونی مرید و خلیفہ، شمس مارہرہ ابو الفضل آل احمد حضور اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس کے بعد مارہرہ شریف کا سلسلہ قادریہ برکاتیہ معروف و مشہور ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کو خلافت ملنے کے بعد آپ اپنے والد ماجد کی مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور آپ کے جانشین قرار پائے۔ تاجدار اہل سنت حضرت شیخ سالم القادری نے اجازت و خلافت سے نوازا، اس کے علاوہ وارث بختن حضرت سید شاہ یحییٰ حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ (زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) نے بھی آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ محمد اللہ حضرت خواجہ صاحب آج بھی مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہو کر قادری فیضان کو عام فرما رہے ہیں۔

اخلاق و عادات:

خواجہ صاحب نہایت منکسر المزاج اور متواضع شخصیت ہیں۔ رحم دلی، سخاوت، لوگوں سے غیر معمولی شفقت، چھوٹوں سے محبت، اکابر کا احترام، خوش اخلاقی، لمنساری، خندہ روئی جیسی صفات گویا آپ کی شخصیت کے اجزا ہیں۔ آپ کی سخاوت اور رحم دلی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جس وقت آپ دہلی کے معزز اور اعلیٰ ترین عہدے پر فائز تھے تب روزانہ بے شمار لوگ آپ کے دسترخوان سے عمدہ اور اعلیٰ اقسام کے کھانوں سے شکم

سیر ہوتے اور پھر اس پر خواجہ صاحب کی شفقت و محبت مستزاد۔ اس کے علاوہ خواجہ صاحب مسلسل غربا و مساکین کی امداد کرتے رہتے ہیں اور ان کے تعاون کے لیے آپ کا دست ہمیشہ دراز رہتا ہے۔ قیام دہلی کے دوران آپ نے ہزار ہا غریب اور نادار لوگوں کو نوکریاں دلوائیں، ان کی خود اپنے گھر میں رکھ کر کفالت کی اور کئی لوگوں کی شادیاں اپنے ذاتی مال سے کی۔ غرض کہ خواجہ صاحب نہایت دیانت دار، ایمان دار اور امانت دار شخصیت کا نام ہے۔

استاذ گرامی عالم ربانی شیخ اسید الحق قادری (شیخ صاحب) آپ کا تذکرہ یوں فرماتے تھے کہ ”میں نے اپنی زندگی میں دو لوگ ایسے دیکھے جو نہایت دین دار، ایمان دار اور سخی ہیں“ ان دو شخصیات میں ایک نام آپ کے خسر سید نصیر الدین مرحوم اور دوسرا نام حضرت خواجہ صاحب کا تھا۔

حج، عمرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت:

خواجہ صاحب اپنی عمر میں ایک مرتبہ ۱۹۹۶ء میں حج بیت اللہ اور روضہ رسول کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دو مرتبہ عمرہ کیا۔ اپنے قیام دہلی کے دوران کئی مرتبہ غیر ملکی اسفار میں مصروف رہے۔ خانوادہ قادریہ کے اکابر کی نسبت قادریت ابتدا ہی سے بہت مضبوط رہی ہے اور ایسے دور میں بھی یہاں کے اکابر بغداد معلیٰ کی زیارت کر آئے ہیں جب کہ بغداد معلیٰ کی حاضری ایک دشوار کام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب کے پیر و مرشد حضرت عاشق الرسول شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی ہر سال ماہ ربیع الآخر میں بغداد شریف حاضر ہوا کرتے تھے۔ اب اس روایت کو آپ کے شہزادے حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب کے والد گرامی بھی اپنے پیران طریقت کی طرح غوث اعظم سے والہانہ محبت فرماتے تھے، لہذا آپ بھی بارگاہ غوثیت کی حاضری سے مشرف ہوئے۔ جب خواجہ صاحب کے والد اور پیران طریقت کا یہ معمول رہا تو خواجہ صاحب کا اس سے علیحدہ رہنا ایک غیر معقول بات تھی۔ لہذا اسی محبت، عقیدت اور سرشاری کی کیفیت میں خواجہ صاحب نے بھی دو مرتبہ بارگاہ غوثیت میں حاضری دی اور ایک مرتبہ

حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری کے ہمراہ بغداد معلیٰ، نجف اشرف، کربلا، مصر، شام اور دیگر ممالک اسلامیہ کے مقدس مقامات کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔

مناصب:

بدایوں میں عید گاہ سٹشی کی امامت کافی اہمیت کی حامل رہی ہے، عاشق الرسول حضرت شاہ عبدالقدیر قادری بدایونی نے خواجہ صاحب کے والد حضرت خواجہ غلام نظام الدین قادری کو عید گاہ سٹشی کی امامت و خطابت کی ذمہ داری سونپ دی، چنانچہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اپنی وفات تک آپ اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری نے خواجہ صاحب کو عید گاہ سٹشی کا امام مقرر فرمایا اور اب تک خواجہ صاحب اس عہدے پر فائز ہیں، مگر گزشتہ چند سالوں سے علالت کے باعث خواجہ صاحب عید گاہ کی امامت سے قاصر ہیں، جس کی وجہ سے صاحبزادہ گرامی حضرت علامہ عطیف میاں عید گاہ میں خطابت فرماتے ہیں اور عالم ربانی حضرت شیخ اسید الحق قادری امامت فرمایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری نے ۱۹۹۴ء میں مسلم لڑکیوں کے لیے ”نقویہ اسلامیہ گرلس کالج“ قائم فرمایا تو حضرت خواجہ صاحب کو اس کا مینیجر مقرر فرمایا، آپ کی نگرانی میں یہ کالج دن بدن ترقی کی طرف گامزن ہے اور قوم کی مسلمان لڑکیاں زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں۔ خواجہ صاحب تاج الفحول اکیڈمی بدایوں کے صدر بھی ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ صاحب اپنے والد محترم کی جگہ مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر کے منتظم و منصرم بھی ہیں۔

خواجہ صاحب کا حلقہ ارادت دیگر علاقوں کے علاوہ اڑیسہ میں بکثرت ہے۔ الحمد للہ خواجہ صاحب اب بھی رشد و ہدایت کے ذریعے قادری فیضان کو عام فرما رہے ہیں۔ اللہ خواجہ صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

ذیل میں خواجہ احتشام الدین مدظلہ سے خانقاہ برکاتہ سے روابط و تعلقات پر تفصیلی

گفتگو کو من و عن پیش کیا جا رہا ہے۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

عاشق الرسول مولانا الشاہ عبدالقدیر قادری بدایونی، والد محترم حضرت خواجہ نظام الدین قادری بدایونی، اور تاجدار اہلسنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم القادری بدایونی خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

دہلی سے N.D.M.C کے عہدے سے دست برداری کے بعد میں نے مستقل طور پر بدایوں میں سکونت اختیار کر لی۔ اس وقت سب سے خوشی کی بات تو یہ تھی کہ میں ایک طویل عرصے کے بعد اپنے وطن اور پیر خانے سے بہت قریب ہو گیا تھا۔ اپنے پیر خانے سے میرا جو قرب و اتصال تھا میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا تھا۔ اس کے باوجود بھی مجھ پر اپنے پیر و مرشد حضرت عاشق الرسول اور ان کے صاحبزادے حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری کی خصوصی نوازشات اور کرم فرمائیاں رہتی تھیں۔ ایک دن جب میں عصر کی نماز سے فارغ ہوا تو مجھے میرے پیر زادے حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری نے یاد فرمایا۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد سے آج تک میں اپنے اندر جو کیفیت اور اطمینان محسوس کر رہا ہوں اس کو میں بیان تحریر میں نہیں لاسکتا۔ بس یہی میرے لیے اثاثہ حیات ہے اور اسی کو میں اپنا ذریعہ نجات بھی سمجھتا ہوں۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی تو مجھے وراثت میں ملی ہے۔ چونکہ حضرت شاہ عین الحق قدس سرہ جو حضور شمس مارہرہ کے سب سے زیادہ چہیتے مرید اور احب الخلفا تھے، آپ ہی نے خانقاہ قادریہ کی بنیاد رکھی اور چونکہ میں بھی آپ ہی کے پوتوں میں ہوں کیونکہ میرے دادا حضرت تاج الفحول کے داماد تھے، میرے والد حضرت عاشق الرسول کے خلیفہ تھے اور اب میں حضرت عاشق الرسول کا مرید اور آپ کے صاحبزادے وجانشین تاجدار اہل سنت

حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری مدظلہ کا خلیفہ ہوں لہذا اب یہ کہنا مناسب ہوگا کہ میری خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی حضور شمس مارہرہ کے توسط سے ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

وارث پنچتن حضرت سید یحییٰ میاں قادری برکاتی

خلافت کے حصول کا واقعہ:

وارث پنچتن حضرت سید یحییٰ میاں قادری برکاتی جب سے مارہرہ تشریف لائے تب سے آپ عرس قادری بدایوں شریف میں ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ازراہ کرم عرس قادری کی کسی محفل میں مجھے اور عالم ربانی مولانا سید الحق علیہ الرحمہ کو ایک ساتھ خلافت سے نوازا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز

خانقاہ برکاتیہ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فی الوقت جو کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہے اسے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ جس طرح یہاں کے اکابر خدمت خلق، رشد و ہدایت، تعلیم و تربیت، اصلاح و تزکیہ اور دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں سرفہرست رہیں بجز اللہ آج بھی خانقاہ برکاتیہ اس روش پر نہ صرف یہ کہ خود مضبوطی سے قائم ہے بلکہ دوسروں کو بھی دعوت فکر دے رہی ہے۔ ہمارے اس دعوے کا واضح ثبوت خانقاہ برکاتیہ کے زیر اہتمام چلنے والے عالیشان ادارے ہیں جو بیک وقت دین و دنیا سنوارنے کے لیے دن رات عوام الناس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ جامعہ احسن البرکات، مارہرہ، جامعہ البرکات علی گڑھ وغیرہ یہ ادارے کسی چار دیواری کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک اور انقلاب کا نام ہے جس نے دور حاضر کے مروجہ مدارس اور یونیورسٹیوں کو اپنے اوپر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں دن رات عوام الناس آکر اپنے دامن مراد کو بھرتے ہیں۔ اللہ ہمارے پیر خانے اور اس کے زیر اہتمام چلنے والے اداروں کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خانقاہ

برکاتیہ کے غلام اور خادم بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے، یہی ہمارے دین و دنیا کی بھلائیوں کے لیے کافی ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضرت سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی، حضرت سید چھامیاں قادری برکاتی، احسن العلماء حضرت سید حسن میاں قادری برکاتی اور وارث پنچتن حضرت سید یحییٰ میاں قادری برکاتی قدس سرار ہم۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

جب ہم اسلام و سنیت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بالکل واضح طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دنیا کے تمام ممالک میں اسلام و سنیت کے فروغ اور اتحاد امت کے سلسلے میں جن عناصر نے حصہ لیا ان میں سب سے اول مقام خانقاہوں کو حاصل ہے۔ جہاں بھی اسلام یا سنیت کی بہاریں آئیں خانقاہوں کے توسط سے آئیں۔ جہاں بت پرستی، فتنہ رسوم، بدکاریاں جیسی وبائیں عام ہوئیں ان کا علاج خانقاہوں سے کیا گیا۔ لہذا اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ آج بھی اگر ہم اسی خانقاہی نظام کا از سر نو احیا کریں، اس کی تعلیمات پر عمل کریں یا اس کے طریقہ کار کو اپنائیں تو ہمارے آپسی اختلافات اور نزاعات بے آسانی ختم ہو سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خواہ مخواہ کے مسائل میں الجھنے اور فروعی مسائل میں اختلافات یا نزاعات کرنے کی بجائے اہل سنت و جماعت کے فروغ میں سرگرم حصہ لینے کی کوشش کریں، آپس میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی بجائے اتفاق و اتحاد پیدا کریں اور دین و سنیت کی اشاعت میں سعی کریں۔

شیخ طریقت حضرت ڈاکٹر سید شاہد میاں قادری نوشاہی مدظلہ العالی

سید محمد امان قادری

- نام : ڈاکٹر سید شاہد میاں قادری نوشاہی
 ولدیت : حضرت سید محمد غوث عرف مہدی میاں رحمۃ اللہ علیہ
 بیعت : حضرت سید محمد غوث عرف مہدی میاں رحمۃ اللہ علیہ
 مسکن : آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ جہٹہ شریف
 وطن : انڈیا
 پورا پتہ : آستانہ عالیہ جہٹہ شریف تحصیل چندوی ضلع سنبھل، یوپی، انڈیا
 سن ولادت : ۲۶ جنوری ۱۹۵۷ء
 اولاد امجاد : سید محمد اکرم میاں، سید محمد افضل، سید محمد اجمل، سیدہ نبیلہ شاہد، سیدہ ناہیدہ فاطمہ اور سیدہ ثمرہ فاطمہ
 تعلیمی لیاقت : بی۔ اے، کمال طب (بی۔ یو۔ ایم۔ ایس۔)
 ذریعہ معاش : میڈیکل پریکٹس و کاشت کاری
 تعلیمی اداروں سے وابستگی :

مدرسہ اسلامیہ فیضان نوشاہی وغیرہ۔ اپنے حلقہ احباب و متوسلین کو دین و سنیت کی تعلیم کی طرف رغبت دلانا ہی تدریسی خدمت پہ محمول سمجھتے رہے۔ حضرت کے زیر سرپرستی کئی مدارس اسلامیہ تقویت پا رہے ہیں۔

دینی و ملی خدمات :

سلسلہ قادریہ چشتیہ نوشاہیہ کے فروغ کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں میں تبلیغ دین کے لئے اسفار۔ خصوصاً دہلی، ممبئی، بھوپور کے علاوہ اتر پردیش کے مختلف

اضلاع میں سلسلہ کی شروع و اشاعت و سنیت کے لئے کوشاں ہیں۔ آستانہ نوشاہیہ پر ہر ماہ کی گیارہویں اور چھٹی تاریخ کو سرکار غوث اعظم و سرکار غریب نواز کے نام نامی سے منسوب محافظ و مجالس کا انعقاد بڑے پیمانے پر کرانا۔ جس میں کثیر تعداد میں اطراف و جوانب سے زائرین تشریف لاکر داخل حسانت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دینی مدارس اور مذہبی عمارات کی امداد مساجد کی دیکھ بھال خصوصی مشغلہ ہے۔ خانقاہ نوشاہیہ میں دیرینہ روایتوں اور خانقاہی نظام کی اقدار کا پاس رکھتے ہوئے مخلوق خدا کے لئے لنگر عام کا انتظام عرصہ دراز سے جاری و ساری ہے اور اس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔

طبابت کے پیشے سے جڑے ہونے سے حضرت کی ذات مرجع خلاق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں بڑی شفا دی ہے۔ ان کے شفا خانے اور آستانے پر ظاہری اور روحانی امراض کے مریضوں کا ازدہام رہتا ہے اور بحکم خدا لوگ شفا یاب ہوتے ہیں۔ اپنے اجداد کرام کے اعراس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کراتے ہیں۔ حضرت مدظلہ العالی اور ان کے برادر عزیز سید شاہد میاں نوشاہی صاحب کا خاص مشغلہ مخلوق خدا کی حاجت روائی دل دہی اور امداد ہے۔ حضرت شاہد میاں صاحب ضرورت مند مریضوں کا فی سبیل اللہ علاج فرماتے ہیں۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضرت محمد غوث عرف مہدی میاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی سید احمد شاہ صاحب محدث رامپوری

حضرت مولوی سید لطافت علی صاحب

خصوصی شرف جس کو اثاثہ حیات سمجھتا ہوں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے خانوادے سے وابستہ کیا جو صحیح العقیدہ صوفیوں اور اولیائے کاملین سے وابستگی رکھتا ہے ایک مومن کا اس سے بڑھ کر اور کیا اثاثہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس طبقے سے تعلق رکھے جو رسول کا وفادار، صحابہ اور اہل بیت کا تابع و مطیع اور محبوبان خدا کے حوالے سے پختہ عقیدہ رکھتا ہو۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

شیخ المشائخ حضرت قبلہ یحییٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۲۵ سال سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضرت قبلہ یحییٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ

خلافت کے حصول کا واقعہ:

حضرت سے میری بیحد گہری وابستگی رہی میں حاضری بارگاہ تھا تبھی حضور

وارث نچتن نے خاندان کی اس بلند پایہ نعمت سے فقیر نوشاہی کو سرفراز کیا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ فی زمانہ ان عظیم روحانی خانقاہوں میں شمار کی جاتی ہے۔

جہاں سے خدمت خلق اور علم کی ترویج و اشاعت کا کام بڑے پیمانے پر جاری ہے۔

یہاں کے مشائخ پیر طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ الگ سے اپنے ذریعہ معاش سے

خود کو وابستہ بھی رکھتے ہیں۔ اس سے بڑا اور کیا اثیار ہو سکتا ہے۔ جو آج کے خانقاہی

اور درباری نظام میں امتیازی شان کا حامل ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

حضرت قبلہ یحییٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

میری گزارش ہے علماء اور مشائخ سے کہ وہ اپنے ذاتی اختلافات کو چھوڑ کر ملت

اسلامیہ کے اتحاد کی خاطر ایک دوسرے سے کدھے سے کدھالما کر کھڑے ہوں۔

موجودہ سرگرمیاں:

علاج معالجہ اور سلسلے کی ترویج و اشاعت

فی الحال اقامت و پیتہ:

درگاہ عالیہ جنہٹہ شریف تحصیل چندوسی ضلع سنبھل

فون نمبر اور ای میل: 09412553075

گوشہ

خلفائے سید ملت قدس سرہ

☆ شہید ملت مولانا بشیر احمد قادری

☆ اسیر مفتی اعظم ہند مولانا عبدالہادی قادری

☆ مبلغ اسلام مولانا شاہ کر علی نوری

☆ حضرت مولانا اختر نسیم قادری

☆ شہزادہ دعوت الصغریٰ سید شاہ اولیس مصطفیٰ واسطی

شہید ملت مولانا بشیر احمد قادری قدس سرہ

مولانا سلمان قادری

نام : مولانا بشیر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
 ولدیت : شریف اجمل قادری برکاتی مرحوم
 وطن مالوف : (بھارت) (اودی) ضلع جالون، یو. پی.
 پورا پتہ : ۳۹ موہن پورا، ضلع جالون (اوری) یو. پی.
 سن ولادت : ۱۹۳۶
 اولاد امجاد : ۸ لڑکے ۵ لڑکیاں
 تعلیمی لیاقت : فضیلت عالمیت و ۸ پاس پرائمری جو نیر ہائی اسکول
 ذریعہ معاش : راشن کی سرکاری دکان
 تعلیمی اداروں سے وابستگی :

جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم امجدیہ گھوسی، اعظم گڑھ

تصنیف کردہ کتب:

دیوبند کے عقائد

دینی و ملی خدمات:

اپنی جان دین کی خاطر قربان کی ۱۴/۱۲ رمضان مبارک کو۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

سید آل مصطفیٰ، سید حسن حیدر میاں، سید یحییٰ میاں، سید آل حسنین میاں، مفتی

شریف الحق، سید میر ضیاء الدین قادری ترمذی، سید حضور اکبر میاں، سید اصغر میاں پھونڈ
 شریف، سید فضل الرحمن، عرف بھولے میاں، مفتی رجب علی صاحب مفتی عبد المنان
 صاحب، مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ، حضور حافظ ملت علیہم الرحمۃ سرکار امین ملت نجیب ملت،
 اشرف ملت، افضل میاں و جملہ خاندان برکات۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

حضور سرکار سید آل مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت جس کی برکت سے ان سے
 زندگی بدل گئی اور دنیا کو ترک کر کے دین کی طرف ایسے مائل ہوئے کہ اس میں اپنی جان راہ
 حق پر قربان کر دی۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

حضور سید العلماء سے وابستگی اور ان کی ایک تقریر جو ممبئی کے ایک جلسہ میں آپ
 نے خود موجود ہو کر سنی اور وہاں سے وابستگی کا سفر شروع ہوا۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

سید ملت حضور الحاج شاہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی رحمۃ اللہ علیہ۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جو اہل سنت کی آواز میں موجود ہے اسے مطالعہ کیجئے۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

یہ خانقاہ ایک امتیازی خانقاہ ہے، وہ اس لئے کہ اس سے واسطہ ہونے والے
 لوگ کبھی اعلیٰ حضرت تو کبھی مفتی اعظم ہند کہلائے اور پوری دنیا میں چمکے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور سید العلماء کے زمانہ سے لیکر سید سبطین و سید امان میاں سب اکابر سے
 فیض حاصل کیا۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

تجویز یہ ہے کہ سارے اکابر ایک مجلس یا ایک کانفرنس کر کے سارے اختلافات دور کریں تو اہل سنت کو فائدہ حاصل ہوگا۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

مولانا سلمان قادری ابن بشیر احمد قادری، ۳۹/موہن پورا اوری، ضلع جالون،

یو۔ پی، الہند۔

فون نمبر: 9044598098

ای میل: salmanqadri74@gmail.com

اسیر مفتی اعظم ہند مولانا عبدالبہادی القادری مدظلہ العالی

مغیث احمد برکاتی

نام : ابو محمد عبدالبہادی القادری برکاتی رضوی

ولدیت : الحاج عبد الوہاب چشتی نظامی

بیعت : حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا القادری

مسکن : ڈربن، ساوتھ افریقہ

وطن مالوف : ڈربن، ساوتھ افریقہ

پورا پتہ : 59 سڈ ماؤتھ اوینیو، ڈربن 4052 ساوتھ افریقہ۔

سن ولادت : ۱۴/محرم ۱۳۷۳/۲۲ ستمبر ۱۹۵۳ء

ازدواجی زندگی: شادی شدہ

اولاد امجاد : تین بیٹے اور دو بیٹیاں

تعلیمی لیاقت: ریفرنس اور ریسرچ

ذریعہ معاش: تجارت

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

تصنیف کردہ کتب:

کم و بیش ۵۵ کتابوں کا انگلش میں ترجمہ و اشاعت۔

تدریسی خدمات:

مختلف اسلامی مضامین میں تعلیم بالغاں

دینی و ملی خدمات:

امام احمد رضا کیڈمی، برکات الرضا اور sufipages.com کا قیام۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور مفتی اعظم، قطب مدینہ، سید العلماء، احسن العلماء، حضرت نظمی میاں، امین ملت، حضور مجاہد ملت اور مشائخ شام و عراق و حجاز۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

۱۹۷۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند کے ہمراہ خادم کی حیثیت سے حج اکبر کی ادائیگی۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

۱۹۶۹ء میں اپنے پیر و سنگیر کی معرفت میں۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی صاحب قدس سرہ سے۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

برصغیر ہند و پاک میں سب سے عظیم اور قدیم قادری سلسلہ کی خانقاہ ہے جس نے تصوف کے پیغام کو صحیح طور سے پوری دنیا میں عام کیا۔

خاندان برکات کے کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

حضور سید العلماء، احسن العلماء، نظمی میاں، امین ملت اور رفیق ملت سے۔

اہل سنت والجماعت کے فروغ و اتحاد کے لئے کوئی تجویز:

پیار و محبت اور ایک دوسرے کو سمجھنے اور تعاون کی توفیق۔

موجودہ سرگرمیاں:

اہل سنت والجماعت کی قدیم کتابوں کا ترجمہ اور اشاعت۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

59 سڈ ماؤتھ او بیو، ڈربن 4052 ساؤتھ افریقہ۔

فون نمبر، ای میل: 0027837869212، durwesh@webmail.com

مبلغ اسلام مولانا محمد شاہ کرنوری مدظلہ العالی

توفیق احسن برکاتی، استاذ: جامعہ غوثیہ نجم العلوم، ممبئی

”اس مستانے کی نذر جسے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مقدس کام کے لیے چنا ہے جو اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، یعنی تبلیغ دین متین۔ میری مراد علامہ شاہ کرنوری برکاتی سے ہے جنہیں میں اپنے بھائی کی طرح چاہتا ہوں۔“ (دستخط)

شہزادہ سید العلماء، حسان الہند حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی علیہ الرحمہ نے اپنا نعتیہ مجموعہ ”نوازش مصطفیٰ“ تحریری دستخط کے ساتھ جب صاحب تذکرہ مولانا محمد شاہ کرنوری کو بہ طور تحفہ عنایت فرمایا تھا تو اس میں درج بالا تاریخی جملہ تحریر فرمایا تھا۔ ویسے اگر غور کیا جائے تو اس ایک جملے میں جہاں اعتماد، چاہت، اصاغر نوازی، اپنائیت اور والہانہ سرپرستی کی رنگارنگی موجود ہے، وہیں اس میں تبلیغ دین اور اشاعت مسلک حق کی مقبول بارگاہ خدمات اور دینی علمی اثرات کی دانش ورانہ پیشین گوئی بھی عکس ریز ہے۔

اسم گرامی:

محمد شاہ کریم نوری

والد گرامی:

عبد الکریم میمن نوری ابن جناب محمد ابراہیم مرحوم

ولادت اور جائے ولادت:

مقام جونا گڑھ، کاٹھیاواڑ، صوبہ گجرات میں ۱۷ مارچ ۱۹۶۰ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

خاندانی پس منظر:

آپ کا گھرانہ مسلک اہل سنت و جماعت کا پیروار اولیاء اللہ کا عقیدت مند مانا جاتا ہے۔ ہندوستان کے مشہور علما اور مشائخ سے ان کے روابط کا پتہ چلتا ہے۔ مفتی رفاقت حسین رضوی، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی اور شہزادہ امام احمد رضا مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری علیہم الرحمہ اور دیگر اکابر اہل سنت کی تشریف آوری ہوتی رہتی تھی۔ والد گرامی اور والدہ ماجدہ دونوں مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ میمن برادری تھی، تجارت پیشہ افراد تھے، معاشی حالات اچھے تھے، مراسم سنیت سے خصوصی لگاؤ تھا، دینی تعلیم کا کوئی خاص پس منظر نہیں تھا لیکن دینی معلومات بھی کم نہ تھی، کیوں کہ بزرگوں کی صحبتیں اٹھائی تھیں، ہاں عصری دنیاوی تعلیم کے چرچے تھے، تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا، مسائل شرعیہ سے آگاہی کا شوق فراوان موجود تھا۔ سب سے پہلے مولانا شاکر نوری ہی ممبئی آئے، بعد میں یہ خاندان ہی شہر ممبئی منتقل ہو گیا، لیکن جونا گڑھ آنا جانا باقی رہا، یہ سلسلہ اب بھی قائم ہے۔ مولانا محمد شاکر نوری کل تین بھائی اور تین بہن ہیں۔ اس وقت ان کا مستقل قیام برکاتی ہاوس، ڈونگری، ممبئی میں ہے۔ ذریعہ معاش کپڑوں کی تجارت ہے، معاشی حالات مستحکم ہیں، ممدوح گرامی معاشی مجبوریوں سے بے فکر ہو کر خدمت دین متین میں ہمہ دم مشغول ہیں۔

تعلیم و تربیت اور شرف ارادت:

ایسے ہی علم دوست گھرانے اور دینی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی، بچپن ہی سے ان آنکھوں نے بزرگوں کی زیارت کا مزہ چکھ لیا تھا، ان کے فیض باطنی کی رنگت آج بھی محسوس کی جاسکتی ہے، بچپن ہی میں مفتی اعظم ہند سے مرید بھی ہو گئے تھے۔

آپ نے ابتدا سے لے کر ایس ایس سی (میٹرک) کی تعلیم وطن مالفون جونا گڑھ میں حاصل کی، اس دوران ابتدائی عربی اور دینیات کی تعلیم، ہمشیرہ زرینہ بانو مرحومہ سے پائی اور ناظرہ قرآن جونا گڑھ مسجد رضا کے امام مولانا عبداللہ رضوی کے پاس مکمل کیا

اور دینی استفادہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج شیخ نور محمد معرفانی سے کیا۔ میٹرک کے بعد غالباً ۱۹۷۶ء میں مدرسہ عرفان العلوم (اپلیڈ) اور دارالعلوم مسکینیہ (دھوراجی) میں حفظ قرآن مکمل کیا اور وہیں تجوید و قراءت کا کورس بھی کیا۔ اس کے بعد غالباً ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء میں ممبئی چلے آئے اور مزید تحصیل علم کے لیے سنی دارالعلوم محمدیہ، ممبئی میں داخلہ لیا، جماعت خامسہ تک درس نظامی کا نصاب پڑھا اور بغیر نصاب کے اور بھی بہت کچھ پڑھا اور نہ جانے کیا کیا سیکھا۔ کچھ دن کل وقتی طور پر کپڑوں کی تجارت کی اور پھر مستقل طور پر تبلیغ دین اور اشاعت مذہب حق کے میدان میں آ گئے۔

اساتذہ کرام:

آپ کے چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں: حضرت مولانا غلام غوث علوی ہاشمی، (استاذ: دارالعلوم مسکینیہ) حضرت مولانا ظہیر الدین نوری، صدر المدرسین سنی: دارالعلوم محمدیہ، مولانا محمد حنیف خان اعظمی مبارک پوری، حضرت مولانا توکل حسین شمشقی، حضرت مولانا نور الحق (سابق استاذ: سنی دارالعلوم محمدیہ، ممبئی) حضرت مولانا جان محمد برکاتی، مولانا مجیب الرحمن قادری، اساتذہ سنی دارالعلوم محمدیہ وغیرہ اور اشرف العلماء حضرت مولانا شاہ سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے وقتاً فوقتاً استفادہ کرتے رہے ہیں۔

رشتہ ازدواج:

۱۹۸۵ء میں مولانا محمد شاکر نوری نے ایک بیوہ سے نکاح کیا جن کی تین بچیاں تھیں، بچیوں کو شفقت سے پالا، اسلامی طرز پر ان کی تربیت کی، انھیں حسن ادب دیا اور سب کی شادیاں کیں اور خود ان کے ذریعے دو بچے ہیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی، لڑکا محمد سفیان دانتوں کا ڈاکٹر بن چکا ہے، دونوں کی شادی ہو چکی ہے۔

اجازت و خلافت:

مولانا محمد شاکر نوری کو تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ، سجادہ نشین آستانہ غوث اعظم قادریہ بغداد اشرف اور شہزادہ سید العلماء حضرت سید حسنین میاں

نظمی مارہروی علیہ الرحمہ سے مختلف سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل ہے۔

دینی و دعوتی خدمات کا اجمالی جائزہ:

سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی سے جماعت خامسہ کی تکمیل کے بعد کچھ عرصہ کپڑوں کی تجارت کرتے رہے، اس کے بعد اپنی ذات کے لیے ایک میدان چنا اور وہ تھا تفسیر قرآن کے دروس کا میدان، یہ سلسلہ کامیاب رہا، دوسرے دینی و شرعی موضوعات پر بھی درس کی محافل میں شرکت کرتے اور باقاعدہ اپنی علمی و عملی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے رہے، دینی جلسوں میں خطابات کے لیے بھی بلائے جانے لگے۔ اس کے بعد تو یہی کام ان کی زندگی کا نصب العین بن گیا، اب مولانا محمد شاہ کرونوری کی حیات سے کارہائے تبلیغ دین اور تربیت اخلاق کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا محمد شاہ کرونوری نے آغاز کار میں ایک چراغ کی روشنی کا سہارا لیا اور جب اس شاہ راہ کو اچھی طرح پہچان لیا، اس کی باریکیوں کو جان لیا اور جب دل میں یقین کا سورج اگالیا کہ اب میں خود ایک چراغ جلانے کی طاقت رکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میں اس چراغ کو زمانے کے انقلابات اور شوریدہ احوال کے تھپیڑوں سے نہ صرف بچائے رکھوں گا اور اس کی لو کو کبھی بجھنے نہیں دوں گا۔ آپ کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے اساتذہ، معتمد علیہ علما اور دردمند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ”سنی دعوت اسلامی“ کے نام سے ممبئی ہی میں ایک دینی و علمی تحریک کی بنیاد ڈالی اور وقت کے جید علما اور مشائخ کو اس کی سرپرستی کا حق دیا۔ یہ کام ۵ ستمبر ۱۹۹۲ء بروز شنبہ کو انجام دیا گیا۔

سنی دعوت اسلامی کے دینی و علمی کارنامے:

تحریک سنی دعوت اسلامی نے آج سے تقریباً بیس سال پیشتر اپنی دینی و مذہبی خدمات کا آغاز کیا تھا۔ ابتدا میں اس کا دائرہ کار شہر ممبئی تک محدود تھا پھر صوبائی سطح پر یہ سلسلہ دراز ہوا اور ملکی حدود کو پار کرتا ہوا ایشیا و یورپ کے ایک درجن سے زائد ممالک میں اپنی خدمات کی سوغات لٹا رہی ہے اور قوم مسلم اس کے فیضان سے مالا مال ہو رہی ہے، مثلاً

امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا، افریقہ، کناڈا، دبئی، سعودی عرب، ہانگ کانگ، کینیا، زامبیا، ماریشش وغیرہ ممالک میں دینی خدمات کے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

سنی دعوت اسلامی کے زیر اہتمام اب تک قائم ہونے والے شعبہ جات کی تفصیل یہ ہے: (۱) شعبہ دعوت و ارشاد (۲) شعبہ دراسات اسلامیہ (۳) شعبہ دراسات عصریہ (۴) شعبہ نشر و اشاعت (۵) شعبہ تصنیف و تالیف (۶) شعبہ عمائدین (۷) شعبہ خواتین (۸) شعبہ اطفال (۹) شعبہ تربیت مناسک حج و عمرہ (۱۰) شعبہ فقہ اسلامی۔ دعوت و ارشاد تو اس کا خاص میدان ہی ہے، تبلیغ دین اور تربیت اخلاق تو اس کے بنیادی منشور میں شامل ہے، جس کے لیے شعبہ اجتماعات کو کارآمد اور انتہائی فعال بنایا گیا ہے، شعبہ دراسات اسلامیہ کے تحت ملک و بیرون ملک مختلف شہروں اور قصبات میں ایک سو گیارہ مدارس و مکاتب قائم کرنے کا منصوبہ ہے، جس میں تین درجن سے زائد ادارے باضابطہ قائم کیے جا چکے ہیں اور ان میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ روز افزوں ہے۔ ان تعلیم گاہوں میں ابتدائی دینیات، حفظ و قراءت، عالمیت، فضیلت، امامت کورس اور مبلغ کورس بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ سب سے پہلی مرکزی درس گاہ ”جامعہ غوثیہ نجم العلوم“ کا قیام باندہ کی سرزمین پر عمل میں آیا، اس کے بعد قیام مدارس کا یہ سلسلہ آج تک آگے بڑھ رہا ہے۔ شعبہ دراسات عصریہ کے تحت اسلامی ماحول میں دنیاوی عصری تعلیم کا انتظام و انصرام ہوتا ہے، جس کے لیے اب تک حرا انگلش اسکول، مہاپولی، مالیکاؤں، جے پور۔ تاڑ پتری آندھرا پردیش، ہاسپیٹ کرناٹک، پریسٹن اور الصنفہ انسٹی ٹیوٹ، بولٹن، برطانیہ وغیرہ کی بنیاد ڈالی جا چکی ہے۔ اور سب سے اہم اور یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ان اداروں میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا معقول انتظام بھی شامل ہے جس کی وجہ سے یہ نہ صرف دانش گاہیں ہیں بلکہ منظم تربیت گاہیں بھی ہیں۔ مولانا محمد شاہ کرونوری نے اپنی دینی خدمات کو وسعت دیتے ہوئے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام ”مکتبہ طیبہ“ کے نام سے ایک طباعتی ادارہ اور ”ادارہ معارف اسلامی“ کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ بھی قائم کر رکھا ہے اور ان سے کتابوں کی طباعت و اشاعت بھی ہوتی ہے اور تالیفی و تحقیقی کام بھی کیے جاتے ہیں۔ مکتبہ طیبہ اور

ادارہ معارف اسلامی نے اب تک تقریباً اردو، ہندی، انگریزی میں مختلف موضوعات پر نوے سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔ اسی شعبے کے تحت جنوری ۲۰۰۵ء سے دسمبر ۲۰۱۰ء تک سہ ماہی اور جنوری ۲۰۱۱ء سے تاحال مسلسل ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی کی اشاعت ہو رہی ہے۔

تصنیفی خدمات، ایک نظر میں:

آپ کو تصنیف و تالیف سے ابتدا ہی سے شغف تھا جس کی بنا پر آپ نے متعدد مضامین بھی لکھے جو کئی رسالوں میں شائع ہوئے اور کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ ذیل میں چند مشہور کتابوں کا اجمال پیش کیا جا رہا ہے:

(۱) برکات شریعت: کل صفحات ۱۱۲۰ ہیں، حصہ اول مسائل، حصہ دوم فضائل اور حصہ سوم اصلاحی مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اردو، ہندی، گجراتی اور انگریزی زبانوں میں شائع کی گئی ہے جس کے درجنوں ایڈیشن اس کی مقبولیت کے گواہ ہیں۔ حضور امین ملت دام ظلہ کے الفاظ ہیں: ”میں نے برکات شریعت کو جگہ جگہ سے پڑھا عوام الناس تک اپنی بات پہنچانے کے لیے جس زبان و بیان کی ضرورت ہوتی ہے مولانا شا کر صاحب نے اس کی پوری رعایت کی ہے۔ عام فہم زبان میں دین سے متعلق مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ مجالس و محافل میں درس کے لیے برکات شریعت بہت مناسب ہے۔“ (ص: ۳۴)۔

(۲) اسی طرز کی ایک دوسری کتاب ”برکات شریعت برائے خواتین“ بھی دسمبر ۲۰۱۳ء میں آٹھ حصوں کو محیط ۱۱۳۶ صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

(۳) گلدستہ سیرت النبی: ۱۶۰ صفحے کی یہ کتاب سیرت کے موضوع پر عام فہم زبان اور سادہ اسلوب میں ایک اچھی کاوش ہے۔

(۴) ماہ رمضان کیسے گزاریں؟: ماہ رمضان کے فضائل و مسائل اور اس کے متعلقات کو محیط یہ کتاب ۱۴۴ صفحے کی طبع کی گئی ہے۔

(۵) عظمت ماہ محرم اور امام حسین: اپنے موضوع پر انتہائی دلکش اور بے حد کارآمد

کتاب بھی مولانا شا کر نوری کے حسن ترتیب کا نتیجہ ہے۔
(۶) امام احمد رضا اور اہتمام نماز: مجدد اعظم امام احمد رضا قادری کے ذوق عبادت کو بڑے دل نشیں انداز میں تحریر کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ کل صفحات ۴۰ ہیں، تقدیم و تقریظ نگاروں میں مفتی محمد نظام الدین رضوی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور مفتی محمود اختر قادری شامل ہیں۔

(۷) تحفہ نکاح: یہ کتاب حقیقت میں چار چھوٹے چھوٹے کتابچوں کا مجموعہ ہے۔ نکاح کا اسلامی تصور، حقوق زوجین، جہیز کی حقیقت اور طلاق اور عدت کے احکام۔ ابتدا میں یہ چاروں رسائل الگ الگ کتابی شکل میں طبع ہوئے تھے، بعد میں انھیں یکجا کر دیا گیا ہے۔ کل صفحات ۱۳۶ ہیں، پیش لفظ راقم نے لکھا ہے۔ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی ہے۔
(۸) قوموں کی تباہی کا اصلی سبب: صفحات ۸۰ ہیں، اشاعت اول دسمبر ۲۰۱۳ء کی ہے، تقدیم مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی کے زور قلم کا نتیجہ ہے، مذکورہ موضوع کے تحت اصلی سبب کی نشان دہی شان انبیاء میں گستاخی اور بے ادبی کو بتایا گیا ہے۔

شعر و شاعری:

مولانا محمد شا کر نوری نے اپنی قلمی زندگی کی ابتدا نعت نگاری سے کی تھی، آپ کی مادری زبان اگرچہ اردو نہیں ہے لیکن نعتیہ سرمائے پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ نہ صرف اس زبان کی باریکیوں پر نظر رکھتے ہیں بلکہ اظہار خیال کی بھرپور قدرت بھی رکھتے ہیں، جس کا ثبوت نثری تحریروں کے ساتھ ساتھ آپ کے نعتیہ کلام ہیں جنہیں ہم شاعری کا نام دیتے ہیں۔ پاکٹ سائز کا مختصر ایک نعتیہ مجموعہ بھی ”مژدہ بخشش“ کے نام سے چھپ چکا ہے اور خوشی کی بات تو یہ ہے کہ اس مجموعے پر نعتیہ شاعری کے نابغہ، معروف فکشن نگار سید محمد اشرف مارہروی نے بے حد قیمتی اور وقیع تقریظ رقم فرمائی ہے، جس میں آپ نے مولانا محمد شا کر نوری کی فکر و فن کا جائزہ لیا ہے اور ان کی نعتیہ شاعری کی خوب سراہنا کی ہے۔

چند اشعار آپ بھی ملاحظہ کر لیں:

دے ڈالیے مجھ کو بھی غلامی کی سند اب
بخشش کو مرے شاہ یہ خیرات بڑی ہے

قدموں کو ذرا ہوش سے اس خاک پہ رکھنا
یہ کوئے نبی ہے ارے یہ کوئے نبی ہے

فکر دنیا میں نہ آنسو نکلے
اپنی الفت میں رلاؤ آقا!
شاگردِ رضوی ہے عاصی شاہا
مرثدہ بخشش کا سناؤ آقا!

خطابت کی اچھوتی آواز:

دعوت و تبلیغ کے میدان میں تحریر و قلم کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی بڑی اہمیت ہے، جس کا اظہار یہ تقریر و خطابت کی شکل میں سامنے آتا ہے، اس حیثیت سے بھی مولانا محمد شاکر نوری کو امتیاز حاصل ہے۔ خطابت کی یہ منفرد آواز دنیا کے کئی براعظموں میں سنی جاتی ہے۔ آپ کا زیادہ وقت تبلیغی اسفار، تربیت مبلغین، تحریک کی بہتر تنظیم اور اپنے مدارس کی نگرانی اور تجارت جیسے اہم امور میں صرف ہوتا ہے، ہر سال حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں، چند سالوں پیشتر خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا شرف بھی پانچکے ہیں۔ مفتی محمد نظام الدین رضوی خامہ فرسایں: ”مولانا شاکر علی نوری دام مجد ہم مذاق طبع کے لحاظ سے ایک اچھے مبلغ اور خطیب ہیں۔“ (تقریظ: برکات شریعت، مطبوعہ مکتبہ طیبہ، ممبئی، ایڈیشن ۲۰۰۸ء ص: ۳۹)

نبیرہ صدر الشریعہ مفتی محمود اختر قادری رقم طراز ہیں:

”مولانا حافظ وقاری محمد شاکر علی نوری امیر سنی دعوت اسلامی جس طرح اپنی دلنشین تقریر کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی جدوجہد کر رہے ہیں اسی طرح تحریر و لٹریچر کے

ذریعہ بھی تبلیغ و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔“ (ایضاً ص: ۵۰)

علماء اور مشائخ کا احترام اور ان سے اکتساب فیض:

مولانا محمد شاکر نوری نے اب تک کی اپنی حیات میں جن موقر علماء اور مشائخ کی صحبتیں اٹھائی ہیں اور ان کی بارگاہ میں رہ کر کچھ سیکھا ہے، ان کی رہبری میں دین کا گراں قدر کام کیا ہے، ان کے اسامیہ ہیں: عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری، حضور سرکار کلاں کچھوچھو، حضور احسن العلماء، حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن قادری، حضرت مفتی رفاقت حسین قادری، حضور اشرف العلماء علیہم الرحمہ، حضور امین ملت، حضور تاج الشریعہ، حضور رئیس المفسرین اور حضور مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ وغیرہم۔

خانقاہ برکاتیہ سے حاصل شدہ خلافت:

حضرت سید نظمی میاں علیہ الرحمہ نے ۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ کو انھیں خلافت سے نوازا تھا اور خلافت عطا کرتے وقت فرمایا تھا کہ: ”شاگرد بھائی! خوب لگن سے دین کا کام کرو، ذرا سا مغموم اور رنجیدہ نہ ہونا، یہ فقیر برکاتی اور خاندان برکاتیت آپ کے ساتھ ہیں، میں آپ کو وہ خلافت دیتا ہوں جو حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو دی تھی، یعنی سلسلہ جدیدہ اور قدیمہ دونوں کی خلافت دیتا ہوں۔ اس کا پس منظر ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں اور پھر وہ خلافت نامہ بھی پیش کریں گے جو صاحب تذکرہ کی دینی خدمات کو استناد عطا کرتا ہے۔

افکار و تعلیمات:

مولانا محمد شاکر نوری اپنے سینے میں ایک درد مند دل رکھتے ہیں جو امت مسلمہ کی زبوں حالی، تحصیل علوم کے تئیں ان کی عدم دلچسپی اور دین سے دوری کو دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہے، ان کی خواہش ہے کہ سنی دعوت اسلامی کی خدمات کو اتنی وسعت دے دی جائے کہ

ہماری نوجوان نسل دین سیکھنے پر آمادہ اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں سنجیدہ ہو جائے۔ ان کے افکار میں دینی روشنی موجود ہو، ان کے کردار و عمل سے اسلام کی کرنیں پھوٹیں، وہ دینی و علمی اعتبار سے پختہ کار ہو جائیں اور سب سے بڑی فکر یہ ہے کہ انھیں سچا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جائے۔ ”زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام“ اور ”اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت“ نوجوان علما کا ملح نظر ہو، ان میں دعوتی مزاج پیدا کیا جائے، انھیں سیاسی شعور عطا کیا جائے، دور حاضر کے چیلنجز کا ادراک ہو، جائز حدود میں رہتے ہوئے ماڈرن ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے، دینی و عصری تعلیم کا پختہ انتظام ہو اور تعلیم کے ساتھ ساتھ منظم تربیت کا بھی انتظام ہو۔ انھوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ”ایک مرتبہ میں نے حضور مفکر اسلام دام ظلہ سے عرض کیا کہ اختلافات کی ناگفتہ بہ پوزیشن میں دین کا کام کیسے کیا جائے؟ تو بڑی پیاری بات انھوں نے ارشاد فرمائی، کہا کہ ”تم اپنے حصے کی شمع جلاتے جاؤ۔“ یعنی کسی کی فکر کیے بغیر جتنا کام تم کر سکتے ہو اتنا ضرور کرو۔“ (ایک قلمی تحریر سے اقتباس)

حضرت مولانا محمد اختر نسیم قادری برکاتی مدظلہ العالی

خودنوشت

- نام : محمد اختر نسیم قادری برکاتی
 ولدیت : سخاوت علی قادری برکاتی
 بیعت : حضور سید ملت مگہر تشریف لائے تو میں نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا ”حضور مجھے اپنے دامن کرم سے وابستہ فرمائیں، تو حضور سید ملت نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، پھر ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۹۹ھ کو بعد نماز جمعہ مبارکہ حلقہ ارادت میں داخل فرمایا۔
 مسکن : محلہ شیر پور، قصبہ مگہر ضلع سنت کبیر نگر یو پی۔
 وطن مالوف : محلہ شیر پور، قصبہ مگہر ضلع سنت کبیر نگر یو پی۔
 سن ولادت : یکم جولائی ۱۹۶۶ء

ازدواجی زندگی:

میرا رشتہ نکاح سرکار سید ملت (علیہ الرحمہ) نے قصبہ مگہر محلہ شیر پور ضلع سنت کبیر نگر یو پی میں شریف خاندان کے ایک اہم فرد جناب محمد ادلیس صاحب برکاتی کی صاحبزادی شمیمہ خاتون سے طے کیا، اور مورخہ ۱۶ جمادی الآخری ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۸۶ء میں نکاح خوانی خود حضرت نے ہی فرمائی۔

اولاد امجاد:

میرے دو بیٹے ہیں جن میں بڑے بیٹے کا نام محمد مصدق عرف جامی، اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد بشر عرف نجی ہے ہر دونوں نام مرشد برحق حضور سید شاہ آل رسول نظمی (علیہ

الرحمہ) نے رکھا ہے۔

تعلیمی لیاقت:

مولوی، حافظ وقاری

ذریعہ معاش:

درس و تدریس

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام کی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان تمام اداروں کی نگہبانی اور دیکھ ریکھ میرے والد ماجد (صوفی سخاوت علی قادری برکاتی) نے میرے حوالے کیا اور فرمایا بیٹا اب مجھ میں وہ سکت باقی نہیں کہ میں ان اداروں کی دیکھ بھال کر سکوں، اس لئے اس کام کو اب تمہیں ہی انجام دینا ہے اور وہ سب وہی ادارے ہیں جو والد ماجد قبلہ کے حالات میں مرقوم ہیں۔

تدریسی خدمات:

دارالعلوم اہلسنت تنویر الاسلام امرڈوبھا پوسٹ بکھرہ بازار ضلع کبیر نگر کے شعبہ قرأت سے فراغت کے بعد بقول والد گرامی (خلیفہ سید العلماء صوفی سخاوت علی قادری برکاتی) وگل گلزار برکاتیت نقیب مسلک اہلسنت حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی (علیہ الرحمہ) کے حکم سے مجھ کو شعبہ حفظ وقرأت میں منصب تدریس پر مقرر کیا گیا اور میری تنخواہ بھی ایک ہزار روپے انھیں کے حکم سے متعین ہو گئی۔ اس وقت سے لے کر حضرت علامہ مولانا محمد ذکی برکاتی کے وصال تک میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتا رہا۔ دوران تدریس حضرت علامہ محمد ذکی سابق صدر المدرسین ادارہ ہذا کے کاموں میں بھی تعاون کرتا رہا، جس سے مجھ کو (خادم) دارالعلوم برکاتیہ کے امور کی انجام دہی میں تجربہ حاصل ہوا۔ میری گزشتہ کارکردگی کو دیکھ کر اراکین دارالعلوم برکاتیہ نے منصب صدارت کی ذمہ داری ۲۰۰۲ء میں میرے ناتواں کندھے پر رکھی، جس کو اس وقت سے لے کر آج تک

انجام دے رہا ہوں۔ پروردگار عالم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں میری اس دینی خدمت کو قبول فرما کر برکاتی مرشدوں کے تصدیق مغفرت فرمائے۔ آمین۔

دینی ملی خدمات:

خادم والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہے اور ان کے حلقہ ارادت میں پہنچ کر لوگوں میں بے راہ روی دیکھ کر شریعت مصطفیٰ پر عمل کرنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ تاجدار برکاتیت حضور آل رسول حسنین میاں (علیہ الرحمہ) اور والد گرامی کے عطا کردہ تعویذات کے ذریعہ خلق خدا کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہے، جس کے ذریعہ کثیر تعداد میں لوگ فیضان مارہرہ کی برکتوں سے قلبی سکون پاتے ہیں۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

وارث ہفت اقطاب مارہرہ حضور سید العلماء (علیہ الرحمہ) جب بھی میرے غریب خانے پر تشریف لاتے تو خادم ان کی بارگاہ میں مسلسل حاضر رہ کر خدمت کرتا۔ پھر سرکار اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتے۔ بعدہ سیدی سرکار حضور احسن العلماء (علیہ الرحمہ) کی تشریف آوری ہوتی رہی تو ان کے ساتھ خادم کا یہی کردار و عمل رہا اور خادم فیضیاب ہوتا رہا۔ شہزادہ حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی (علیہ الرحمہ) کی کیا بات ہے، جن کی نگاہ توجہ نے مٹی کو سونا اور ذرے کو آفتاب بنا دیا۔ ان کے علاوہ سیدی بسطین حیدر میاں، سید امین میاں، سید اشرف میاں، سید نجیب میاں، سید افضل میاں اور دیگر آقا یان مارہرہ کی صحبتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہوا۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

حضور سید العلماء (علیہ الرحمہ) فرمایا کرتے تھے کہ میرے دو بیٹے ہیں ایک آل رسول حسنین اور دوسرا روحانی بیٹا دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام ہے۔ دارالعلوم اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ چمک دک رہا ہے، اور حضور سید ملت (علیہ الرحمہ) فرمایا کرتے تھے کہ ہم دو بھائی ہیں ایک میں، اور دوسرا روحانی بھائی دارالعلوم برکاتیہ ہے، جیسے ایک انسان اپنے بھائی

کی مدد کرتا ہے ایسے ہی میں اپنے اس روحانی بھائی کی نصرت و حمایت اپنا ملی فریضہ سمجھ کر کرتا رہتا ہوں۔ الحمد للہ مشائخ مارہرہ کی عنایتوں کا صدقہ ہے آج یہ دارالعلوم برکات تہ دین تویم کی بے لوث خدمت کی وجہ سے ہندوستان کی سرزمین پر ممتاز ترین درسگاہوں میں شمار کیا جاتا ہے، جس کی خدمت کرنا اور اس کے اندر استحکام پیدا کرنا میرے لئے اٹل حیات ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خانقاہ برکات تہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

میں نے (خادم) اپنے گھر میں جب آنکھ کھولی تو میرے والد بزرگوار حضور سید العلماء (علیہ الرحمہ) کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور اپنی بیعت و ارادت کا بھی ذکر کرتے تھے انھیں کے توسل سے میں نے حضور سید میاں کو دیکھا اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا شرف بھی ملا۔ ان کے بعد حضور سیدی سرکار احسن العلماء (علیہ الرحمہ) کی بھی خدمت و زیارت کا شرف ملا، جن کے حسن عمل اور شیریں کلامی سے ایک میں ہی نہیں نہ جانے کتنے لوگ متاثر ہو گئے پھر ان کے بعد شہزادہ حضور سید العلماء سید آل رسول حسنین میاں نظمی کی آمد ہوئی اس وقت سے لے کر ۲۰۱۳ء تک دارالعلوم کی سرپرستی فرماتے رہے اور ہم لوگ ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے۔

خانقاہ برکات تہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

نازش برکاتیت ناشر مسلک اہلسنت شہزادہ حضور سید العلماء آل رسول حسنین میاں نظمی (علیہ الرحمہ) نے اپنے خادم پر بے پناہ شفقتیں اور عنایتیں فرمائیں، ۲۰۱۳ء قعدہ ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۹۳ء کو اجازت و خلافت عطا فرما کر مسند ارشاد کے عظیم منصب پر فائز فرمایا، اور میرے والد (صوفی سخاوت علی قادری برکاتی) نے بھی اپنی خلافت و اجازت مجھے عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب کے طفیل دین متین کی مزید خدمت کرنے کا شرف عطا فرمائے اور خاندان برکات کو زندہ و تابندہ فرمائے، آمین۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

میرے والد (صوفی سخاوت علی قادری برکاتی) نے جب چاہا کہ خادم کو اجازت و

خلافت کے شرف سے مشرف کر دیں تو انھوں نے سب سے پہلے ممبئی بمقام کالینا جس جگہ حضور سید ملت آل رسول نظمی (علیہ الرحمہ) قیام فرماتے تھے، وہاں پہنچ کر بارگاہ سید ملت میں حاضری دی اور اپنے فرزند محمد اختر نسیم برکاتی کے لئے اجازت و خلافت دینے کی درخواست پیش کی کہ حضور میں اختر نسیم کو خلافت دے دوں؟ تو سرکار سید ملت نے فرمایا مولوی صاحب اختر میرا ہے میں اس کو خلافت و اجازت دیتا ہوں، پھر اس کے بعد حضور سید ملت نے خلافت نامہ تحریر فرما کر والد گرامی کو عنایت فرمادیا، اس کے بعد دارالعلوم برکات تہ مگھر کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر تشریف لا کر مجھ حقیر کے سر پر عمامہ حضور سید العلماء باندھ کر خلافت کا اعلان فرمایا، ان کی یہ کرم نوازی ہے کہ مجھ کو اپنا بیٹا کہہ کر اس با عظمت نعمت سے سرفراز فرمایا، پھر خادم کے گھر یعنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے، فرمایا: میری اٹیچی اٹھاؤ اٹیچی کھولی اور اپنی بیاض برکاتی عنایت فرمائی اور فرمایا جو دعائیں تمھیں پہلے مل چکی ہیں اس کے علاوہ جو نہیں ملی ہیں اسے اپنی بیاض میں نوٹ کر لو چنانچہ خادم نے بحکم مرشد ایسا ہی کیا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکات تہ کا امتیاز:

خانقاہ برکات تہ ہندوپاک کی ایک ممتاز ترین خانقاہ ہے، جس خانقاہ کی تقدس مآب شخصیتیں مذہب و ملت کی بے لوث خدمات انجام دے رہی ہیں اور خلق خدا کی رہنمائی میں شب و روز مصروف رہتی ہیں، اور یہاں سے فیوض و برکات حاصل کرنے والے ہر طرح کی نعمتوں اور برکتوں سے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ خاندان برکات کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ پیری مریدی ان کا ذریعہ معاش نہیں بلکہ بندگان خدا کی گردن میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹہ بواسطہ سیدنا برکت اللہ شاہ مارہروی ڈال کر دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات دلانا، اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کا پیغام دینا اور دارین کی نعمتوں سے نوازنا ان کی امتیازی شان ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

اپنے والد گرامی کے پیر و مرشد حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور سید ملت

نظمی میاں، سید امین میاں قادری، سید سبطین میاں، دام برکاتہم القدسیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا موقع ملا۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

اہلسنت و جماعت کی ترقی کے لئے علماء اور مشائخ کا متفق ہونا ضروری ہے، جب تک ان کے اندر اتحاد نہ ہوگا اہلسنت و جماعت کا فروغ امر لا یخل ہے، اس کے لئے سب سے اہم امر یہ ہے کہ جاہ طلبی شہرت و ناموری کو بالائے طاق رکھ کر خلوص و للہیت کے ساتھ ایک دوسرے کو متحد کرنے کی پوری کوشش کریں، انشاء اللہ یہ کاوش کامیاب تر ہوگی۔ قوم کے علماء متحد ہو کر کسی عظیم ترین شخصیت کو اپنا قائد تسلیم کر لیں جس کی ہر بات حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہو۔

موجودہ سرگرمیاں:

شریعت مصطفیٰ علیہ الخیرۃ و آلہٗ و سلم کی تبلیغ و اشاعت جو ہمارے بزرگان دین و مشائخ مارہرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہم تک پہنچا، جس کی خاطر ہمارا یہ تبلیغی دورہ ہوتا رہتا ہے۔ نوجوانوں میں اتحاد پیدا کر کے ان تک مذہب و ملت کا پیغام پہنچا کر ملی بیداری کا کام انجام دینا ہے، تاکہ ہماری نئی نسلیں اللہ و رسول کی یادوں میں سرشار رہ کر ان کی رضا حاصل کر سکیں۔

فی الحال اقامت مع پیتہ:

کاشانہ برکات محلہ شیرپور، قصبہ مگھر ضلع کبیر نگر یوپی۔

موبائل نمبر:

9936971735, 9935345476

شہزادہ دعوتہ الصغریٰ سید شاہ اولیس مصطفیٰ واسطی قادری مدظلہ العالی

محمد یونس رضا مونس اولیسی، جھارکھنڈ

ولادت باسعادت:

بلگرام شریف کے محلہ میدراپورہ میں دائرہ قادریہ سے متصل ”گلشن واسطی“ میں حضرت مولانا حافظ وقاری سید شاہد حسین واسطی علیہ الرحمہ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ وقاری سید اولیس مصطفیٰ واسطی قادری مدظلہ العالی کی ولادت یکم شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ / دسمبر ۱۹۶۷ء کو صبح صادق کے وقت ہوئی۔ (بروایت: عالی جناب ڈاکٹر سید بلال مصطفیٰ عرف سید بادشاہ حسین واسطی صاحب)۔

آپ تین بھائی ہیں برادر اکبر عالی جناب ڈاکٹر سید بلال مصطفیٰ بادشاہ حسین واسطی اور برادر اصغر عالی جناب سید محمد فیضان مصطفیٰ واسطی ہیں۔ آپ دونوں بھائی خاندانی روایتوں کے امین ہیں۔

وطن مالوف و سکونت:

صغروی سادات سے بلگرام کے کئی محلے آباد ہو گئے جن میں مشہور ”سید واڑہ“ ہے۔ آبادی بڑھی تو صغروی سادات کی کئی شاخیں اطراف میں پھیل گئیں، اس میں ایک قبیلہ ”پچ بھیا“ کہلایا جس میں سید نافتح بلگرام کی سجادگی ہے۔ یہ قبیلہ محلہ میدراپورہ میں آکر آباد ہوا اور اپنی حویلی کا نام ”گلشن واسطی“ رکھا۔ صاحب تذکرہ یہیں پیدا ہوئے، یہیں تعلیم و تربیت پائی اور فی الحال اسی حویلی میں سکونت رکھتے ہیں۔ آپ پدری و مادری دونوں جہت سے صغروی اور نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں۔ بائیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید نافتح بلگرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم و تربیت اور لیاقت:

مؤرخ بے نظیر حسان الہند علامہ غلام علی آزاد بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:

”صوبہ اودھ میں محروسہ بلگرام زمانہ قدیم سے فضلاء کرام اور علمائے عظام کی جائے نشوونما رہا ہے اور بے شمار دانشور اس شہر سے اُٹھے، افادہ و استفادہ کی انجمن بہترین انداز سے سجائی۔“ (آثار الکرام (اردو): ص ۳۳۳، محمد یونس رضا اولیسی، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی، ۲۰۰۰ء)۔

اس عبارت کی حقیقت آج بھی شرفا کے گھروں میں دیکھنے کو مل جاتی ہے۔ صغریٰ سادات ہی میں فضلاء کرام اور علمائے عظام کی کثرت ہے اس لئے یہ عبارت صغریٰ سادات کی حکایت ہے۔ چنانچہ صاحب تذکرہ کے والدین نے آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی آغوش شفقت میں دی۔ آپ چھ ماہ کی عمر میں چلنے لگے تھے بچپن ہی سے لہو و لعب سے متنفر رہے اور بزرگوں سے خاص انسیت رکھی۔

آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم خاندانی کے مطابق آپ کی بسملہ خوانی ہوئی۔ حافظ محمد سلامت اللہ بلگرامی صاحب سے آپ نے قرآن پاک کا ناظرہ مکمل کیا اور حفظ کا آغاز بھی کیا۔ پھر آپ اپنی نانیہال ”مسولی شریف“ ضلع بارہ بنکی تشریف لے گئے اور حافظ ولی محمد انصاری مسولوی صاحب سے حفظ و قرأت کی تعلیم مکمل فرمائی دستار بندی بعد میں ہوئی۔ حفظ و قرأت کی سند میں ۱۹۸۹ء مرقوم ہے۔ اس کے بعد آپ نے علی الترتیب مندرجہ ذیل مدارس سے درس نظامی کی تکمیل کے لئے داخلہ لیا۔ مدرسہ مدینۃ العربیہ دوست پور، دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ، امبیڈکر نگر، جامعہ عربیہ اظہار العلوم، جہانگیر گنج، امبیڈکر نگر، یوپی۔ مؤخر الذکر سے ہی آپ نے درجہ فضیلت کی تکمیل ۱۹۹۲ء میں کی۔ دستار بندی ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔ راقم الحروف بھی اس وقت وہاں زیر تعلیم تھا۔ آپ کی دستار بندی کے وقت عوام اہل سنت کے جذبات قابل دید تھے۔ آپ کی سند فضیلت پر ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء درج ہے۔ آپ نے عربی فارسی مدرسہ بورڈ یوپی سے مندرجہ ذیل امتحانات بھی کامیابی کے ساتھ

پاس کئے ہیں: منشی (۱۹۸۹ء)، عالم (۱۹۹۲ء)، فاضل دینیات (۱۹۹۵ء)۔ (راقم سے صاحب تذکرہ کی روایت اور مشاہدہ سندات)۔

سلوک و معرفت:

آپ نبیؐ کے ابا قطب بلگرام، محافظ روایات سادات بلگرام حضرت علامہ مفتی مولانا شاہ سید زین العابدین واسطی قادری (۱۹۱۴ء-۱۹۹۶ء) قدس سرہ العزیز کے دست مبارک پر ۱۹۹۰ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ میں بیعت و ارادت کا شرف حاصل کیا اور سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں۔ حضرت قطب بلگرام قدس سرہ نے از خود آپ کو ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء میں اپنا جانشین نامزد کیا اور سارے سلاسل کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔

ازدواجی زندگی:

حضرت کا عقد مسنون ۴ مارچ ۲۰۰۰ء/۱۴۲۰ھ بروز شنبہ عالی جناب سید وسیم احمد نقوی سیتاپوری کی صاحبزادی محترمہ معظمہ سیدہ شائستہ فاطمہ کے ہمراہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔ امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین قادری برکاتی صاحب نے نکاح خوانی کی رسم ادا فرمائی۔

اولاد و امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادہ عطا فرمایا ہے جن کے اسماء تاریخ ولادت کی وضاحت کے ساتھ حسب ذیل ہیں:

- (۱) سید سالار حسین واسطی، ولادت: ۱۹ جنوری ۲۰۰۱ء شب جمعہ مبارک
- (۲) سید محمد مصطفیٰ حسن واسطی، ولادت: ۲۷ مارچ ۲۰۰۴ء بروز شنبہ
- (۳) سید مجتبیٰ حسن واسطی عرف سعدی، ولادت: ۲۳ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعہ مبارک
- (۴) سید مرتضیٰ حسن واسطی عرف مقتدی، ولادت: ۱۷ نومبر ۲۰۰۷ء بروز شنبہ

ذریعہ معیشت:

زراعت و تجارت آپ کا ذریعہ معیشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم اور بزرگان دین کی عنایتیں ہیں کہ بہت سے مقامات پر آپ دینی تبلیغ و اشاعت کے لئے فی سبیل اللہ تشریف لے جاتے ہیں۔ بلگرام کے اطراف و اکناف کا دورہ عموماً جب خاص سے فرماتے ہیں۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

ہندوستان کے مختلف صوبہ جات اور ان کے اضلاع و قصبات و دیہات میں درجنوں مدارس و مکاتب کے بانی اور سرپرست ہیں۔ نیپال کے سرلاہی وغیرہ میں بھی آپ کی نگرانی میں ادارہ چل رہا ہے۔

تصنیف کردہ کتب:

جن صاحبان نے حضرت والا تبار کی صحبت اٹھائی ہے وہ آپ کی سادگی اور تواضع و انکسار سے بخوبی واقف ہیں۔ نام و نمود نام کو نہیں ہے۔ ”ماثر الکرام تاریخ بلگرام“ کے ترجمہ کا آغاز آپ ہی نے فرمایا اور متعدد صفحات کے ترجمے بھی فرمائے مگر آپ نے اسے اپنی طرف منسوب نہ فرمایا راقم السطور نے اس کا ذکر مآثر الکرام (اردو) کے پیش لفظ میں کیا ہے۔ کئی مضامین، کتابچے تحریر فرمائے جو دوسروں کے نام سے چھپے ہوئے ہیں۔ عدیم الفرستی دامن گیر رہتی ہے جس کی وجہ سے نامکمل تحریریں منظر عام پر آنے کو ترس رہی ہیں۔ آپ کی مجلس گفتگو علمی اور جامع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ملفوظات کو یکجا کرنے کی کسی کو توفیق عطا فرمائے۔

تدریسی خدمات:

آپ نے جامعہ عربیہ اظہار العلوم میں درس دیا ہے اور ۱۹۹۲ء میں آپ نے اپنے جد اعلیٰ کے نام سے منسوب ”دارالعلوم صاحب الدعوة الصغریٰ“ قائم فرمایا اور مسلسل تین

سال تک صدر المدرسین کے عہدے پر رہ کر درس دیا۔ جب خلق خدا کثرت سے آپ کی طرف رجوع کرنے لگی اور تبلیغی دورے زیادہ ہو گئے تو سلسلہ تدریس موقوف ہو گیا۔ قوت حافظہ بہت زبردست ہے اصول کی کتابوں وغیرہ کی عبارتیں آپ کو زبانی یاد ہیں۔

دینی و ملی خدمات:

دینی و ملی خدمات کا ذوق وراثت میں ملا ہے۔ مدینہ منورہ سے کربلا معلیٰ، کربلا سے واسطہ، واسطہ سے بلگرام کے اکابر دین و ملت پر سرسری نگاہ ڈالیں تو دیکھیں گے کہ اسلام کے ہر پہلو پر ان سادات کرام کی خدمات لائق صد تحسین ہیں۔ آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد تسلسل کے ساتھ ملک و ملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کی خدمات کے چند پہلو کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ دارالعلوم صاحب الدعوة الصغریٰ کی تاسیس: جد اعلیٰ سادات زیدیہ بلگرام، مارہرہ مطہرہ، مسولی وغیرہ حضرت سیدنا فاتح بلگرام مجمع البحرین سید محمد صاحب الدعوة الصغریٰ علیہ الرحمہ کی یاد میں ۲۷ اپریل ۱۹۹۲ء کو آپ نے دارالعلوم قائم فرمایا۔ اس میں پرائمری، حفظ و قرأت اور درجات مولویت کی تعلیم ہو رہی ہے۔ اس ادارے کے لئے ایک وسیع قطعہ آراضی بھی آپ نے خرید لیا ہے۔

اس کے علاوہ جامعہ اویسیہ نصیر العلوم سلطان پور، مرکز المدارس جامعہ شہید شیخ بھکاری رانچی، دارالعلوم قادریہ اویسیہ شاہجہاں پور وغیرہ۔

☆ آپ نے دائرہ قادریہ کی تعمیر جدید اور بانی دائرہ قادریہ کے مزار پاک پر عا لیشان گنبد بنوایا۔

☆ جد اعلیٰ حضرت سیدنا فاتح بلگرام قدس سرہ کے مزار اقدس کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔ نیز آپ نے مزار شریف کے قریب مزید زمین مزار کی توسیع کے لئے لے لیا ہے۔

☆ شہر ہردوئی میں ساری مسجدیں غیروں کے قبضے میں ہیں۔ آپ نے ہردوئی میں

ایک سنی دارالعلوم اور سنی مسجد کی تاسیس کے لئے ایک پلاٹ حاصل کر لیا ہے۔ اللہ آپ کے توسیعیاتی منصوبوں کی تکمیل فرمائے۔

☆ ہر دوئی میں جلوس محمدی کا دوبارہ رواج اور بلگرام شریف میں جلوس محمدی کا فروغ۔
☆ محرم الحرام، ربیع الاول شریف، ۶ رجب المرجب اور حضرت فاتح بلگرام کے عرس کے موقع پر عظیم الشان جلسے کا انعقاد۔

☆ آپ کی محنت شاقہ اور مساعی جلیلہ سے سعیت کو کافی فروغ ہو رہا ہے۔ سینکڑوں افراد یکے سنی ہو گئے اور بد مذہبیت سے دوری اختیار کر لی۔ بلگرام کے قرب و جوار اور دیگر مقامات کی کئی درجن مسجدیں سنی ائمہ کرام سے آباد ہو گئیں۔

آپ کی دینی خدمات کا روشن ترین باب ”بیعت وارشاد“ ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ ملک و بیرون ملک میں آپ کے خلفاء دین متین کی خدمات میں مصروف ہیں۔ حضرت علامہ سید جمال فاروق الدقاق زیدی ازہری، استاذ قسم الفلسفہ والعقیدہ جامع ازہر مصر، حضرت علامہ سید محمود اسامہ الازہری، استاذ قسم کلیہ اصول الدین جامع ازہر شریف، قاہرہ، حضرت علامہ محدث عبد الجلیل حنفی زبیدی یمن۔ سر دست یہ نام حافظے میں ہیں ان کے علاوہ کئی افراد ہیں جنہوں نے حضرت قبلہ سے حافظ لغوی ادیب اصولی معقولی علامہ سید مرتضیٰ واسطی بلگرامی زیدی قدس سرہ کی سند حدیث کی اجازت اور آپ سے سلسلہ قادریہ کی خلافت حاصل کی ہے۔

ہندوستان و نیپال کے مختلف خطوں میں سنی جلسوں، کانفرنسوں میں لوگوں کی دعوت پر تشریف لے جاتے ہیں، صدارت یا سرپرستی میں کانفرنس ہوتی ہیں۔ بہت سی جگہوں پر اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید فرماتے ہیں۔ ممبئی، مہاراشٹر، گجرات، یوپی کے متعدد اضلاع میں راقم السطور نے آپ کا بیان سنا ہے۔ آپ کی نصیحت آموز بیان عوام و خواص بڑی توجہ سے سنتے ہیں۔

لجہ اللہ تعویذ نویسی اور مریضوں کا روحانی علاج بھی آپ کی دینی خدمات کا روشن ترین باب ہے۔ اس حوالے سے علامہ ساحل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مخدوم ملت (سید اولیس مصطفیٰ) دامت برکاتہم القدسیہ کے یہاں مستفیدین، دعاؤں کے لئے حاضر ہونے والوں، مصیبت زدوں اور مریضوں کی کس قدر بھیڑ رہتی ہے، جس کا جی چاہے، خود اپنی آنکھوں سے آکر دیکھ لے۔ جمعرات کے دن تو تعداد ہزار سے متجاوز ہوتی ہے۔ حضرت کا حال یہ ہے کہ ناتوانی، ناسازی طبع، نجیف الجثہ ہونے کے باوجود آٹھ آٹھ گھنٹے تک بیک نشست چارہ سازی فرما رہے ہیں۔ نہ بھوک کا احساس، نہ پیاس کا غلبہ، نہ تھکن، نہ اضطراب، پرسکون انداز میں سب کے دکھ درد سن رہے ہیں اور حسب حال اس کے درد کا مداوا فرما رہے ہیں۔ کبھی کبھی جھنجھلاہٹ طاری ہوتی بھی ہے تو فوراً اس کی تلافی فرما دیتے ہیں۔ بتقاضائے بشریت جب تک سب کو تعویذ دے نہیں دیتے، ان کے درد دور کرنے کی تدبیر کر نہیں لیتے، نشست گاہ سے نہیں اٹھتے، چاہے صبح سے بیٹھے ہوں اور شام کا چارنج جائے۔ اور تاثیر کا یہ عالم کہ سبھی فیضیاب اور بامراد ہو کر لوٹتے ہیں“۔ (دارہ قادریہ بلگرام شریف: ص ۲۹۹، ساحل سہرامی، سلطان شیر شاہ سوری پبلیکیشنز، شہرام)

الحمد للہ آپ زبردست روحانی تصرفات کے مالک ہیں بہت مؤثر نقوش و تعویذات تحریر فرماتے ہیں۔ سیکڑوں مریضوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے ان جم غفیر میں صرف عوام ہی نہیں ہوتے بلکہ خانقاہوں کے سجادگان، مدارس اسلامیہ کے اساتذہ کرام، ائمہ مساجد، علمائے کرام، مشائخ عظام اور مفتیان اسلام بھی ہوتے ہیں۔ مدارس و مکاتب کے مہتمم اور ناظم حضرات پریشان حالوں کو لیکر آپ کے یہاں حاضر ہوتے ہیں اور نقوش و تعویذات آپ سے حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے یہاں سے مبتلا بہ پریشانی سے جب نجات ملتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور پھر وہ دینی امور کی طرف راغب ہوتے ہیں جن سے مہتمم اور ناظمین حضرات کو بڑی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ الغرض اپنے اپنے اپنے بے گانے بھی آپ کے در سے فیض پار رہے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

القاب و آداب اور دینی عہدے:

عوام اہل سنت اور خواص آپ کو مخدوم ملت، شیخ الاتقیاء، رئیس الاتقیاء، وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ علامہ ارشد القادری چیر ٹیمبل ٹرسٹ، جمشید پور، ٹاٹا، جھارکھنڈ کی طرف

سے ایک سپاس نامہ کے ساتھ شیخ الاتقیا کا خطاب دیا گیا۔ فی الحال آپ ضلع ہردوئی کے قاضی شرع ہیں ساتھ ہی دارالعلوم دعوۃ الصغریٰ کے سربراہ اور خانقاہ قادریہ کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ ان کے علاوہ درجنوں مدارس کے سرپرست اور ہزاروں مریدین و متوسلین کے شیخ طریقت اور درجنوں خلفاء کے مرشد اجازت ہیں۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہیں:

راقم السطور نے اس سلسلہ میں حضرت شیخ الاتقیا مدظلہ سے رابطہ کیا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ میں اپنی زندگی کے لئے سب سے بہتر لمحات اور اثاثہ حیات وہ سمجھتا ہوں کہ مجھے میرے بڑے ابا جان حضرت قطب بلگرام مرشد گرامی نے ۱۴۱۲ھ میں الوداع جمعہ کے دن قبل جمعہ منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا کہ اولیس میاں کہاں ہو، ادھر آؤ پھر اپنے پاس بٹھا کر حاضرین مسجد سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا مجھے اللہ رب العزت عزوجل اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اور اپنے بزرگوں سے جو طاہری و باطنی نعمت ملی ہے اس کا اصل حقدار اور سچا وارث میں اپنے منگلے بھتیجے اولیس میاں کو پاتا ہوں۔ لہذا وہ سب نعمتیں انہیں دیتا ہوں اور اپنا جانشین نامزد کرتا ہوں۔ آپ حضرات اس بات کے گواہ رہیں۔ اس کے بعد بڑے ابا نے گلے سے اپنا رومال اتار کر میری دستار بندی فرمائی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ آج جمعہ کی امامت تم کرو گے۔ چنانچہ میں نے حکم کے مطابق امامت کی اور بڑے ابا نے میری اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔

آپ کو مندرجہ ذیل خاندانی مشائخ کے سلسلوں کی خلافتیں حاصل ہیں۔

- (۱) فاتح بلگرام حضرت سید شاہ محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ قدس سرہ۔
 - (۲) کاشف الحقیقت صاحب العرفان حضرت سید شاہ محمد قادری واسطی قدس سرہ۔
 - (۳) سید العارفین حضرت سید شاہ لطف اللہ واسطی عرف شاہ لدھامیاں قدس سرہ۔
 - (۴) صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ واسطی بلگرامی ثم مارہروی قدس سرہ۔
- آپ بیک وقت اولین تینوں بزرگوں کے مسند نشین اور سجادہ نشین ہیں۔ ان

کے علاوہ مندرجہ ذیل دو مشہور بزرگ کے سلسلے کی اجازت و خلافت بھی آپ کو حاصل ہے:

- (۱) سرکارِ بانسہ محبوب بے کمر حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری قدس سرہ۔
- (۲) قطب وقت حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب اور کس بزرگ کے واسطے سے؟

اس سلسلے میں حضرت شیخ الاتقیا مدظلہ العالی نے فرمایا کہ جب سے ہوش سنبھالا، مارہرہ، موسوی، بلگرام کے اپنے بزرگوں کا تذکرہ سنتا رہا۔ بلگرام سے مارہرہ، مارہرہ سے بلگرام خاندانی قرابت کی وجہ سے یہاں وہاں کے افراد خانہ کا آنا جانا رہا اور ہے۔ روحانی طور پر احسن العلماء حضرت علامہ حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ کے واسطے سے مارہرہ سے وابستگی ہوئی اور ان سے اکتساب فیض بھی کیا۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت؟

حضور احسن العلماء کے بڑے بھائی حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی سے خلافت حاصل ہے۔ حصول خلافت کے واقعہ کے تعلق سے حضرت شیخ الاتقیا مدظلہ العالی نے فرمایا کہ میری پھوپھی جان کے چالیسویں میں شہزادہ سید العلماء بلگرام تشریف لائے تھے۔ اس موقع سے بڑی چاہت کے ساتھ خلافت دی۔ خلافت نامہ میں یہ تحریر فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ و علی آلہ و صحبہ افضل الصلوة و التسليم فقیر برکاتی سید آل رسول حسنین قادری، خادم آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نورہ امیریہ، مارہرہ مطہرہ اپنے عزیز بھائی سید اولیس مصطفیٰ زیدی الواسطی کو خانوادہ عالیہ برکاتیہ کے سلسلہ قادریہ کا پیو یہ قدیمہ و جدیدہ کی اجازت و خلافت دیتا ہے اور اس سلسلے کے جملہ اورداد و وظائف کی اجازت بھی دیتا ہے۔ ساتھ ہی برادر عزیز کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اس منصب خلافت کا استعمال خالصہً دین متین کی تبلیغ اور مسلک اہل سنت والجماعت کی

اشاعت اور ترویج کے لئے کریں، نہ کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے۔ رب تبارک و تعالیٰ برادر عزیز کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور انہیں بلگرام و مارہرہ کے خاندانوں کی آبرو کا محافظ اور روایتوں کا امین بنائے۔ آمین ثم آمین بجاء النبی الامین المکین الکرم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوة والتسلیم۔ (آل رسول حسنین) ۲۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ، بلگرام شریف (سند، عطا فرمودہ شہزادہ سید العلماء، مملوکہ حضرت شیخ الاتقیاء ظلہ العالی)۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس کے اکابر اقران زمانہ ثابت ہوئے۔ زمانے کے بڑے بڑے علماء و محققین نے ان کا خطبہ پڑھا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ بھی یہاں سے وابستہ ہوئے جس پر ان کے پیر نے فخر فرمایا۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

- (۱) رئیس الاولیا حضرت علامہ شاہ سید حبیب احمد واسطی قادری رزاقی قدس سرہ سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رزاقیہ، مسولی شریف، بارہ بنکی۔
- (۲) قطب بلگرام، آبروئے خاندان، موقم الاشبال حضرت علامہ مفتی مولانا سید شاہ زین العابدین قادری واسطی قدس سرہ سابق سجادہ نشین آستانہ پاک بلگرام شریف۔
- (۳) حضرت علامہ مولانا محمد طیب خان علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق، ٹانڈہ ضلع امبیڈکرنگر یوپی۔
- (۴) حضرت علامہ مولانا محمد کوثر خاں نعیمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج امبیڈکرنگر یوپی۔
- (۵) حضرت علامہ مولانا محمد کبیر الدین مخفی صاحب جلالپور۔
- (۶) حضرت علامہ مولانا محمد شمیم احمد نوری صاحب، جلال پور۔
- (۷) حضرت علامہ مولانا محمد فیض الہدیٰ صاحب، جلالپور۔

خاندان برکاتیہ کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا؟

احسن العلماء حضرت علامہ مفتی مولانا سید شاہ حیدر حسن برکاتی قادری سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

حضرت شیخ الاتقیاء ظلہ العالی نے اس سلسلے میں فرمایا کہ ہر شخص اپنی ذاتی انسانیت کو چھوڑ کر خلوص اور للہیت کے ساتھ بزرگوں کی زندگی پر نظر رکھے اور مسلک اہل سنت کا کام کریں۔ اہل سنت و جماعت کا فروغ بھی ہو جائے گا اور امت کا اتحاد بھی۔

موجودہ سرگرمیاں:

سنی جلسوں اور کانفرنسوں میں بحیثیت صدر و سرپرست و شیخ طریقت شرکت فرماتے ہیں۔ کئی ادارے کی دیکھ بھال فرماتے ہیں خانقاہ اور ”دارالعلوم صاحب الدعوة الصغریٰ“ کی مکمل ذمہ داری نبھاتے ہیں مضامین نویسی (جو دوسروں کے نام سے شائع ہوتے ہیں)، لوجہ اللہ تعویذ نویسی و روحانی علاج وغیرہ۔

رابطے کا پتہ: گلشن واسطی، دائرہ قادریہ، محلہ میداںپورہ، بلگرام، ضلع ہردوئی (یوپی)
موبائل نمبر: 9839749266

گوشہ

خلفائے امین ملت دامت

- ☆ مولانا عبدالحکیم شرف قادری ☆ مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی
- ☆ شیخ ابوبکر احمد مسلیار ☆ قاری عبدالغفار نوری
- ☆ مولانا محمد حبیب یار خاں قادری ☆ مولانا محمد شہاب الدین قادری
- ☆ مولانا عبدالستار ہمدانی ☆ مولانا محمد احمد مصباحی
- ☆ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی ☆ شیخ العلما مولانا رحمت اللہ قادری
- ☆ حضرت مفتی عبدالحلیم نوری ☆ مفتی ولی محمد رضوی
- ☆ مفتی محمد حنیف خان رضوی ☆ حاجی عبدالغفار پردیسی
- ☆ مفتی محمد نظام الدین رضوی ☆ مولانا سید احسن المظفر
- ☆ مفتی محمد اشرف رضا قادری ☆ مفتی محمود اختر قادری
- ☆ قاری انجینئر اسحاق محمد پٹھان ☆ مولانا سید محمد علیم الدین اصدق
- ☆ مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی ☆ سید محمد اسماعیل گلزار میاں واسطی
- ☆ سید شاہ نور اللہ بخاری

فخر العلما مولانا عبدالحکیم شرف قادری قدس سرہ

مفتی قطب الدین رضا مصباحی

محسن اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اہل سنت و جماعت کی ایک قدآور شخصیت تھی۔ ہندوپاک میں جن شخصیات کے علم و تحقیق پر اعتماد کیا جاتا تھا ان میں ایک بڑا نام موصوف کا بھی تھا۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی عالمانہ شان و شوکت، صوفیانہ سوز و گداز اور زاہدانہ توکل و استغنا کے ساتھ بسر کی۔

۲۴ شعبان ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو مشرقی پنجاب ہندستان کے مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی اللہ دتہ مرحوم ایک نیک خصلت اور عامل شریعت انسان تھے۔ قیام پاکستان کے وقت اہل خانہ کو لے کر انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کر لی، اس وقت شرف قادری کی عمر کوئی تین برس کی تھی۔ لاہور ہی سے آپ کی تعلیمی شروعات ہوئی، یہاں پر انہی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۵ء میں آپ نے جامعہ رضویہ لائل پور فیصل آباد میں داخلہ لیا اور وہاں کے اساتذہ سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۵۷ء-۱۹۶۱ء مشہور تعلیمی ادارہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رہ کر متوسط کتابوں کا درس لیا اور ۱۹۶۱ء-۱۹۶۴ء حدیث شریف سمیت آخری کتب ملک المدرسین مولانا عطاء محمد بندیا لوی سے دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیاں ضلع سرگودھا میں پڑھیں۔ اس طرح تحصیل علوم سے فراغت کا سن ۱۹۶۴ء ہے۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، حضرت شارح بخاری، مولانا غلام رسول رضوی، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی اور ملک المدرسین مولانا عطاء محمد بندیا لوی علیہم الرحمہ کے نام بہت نمایاں ہیں۔

علامہ شرف قادری کی خدمات بہت وسیع ہیں۔ اپنی تدریس و تصنیف کے ذریعہ انہوں نے بڑا ہی تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ آپ کا تدریسی دورانیہ لگ بھگ چار دہائی پر مشتمل ہے۔ اس درمیان پاکستان کی مختلف درس گاہوں میں آپ کا علمی فیضان تقسیم ہوتا رہا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ، مدرسہ اشاعت العلوم چکوال ہوتے ہوئے آپ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تشریف لائے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ وصال سے چند سالوں پہلے شدید علالت کے سبب درس و تدریس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

آپ جہاں کہیں رہے بہت بیدار اور حساس زندگی گزاری، آپ حرکت و عمل اور جہد مسلسل میں یقین رکھتے تھے۔ مفوضہ ذمہ داریوں سے اوپر اٹھ کر کاموں کو انجام دیا کرتے تھے۔ اپنی بساط سے بڑھ کر محنت و کوشش کے خوگر تھے۔ جب آپ ”ہزارہ“ میں تھے تو وہاں کے علما کو آپ نے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے ”جمعیت علما سرحد پاکستان“ قائم کی اور اس کی طرف سے مختلف رسائل اور کتابچے شائع کیے۔ اسی طرح جب آپ ”چکوال“ آئے تو یہاں بھی ”جماعت اہل سنت چکوال“ قائم کی اور اس کے اہتمام سے بھی رسائل و کتب طبع کرائے۔

علامہ شرف قادری فکر رضا اور حب اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لوگوں کے ذہن و فکر میں مسلک اہل سنت و جماعت کو راسخ کرنا چاہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ”ہزارہ“ اور ”چکوال“ میں اثنائے قیام اپنی پرزور کوششوں سے پہلی مرتبہ آپ نے ”یوم رضا“ کا اہتمام کیا اور دونوں جگہ اپنی قائم کردہ جمعیت کے زیر اہتمام اعلیٰ حضرت کے متعدد رسائل کی آپ نے اشاعت کی۔ آپ نے عوامی سطح پر عقائد اہل سنت کی مضبوطی کے حوالے سے بڑے موثر اقدامات کیے۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے بقول: اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے لوگوں میں سنیت اور رضویت کی روح پھونک دی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ سے نظریاتی وابستگی نے آپ کو عشق کی حد تک ان سے قریب کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بیعت کے لیے آپ نے جس شخصیت کا انتخاب کیا یعنی حضرت مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو، تو اس وجہ سے کہ انہیں اعلیٰ

حضرت قدس سرہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

علامہ شرف قادری کو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت امین ملت سید شاہ محمد امین میاں دامت برکاتہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے اس نسبت کو اپنی زندگی بھر ایک تمنہ امتیاز سمجھا۔

علامہ شرف قادری کو تحریروں سے ایک فطری وابستگی تھی۔ اپنی لیاقت و صلاحیت کے ساتھ انہوں نے بھرپور انصاف کیا اور جب جیسی کتاب، لٹریچر کی ضرورت محسوس ہوئی قوم کے سامنے اسے پیش کیا۔ مختلف موضوعات پر آپ نے درجنوں کتابیں تحریر کیں، جن میں سے چند کتابوں کو ہندو پاک میں یکساں مقبولیت حاصل ہوئی، ان میں ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“، ”البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ اور ”من عقائد اہل السنہ“ ہیں۔ علامہ شرف قادری کو رواں دواں صاف شستہ اسلوب پر قدرت حاصل تھی۔

ایک خالص درس گاہی عالم ہونے کے باوجود شگفتہ نثر پر آپ کی مہارت نے بہت سے اہل علم کو متاثر کیا۔ آپ نے باضابطہ کتابیں تصنیف بھی کیں، عربی اور فارسی کتابوں کا اردو ترجمہ بھی کیا اور اہل علم و تحقیق کی کتابوں پر نقدیمات و تقریظات بھی تحریر کیں۔ احسان الہی ظہیر نے جب اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے خلاف گمراہ کن کتاب ”البریلویہ“ لکھی تو آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس کے اعتراضات کا ایسا محاسبہ کیا کہ اس کی ساری باتیں بکواس ثابت ہوئیں اور عقائد اہل سنت نکھر کر سامنے آ گئے۔

آپ کا ایک عظیم کارنامہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے جو ”انوار القرآن فی ترجمہ مفہیم القرآن“ سے موسوم ہے۔ اپنی زبان کے ایک نازک آپریشن کے بعد جب آپ نے تدریسی سلسلے سے اپنے کو الگ کر لیا تو ۱۹۹۸ء میں اس ترجمہ کا آغاز فرمایا جو بیماری کے ایام میں بھی چلتا رہا اور ۲۰۰۷ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اپنے دور کا یہ بہت عمدہ ترجمہ ہے اور بہت سے علمی محاسن پر مشتمل ہے۔

علامہ شرف قادری تعمیری سوچ رکھتے تھے۔ انہیں کام سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ انہوں نے اپنا کوئی وقت برباد ہونے نہیں دیا اور بہت مصروف زندگی گزاری۔

آپ کی حیات ہی میں علامہ غلام رسول سعیدی نے آپ کے بارے میں لکھا تھا: اپنی مصروفیت کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار پاتے اور اہل و عیال کے حقوق کا بیشتر حصہ بھی مسلک کی خدمت کی نذر ہو جاتا ہے۔ حضرت شرف قادری کو اخلاص سے بھی بڑا حصہ ملا تھا۔ نمائش اور صلہ و ستائش سے بے پرواہ ہو کر اپنے کاموں کو انجام دیا کرتے تھے۔ نہ دوسروں پر بے جا تنقید کرتے اور نہ دوسروں کی بے جا تنقید اور حرف گیری کو خاطر میں لاتے۔ آپ کے اخلاص اور عجز و انکسار کا یہ واقعہ کتنا نمونہ عمل ہے کہ جب آپ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کر رہے تھے تو ایک حلقے سے یہ آواز آئی کہ اس ترجمہ کی کیا ضرورت ہے؟ پہلے ہی سے اہل سنت کے بہت تراجم موجود ہیں۔ تو آپ نے اس کا جواب دیا کہ ہاں! اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں تو اپنی ضرورت کے لیے ترجمہ لکھ رہا ہوں کہ میں قرآن پاک کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا اور وہ اسی صورت میں گہری نظر سے ہو سکتا تھا۔

احقاق حق اور ابطال باطل میں آپ مصلحت اندیشی کے قائل نہ تھے۔ جو چیز خلاف شریعت نظر آتی اس کا دو ٹوک اظہار فرما دیتے۔ کسی کی ناراضگی اور ملامت کا خیال آڑے نہ بن پاتا۔ ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش جہویری (لاہور) علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر منعقدہ سمینار میں مقالہ نویسی کے لیے آپ کو دعوت دی گئی، اس موقع پر آپ وہاں ایک و فیع مضمون لے کر پہنچے اور اس پہلو پر عرس کمیٹی کو خاص توجہ دلائی کہ کچھ لوگ مزار کے سامنے سجدہ کی حد تک جھک جاتے ہیں، یوں ہی کچھ لوگ جماعت کے وقت نماز چھوڑ کر مزار سے لپٹے ہوتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ یہ بات وہاں کے منتظمین کو ناگوار لگی اور نتیجہ پھر کبھی وہاں کی دعوت نہ ملی۔

آپ دنیا داری اور حرص و ہوس سے بہت دور تھے۔ کسی بھی دنیا دار سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ اپنے ہی وسائل و اسباب پر اعتماد کیا اور کسی صاحب ثروت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اس نیک دلی کا مولیٰ نے یہ صلہ دیا کہ آپ کو اپنی حیات ہی میں عوام و خواص میں بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ ہر طبقہ نے آپ کی خدمات کو سراہا، زندگی ہی میں بہت سے اعزازات نصیب ہوئے۔ آپ کی حیات ہی میں آپ کے احوال و کوائف

پرد و کتا میں چھپ چکیں تھیں، ایک ”تذکار شرف“ اور دوسری ”محسن اہل سنت“۔ علامہ شرف قادری شدید علالت کے ایام میں بھی نمازوں میں جماعت کا اہتمام کرتے تھے۔ عیادت کے لیے آنے والے لوگوں کو گھر کے دروازے تک جا کر خود رخصت کرتے، سخت بیماری اور تکلیف میں بھی آپ کی زبان سے شکایت کا کوئی جملہ نہ نکلا اور صبر و شکر کا زبردست مظاہرہ کیا۔ آنے والا اگر آپ کی صحت کی خرابی کا ذکر کرتا تو آپ معترفانہ انداز میں یہ جواب دیتے ”یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہے“۔ آپ کی زندگی کو پڑھ کہ مجھے جو تاثر ملا وہ یہ کہ آپ صاحب عزیمت عالم دین تھے۔ آج عام طور پر خواص بھی رخصت کے خوگر ہوتے چلے جا رہے ہیں، ہر معاملے میں رخصت تلاش کر کے اسی پر عمل کو ترجیح دیتے ہیں۔ عزیمت پسند علما بہت ہی خال خال نظر آتے ہیں۔ ان حالات میں اس مزاج کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ جہاں تک ہو سکے عزیمت کو اپنایا جائے اور ضرورت کے وقت ہی رخصت پر عمل کریں۔

علامہ شرف قادری ایک عرصہ تک مرض میں مبتلا رہ کر ۱۸ شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۰۷ء پونے دو بجے دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

خواجہ علم و فن علامہ مظفر حسین رضوی قدس سرہ

مولانا ارشاد عالم نعمانی، ریسرچ اسکالر جامعہ ہمدرد، نئی دہلی

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ برصغیر کی ایک قدیم، مقدس اور بافیض روحانی خانقاہ ہے، جس سے ہر دور میں بکثرت علما، محققین اور دیگر حضرات وابستہ رہے اور مشائخ خانوادہ برکات سے اپنی بساط کے مطابق روحانی فیضان و کمالات حاصل کیا۔ اور مشائخ مارہرہ کی بارگاہ سے اپنی نسبت ارادت و خلافت کو سعادت و ارجمندی کا معراج کمال سمجھا۔ چنانچہ امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی خانقاہ برکاتیہ کے انہیں فیض یافتگان میں سے ہیں جنہوں نے اپنے عہد میں علم و فن کی ایسی لازوال خدمت انجام دی جو بے نظیر ہے، ساتھ ہی مشائخ مارہرہ کے فیضان نظر اور صحبت بافیض سے بھی حصہ وافر پایا۔

ولادت و تعلیم:

امام علم و فن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت موضع سنگھیا، ضلع پورنیہ، بہار کے ایک معروف علمی گھرانے میں ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ درس نظامی کی تعلیم کا آغاز مدرسہ اسحاق رحمۃ (محمدیہ اسٹیٹ پورنیہ) سے اپنے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ محمد زین الدین رضوی کی زیر نگرانی کیا، یہاں آپ نے ابتدائاً تشریح جامی کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۰ء میں مدرسہ بحر العلوم کٹیہار میں داخلہ لیا اور یہیں ۱۹۵۵ء تک ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین بہاری سے منتہی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ پھر انہیں کی اجازت سے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں داخل ہوئے اور ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۶ء میں دستار فضیلت و سند علم سے نوازے گئے۔ اس موقع سے

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نے آپ کو ”سند التکمیل لمن اکمل التحصیل“ کے نام سے خصوصی سند بھی عطا فرمائی جس پر ۷ شعبان ۱۳۷۷ھ کی تاریخ درج ہے۔ اس کا عکس آپ کی حیات و خدمات پر اہل علم کی نگارشات کا مجموعہ ”امام علم و فن نمبر“، مطبوعہ ممبئی، ص ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔ سند خصوصی کے ساتھ مفتی اعظم نے آپ کو ”خیر الاذکیا“ کے لقب سے بھی سرفراز فرمایا۔

آپ نے جن اساتذہ وقت و اساطین علم سے تحصیل علوم و فنون کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) والد ماجد مولانا خواجہ زین الدین رضوی (بانی مدرسہ حمایت الاسلام، سنگھیا بانسی پورنیہ و سابق صدر المدرسین مدرسہ اسحاق رحمۃ محمدیہ اسٹیٹ پورنیہ) (۲) ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری (۳) مولانا محمد سلیمان بھاگل پوری (۴) مولانا محمد یوسف قادری، عظیم آبادی (۵) مولانا غلام جیلانی اعظمی، ان سے آپ نے مقامات حریری کا ایک سبق پڑھا۔ (۶) مولانا ثناء اللہ محدث منوی، ان سے آپ نے دو تین ماہ صحیح بخاری کے اسباق پڑھے۔ (۷) مولانا معین الدین اعظمی، ان سے آپ نے رسالہ میرزا ہد اور مسلم الثبوت کے چند اسباق پڑھے۔ (۸) مفتی محمد شریف الحق امجدی، ان سے آپ نے ملاحسن کا ایک سبق پڑھا۔ (۹) مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری، ان سے آپ نے اجازت فقہ وحدیث کی خصوصی سند پائی۔

ازدواجی زندگی:

۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں فراغت کے بعد آپ کا عقد مسنون خاندان ہی کے ایک معزز فرد الحاج سراج الدین صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوا، جن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔ پہلے تینوں صاحبزادے بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ایک صاحبزادہ خواجہ تجمید عالم کا ۳۶ سال کی عمر میں آپ کی حیات ہی میں انتقال ہوا جن سے دو صاحبزادیاں (۱) ترانا (۲) سہانا اور ایک صاحبزادہ خواجہ وقار احمد رومی باحیات ہیں۔

درس و تدریس:

شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ میں فراغت کے بعد استاذ گرامی مولانا ثناء اللہ محدث منوی کی طلب پر بعد رمضان دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف پہنچے، جہاں ۱۳۸۱ھ تک درس و تدریس کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے ملک کے مختلف اطراف و جوانب میں معیاری درسگاہوں کو زینت بخشی اور اپنی خداداد علمی و تقہیبی صلاحیت اور تدریسی مہارت سے تلامذہ کی ایسی باوقار جماعت یادگار چھوڑی جن کی علمی و فنی صلاحیت کا زمانہ معترف ہے۔ آپ نے اپنی تدریسی زندگی (شوال ۱۳۷۷ھ تا ۱۲ رزی الحجہ ۱۴۳۴ھ) میں جن اداروں کو شرف تدریس بخشا وہ مدت تدریس کی قید کے ساتھ درج ذیل ہے:

- (۱) دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی (مدت تدریس: ۱۳۷۷ھ-۱۳۸۷ھ، ۵ سال)
- (۲) دارالعلوم مصطفائیہ درگاہ شریف چمنی بازار پورنیہ، بہار (۱۳۸۱ھ-۱۳۸۴ھ، ۳ سال)
- (۳) دارالعلوم مظہر اسلام و منظر اسلام، بریلی (۱۳۸۴ھ-۱۳۸۷ھ، ۳ سال)
- (۴) جامعہ عربیہ سلطان پور، یوپی (۱۳۸۷ھ-۱۳۹۵ھ، ۸ سال)
- (۵) دارالعلوم فیضیہ نظامیہ، بھاگل پور، بہار (۱۳۹۵ھ-۱۴۰۳ھ، ۸ سال)
- (۶) جامع اشرف، کچھوچھ، یوپی (۱۴۰۳ھ-۱۴۰۴ھ، ۱ سال)
- (۷) دارالعلوم فیض الرسول براؤں، بستی، یوپی (۱۴۰۴ھ-۱۴۰۶ھ، ۲ سال)
- (۸) دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد، یوپی (۱۴۰۶ھ-۱۴۰۷ھ، ۱ سال)
- (۹) مدرسہ قادریہ، مولوی محلہ بدایوں، یوپی (۱۴۰۷ھ-۱۴۱۳ھ، ۷ سال)
- (۱۰) دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد، یوپی (۱۴۱۳ھ-۱۲ رزی الحجہ ۱۴۳۴ھ یوم وصال تک، تقریباً ۲۲ سال)

آپ کے تلامذہ میں چند معروف شخصیات جو علمی و تحقیقی دنیا میں اپنی منفرد شناخت رکھتے ہیں، یہ ہیں:

مفتی عبید الرحمن رشیدی، مفتی مطیع الرحمن مضطر پورنوی، مفتی عبدالحکیم نوری، مولانا

سلطان رضا، مولانا رحمت حسین کلیمی پورنوی، مفتی ایوب مظہر نعیمی، مولانا سید محمد ہاشمی کچھوچھوی، مولانا سید انور چشتی پھپھوند، مفتی شبیر احمد پورنوی، مولانا اُسید الحق قادری بدایونی، مولانا قاضی شہید عالم پورنوی، مولانا خوشتر نورانی دہلی، وغیرہ۔

تصنیف و تالیف:

امام علم و فن تحریر و قلم کے بھی بادشاہ تھے، گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ نے علمی و فنی موضوعات پر بکثرت قلم اٹھایا۔ ہندو بیرون ہند کے معتبر علمی و تحقیقی رسائل و جرائد میں آپ کے درجنوں مقالات و مضامین شائع ہوئے اور اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا۔ آپ کے مقالات آپ کی علمی و تحقیقی بصیرت کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کے تقریباً ۵۷ مقالات و مضامین کا ایک مجموعہ ”تحقیقات امام علم و فن“ کے نام سے ۴۷ صفحات پر مشتمل امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ ابھی بہت سے مقالات و مضامین ہیں جن کی تلاش و جستجو اور اس کی ترتیب و اشاعت کا کام تلامذہ امام علم و فن پر فرض ہے۔

آپ کے مقالات و مضامین کے مطالعے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی بیشتر تحریریں مستقل کتاب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح سے اگر آپ کے مقالات کو کتابی شکل دی جائے تو آپ درجنوں کتابوں کے مصنف قرار پائیں گے۔ البتہ آپ کی مستقل تصانیف کے ضمن میں ”ٹی وی اور ویڈیو کی تحقیق“ آپ کی شاہکار تصنیفی یادگار ہے۔

بیعت و ارادت:

امام علم و فن قیام بریلی کے دوران حضرت مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ کا سلسلہ بیعت ایک واسطے سے حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں مارہروی سے ملتا ہے۔ خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ سے امام علم و فن کا پہلا رابطہ یہی ہے جو انہوں نے اپنے عہد طالب علمی ہی سے پایا۔ سرکار نور شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں اور خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا ذکر انہوں نے جن القاب و آداب

سے کیا ہے وہ دراصل سرکار نوری میاں اور خانقاہ برکاتیہ سے اُن کی گہری عقیدت و محبت اور ان کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہے، چنانچہ امام علم وفن اپنے مرشد بیعت مفتی اعظم ہند کے ذکر میں رقم طراز ہیں:

”تاریخ و حالات پر مشتمل کتابیں گواہ ہیں کہ تاجدار اہل سنت، سیدنا اعلیٰ حضرت اپنے پیر و مرشد (سیدنا آل رسول احمدی مارہروی) کے ”میکدہ گنج اولیا، مارہرہ مطہرہ“ حاضر تھے۔ رات کا تین چوتھائی حصہ گزر چکا تھا۔ ساری کائنات محو استراحت تھی۔ امام احمد رضا آخر شب کی لذت سے ہمکنار ہونے کے لئے اپنے معمول کے مطابق مسجد کی طرف جارہے تھے، اسے اتفاق بلکہ حسن اتفاق کہیے کہ راہ میں ”قطب ربانی“ حضرت شیخ ابوالحسین نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی، جو خود بھی اپنی ہزار شانِ بندگی کے ساتھ مسجد کی جانب جارہے تھے۔

دو پارہ نور کے تصادم نگاہی نے تیسرے نور کے جنم کا ایک دوسرے کو پیغام دیا۔ یعنی ہر ایک نے آنکھوں آنکھوں اپنے رویائے صادقہ کی سرگزشت بیان فرمائی۔ اس عطر النورین کا حاصل یہ تھا کہ امام احمد رضا کے دولت سرائے اقبال میں ایک چاند سے بچے کا تولد ہوا ہے۔ ولی کی بات ولی جانے، لیکن حاضرین نے دیکھا کہ نماز فجر کے بعد قطب ربانی حضرت شیخ نوری میاں صاحب نے وہیں اسی حال میں اسی نوزائیدہ بچے کی بیعت لی اور غائبانہ طور پر خلعت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

کیا حضرت نوری میاں صاحب حال کے جھروکے سے مستقبل کو جھانک رہے تھے؟ گویہ بات اس وقت صیغہ راز میں رہی لیکن آنے والے حالات و واقعات نے اس راز کو راز رہنے نہیں دیا۔ اور پھر اسی دن بعد نماز عصر مجلس خاص میں حاضرین کے سامنے خواب کے جزئیات بیان کیے گئے اور آپ کا نام ”آل رحمن“ تجویز کیا گیا۔

دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں بدلتے گئے تا آنکہ جب ماہتاب چھٹی بار ہلال کی صورت میں نمودار ہوا تو قطب ربانی حضرت شیخ نوری میاں صاحب نے بہ نفس نفیس بریلی شریف تشریف لا کر بیعت و خلافت کے مراسم کی تجدید فرمائی۔

باب اجابت کو چومنے والی پیشین گوئی پر مشتمل پندرہ ہزاروں کی دعا اور ہزاروں میں خام کو کندن بنانے والی پیر و مرشد کی نگاہ نے عہد طفلی ہی میں بچے کو بسطامی شائل اور جنیدی خصائل کا جامع بنادیا۔ (حضرت مفتی اعظم ہند: بحیثیت شیخ طریقت مشمولہ ”تحقیقات امام علم وفن“ ناشر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی، جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۴۵۷)

مذکورہ بالا اقتباس میں خانقاہ برکاتیہ کی انفرادی حیثیت کے اعتراف کے لئے خانقاہ برکاتیہ کو ”میکدہ گنج اولیا“ کے نہایت بامعنی و باعظمت لفظ سے امام علم وفن نے ذکر فرمایا ہے جو اُن کی قدر شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی طرح سرکار نور کے جلالت شان اور عظمت و کمال کے اظہار کے لئے ”قطب ربانی“ جیسے باعظمت خطاب کو استعمال کیا ہے اور ان کے باطنی تصرف اور ولایت کا اعتراف کیا گیا ہے یہ بھی خواجہ علم وفن کی سرکار نور سے گہری عقیدت اور قلبی وابستگی کو واشگاف کر رہا ہے۔ ساتھ ہی مواد کی ترسیل کے لئے الفاظ کے زیر و بم پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو انہوں نے جس قدر رواں دواں نثر اور اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ ان کی زبان و بیان پر مضبوط گرفت کا بھی شاہ کار ہے۔

ایک دوسری جگہ سرکار نور کے علمی و روحانی فیضان کا تذکرہ کرتے ہوئے امام علم وفن لکھتے ہیں:

”امام احمد رضا کے عہد میں مارہرہ مطہرہ کی خانقاہ میں ایک ہستی جلوہ گر تھی جو نہ ”پدرم سلطان بود“ کے دھن میں مخمور تھی، نہ ”تاج بے سلطانی“ زیب فرق کے نشے میں چوتھی بلکہ مست مئے السمت اور بادۂ عرفان کے کیف و نشاط سے مسرور اور الہی تجلیات سے معمور تھی۔ امام احمد رضا کی طرف اس مرد خدا کی نگاہ اٹھی اور الطاف رحمانی کی بارش شروع ہوگئی۔ (انہوں نے امام احمد رضا کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا) آپ کو علم جفر کا ایک ”قاعدہ بدوح یلن“ کی تلقین کرتا ہوں۔ آپ اس میں محنت و ریاضت کریں تو ان شاء المولیٰ حقائق و معارف کے خزانے اُبلنے لگ جائیں گے۔

فاضل بریلوی کو ”قاعدہ بدوح یلن“ کی تلقین کرنے والی یہ شخصیت غوث العالم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے مرشد حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ کی تھی۔

امام احمد رضا نے حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق اس علم کے حصول میں کوشش شروع کی تو راز ہائے سر بستہ کے پردے واہونے لگے اور یکے بعد دیگرے پیچ و خم سلجھتے گئے۔ مزید دستگاہ حاصل کرنے کے لئے فاضل بریلوی نے اس فن کی بہت سی کتابیں جمع کیں۔ (امام احمد رضا اور علم جعفر مشمولہ تحقیقات امام علم وفن، ص ۱۲۸)

مندرجہ بالا اقتباس سے امام علم وفن کی خانقاہ مارہرہ مطہرہ سے قلبی اور روحانی وابستگی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے، ساتھ ہی انہوں نے مشائخ مارہرہ کے علمی و روحانی فیضان کا بھی فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے۔

واضح رہے کہ امام علم وفن نے جس عہد میں اپنے شعور کی آنکھیں کھولیں وہ عہد مشائخ مارہرہ میں ماضی قریب کی دواہم شخصیات (سیدین مارہرہ، سید العلماء حضرت مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ مارہروی و احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی علیہما الرحمۃ والرضوان) کا زریں عہد ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنے عہد میں اسلام و سنیت کی ترویج و اشاعت میں جو قائدانہ کردار ادا کیا ہے اس کا ایک زمانہ معترف و مداح ہے۔ ان دونوں بزرگوں کی دینی و علمی، قومی و ملی اور روحانی و تذکیری خدمات پر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کا تقریباً ۱۳۰۰ صفحات میں (سیدین نمبر) تاریخی و دستاویزی پیش کش ہے۔ اس واقع نمبر میں علما و مشائخ اور محققین و دانشوران اصحاب قلم نے اپنی قیمتی نگارشات کے ذریعے ان دونوں بزرگوں کے عہد ساز اور انقلاب آفریں خدمات و کارنامے کو دستاویزی، مشاہداتی اور مستند حوالہ جات کی روشنی میں محفوظ کر دیا ہے۔ راقم الحروف نے ان دونوں بزرگوں سے امام علم وفن کے نیاز مندانہ روابط و تعلقات پر مواد کی تحصیل کے لیے بھرپور کوشش کی لیکن رسائی نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں راقم سطور نے امام علم وفن کے علمی جانشین، فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی سے بھی رابطہ کیا جو اس سلسلے میں مواد کی جانب صحیح رہنمائی فرما سکتے تھے، لیکن موصوف کثرت امراض کے شکار ہونے کی وجہ سے اس سلسلے میں کوئی بھی معلومات دینے سے اپنی معذوری ظاہر کر دی، اس لیے مضمون کا یہ اہم گوشہ ضبط تحریر میں نہیں آسکا۔ ان شاء اللہ پھر کسی موقع سے اس پہلو پر تفصیلی گفتگو

کی جائے گی۔ البتہ مرشد خلافت حضرت امین ملت سے آپ کے عقیدت مندانہ مراسم و تعلقات پر گفتگو آنے والی سطور میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

اجازت و خلافت:

امام علم وفن کو متعدد خانقاہوں سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ جن میں سے موقع کی مناسبت سے یہاں دواہم خلافتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان دونوں خلافتوں پر امام علم وفن کو زندگی بھر ناز رہا۔ البتہ انہوں نے اہم خانقاہوں سے خلافت و اجازت کے باوجود کبھی بھی سلسلہ پیری و مریدی کو اختیار نہیں فرمایا۔

(۱) پہلی خلافت آپ کو اپنے استاذ و مرشد مفتی اعظم ہند سے حاصل تھی۔ مفتی اعظم ہند نے آپ کو ”خیرالاذکیا“ کے اعزازی خطاب سے بھی سرفراز فرمایا۔ امام علم وفن کو یہ خلافت ۱۹۷۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند کی جانب سے بلا طلب عطا ہوئی۔ مفتی اعظم ہند کے آپ نہایت محبوب نظر خلیفہ تھے۔ پیر و مرشد سے والہانہ لگاؤ اور قلبی محبت کا بخوبی اندازہ درج ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔ بارگاہ مفتی اعظم میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے امام علم وفن تحریر فرماتے ہیں:

”رضوی سلسلۃ الذہب کی ایک نمایاں اور اہم کڑی شہزادہ اعلیٰ حضرت، آقائے نعت حضور مفتی اعظم ہند کی ذات گرامی بھی ہے جنہوں نے امام احمد رضا کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے علمی کمالات اور روحانی مراتب ہمارے فہم و ادراک سے ماورا ہیں۔ ایک ماہر سوانح نویس دفتر کے دفتر لکھ ڈالے، لیکن اس کو یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بلاشبہ سرکار مفتی اعظم ہند کے کارنامے اور روحانی مراتب ہماری تقریر و تحریر کے رہین منت نہیں ہیں بلکہ وہ خود تاریخ کا ایک زریں باب ہیں۔ ہماری مدح سرائی سے آپ کے درجات میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی کی ہرزہ سرائی سے آپ کے مدارج میں کمی آسکتی ہے۔“ (ماہ نامہ اشرفیہ ستمبر ۱۹۹۸ء، ص ۱۳)

(۲) دوسری خلافت آپ کو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے موجودہ صاحب سجادہ، شیخ طریقت، امین ملت حضرت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی دام ظلہ العالی سے حاصل ہوئی۔ حضرت امین ملت نے آپ کو ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۲ء بموقع عرس قاسمی برکاتی سلسلہ برکاتیہ کاپوہ جدیدہ کی خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔ اس موقع پر خانقاہ برکاتیہ کی جانب سے ہدیہ سپاس بھی تحریری شکل میں پیش کیا گیا، جس میں آپ کی شخصیت اور خدمات دینی و علمی کو ان گراں قدر الفاظ میں سراہا گیا:

”تفسیر وحدیث اور فقہ وادب سے لے کر منطق و فلسفہ اور ریاضی و ہیئت تک جو مسائل علمائے وقت کی نظر میں تشنہ تحقیق ہوں، ایسے پیچیدہ مسائل کی گتھی سلجھانے کے لیے ارباب علم و دانش جس قبلہ علم و فن کا طواف کرتے نظر آتے ہیں اس شخصیت کا نام خواجہ مظفر حسین رضوی ہے۔ آپ ملک العلماء مولانا سید ظفر الدین بہاری کے مایہ ناز شاگرد، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں برکاتی نوری کے مرید و خلیفہ، ہزاروں علما و فضلا کے استاذ و مربی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے نایاب اور نادر علوم و فنون کے وارث و ماہر اور میدان تحقیق و تدریس کے ایسے شہسوار ہیں کہ جس کے دریائے علم و فن سے ایک زمانے نے استفادہ کیا اور آج تک کر رہا ہے۔ امام علم و فن کی تدریسی خدمات کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے، مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف، منظر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، جامع اشرف کچھوچھو شریف، مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف اور دارالعلوم غریب نواز الہ آباد جیسے اہم اور مرکزی اداروں میں آپ نے مسند درس و تدریس آراستہ کی، آپ کے میکدہ علم و حکمت سے سیراب و سرشار ہونے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے، جو دنیا کے مختلف ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی درس گاہ کا فیض ایسا وسیع اور جامع ہے کہ آپ کے تلامذہ درس و تدریس، تحقیق و تصنیف، فقہ و افتاء، صحافت و خطابت، اصلاح و تبلیغ اور تنظیم و تعمیر کے مختلف میدانوں میں سرگرم عمل ہیں۔

امام علم و فن کا دوسرا امتیاز آپ کی ان علوم و فنون میں مہارت ہے جن میں مہارت تو کجا آج لوگ ان علوم و فنون کے نام تک سے واقف نہیں ہیں۔ ہیئت و ہندسہ، توفیت

و مساحت، جبر و مقالہ، ارثماطی، مثلث کروئی و سطحی، زجاج و اسطرلاب، علم الربع الحجب و علم الابعاد، رمل و تکیسیر، اعمال ستینیہ، عمل بالخطائین اور علم مناظر و مریا وغیرہ یہ وہ علوم و فنون تھے جن کی پرورش و آبیاری امت اسلامیہ نے کی اور ان کو منتہائے کمال تک پہنچا دیا۔ مگر زمانے کی گردش نے ہمیں ان علوم سے تہی دست کر دیا، چودہویں صدی ہجری میں امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان علوم و فنون میں مہارت حاصل کی اور ان میں رسائل تصنیف فرما کر ان کو نئی زندگی بخش دی۔ آج ان کے ان علوم و فنون کی وراثت، مہارت اور صیانت کی خوب صورت قبا صرف اور صرف خواجہ صاحب کے قدر و رعا پر درست آتی ہے۔ تصانیف رضا میں وہ دقیق اور مشکل ترین مسائل جن کا حل وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت اور رضویات کا ایک اہم گوشہ تھا خواجہ صاحب نے ان مسائل کی تحلیل و تفہیم پر قلم اٹھایا اور ان کا حل پیش کر کے رضویات کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ کیا، یہ ایسا منفرد کارنامہ ہے جس میں خواجہ صاحب کا کوئی مد مقابل اور شریک و سہم نظر نہیں آتا۔

اراکین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ان کے ان عظیم الشان کارناموں کے اعتراف میں ان کے حضور ہدیہ سپاس پیش کرتے ہوئے فخر و مسرت محسوس کرتے ہیں، رب قدر و مقتدر انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر تشنگان علوم پر قائم فرمائے ع

ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

اراکین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، بڑی سرکار، مارہرہ مطہرہ، ضلع ایٹہ (یوپی) ۳۰ نومبر ۲۰۱۲ء (منقول از عکس سپاس نامہ مشمولہ امام علم و فن نمبر)۔

مشائخ مارہرہ سے عقیدت:

مشائخ مارہرہ مطہرہ و خانقاہ برکاتیہ سے آپ کی والہانہ عقیدت و محبت کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ یہاں خاص طور سے حضرت امین ملت سے آپ کے نیاز مند رابطہ و تعلق کی نسبت کو تحریر کیا جا رہا ہے۔

مولانا نیاز احمد مصباحی (استاذ: دارالعلوم رحمانیہ، چھپرا، بہار) اس تعلق سے اپنا ایک مشاہداتی واقعہ ان الفاظ میں قلمبند فرماتے ہیں:

”۲۷/۳ اپریل ۲۰۱۰ء میں دارالعلوم رحمانیہ کے زیر اہتمام ”کنز الایمان کانفرنس“، پیر طریقت، حامی اہل سنت حضور سید شاہ امین میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی سرپرستی اور امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

کانفرنس کی پہلی شب حضور امین ملت صاحب قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں خواجہ صاحب سے ملنا چاہتا ہوں، مجھے حضرت کی قیام گاہ پر لے چلو، میں نے مؤدبانہ عرض کیا کہ: حضور! آپ چند لمحے یہیں تشریف رکھیں۔ میں حضرت خواجہ صاحب کو اطلاع دے آتا ہوں۔ یہ عرض کر کے میں حضرت امام علم و فن کی بارگاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ معتقدین حلقہ بگوش و ہمدن گوش اور آپ محو ارشاد ہیں۔ مجھ پر نگاہ پڑتے ہی فرمایا! مولانا نیاز کوئی حکم ہے؟ میں نے اطلاع عرض کی کہ حضور امین ملت صاحب قبلہ آپ سے ملنے کی غرض سے یہاں تشریف لانے والے ہیں۔ فوراً بول پڑے ”اللہ اکبر، آل رسول کو میں تکلیف دوں؟ ہرگز نہیں، میں خود قدم بوسی کے لیے جانا چاہوں گا۔ مجھے جلدی تیار کرو تا کہ حضور کو زیادہ انتظار کرنے کی تکلیف نہ ہو۔ حالانکہ اس وقت خواجہ صاحب قبلہ ایک بڑے مرض میں مبتلا تھے۔ سہارے کے بغیر چلنا تو دور اٹھنا بھی دشوار تھا۔ اس کے باوجود مجھ سے فرمایا کہ: مولانا جلدی جاؤ اور حضور سے کہو کہ وہیں تشریف رکھیں، قدم بوسی کے لئے میں خود آ رہا ہوں۔ میں گیا اور سواری لے کر دوبارہ پہنچا تو امام علم و فن تیار ہو چکے تھے۔ فرمایا مولانا سجاد عالم مصباحی کہاں ہیں۔ انہیں بھی ساتھ لے لو۔ حضرت مولانا ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی بھی اس کانفرنس میں مدعو تھے۔ اور جرمنی سے (کانفرنس میں) شرکت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ الغرض وہ بھی ساتھ ہو لیے اور ہم سب حضور امین ملت کی قیام گاہ پر پہنچے، گاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا اوپری منزل پر پہنچا اور خواجہ صاحب کے آمد کی اطلاع دی، حضور امین ملت نے حیرت و استعجاب کے عالم میں فرمایا، ارے مولانا! آپ نے کیا غضب کر دیا؟ میں تو خود

ان کے پاس جانا چاہتا تھا، انہیں نیچے بٹھاؤ، اوپر آنے میں پریشانی ہوگی۔ وہ تو مریض ہیں، میں خود نیچے آ رہا ہوں، پھر امین ملت صاحب نیچے تشریف لے آئے۔ خواجہ صاحب نے حضور امین ملت کی قدم بوسی کی۔ اس روح پرور منظر کو دیکھ کر تمام حاضرین کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ کیونکہ اس وقت سب کی نگاہوں میں زندہ جاوید و تصویریں تھیں، ایک جانب عظمت آل رسول، تو دوسری جانب عظمت علما۔ یعنی علما آل رسول کی کس قدر تعظیم کرتے ہیں اور آل رسول، علما سے کیسی محبت رکھتے ہیں۔ (امام علم و فن نمبر ص ۲۱۵)

امام علم و فن، حضرت امین ملت کی جانب سے سلسلہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت ملنے پر بارگاہ امین ملت میں مورخہ ۲۸/۱۲/۱۴۳۳ھ کے مکتوب میں جن الفاظ میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کیا ہے وہ ان کی منت شناسی سعادت مندی اور اپنے مشائخ کی بارگاہ میں احترام و عقیدت کا خوبصورت نمونہ ہے۔ اس مکتوب کا عکس ”امام علم و فن نمبر ص: ۷۰، باب: عکس نوادرات“ کے تحت اشاعت پذیر ہوا ہے۔ مکتوب کا عکس صاف نہ ہونے کی وجہ سے تحریر پڑھنے میں کافی دشواری ہوئی البتہ امام علم و فن کے ایک سعادت مند تلمیذ و خلیفہ مولانا حسان ملک نوری جو اس خط کے ناقل تھے ان کی مدد سے پڑھنے میں کامیابی مل گئی۔ جس کے لئے راقم ان کا شکر گزار ہے، پھر بھی اخیر کی ایک سطر نہیں پڑھی جاسکی تو وہاں کے ذریعہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ امام علم و فن کا پورا مکتوب من و عن زیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ آپ بھی پڑھئے اور بارگاہ خانوادہ برکات سے ان کی عقیدت و وابستگی کا اندازہ لگائیے۔ وہ لکھتے ہیں:

باسمہ المولیٰ الکریم

مکرم و محترم امین ملت پروفیسر حضرت سید امین میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی

متع اللہ تعالیٰ المسلمین بطول بقائکم

سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

سلام من اللہ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندۂ ناچیز بطیفیل مشائخ کرام اُمید کنناں ہے کہ حضور والا کے مزاج ہمایوں بصد

عافیت ہوں گے۔

درازی عمر، ہجوم امراض اور ضعف بصارت نے قرطاس و قلم سے میرا ناٹھ کچھ اس طرح توڑ دیا ہے کہ ایک صفحہ تو کیا ایک سطر لکھنے کی طاقت بھی مشکل تمام اکٹھا کر پاتا ہوں۔ مگر زندگی کی پرہیز راہیں بعض اوقات ایسی شاد ماں شاد ماں گھڑیوں سے ہم آہنگ کر دیتی ہیں جن کے تشکر و امتنان میں بھی تحریک قلم پر آمادہ نہ ہونا گویا اپنی فطرت سے کیے ہوئے عہد وفا کا توڑ دینا ہے بس اسی خیال میں منت شناسی کے چند ٹوٹے پھوٹے جملے حاضر ہیں قبول فرمائیں۔

بندۂ ناچیز اس لائق تو نہ تھا کہ خانقاہ برکاتیہ سے ایسے عظیم و جلیل انعامات و اعزازات کی خلعتِ فاخرہ سے بہرہ ور ہوتا، کہاں ان سرکاروں کی بارگاہیں اور کہاں مجھ سا بچہ مدد! لیکن یہ تو آپ کی خاندانی و نسبی سخاوت اور اجداد کرام کی سنت عظیمہ ہے کہ ذرے پر نگاہ ڈالی تو آفتاب کر دیا۔

سرکار عالی جاہ کی کرم فرمائیوں سے مجھ ناچیز کو علمی اعزاز کے طور پر ”ہدیہ سپاس“ اور ”خلعت خلافت و اجازت برکاتیہ“ سے سرفراز فرمایا۔ یہ سب کچھ بھی محض خاندانی فیاضی کا شاہ کار ہے، ورنہ میں کہاں اور یہ رتبہ بلند کہاں! یقیناً مائیں میں کمزور، ضعیف و ناتواں انسان اس وقت اس درجہ حیرانی کا شکار تھا کہ جس کو مرکز سمجھا جا رہا تھا آج کس طرح وہ کرم فرما مجھے ہار پہنا کر قیامت تک کے لیے میری جیت کا اعلان کر رہا ہے۔

بندۂ ناچیز حضور عالی کی بارگاہ والا تبار میں ان انعامات و الطاف پر شکریہ کے جتنے گلدستے اور سپاس نامے پیش کرے کم ہے، فجزاکم اللہ تعالیٰ أحسن الجزاء فی الدنيا والآخرة۔

اسیر بارگاہ مفتی اعظم

خواجہ مظفر حسین رضوی

شیخ الحدیث: دارالعلوم نورالحق چرمہ پور، فیض آباد، یوپی

حضرت امین ملت کے قائم کردہ ادارہ ”جامعہ البرکات“ علی گڑھ کی امام علم و فن کے دل میں کس قدر اہمیت تھی؟ آپ امین ملت کے اس بلند پایہ دینی اور قومی خدمت کو کس زاویہ نظر سے دیکھتے تھے اس کا اظہار کرتے ہوئے جامعہ البرکات کے جوائنٹ سکریٹری ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی تحریر کرتے ہیں:

حضرت خواجہ (مظفر حسین) صاحب میری دعوت پر البرکات (علی گڑھ) تشریف لائے جیسے ہی اندر داخل ہوئے بہت دیر تک ”البرکات“ دیکھ کر نہارتے رہے۔ واہ واہ، سبحان اللہ! الحمد للہ! کی صدائیں بلند کرتے رہے، ایسا لگتا تھا کہ وہ البرکات کے قیام کی خوشی اور اس کی عمارتوں کے حسن میں کھو گئے ہیں۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوا کہ ان کی جمالیاتی حس بہت بلند تھی۔ مجھ سے البرکات کے حوالے سے جتنی تفصیلی گفتگو انہوں نے کی، ایک ایک چیز کی جان کاری مجھ سے حاصل کی، شاید البرکات آنے والوں میں اتنی زیادہ کسی نے نہ کی اور شاید کسی نے اتنی داد بھی نہ دی۔ (جام نور، خصوصی شمارہ، امام علم و فن: حیات و خدمات، دسمبر ۲۰۱۳ء ص: ۳۷)۔

خانقاہ برکاتیہ میں آپ کی مقبولیت:

امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں مارہروی آپ کی شخصیت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”خواجہ صاحب سے میری چند ملاقاتیں ہیں مگر میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ اور دیگر علمائے کرام سے ان کے بارے میں اتنا سنا ہے کہ بڑی پرانی واقفیت لگتی ہے۔ آپ کا شمار علوم اسلامیہ کے ماہرین میں ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا قدس سرہ کے علمی بحر ذخار سے خواجہ صاحب نے دل کھول کر استفادہ کیا ہے۔

خواجہ صاحب کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے، آپ کے تربیت یافتہ شاگرد ملک کے مختلف حصوں میں آپ کا نام روشن کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب کی علمیت کا اندازہ ”تحقیقات امام علم و فن“ سے لگایا جاسکتا ہے، جو خواجہ صاحب کے ان مقالات

کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ملک کے مختلف جرائد میں لکھے تھے۔ یہ مجموعہ مختلف علوم و فنون میں آپ کی دسترس کا عمدہ نمونہ ہے۔

خواجہ صاحب کی مذہبی اور تدریسی خدمات کے مد نظر سال گزشتہ مارہرہ مطہرہ میں ”عرس قاسمی“ کے موقع پر آپ کو سپاس نامہ پیش کیا گیا اور عزت افزائی کی گئی۔ مجھے اعتراف کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ہماری جماعت نے خواجہ صاحب کی وہ قدر نہیں کی جس کے وہ حقدار ہیں۔ حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب صرف علوم و فنون کے میدان میں ہی امامت کے منصب پر فائز نہیں بلکہ دیگر خوبیوں سے بھی مالا مال ہیں۔ آپ کا حسن اخلاق، خوش مزاجی، کشادہ قلبی، جود و سخا اور اخلاقی محاسن لائق تقلید ہیں۔ (امام علم وفن نمبر ص ۲۷) سالنامہ ”اہل سنت کی آواز“ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا باوقار علمی، دینی اور فکری کا ترجمان ہے۔ ہر سال یہ سالنامہ کسی ایک خاص عام موضوع پر نکلتا ہے۔ اہل علم اصحاب قلم کے قلمی تعاون سے اس کا ہر شمارہ گراں قدر واقع اور قیمتی مشمولات کا حامل ہوتا ہے۔ ارباب علم و ادب اسے بے پناہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس اہم علمی و تحقیقی کتابی سلسلہ کے مدیر اعلیٰ رفیق ملت حضرت سید شاہ محمد نجیب حیدر نوری (سجادہ نشین مسند غوثیہ نوریہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) ہیں۔ ان کا ادارہ بصیرت افروز اور معلومات افزا ہوتا ہے۔ ادارہ کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ پورے سال میں علماء، اہل قلم اور وابستگان مشائخ مارہرہ میں سے جو حضرات اس دار فانی سے دار بقا کی جانب کوچ کر جاتے ہیں ان کے لئے بطور خاص دعائیہ کلمات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت رفیق ملت سال ۲۰۱۳ء میں امام علم وفن کے وصال پر کلمات تعزیت پیش کرتے ہوئے خواجہ صاحب کی علمی و عالمی شخصیت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”دنیاے اسلام کی بڑی قیمتی شخصیت خواجہ علم وفن حضرت علامہ مظفر حسین رضوی صاحب نے طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ خواجہ صاحب ہماری جماعت کے ان چند چہروں میں سے تھے جن کو فخر جماعت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت والا علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ ۵۰ سال سے زائد عرصے تک تدریسی

خدمات انجام دیں، کون سی ایسی مشہور و معروف درسگاہ نہ تھی جہاں خواجہ صاحب نے تشنگان علم کو سیراب نہ کیا ہو۔ اپنے شاگردوں پر بے پناہ شفقت فرمانے والے خواجہ صاحب، اپنے مزاج کی حلاوت، منکسرانہ مزاجی، مشفقانہ لہجہ، منکسرانہ رویے کی بنا پر حلقہ تلامذہ میں نہ صرف مقبول تھے بلکہ شاگردوں کے مرکز محبت اور عقیدت بھی تھے۔ یہ خواجہ صاحب کے فن تدریس اور بے پناہ توجہ ہی کا کمال ہے کہ ان کا ہر شاگرد اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے فن میں باکمال بھی ہے اور معروف بھی۔ خواجہ صاحب کا ایک اور امتیازیہ تھا کہ آپ کو ان علوم و فنون میں مہارت تھی جن میں مہارت تو دور، لوگ ان کے ناموں تک سے شاید واقف نہ ہوں۔ علم ہیئت و ہندسہ، توفیق و مساحت، جبر و مقالہ، ارثماطی، مثلث کروی و وسطی، زین و اسطرلاب، علم الابعاد، مل و تفسیر، عمل بالخطائین وغیرہم ہیں۔“

خانقاہ برکاتیہ اور خانوادہ برکات سے امام علم وفن کی خصوصی محبت، ربط و تعلق اور نسبت عقیدت کو بتاتے ہوئے حضرت رفیق ملت مزید فرماتے ہیں:

”ہم خادمان خاندان برکات سے خواجہ صاحب بڑی محبت فرماتے تھے، اکثر اعراس میں تشریف لاتے۔ گزشتہ سال عرس قاسمی شریف میں باوجود علالت تشریف لائے، خانقاہ برکاتیہ نے ان کی دینی، مذہبی اور علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمت میں اعزاز پیش کیا۔ برادر مکرم حضرت امین ملت دام ظلہ نے ان کو سلسلہ برکاتیہ کا پلویہ جدیدہ کی خلافت پیش فرمائی۔“ (اداریہ: سالنامہ اہل سنت کی آواز، جلد ۲۰، ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۳ء خصوصی شمارہ اہل بیت اطہار، ص: ۱۸/۱۹)

بیعت و ارشاد:

امام علم وفن کو باوجود یکہ اہم خانقاہوں اور مشائخ سے خلافت و اجازت حاصل تھی اور وہ اپنی خدا داد علمیت و صلاحیت اور تقویٰ شعار زندگی کے پیش نظر اس بات کے حامل تھے کہ سلسلہ بیعت و ارشاد قائم فرماتے لیکن آپ ہمیشہ اس سے دور رہے۔ اس تعلق سے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”میرے نظریات پیری مریدی کے موجودہ طور طریقے سے میل نہیں کھاتے اس لئے میں نے اس میدان میں قدم نہیں رکھا۔ میرے پیرومرشد نے خود سے مجھے اپنی اجازت و خلافت دی تو لے لی۔“ (امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی کی باتیں، انٹرویو کا رسراج الدین شریفی سہسرامی، مشمولہ: تحقیقات امام علم وفن ص ۲۴)

البتہ انہوں نے بعض حضرات کو ان کی طلب پر حصول برکت کے لئے خلافت و اجازت مرحمت فرمائی، جن حضرات کو آپ نے فیضان طریقت سے سرفرازی کے لئے خلافت و اجازت مرحمت فرمائی ان میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں:

مفتی اشرف رضا قادری مصباحی، ممبئی، مفتی قاضی شہید عالم رضوی کٹیہار، مولانا یادعلی رضوی پورنیہ، مولانا مختار الحسن بغدادی براؤں، بستی، مولانا احسان دانش رضوی پورنیہ، مولانا محمد یونس ظہور قادری راجوری کشمیر، مولانا محمد محبوب عالم برکاتی کٹیہار، مولانا محمد حبیب الرحمن نعمانی سنت کبیر نگر، مولانا محمد حسان ملک نوری، برہان پور وغیرہ۔

ان حضرات میں مولانا محمد حسان ملک نوری کو آپ نے حضرت امین ملت کی عطا کردہ خلافت و اجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔ سند خلافت کی نقل حسب ذیل ہے:

سند الخلافة وسند قراءة القرآن المجید والاحادیث

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين. وفضل الصلوة واكمال السلام على رسولہ سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين.

اما بعد! فقد سألتني محمد حسان ملك النورى برهان فوري، بن محمد انصار احمد جامي النورى اجازة كلام الله تعالى واحاديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واجازة سلاسل اولياء الله فاجزت له على بركة الله تعالى ثم على بركة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بقراء القرآن المجيد مع سنده والاشتغال باحاديث النبي الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم وبكل ماهو مذكور في الصحيفة المباركة المسماة

بالنور والبهاء فى اسانيد الحديث وسلاسل الاولياء من الاسانيد الحديثية وسلاسل شيوخ الطريقة والاوراد الذى اتصل الى من قدوة الواصلين الى رب العالمين، المفتى الاعظم العالم الفہام الشيخ سيدى وسندى محمد مصطفى رضا خان القادري النورى رضى الله عنه وايضاً قد اجزت له مما سوى هذه من جميع الاسانيد الاخرى والاذكار والاعمال والافاق، والاشتغال التى حصلت لى وصلت الى من الشيخ سيد امين مياں القادري البركاتى، مد فيوضه واوصيه ونفسي بتقوى الله عزوجل فى السر والاعلان واتباع سنن سيد الانبياء والمرسلين صلى الله عليه وعليهم وعلى آله وسلم والاشتغال بالعلوم الدينية و صلى الله تعالى وسلم على افضل خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه وازواجه وعترته وابنه الغوث الاعظم الجيلانى اجمعين واخردعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

خواجہ مظفر حسین رضوی

۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

(بشکریہ: خلیفہ امام علم وفن، مولانا حسان ملک نوری)

جماعتی، مسلکی و مشربی شیرازہ بندی:

امام وفن سراپا علمی شخصیت کا نام ہے۔ انہوں نے اپنے عہد میں علم وفن کی آب یاری کو ترجیح دی، علمی بنیادوں پر اختلاف رائے ان کے نزدیک پسندیدہ امر تھا۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی اختلاف کو مخالفت کی صورت میں تبدیل نہیں کیا۔ چنانچہ انہیں جب بھی کسی سے علمی اختلاف ہوا تو اس کا اظہار انہوں نے برملا کیا۔ موجودہ جماعتی تناظر میں امام علم وفن کے اس علمی رویے سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے اکابرین جماعت اہل سنت کی شیرازہ بندی اور اتحاد امت کے لئے امام علم وفن کی اس روش سے روشنی حاصل کریں اور اخلاص وللمہیت کے ساتھ اتحاد امت اور شیرازہ بندی کے لئے کمر بستہ ہو جائیں اور آج

ہماری جماعت جولا مرکزیت اور بحرانی دور سے گزر رہی ہے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

جماعت اہلسنت کی آج جو موجودہ بحرانی صورت حال ہے۔ اس سے بچنے کے لئے (۱) مدارس اہل سنت کا آپس میں اتحاد اور (۲) خانقاہوں کا ایک دوسرے سے مخلصانہ رابطہ و تعلق نہایت ضروری ہے۔ امام علم وفن کی شخصیت اس سلسلے میں راقم الحروف کی نگاہ میں بالکل منفرد المثال ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اہل سنت کے سبھی اہم مدارس سے مخلصانہ تعلق رکھا۔ ہر ایک کی خدمات کا وسعت قلبی اور فراخ دلی کے ساتھ اعتراف کیا۔ ساتھ ہی اہم خانقاہوں سے انہوں نے مخلصانہ رابطہ بھی رکھا۔ انہوں نے تمام سلاسل کے مشائخ اور بزرگوں سے یکساں عقیدت و محبت استوار رکھی۔ اور ان خانقاہوں کی انفرادی حیثیت کا حسب موقع برملا اظہار بھی کیا۔ یہاں چند اقتباسات بلا تبصرہ نقل کیا جا رہا ہے جس کے آئینے میں جماعت اہل سنت کی شیرازہ بندی کے تعلق سے امام علم وفن کے جذبات، نظریات اور خیالات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا ابوالحسن صبغة اللہ رشیدی (استاد: مدرسہ فیض عام، پھر پانی، پورنیہ) خانقاہ رشیدیہ کے تعلق سے خواجہ صاحب کے احساسات کو ان الفاظ میں قلم بند کرتے ہیں:

فقیر (ابوالحسن) نے زعیم علماء، عارف باللہ، واقف اسرار حقیقت حضرت علامہ شاہ غلام محمد ملین (رشیدی) رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف چمنی بازار (پورنیہ) کا ذکر کیا تو سراپا مودب و مہذب اور عشق و وفا کا پیکر بن کر آپ کی شخصیت پر یوں رطب اللسان ہوئے: ”جب میں نے ان کو قریب سے جانا اور دارالعلوم مصطفائیہ درگاہ شریف چمنی بازار میں تین سالہ تدریسی خدمات کا موقع ملا تو پہچانا کہ ان کی علمی، عملی، عرفانی شخصیت کس درجہ بلند تھی۔ بہار و بنگال یوپی تو کیا؟ ہندوستان کے بے شمار علماء، فضلا اور صوفیاء میری ملاقات ہوئی لیکن ان کی منفرد حیثیت تھی۔ وہ تمام مروجہ علوم میں ممتاز تھے۔ تصوف میں بڑے باکمال، فقہ میں بے مثال، نحو، صرف، منطق، فلسفہ سب میں یتائے روزگار، علم بڑا متحضر تھا۔ جس کتاب کو پڑھے ۲۵ سال ہو گئے حرف بہ حرف اس کے مسائل یاد۔ آپ کو خدا داد صلاحیت تھی۔ کسی لفظ کی تشریح حسین پیرائے اور دلنشین انداز میں فرماتے اور اس قدر معانی

اور نکات بیان فرماتے کہ علما ان توضیحات پر دنگ رہ جاتے اور یہ سوچتے کہ یہ کتابی باتیں ہیں یا کچھ اور، اور جب وہ باتیں کتابوں اور لغتوں سے ملائی جاتی تو حرف بحرف صحیح ثابت ہوتیں۔ آپ کو جس شخص میں قابلیت نظر آتی تھی ان پر حد درجہ شفقت اور انتہائی پیار فرماتے تھے لیکن جس میں قابلیت نہ ہوتی ان سے بات کر کے وقت ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ مجھ پر تو بے انتہا شفقت فرماتے۔ ایک بار فرمایا: خواجہ صاحب! ایک زمانہ آئے گا کہ ہندوستان کے علما آپ پر حسد کریں گے مگر افسوس کہ اس وقت ہم نہیں رہیں گے۔ ان کی ذات کیا تھی؟ ہمارے علاقے میں لوگوں نے پہچانا ہی نہیں، بڑے باکمال شخص تھے، صحیح بات تو یہ ہے کہ آپ پورے ہندوستان میں باکمال تھے۔ آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا مگر یہ گمنام بن کر رہ گئے، بوریائے بے ربائی میں رہے، حد تو یہ ہے کہ سلسلہ رشیدیہ کے علما نے بھی آپ کو نہیں پہچانا۔ وجہ یہ تھی کہ علمی جلال و رعب ایسا تھا کہ ان سے ہم کلامی کی جرأت کسی کتھی ہی نہیں کیوں کہ چہرے میں شریعت کی جھلک اور باتوں میں طریقت کا وہ اثر تھا کہ وقت کا حاکم بھی سرنگوں ہو جاتا، کیا مجال کہ کوئی آپ کی آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کرے۔ آپ جس میں، جہاں، جیسی خامی دیکھتے بروقت اس کی سرزنش فرما دیتے، یہی وجہ ہے کہ علما مجلس وعظ و نصیحت میں بھی آپ کے قریب بیٹھنے سے گھبراتے۔ (امام علم وفن نمبر ص ۱۷۷)

خانقاہ قادریہ بدایوں کے تعلق سے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

سوال: آپ چھ سال تک مدرسہ قادریہ، بدایوں شریف میں رہے ہیں، وہاں آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟

جواب: بہترین سلوک کیا گیا، بلکہ میری بہت زیادہ قدر دانی کی گئی۔ یہاں تک کہ وہاں ایک مارتی کار کے علاوہ میرے وزن بھر چاندی دینے کی پیش کش کی گئی تھی جسے میں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا تھا کہ اتنی دولت اور کار لے کر میں کیا کروں گا؟ یہ پیش کش جشن صد سالہ حضرت تاج الخول کے موقع پر ۱۹۹۸ء میں کی گئی تھی، اس موقع پر مولانا عبدالمبین نعمانی بھی موجود تھے۔ (امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی کی باتیں، انٹرویو کا سراج الدین شریفی مشمولہ: تحقیقات امام علم وفن، ص ۲۳)

شیخ طریقت حضرت مولانا الشاہ سالم القادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں) خانقاہ قادریہ میں آپ کی مخلصانہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:

”میری خواہش پر وہ بحیثیت صدر مدرس مدرسہ قادریہ تشریف لائے، تقریباً چھ برس تک انہوں نے یہاں خدمات انجام دیں۔ خانقاہ اور مدرسہ کے ذمہ داران اور عام وابستگان کی نظر میں وہ ہمیشہ اپنے بلند اخلاق اور انکساری و تواضع کی وجہ سے پسندیدہ، مقبول اور محترم رہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مدرسین جب کسی ادارے کو خیر آباد کہتے ہیں تو ان کے اور ارباب ادارہ کے درمیان رنجشیں اور بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں، لیکن خواجہ صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو بھی اہمیت رکھتا ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد بھی ان کی محبت، تعلق اور الفت میں کوئی کمی نہیں آئی، بلکہ دن بدن یہ رشتہ خلوص و محبت مزید توانا اور مضبوط ہوتا گیا۔ فقیر کی دعوت پر وہ متعدد مرتبہ عرس قادری شریف اور خانقاہ کی کئی دیگر تقریبات میں تشریف فرما ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی جب کبھی کسی پروگرام کے سلسلے میں آس پاس کے اضلاع میں ان کی تشریف آوری ہوتی تو حسب موقع اور فرصت وہ بدایوں ضرور آتے۔ ان کی اسی رواداری، وضع داری اور شائستگی نے ان کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔

خواجہ صاحب نے سعادت آثار اسید الحق قادری اور عزیزی عطیف قادری کو جس توجہ، دلچسپی، محنت اور اپنائیت سے پڑھایا اور سنوارا اس کے لیے فقیر ان کا احسان مند ہے۔ رب قدیر و مقتدر ان کو جو رحمت میں جگہ عطا فرمائے، ان کی حسنات کو قبولیت کی اعلیٰ خلعت سے نوازے، ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے تلامذہ میں ان کے امثال پیدا فرمائے۔ آمین“ (جام نور، دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۳۳)

اشرفی رضوی اختلاف کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: اشرفی رضوی نزاع میں آپ کی حیثیت ایک فریق کی رہی ہے، مگر اب یہ جنگ سرد خانے میں پہنچ گئی ہے لیکن دلوں میں جو دوریاں پیدا ہوئیں اس کے نتیجے میں اہل سنت میں ایک انتشار برپا ہوا۔ کیا مصالحت کی کوئی صورت ہے؟ اگر ہے تو آپ حضرات پیش قدمی کیوں نہیں کرتے؟

جواب: کچھ علما کے مابین ایک علمی اختلاف پیدا ہوا، لیکن ان علما کے ماننے والوں نے اسے شرعی اختلاف سمجھ کر ایک نزاع کی صورت پیدا کر دی۔ اور پھر جو کچھ ہوا دنیا اس سے اچھی طرح سے واقف ہے۔ ہر جنگ اپنی انتہا کو پہنچ کر سر ہو جاتی ہے۔ اس جنگ کے اثرات اگرچہ آج بھی کچھ لوگوں کے دلوں میں موجود ہیں لیکن ہم ان لوگوں سے کچھ الگ تھلگ مزاج رکھتے ہیں، ہم نے اس جنگ کو قیامت تک بھڑکنے کے لئے نہیں چھوڑا، بلکہ ہم نے حالات کو استوار کرنے کی کوشش کی۔ آج اگر آپ کے جد کریم (علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ) ہوتے تو وہ اس کی گواہی دیتے۔ اسی لئے بغیر سوچے سمجھے، یا اپنے ہمنواؤں سے سمجھے بوجھے میرا کچھو کچھ شریف آنا جانا شروع ہوا۔ اور آج بھی ہم کچھو کچھ شریف پہنچتے رہتے ہیں۔ وہاں کے علما و مشائخ سے ملاقات کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصالحت کے لئے ہم نہ صرف کوشاں ہیں۔ بلکہ اس جادہ میں ہم کئی منزل آگے بڑھ گئے ہیں۔ (ماہنامہ جام نور دہلی، شمارہ جون ۲۰۰۴ء، ملاقاتی مولانا خوشتر نورانی)

خانقاہ اشرفیہ کچھو کچھ میں آپ کی مقبولیت اور قدردانی بتاتے ہوئے مفتی نذر الباری اشرفی (استاذ جامع اشرف درگاہ کچھو چھ)

حضور شیخ اعظم (سید اظہار اشرف اشرفی البجیلانی) علیہ الرحمۃ والرضوان نے امام علم وفن کی قدردانی اور ان کے آرام و آسائش میں کبھی کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی تھی، ہر ادارہ میں مدرسین کو کبھی نہ کبھی کچھ مطالبات کرنے پڑتے ہیں مگر آپ کو یہاں کبھی کسی مطالبہ کی حاجت نہیں ہوئی۔ حضور شیخ اعظم خود ہی یہ دیکھتے تھے کہ آپ کی مرضی کیا ہے؟ اور فوراً اس کا انتظام فرما دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ وہاں کی قدردانی اور محبت کو فراموش نہیں کر سکتے ہیں، جس کا اظہار خود آپ نے اس موقع پر فرمایا جب ۲۳ فروری ۲۰۱۳ء کو بانی جامع اشرف حضور شیخ اعظم کا وصال ہوا۔ آپ نے شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: شیخ اعظم ایک انقلاب آفریں شخصیت تھے۔ ان کے جامع اشرف میں اس فقیر کو بھی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں آج کیا بتاؤں کہ انہیں کتنی محبت مجھ سے

تھی، اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ (امام علم وفن نمبر، ص: ۲۵۸)

مرکزی درسگاہوں کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ”عمارت اور معیار تعلیم کے اعتبار سے جامعہ اشرفیہ مبارکپور اول نمبر پر ہے۔ جب کہ عمارت کے اعتبار سے دارالعلوم فیض الرسول (براؤں) دوسرے نمبر پر اور معیار تعلیم کے اعتبار سے دارالعلوم علمیہ (جمہ اشاہی، ضلع بہتلی) دوسرے نمبر پر اور عمراتی جدیدیت کے اعتبار سے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف اول نمبر پر ہے۔“

اسی انٹرویو کے ایک حصے میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے تعلق سے آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ

”یہ ادارہ موجودہ دور میں تعلیمی، تبلیغی اور تصنیفی میدانوں میں سب سے زیادہ اور اہم ترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اور اس کا معیار و مقدار تعلیم اپنی جماعت میں سب سے زیادہ بلند و بالا ہے اور فقیہ اعظم ہند، شارح بخاری (علامہ مفتی شریف الحق امجدی) علیہ الرحمہ اس ادارے کے سب سے بڑے خدمت گار تھے۔ (امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی کی باتیں۔ ملاقاتی سراج الدین شریفی، مشمولہ تحقیقات امام علم وفن، ص ۲۶ و ۲۳)

اگر ہماری خانقاہیں اور مدارس دینی تبلیغی اور اصلاح امت کے لئے آپس میں شیر و شکر ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردانہ اور مخلصانہ تعاون کریں تو جماعت اہل سنت اپنے فروغ و استحکام میں بلندی کے اعلیٰ مدارج طے کر سکتی ہے اور جماعتی و ملی کام زیادہ سے زیادہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ خانقاہوں اور مدارس کے ذمہ دار کو اپنے عہد کی عبقری شخصیت کے مخلصانہ جذبات اور کردار و عمل پر کرنے کی ضرورت ہے۔

اثار حیات:

امام علم وفن اپنی ہزار شانِ علم و تبحر علمی کے باوجود اپنی پوری زندگی کا سرمایہ حیات اپنے پیرومرشد مفتی اعظم ہند کی بارگاہ سے وابستگی اور ان کی نگاہ ولایت کے فیضان کو سمجھتے ہیں۔ آپ کی بارگاہ کے فیض یافتگان امام علم وفن کی یہ بات ہمیشہ بیان کرتے ہوئے نظر

آتے ہیں کہ امام علم وفن بارہا فرماتے تھے:

آج میرے پاس جو کچھ ہے، مرشد برحق، حضور مفتی اعظم ہند کی عنایت کا صدقہ ہے، اگر ان کی نظر عنایت نہ ہوتی تو مجھے احساس زندگی ہوتا نہ شعور علم۔“

بعض موقع پر آپ فرماتے تھے کہ:

”حضور مفتی اعظم ہند نے سند حدیث عطا فرماتے وقت جو اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ ”لیجئے“ آج جو کچھ میرے پاس ہے وہ اسی ”لیجئے“ کا صدقہ ہے۔“

بلاشبہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک فضل الہی اور کسی خدا رسیدہ بزرگ کا فیضان نظر حاصل نہ ہو انسان سعادت وار جمندی اور کامیابی و کامرانی سے سرفراز نہیں ہو سکتا۔

وصال پر ملال:

علم وفن کا یہ درخشاں آفتاب ۱۲ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو غروب ہو گیا۔

فضیلۃ الشیخ ابوبکر احمد مسلیار مدظلہ العالی

ڈاکٹر عبدالحکیم ازہری

جنوبی ہند کے بحیرہ عرب ساحلی علاقہ کیرالا کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس صوبے میں علم و فن کی ترویج و اشاعت اور دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے سب سے پہلے صحابہ کرام، صالحین عظام کے مقدس قدم پڑے۔ کبھی اس صوبے کو حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے یاد کیا گیا، تو کبھی ہندوستان میں اسلام کی آمد کا شرف اولیں کا درجہ دیا گیا۔ تاریخی روایت کے مطابق ہندوستان کی پہلی مسجد کی تعمیر کا بھی شرف سرزمین کیرالا کو حاصل ہے۔ اسی شہر میں بدری صحابہ و حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ ریاست کیرالا میں کالی کٹ اور مالاپورم و قرب وجوار کا علاقہ مبارک کے نام سے شہرت یافتہ ہے۔ یہاں کے باشندگان کو مباری کہا جاتا ہے۔ اسی علاقہ میں جلیل القدر شخصیت علامہ عبدالقادر، احمد کو یا شالیاتی، شیخ زین الدین سمیت کئی اہم اکابرین اس خاکدان گیتی پر جلوہ نما ہوئے جو اپنے زہد و تقویٰ عظمیٰ و بلندی کی بنیاد پر ممتاز اور قابل تقلید اور شہرت کے حامل ہوئے ہیں۔ جن کی قائدانہ صلاحیت، فکری بصیرت، علمی کارنامے بیان سے باہر ہیں۔ لیکن اسی فرش گیتی پر، اسے خالق کائنات کی نعمت عظمیٰ کہیے کہ ہندوستان کے معروف تاریخی ریاست کے ضلع کالی کٹ سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر فاصلہ پر ”کانداپورم“ نامی مقام پر ۲۲ مارچ ۱۹۳۱ء کو ایک علمی گھرانے میں قمر العلماء، ابو الایتام حضرت شیخ ابوبکر بن احمد کا وجود بخشا جو اپنی تنہا ذات میں ہمہ جہت صلاحیتوں، خداداد قائدانہ صلاحیت، فکری بصیرت اور جماعتی اقتدار کی پاسبانی کا جذبہ لئے ہوئے ممتاز اور

قابل تقلید شہرت کے حامل ہوئے۔ شیخ ابوبکر احمد ایک بین الاقوامی شخصیت کا نام ہے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے اور جنہیں کیرالا میں کانداپورم اے پی ابوبکر استاد کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ کے تعمیری، تنظیمی، تحریکی کارناموں سے سارا جہاں واقف ہے۔ شیخ ابوبکر نے وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جنہیں صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بیرون ممالک خاص طور پر عرب ممالک میں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ نے جو اپنی علمی کاوشوں اور انتھک محنت و کوششوں سے دینی ترویج و اشاعت، تنظیم و تحریک، کفالت ایتام کا جو بگل بجایا ہے وہ انتہائی قابل تعریف ہے، یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ بیرون ممالک کی بڑی بڑی اسلامی کانفرنسوں میں ہندوستان کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی انسانی خدمات اور تعلیمی تحریک کی بدولت عرب ممالک نے بہت سے تہنیتی ایوارڈ سے بھی سرفراز کیا ہے۔ گزشتہ سال سلطنت دہلی نے آپ کو پندرہویں صدی کا عظیم مبلغ ”مبلغ اعظم“ ایوارڈ سے سرفراز کیا ہے۔ بالخصوص قوم مسلم کے اندر اتحاد و اتفاق، پورے ملک میں دینی و عصری تعلیم کا فروغ، یتیموں اور مسکینوں کی کفالت، ملی و مذہبی قائدین، رؤسائے اسلامی تنظیم، ائمہ مساجد و مدارس کو متحد کر کے ایک ہی نظم و نسق کے ذریعہ تعلیم و تربیت، فلاحی خدمات اور معاشرتی امور کی نمائندگی جیسے اہم کارنامے آپ کی ذات سے انجام پذیر ہوئے جو آپ کا نیک نامی کی باعث ہیں۔ کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک اور آسام سے لے کر گجرات تک ملی و مذہبی، تعلیمی و مشارتی معاملات میں جس طرح سے تحریک جاری رکھی ہے وہ مستقبل قریب میں آنے والی نسلوں کے لئے کامیابی کی ضمانت ہے۔

ابتدائی حالات:

زمانہ طفولیت کی تعلیم و تربیت اپنے آبائی گھرانے میں پائی، ابتدائی تعلیم بھی وہیں سے شروع کی، بعدہ کیرالا کے مختلف دینی اداروں میں ثانوی تعلیم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ جنوبی ہند کی قدیم مشہور و معروف درس گاہ ”جامعہ باقیات الصالحات“ ویلورٹمل ناڈو میں داخل ہوئے اور وہاں تکمیل تعلیم کے بعد ۱۹۶۴ء میں سند فضیلت و اجازت

سے سرفراز کیے گئے۔ آپ نے فراغت کے بعد علمائے عرب کے کئی اہم مشائخ و علمائے کرام جیسے ابولیس محمد عیسیٰ فاذانی، شیخ احمد طہ بن علی حداد وغیرہم سے اکتساب فیض کیا۔

تدریسی خدمات:

تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد شیخ ابوبکر نے جامع مسجد اسٹیل میں چھ سال اور جامع مسجد کو لیکال میں سات سال تک خطابت و تدریس کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔

جامعہ مرکز کا قیام:

امت مسلمہ کی فلاح و بہبود، دینی و عصری تعلیم و تربیت کی خاطر حضرت شیخ ابوبکر نے کالی کٹ شہر سے ۱۳ کلومیٹر فاصلہ پر واقع پُر امن فضا بمقام کارنھور میں ۱۹۷۸ء میں مفتی مکہ مکرمہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی کے مقدس ہاتھوں ہندوستان کی عظیم الشان دینی و عصری اسلامی یونیورسٹی جامعہ مرکز الثقافتہ السنیہ کی بنیاد ڈالی۔ جہاں ملک بھر مثلاً یوپی، بہار، بنگال، جھارکھنڈ، آسام، ہریانہ، گجرات، کشمیر، ممبئی، دہلی، چنئی وغیرہ، اور بیرون ممالک مثلاً عرب، امریکہ، چین، افریقہ، ملیشیا، سری لنکا اور نیپال کے کل تقریباً بیس ہزار سے زائد طلبہ و طالبات علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ جن میں KG سے PG تک، انجینئرنگ سے میڈیکل، ثقافتی اسکول، گریجویٹیشن کے علاوہ ٹکنالوجی، مینجمنٹ، پروفیشنل ٹریننگ تک کی تعلیم و تربیت کا معقول نظم و نسق ہے۔ جو آج ملک و بیرون ممالک میں از ہر ہند جامعہ مرکز الثقافتہ السنیہ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔

حضرت شیخ کی تعلیمی تحریک پر ریاست کیرالا اور خارج میں کئی ادارے قائم ہوئے جن میں جدید طرز پر مشتمل دینی و عصری نصاب و نظام جاری ہے۔ کیرالا میں قابل ذکر اداروں میں جامعہ سعدیہ کاسرکوڈ، جامعہ احیاء السنہ مالاپورم، جامعہ حسنیہ اسلامیہ پالا کاڈ کے نام خصوصیت کے ساتھ سرفہرست ہیں۔ جہاں دونوں تعلیم یکساں طور پر جاری ہے۔ آپ کی سرپرستی میں ایک ہزار سے زائد مدارس و مکاتب، تقریباً آٹھ سو سے زائد مساجد، پانچ سو CBSE انگلش میڈیم اسکول چل رہے ہیں۔ مزید ملکی سطح پر ملی و مذہبی

نمائندگی و فلاحی خدمات کے لئے ”مسلم آرگنائزیشن آف انڈیا“ کے تحت کئی اہم فلاحی تنظیمیں بحسن خوبی کام کر رہی ہیں۔ یہ ادارے ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کی ملی و فلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصانیف:

اللہ رب العزت نے آپ کو تحریر قلم کی بھی غیر معمولی قدرت و قابلیت عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمہ وقت درس و تدریس، دعوت و تبلیغ میں مصروف رہنے کے باوجود بھی ایک درجن سے زائد کتابیں عربی و ملیالم زبان میں تحریر فرمائیں۔ آپ کی عربی تصانیف حسب ذیل ہیں:

- (۱) عصمة الانبياء (۲) الوحدة الاسلاميه (۳) الاتباع والابتداع
- (۴) رياض الصالحين (۵) السياسة الاسلاميه (۶) فيضان المسلسلات في بيان الاجازة المتداوله (۷) طريقة التصوف بين الاصيل والدخيل.
- ملیالی تصانیف: (۱) البراهین القاطعة (۲) ضد القادیانیہ (۳) مقدمة دراسة الاسلام (۴) صلاة المرأة (۵) دراسة عن اهل سنة التعالیش السلمی (۶) النافورة الفكرية للعالم الاسلامی .

سنی جمعیۃ العلماء کیرالا کا قیام:

کیرالہ میں علمائے اہل سنت والجماعت کی ایک متحرک و فعال تنظیم ۱۹۳۶ء میں قائم ہوئی۔ جس کا مقصد مسلمانان کیرالہ کے مفاد عامہ، فلاح و بہبود اور دینی تعلیم و تربیت کے لئے نمایاں خدمات کی انجام دہی ہے۔ اس تنظیم کی چالیس رکنی ایک مجلس شوریٰ ہے، جس میں قابل قدر شخصیتوں اور ذی علم حضرات کو رکنیت دی جاتی ہے۔

۱۹۷۶ء میں حضرت شیخ ابوبکر کو اس مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا، پھر رفتہ رفتہ آپ اس کے جنرل سکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں شیخ ابوبکر جمعیۃ العلماء کی ذیلی شاخ ”جمعیۃ الشبان المسلمین“ (سمستھا کیرالہ سنی یوجنا سنگم) کے جنرل سکریٹری مقرر کئے گئے

اور ۱۹۹۵ء میں یوجنا سنگم کے منصب صدارت پر فائز ہوئے۔ اس کے علاوہ ملک و بیرون ممالک کی کئی تنظیموں کے رکن اعلیٰ کا منصب دیا گیا۔

منصب قضاء:

آپ کو ۱۹۹۳ء میں کالی کٹ ضلع کا قاضی بنایا گیا اور ۱۹۹۵ء میں ویناڈ کا منصب قضا بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔

ملک گیر خدمات:

آپ اپنی قابل تعریف تنظیمی و تحریکی خدمات کی وجہ سے ملک بھر میں نیک نامی سے یاد کئے جانے لگے اور تنظیم و تحریک آپ کی ذات سے منسلک ہونے لگی تاکہ شیخ صاحب انہیں فروغ و ارتقا کی منزلوں تک لے جاسکیں۔ ان ہی اسباب و وجوہات کے پیش نظر آپ کو سنی جمعیۃ العلما آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما کے جنرل سکرٹری کا عہدہ تفویض ہوا۔ چنانچہ اس کے ذریعے آپ ہندوستانی مسلمانوں کی تعمیری و ترقی، اقتصادی، معاشی بہتری اور تہذیب اسلام کے فروغ کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ حکومت ہند کی جانب سے آپ کو مرکزی جج کمیٹی کا رکن بھی مقرر کیا گیا۔ آپ ہندوستان کے غربت کے شکار علاقوں کے لوگوں کے لیے ریلیف کا بھی انتظام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے قومی و ملی مسائل کے حل کیلئے کئی بار ہندوستان کے وزراء اور ارباب حکومت سے گفت و شنید اور ان سے بات چیت کیا۔ مسلمانوں کے مطالبات سے اہل حکومت کو آگاہ کیا، جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آئے۔

عالمی خدمات:

آپ ۱۹۹۸ء سے امریکہ کی مجلس اسلامی کے رکن ہیں اور اسی طرح عمان کے آل بیت یونیورسٹی کے بھی ایک معزز رکن ہیں۔

خطبات و مواعظ:

آپ ایک عہد ساز خطیب اور فصیح اللسان مقرر ہیں، ملک و بیرون ممالک میں

مختلف علمی، اصلاحی و اعتقادی موضوعات پر آپ پانچ ہزار سے زائد خطبات دے چکے ہیں۔ جن سے امت مسلمہ کو رہنما خطوط ملے۔ آپ کے خطبات کے ذریعے قوم ترقیات کی طرف راغب ہوئی اپنے ایمان و عمل پر قائم رہ کر اسلامی شکل میں اپنی زندگی گزارنے کا انہیں سلیقہ ملا۔

عالمی کانفرنسوں میں شرکت:

اپنی تعلیمی، تعمیری، تحریکی و تنظیمی خدمات کی بدولت آپ دنیا کے مختلف ممالک کی علمی و تہذیبی، سماجی و سیاسی مجلسوں اور کانفرنسوں میں بحیثیت مندوب شریک ہوئے۔ چنداں یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) قاہرہ مصر کی وزارت امور اسلامیہ کی جانب سے منعقد ہونے والی سالانہ میلاد کانفرنس میں آپ ۱۹۹۰ء سے ہر سال شریک ہوتے رہے ہیں۔ (۲) ۱۹۹۶ء میں اقوام متحدہ کی پہلی کانفرنس میں شریک ہوئے جولاس اینجلس (امریکہ) میں منعقد ہوئی، اور اس میں آپ نے ہندوستان کے مختلف ادیان کے مابین امن عامہ کے موضوع پر خطاب کیا۔ (۳) کولمبیا ۱۹۹۶ء میں (انگلینڈ) میں منعقد ہونے والے سیمینار میں آپ نے شرکت کی۔ (۴) ۱۹۹۸ء میں واشنگٹن (امریکہ) میں منعقد ہونے والی اقوام متحدہ کی دوسری کانفرنس میں شریک ہوئے اور عصر حاضر میں مسلمانوں کے اتحاد کے موضوع پر آپ نے خطاب کیا۔ (۵) اردن میں مسجد ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے افتتاحی پروگرام میں شرکت کے لیے ۱۹۹۹ء میں مدعو ہوئے۔ رسالت و نبوت کے موضوع پر منعقد ہونے والے سیمینار میں شریک ہوئے اور سنت نبویہ کی اہمیت پر خطاب کیا۔ (۶) ۲۰۰۱ء میں کولا لمپور (میلشیا) کی ایک کانفرنس میں حاضر ہوئے۔ (۷) ۲۰۰۳ء میں جنوبی افریقہ کے جوهانس برگ میں منعقد ہونے والی فقہ اسلامی کانفرنس میں شریک ہوئے اور ”فقہ قانونی زندگی“ کے موضوع پر گفتگو کیا۔ (۸) ۲۰۰۶ء میں یورپ میں منعقد ہونے والی ازہری کانفرنس میں شریک ہوئے۔ (۹) ۲۰۰۸ء میں ملیشیا کی اسلامی کانفرنس میں شریک

ہوئے۔ (۱۰) ۲۰۰۹ء میں دوحہ میں ایک مذہبی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ (۱۱) ۲۰۱۰ء میں اردن کی اسلامی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ (۱۲) ۲۰۱۰ء میں موریتانیا کی اسلامی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ (۱۳) ۲۰۱۱ء میں جامعہ ازہر قاہرہ، مصر کے زیر انتظام منعقد ہونے والی تصوف کانفرنس میں شریک ہوئے۔ (۱۴) ۲۰۱۲ء میں استنبول ترکی میں مسجد سلطان احمد میں قرآن کریم کانفرنس میں شریک ہوئے (۱۵) ۵-۶-۲۰۰۷ء کے ماہ رمضان میں متحدہ عرب امارات کے صدر کی جانب سے بحیثیت مہمان خصوصی مدعو ہوئے۔

درس بخاری:

حضرت شیخ ابوبکر احمد تقریباً ۲۵ سال سے زائد جامعہ مرکز میں درس بخاری دے رہے ہیں۔ اس درس بخاری میں احناف و شوافع طلباء بیک وقت حاضر رہتے ہیں اور شیخ موصوف ائمہ اربعہ کے اجتہاد و فقہ کی تشریح کرتے ہوئے احادیث کے معانی و مفاہیم کو واضح کرتے ہیں۔ درس بخاری کا روح پرور منظر نہایت ہی حسین ہوتا ہے۔ عربی زبان میں بعد نماز فجر تقریباً ۳ گھنٹے تک درس بخاری ہوا کرتا ہے۔ شمالی طلبہ کیلئے اردو زبان میں بھی مسائل کی تشریح کرتے ہیں۔ اس درس بخاری کو ہر دن طلبہ کے علاوہ مقامی و بیرونی حضرات بھی شریک ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں کثیر تعداد میں لوگ ویب سائٹ پر دیکھتے ہیں۔ آپ کے درس بخاری کی جامعیت کا اندازہ اس طور سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ وقتاً فوقتاً مختلف خصوصی موضوع پر سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔ ہر سال کے اخیر میں بخاری سمیلن کے نام سے عظیم الشان پیمانے پر ختم بخاری اجلاس کا انعقاد ہوتا ہے، جس میں عالم اسلام کی مقتدر شخصیات اور علما و مشائخ سمیت سادات کرام بڑی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ کیرالا کے معروف بزرگ عالم دین تاج العلماء سید عبدالرحمن البخاری کی زبان فیض ترجمان سے ختم بخاری اور آپ کی رقت انگیز دعاؤں پر اجلاس کا اختتام ہوتا ہے۔ ہندوستان کی منفرد بخاری کانفرنس ہوتی ہے جس میں کم از کم دس ہزار سے زائد فارغین ثقافتی اور معزز علماء شریک ہوتے ہیں۔

حضرت قاری عبدالغفار نوری بابا مدظلہ العالی



نام : حافظ وقاری مولوی عبدالغفار نوری رضوی برکاتی۔
 ولدیت : مرحوم حاجی محمد صاحب، ملتان
 بیعت : مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف۔
 مسکن : ۱۰/ساوتھ ہاتھی پالا، اندور
 وطن مالوف : اندور
 پورا پتہ : ۱۰/ساوتھ ہاتھی پالا، اندور
 سن ولادت : ۱۹۴۲ء جنوری
 ازدواجی زندگی : فاطمہ بی
 اولاد امجاد : ایک لڑکا جس کا نام حاجی عبدالعزیز ملتانی ہے۔
 چار لڑکیاں: (۱) سلمہ بی (۲) معراج بی (۳) شہناز بی (۴) یاسمین بی
 تعلیمی لیاقت: دینی تعلیم میں حافظ قاری مولوی دنیاوی تعلیم میں ایم۔کوم (M.Com)
 ذریعہ معاش: تجارت
 تعلیمی اداروں سے وابستگی:
 بانی دارالعلوم نوری صدر اسلامیہ کریچہ اسکول اور کالج وغیرہ
 دینی و ملی خدمات:

حضرت مفتی اعظم ہند کے حکم کے مطابق ۴۴ رسال سے ہر جمعرات کو محفل نوری

منعقد کی جاتی ہے اور عوام کی شرکت تین سو سے چار سو تک ہوتی ہے اور سالانہ پروگرام، شعبان میں تقریباً ڈھائی ہزار لوگوں کی شرکت ہوتی ہے۔

اس محفل میں علما اور بذات خود نصیحت فرماتے ہیں، اندور اور اطراف کے اہل سنت و جماعت کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضرت مفتی اعظم ہند، احسن العلماء حضرت حسن میاں سرکار، حضرت خالد

میاں۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکات تہ کا امتیاز:

خانقاہ برکات تہ کے بزرگوں کو دونوں نسبتیں حاصل ہیں یعنی حسنی اور حسینی، خانقاہ برکات تہ کے ساتوں قطب ایک گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔ ان بزرگوں کا فیض عام ہے اللہ تعالیٰ ہمارے برکاتی کے بزرگوں کو سلامت رکھے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل ہے:

چھما میاں، سرکار حسن میاں، نظمی میاں، امین میاں اور نجیب میاں۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے علما اہل سنت کا آپسی اتحاد ضروری ہے اس پر کام کرنا چاہیے میری جانب سے گزارش ہے کہ علما اہل سنت ایک ہو جائیں تاکہ دین کا کام کیا جاسکے۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

سرکار حضور مفتی اعظم ہند کا اندور تشریف لانا اور کئی دنوں تک قیام فرمانا۔ احسن العلماء کا اندور تشریف لانا اور کئی دنوں تک قیام فرمایا۔ شاہ بانو سے توبہ کرانا۔ نظمی میاں فرماتے تھے کہ عبدالغفار نوری خاندان البرکات کے چشم و چراغ ہیں۔

خانقاہ برکات تہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

سرکار مفتی اعظم ہند کے ذریعہ سرکار حسن میاں سے وابستگی ہوئی۔

خانقاہ برکات تہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

چھما میاں، احسن میاں، سرکار حسین میاں، نظمی میاں، امین میاں اور نجیب

میاں۔

خلافت حصول کا واقعہ:

یہ میرے قرآن پاک کو حفظ کرلو۔ میں نے فوراً حفظ کرنا شروع کر دیا، پیر کی دعاؤں سے ۱۷ ماہ میں قرآن شریف کا حافظ ہو گیا۔ بس اسی خوشی کے موقع پر حضرت برہان ملت اور اکابر اہل سنت کی موجودگی میں جبل پور میں خلافت سے نوازا اور سرکار حسن میاں نے، شاہ بانو کو جب توبہ کرا دیا تھا تو خوش ہو کر خلافت عطا فرمائی۔

موجودہ سرگرمیاں:

تقریر کا پروگرام کرنا کروانا۔ گاؤں گاؤں جا کر دین کی خدمت کرنا، وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد کار دکرنا، اہل سنت و جماعت کی جگہ جگہ شہروں میں گاؤں میں کمیٹی بنانا اور ان کی سرپرستی کرنا دین و ملت کا کام کرنا وغیرہ۔

خاص طور سے سلسلہ نوریہ برکات تہ میں داخل سلسلہ کرنا جو لاکھوں میں ہے۔

مفتی مالوہ محمد حبیب یار خان قادری مدظلہ العالی

خودنوشت

نام : محمد حبیب یار خان قادری عرف محمد میاں نوری

ولدیت : منشی محمد حسن یار خان مرحوم

جائے پیدائش : محلہ جونارسالہ، اندورٹی

وطن مالوف : اندور (مدھیہ پردیش)

سنہ ولادت : ۱۱/۱۲/۱۳۶۶ھ، بروز سنچر مطابق ۲۷/ستمبر/۱۹۴۷ء۔

شرف بیعت و خلافت :

از دست مبارک تاجدار اہل سنت، مرشد برحق، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

عقد مسنون :

عقد مسنون ہمراہ دختر دوم سلطان المناظرین حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمن فاروقی سابق مفتی مالوہ علیہ الرحمہ۔ بتاریخ ۲۱/ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ بروز سنچر مطابق ۲۷/جنوری ۱۹۷۳ء۔

اولاد :

تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔

تعلیمی لیاقت :

حفظ و قرأت از جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور۔

فضیلت : از دارالعلوم نوری اندور و از دارالعلوم امجدیہ ناگپور

مولوی، مولوی عالم، مولوی فاضل، از ناگپور یونیورسٹی، ناگپور۔

منشی : از اتر پردیش عربی فارسی بورڈ الہ آباد۔

ادیب ماہر : ادیب کامل از جامعہ اردو علی گڑھ۔

ہائرسینڈری : از ہائرسینڈری بورڈ مدھیہ پردیش، بھوپال۔

بی۔ اے، وایم۔ اے : (اردو) از اندور یونیورسٹی، اندور۔

ایم۔ اے (عربی) : پریولیس از برکت اللہ یونیورسٹی بھوپال۔

ذریعہ معاش :

شہر کی جامع مسجد میں امامت و خطابت اور تجارت

تعلیمی اداروں سے وابستگی :

صدر و مہتمم تنظیم اہل سنت و مرکز اہل سنت دارالعلوم نوری، اندور۔

صدر : مدرسہ عالمت نوری گرلز ہائی اسکول، کھجرا، اندور۔

نائب صدر : اسلامیہ کریمیہ سوسائٹی، اندور۔

سرپرست : سنی ویلفیر کمیٹی، اندور۔

سرپرست : دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، رتلام۔

سرپرست : دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، ساگور، ضلع دھار۔

سرپرست : جامعہ بخاری رضوان مصطفیٰ، ستواس، ضلع دیواس۔

متولی : الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ، ناگپور مہاراشٹر۔

صدر متولی : جامعہ نوریہ، بالا گھاٹ، مدھیہ پردیش۔

اور دیگر چھوٹے بڑے کئی اداروں، تنظیموں اور انجمنوں سے وابستگی ہے۔

تصنیف کردہ کتب :

تھانوی کا فقہی مقام، نورانی لمحات، حی علیہ الصلوٰۃ، امام احمد رضا دین کی کسوٹی

ہیں، مفتی مالوہ از مفتی مالوہ۔ نماز اور حج سے متعلق مضامین اور کتابچے، مجموعہ فتاویٰ مشتمل بر

دو مجلدات (زیر طبع) اور مختلف مضامین، دیباچے، مقدمے اور تعارف وغیرہ۔

تدریسی خدمات:

دارالعلوم نوری اندور میں ابتداءً درجہ حفظ اور بعد میں درس نظامی از ابتدا تا دورہ حدیث کی تدریس تقریباً چالیس برس (بحیثیت صدر المدرسین و شیخ الحدیث)۔

دینی و ملی خدمات:

سنت کے فروغ کے لئے وسط ہند بالخصوص اندور مالوہ اور قرب وجوار میں تبلیغی دورے کرنا، مدارس و مساجد کے قیام اور ان کے انتظام و انصرام میں بھرپور حصہ لینا، دینی جلسے، جلوس، کانفرنس و سیمینار اور دینی تحریکات میں حصہ لینا اور بنفس نفیس ان کی سرپرستی کرنا۔

وہ اکابرین جن کی زیارت و ملاقات اور صحبت میسر ہوئی:

حضرت برہان ملت، حضرت محبوب ملت، حضرت سید العلماء، حضرت احسن العلماء، حضرت صدر العلماء، حضرت مجاہد ملت، حضرت قاضی شمس الدین جون پوری، حضرت حافظ ملت، حضرت مفتی اعظم کان پور، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، شیخ الجامعہ مفتی عبدالرشید ناگ پور، حضرت امین شریعت رائے پور، حضرت علامہ سید وجود القادری صاحب جبل پور، حضرت مولانا حامد علی فاروقی راپور، حضرت مفتی رجب علی نانپارہ، حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب، الہ آباد، حضرت مفتی شریف الحق امجدی، حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، الہ آباد، حضرت مفتی عبد المنان اعظمی، قائد ملت علامہ ربیعان رضا خاں، بریلی شریف، حضرت علامہ سید مظفر حسین، کچھوچھوی، حضرت علامہ کامل سہرامی حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین، پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد و دیگر اکابرین۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے فیوض برکات سے مجھے اور عوام اہل سنت کو مستفید فرمائے۔ آمین

وہ حضرات اساتذہ کرام جن سے شرف تلمذ حاصل کیا:

مفتی محمد رضوان الرحمن فاروقی سابق مفتی مالوہ، مفتی غلام محمد خاں سابق مفتی اعظم مہاراشٹر، مفتی عبدالحفیظ خاں فتح پوری بھوپال، مولانا مفتی محمد مجیب اشرف رضوی موجودہ

مفتی اعظم مہاراشٹر ناگپور، حضرت مولانا سید مقبول حسین جیبی الہ آباد، حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمن الہ آباد، مولانا محمود عالم رشیدی، مولانا مفتی عبدالرشید آکولا، مولانا حافظ و قاری سہیل احمد بھاگل پور، مولانا مفتی محمد ایوب مظہر، مولانا مفتی طاہر حسین، حافظ قاری مقیم الدین کان پور، حافظ قاری جلیل احمد لکھنوی نانپارہ و دیگر مدرسین کرام جامعہ عربیہ ناگ پور، جامعہ حبیبیہ الہ آباد، دارالعلوم امجدیہ ناگ پور۔

خصوصی شرف جو میرے لئے سرمایہ حیات ہے:

تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت ہی میرے لئے اثاثہ حیات ہے۔ ۱۹۶۲ء میں جامعہ عربیہ ناگپور میں سرکار کی غلامی میں داخل ہوا اس علاقے میں جب جب آپ آتے تو جامعہ عربیہ ہی میں قیام فرماتے میں برابر خدمت میں حاضر رہتا، درس گاہوں کی غیر حاضری پر سرزنش ہوتی مگر میں مفتی غلام محمد خاں صاحب کے کرم سے برابر خدمت میں حاضر رہتا۔ ایک مرتبہ زیادہ شکایات کی وجہ سے مفتی غلام محمد خاں صاحب نے سرکار سے اس کا ذکر فرمادیا میں اس سے لاعلم تھا اچانک وضو کے دوران حضرت نے فرمایا آپ دل لگا کر خوب محنت سے پڑھیے، مفتی رضوان الرحمن بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کے بعد آپ کو اندور کا مفتی بننا ہے۔

اتنا سننا تھا کہ میرے پورے بدن میں سنسنی پھیل گئی، صدمے کے مارے زار و قطار رونے لگا مجھے اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ حضرت سے میری شکایت کیوں کی اور کس نے کی؟

اس وقت میرے ساتھ مولانا خورشید احمد تھے انہوں نے مجھے تسلی دی اور سمجھایا کہ تو رو رہا ہے حبیب یار، اگر تیری شکایت نہ کی گئی ہوتی تو حضرت تجھ کو کیوں سمجھاتے۔ تجھے خوش ہونا چاہیے کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق تو اندور کا مفتی بننے والا ہے۔

حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کا چاروں طرف بہت شہرہ تھا ان کا علمی وقار، ان کی گفتگو اور ان کے دل میں اتر جانے والے خطابات کی بڑی دھوم تھی۔

میں نے اس وقت دل میں خیال کیا کہ کہاں حضرت مفتی مالوہ اور کہاں میں ایک ادنیٰ سا طالب علم۔ بہر حال حضرت کا یہ جملہ دل میں گھر کر گیا تھا۔

اتفاق سے ۱۹۶۴ء میں جامعہ عربیہ ناگپور میں ہڑتال ہو گئی تو میں سیدھا الہ آباد چلا گیا، حضرت نظامی صاحب کے گھر رہتا اور جامعہ حبیبیہ میں پڑھنے جاتا تھا اس وقت وہاں حضرت مولانا سید مقبول حسین صاحب حبیبی شیخ الحدیث تھے، اس زمانے میں حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمن صاحب بھی بحیثیت مدرس تشریف لائے تھے، وہاں پڑھائی کا بہت اچھا ماحول تھا اتفاق سے وہاں حضرت مفتی مالوہ تشریف لائے تو مجھے بتایا کہ تمہارے والد بہت بیمار ہیں تم میرے ساتھ ہی اندور چلو، میں پس و پیش میں تھا تو فرمایا میاں! پڑھائی کے لئے تو زندگی پڑی ہے مگر والد کی خدمت فرض ہے، اس کا موقع پھر نہیں ملے گا۔

میں حضرت کے ساتھ اندور آ گیا اور جامع مسجد میں حضرت کے کرم سے نائب امام مقرر ہو گیا اور حضرت والد ماجد کی خدمت بھی کرتا رہا۔

اتفاق سے حضرت مفتی اعظم ہند کا اندور تشریف لانا ہوا میں اپنی عادت کے مطابق حضرت کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔ ایک دن بابو شیخ اللہ صاحب نے حضرت سے کہا، یہ مولانا محمد میاں صاحب ہیں، ناگپور اور الہ آباد سے فارغ ہو کر آئے ہیں تو حضرت نے برجستہ فرمایا میں جانتا ہوں یہ محمد میاں ہیں مگر یہ اب تک فارغ کہاں ہوئے ہیں، مفتی صاحب کو کہیے خود پڑھائیں یا ان کو ناگپور یا بریلی بھیج دیں۔ بعد میں حضرت نے مفتی صاحب سے بھی فرمایا تب یہ کم ترین ناگپور حاضر ہوا اور امجدیہ میں دورے تک تعلیم مکمل کی مگر دستار بندی میں شریک نہ ہو سکا۔

۱۹۷۳ء میں جب اندور میں دارالعلوم نوری اندور کی تحریک شروع ہوئی تو میں بھی حافظ عبد الغفار صاحب کے ساتھ اس تحریک میں شریک ہو گیا۔ پھر دارالعلوم نوری کا اولین مدرس مقرر ہوا اور اس کے باقاعدہ افتتاح کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تو اس میں حضرت برہان ملت بھی سرکار مفتی اعظم کے ہمراہ اندور تشریف لائے۔ دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں حضرت نے دارالعلوم نوری کا تعلیمی افتتاح فرمایا، مفتی ایوب مظہر

صاحب کو حضرت نے مدرس مقرر فرمایا تھا اس موقع پر بخاری شریف کی عبارت اس کمترین نے بحیثیت طالب علم پڑھی اور مفتی ایوب مظہر صاحب شریک درس رہے۔

ان کے بعد حضرت مفتی مالوہ شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور حضرت مفتی طاہر حسین صاحب نائب شیخ الحدیث تھے تب ان حضرات کی خدمات میں میں نے دوبارہ دورہ حدیث مکمل کیا اور دارالعلوم نوری سے سند فضیلت حاصل کی، بعد میں دارالعلوم امجدیہ میں میری بھی دستار بندی ہوئی اور سند فضیلت عطا کی گئی۔

اس دوران حافظ عبد الغفار صاحب کی سفارش پر بریلی شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ مفتی غلام محمد خاں صاحب نے بھی سند خلافت پر دستخط فرمائے۔ الحمد للہ رب العلمین۔

۱۹۸۴ء میں طویل علالت کے بعد حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔ تب حضرت مفتی مالوہ میرے استاذ محترم کے ساتھ میرے خسر بھی ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کے وصال کے بعد انجمن اصلاح المسلمین جامع مسجد شہر اندور اور اس کے صدر حاجی عبد الغفار صاحب نے علمائے کرام سے اور خاص طور پر حضرت مفتی غلام محمد خاں ناگپوری اور حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری سے مشورہ کر کے اس خادم کو مفتی مالوہ مقرر کر دیا۔ مگر درحقیقت میرے مرشد برحق نے اپنی ولایت سے بچاس برس پہلے ہی مجھے اس منصب پر فائز فرما دیا تھا۔ سچ ہے۔

جب تک بکانہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

سب سے اولین واسطہ تو مرشد برحق سرکار مفتی اعظم ہند ہی کی ذات گرامی ہے۔ دوسرے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سنگ بنیاد کانفرنس میں حضرت مفتی مالوہ اور مفتی غلام محمد خاں کی ہمراہی میں یہ خادم بھی اشرفیہ حاضر ہوا۔ اس تاریخی کانفرنس کی بہت سی قابل

ذکر باتوں میں ایک سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ قادری کا عالیشان کردار تھا۔ وہاں بڑی بے چینی تھی۔ مخالفین نے حضرت حافظ ملت کو چیلنج کر دیا تھا کہ کانفرنس نہیں ہونے دیں گے مگر حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت سید العلماء دونوں حضرات کی وہاں موجودگی اطمینان اور کانفرنس کی کامیابی کی ضمانت تھی۔

شب کے اجلاس میں حضرت سید العلماء نے اپیل فرمائی تو آپ کی اپیل پر اس وقت تقریباً ۲۸ لاکھ روپے جمع ہو گئے۔ اس اجلاس میں حضرت سید العلماء نے اپنا جلوہ دکھایا اور حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کو ہر طرح کی حمایت کا یقین دلایا۔

تب مجھ جیسوں کو پتہ چلا کہ یہ سرکار اعلیٰ حضرت اور حضرت مفتی اعظم ہند کے پیر زادے اور خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین ہیں۔ اسی وقت سے خانقاہ مارہرہ مطہرہ کی عظمت دل میں بسی ہوئی ہے۔

خانقاہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

سرکار مفتی اعظم ہند نے بہت پہلے اپنی عنایت سے اس کمترین کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہ ان ہی کا فیض ہے کہ ان کے پیرزادوں نے بھی اپنے اس خادم کو اس عظیم خانقاہ کا بندہ در بنادیا جس کا سکہ چہار دانگ عالم میں جاری ہے۔

اولاً رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب میاں مدظلہ نے وادی نور کھجور اندر میں منعقدہ ایک عظیم الشان کانفرنس میں سلسلہ برکات کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ پھر آبروئے خاندان برکات حضرت سید شاہ امین میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ نے عرس قاسمی کے اجلاس عام میں اپنی خلافت سے مستفیض فرمایا۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

واقعہ یوں ہے کہ اندرو مدھیہ پردیش میں ”برکاتی فاؤنڈیشن“ نے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ اس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے اور اسٹیج علماء و مشائخ سے بھرا ہوا تھا۔ جشن کے دولہا رفیق ملت حضرت نجیب میاں صاحب قبلہ تھے۔

اچانک نجیب میاں سرکار نے مانگ ہاتھ میں لے لیا سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت نجیب میاں سرکار نے ارشاد فرمایا: حضرات! آج میں مفتی مالوہ کو دیکھ رہا تھا تو مفتی مالوہ کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر نور نظر آیا، اللہ نے ان کے چہرے پر نور دیا ہے۔ تو میاں سوچو! جب اللہ نے ان کے چہرے پر نور دیا ہے تو انہیں نوری میاں کی خلافت سے نوازا جائے۔ تو میں آج اپنی رضا و خوشنودی کے ساتھ اپنے خاندان کی خلافت جو کاپلی شریف سے آئی ہے۔ آج میں مفتی مالوہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکات کی خلافت و اجازت دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اجازت و خلافت دیتا ہوں کیونکہ ہندوستان چشتیوں کا ہے۔ اور انہیں یہ خلافت جب تک کے لئے ویلڈ ہے جب تک مسلک اعلیٰ حضرت پر ہیں اور یہ مسلک اعلیٰ حضرت پر ہیں گے۔ اور گزارش کروں گا مفتی نظام الدین قادری برکاتی سے کہ مفتی مالوہ کے سر پر عمامہ باندھیں۔“

”اللہ تبارک و تعالیٰ مفتی مالوہ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کا سایہ تمام اہل سنت پر قائم و دائم رکھے۔“

دوسرا واقعہ اسی سال عرس قاسمی کا ہے: یہ فقیر دیگر برادران طریقت اندرو کے ہمراہ مارہرہ مطہرہ عرس قاسمی میں حاضر ہوا۔

عرس قاسمی کی تقریب کے آخری شب کا اجلاس تھا، حضرت امین ملت مدظلہ العالی اور دیگر شہزادگان اور اکابرین علماء و مشائخ کا نورانی قافلہ اسٹیج پر جلوہ فرما تھا اور مجمع میں وابستگان سلسلہ ہزار ہا ہزار کی تعداد میں حاضر تھے۔

اچانک دوران خطاب حضرت امین ملت مدظلہ العالی کا دریائے نعت و بخشش جوش میں آ گیا۔ حضرت کے برملا اس اعلان نے خاص طور پر اس کمترین خادم کو متحیر فرمادیا کہ حضرات آج ہمارے اس مرکزی برکاتی اسٹیج پر مفتی مالوہ مفتی محمد حبیب یار خاں صاحب اندرو موجود ہیں ان کی دینی خدمات کا ایک طویل ریکارڈ ہے۔ میں ان کو ان کی خدمات کے اعزاز میں خانقاہ برکات مارہرہ مطہرہ کی خلافت تفویض کرتا ہوں۔ مفتی حبیب یار خاں صاحب کو سلسلہ قادریہ جدیدہ اور سلسلہ چشتیہ جدیدہ میں مجاز و ماذون کیا جا رہا ہے جو کوئی

حضرت کے پاس آئے بیعت ہونے کے لئے تو اسے توبہ کرا کے بیعت کر لیں۔ اور ہمارے خاندان کی خلافت کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ آدمی دین پر بہت مضبوطی سے ڈٹا رہے۔ سبحان اللہ! یہ فرحت بخش اعلان اور روحانی نوازشات میری زندگی کی معراج اور آخرت کے لئے بہترین ذریعہ نجات ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ برصغیر کی بے شمار خانقاہوں کا سرچشمہ ہے اور اصحاب شریعت و ارباب طریقت کا کعبہ مقصود ہے۔ اس خانوادہ کے تمام افراد رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ بجا طور پر مشائخ سلسلہ برکاتیہ شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت اور تمام ظاہری و باطنی اوصاف و کمالات میں بے مثال و بے مثالی ہیں۔

اس خانقاہ کا امتیازی وصف اس کا تصلب فی الدین ہے۔ مسلک اہل سنت جس کو مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کی ترویج و اشاعت اس کا نصب العین ہے۔ علمائے کرام کی قدر دانی، دین و مسلک اور مشرب کا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اس کا طرہ امتیاز ہے۔

نسبتیں، نجابتیں، قرابتیں، طہارتیں، برکتیں، نعمتیں، سرفرازیاں، سر بلندیاں، سب کی سب سلسلہ برکاتیہ کی عظمتوں پر نثار ہیں۔

تبھی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے محقق، مدقق، مجدد، عارف حق اور عاشق رسول نے خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر سلسلہ برکات کے عالی مرتبت اور رفیع الشان ہونے کو بڑے طعطران سے ظاہر فرمایا ہے ان کا کلام نظم و نثر اس پر شاہد عدل ہے۔

خاندان برکات کے کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

(۱) خطیب دوراں سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔

- (۲) مرشد اعظم ہندوستان، احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی، سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔
- (۳) حضرت احسن العلماء کے والد گرامی حضرت سید شاہ آل عبا قادری۔
- (۴) حضرت سید شاہ اولاد رسول چھما میاں صاحب سجادہ سرکار نوری میاں قادری۔
- (۵) نور نظر شاہ آل عبا، حضرت سید شاہ حسین میاں۔
- (۶) وارث پنج تن حضرت سید شاہ یحییٰ میاں قادری سجادہ سلسلہ برکاتیہ نوری میاں۔
- (۷) جانشین سید العلماء حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ۔
- (۸) مرشد اجازت، آبروئے خانقاہ برکات، امین ملت، حضرت علامہ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں قبلہ مدظلہ العالی، سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ۔
- (۹) مرشد اجازت، رفیق ملت، حضرت مولانا سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ مدظلہ، سجادہ نشین مسند غوثیہ نوریہ خانقاہ مارہرہ مطہرہ۔
- (۱۰) قابل صدا احترام حضرت سید شاہ محمد اشرف میاں قادری مدظلہ العالی۔
- (۱۱) واجب الاحترام حضرت سید شاہ افضل میاں قادری مدظلہ۔
- (۱۲) حضرت سید محمد امان میاں قادری، حضرت سید محمد عثمان میاں قادری و دیگر شہزادگان والا تبار دامت برکاتہم۔

فروغ اہل سنت کے لئے اہم تجویز:

اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے ہر شہر اور ہر بستی میں ”انجمن نوجوانان اہل سنت“ قائم کی جائے۔ اور اس کے پانچ نکاتی پروگرام کو جاری کیا جائے۔
در اصل قوم کے لئے نوجوان سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

اس لئے نوجوان کی تعلیم و تربیت اور صحبت پر گہری نظر ہونی چاہیے۔ ہمارے کچھ نوجوان نماز ہی نہیں پڑھتے، کچھ پڑھتے ہیں مگر ان کی نماز درست نہیں ہے۔ کچھ کو قرآن

پڑھنا نہیں آتا، بعض قرآن پڑھ لیتے ہیں مگر اردو نہیں جانتے۔ بہت سے نوجوان ایسے ہوتے ہیں جنہیں وضو کرنا، نماز پڑھنا، غسل کرنا ہی نہیں آتا۔ بعض کو نماز کی دعائیں اور کلمے ہی یاد نہیں ہوتے۔ عام طور پر نوجوان خیالات کے طور پر توجہ دیتے ہیں مگر اپنے معمولات و مراسم کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور اکثر کو اپنے معمولات کے ضروری دلائل بھی معلوم نہیں ہوتے ہیں۔

ایسی صورت میں ایسے نوجوان کو اغوا کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ بد عقیدہ جماعتیں اور تحریکیں اس قسم کے نوجوانوں کو تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ انہیں دھیرے دھیرے اپنے اثر میں لاتی ہیں پھر ان کے ذہن و فکر کو غیر محسوس طریقے سے بگاڑ دیتی ہیں۔ اس کے بعد انہیں سنی معلومات و مراسم سے بدگمان کرتی ہیں، پھر آخر میں ان کو بدعت و مکروہ اور ناجائز و حرام باور کرا دیتی ہیں۔

پس ہر شہر اور ہر بستی کو چار یا پانچ یا مناسب حلقوں میں تقسیم کر کے ان حلقوں کی مساجد میں ان کے ائمہ اور دیگر علمائے کرام کو سرگرم عمل کیا جائے۔ پھر مندرجہ ذیل پانچ مقاصد پر تدریجاً عمل درآ کر ایسا جائے۔

(۱) روزانہ ہر حلقہ میں چند نوجوانوں کا فجر کی نماز کی دعوت کے لئے دورہ کرنا اور نماز فجر جماعت سے پڑھنا۔

(۲) ہر مسجد میں کسی ایک نماز کے بعد درس قرآن یا درس حدیث یا مسائل کا درس دینا صرف دس منٹ۔

(۳) ہر مسجد میں روزانہ بعد نماز عشاء تعلیم بالغاں کا اہتمام کرنا۔

(۴) پانچوں حلقوں میں ہر ہفتہ کسی مسجد میں بعد نماز عشاء فوراً اصلاحی جلسہ منعقد کرنا۔ اس دن تعلیم بالغاں کی رخصت رکھنا تا کہ تمام نوجوان اس جلسہ میں شریک ہو سکیں۔

(۵) ان ہفت روزہ جلسوں میں علمائے اہل سنت کی کتابیں تقسیم کرنا اور کرنا۔

انشاء اللہ یہ اہم خطوط مقاصد اہل سنت و جماعت کے فروغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گے۔

اتحاد امت اجابت کے لئے تجویز:

اہل سنت و جماعت کے اتحاد کے لئے صرف سربراہان اہل سنت کا اتحاد کافی ہے۔ اگر یہ حضرات ایک جگہ جمع ہو جائیں تو سبحان اللہ ان کا اتحاد اہل سنت کے اتحاد کے لئے کافی ہے۔

اور اگر ان حضرات کے ایک جگہ جمع ہونے میں کوئی دقت ہو تو اس صورت میں ان حضرات سے ان کا معتمد علیہ ایک ایک نمائندہ لے لیا جائے۔ وہ نمائندگان خلوص و للہیت کے ساتھ سر جوڑ کر ایک متفقہ لائحہ عمل طے کر لیں اور تدریجاً اسی لائن آف ایکشن پر عمل جاری رکھیں تو انشاء اللہ العزیز بہت جلد اہل سنت کا شیرازہ متحد ہو جائے گا۔

موجودہ سرگرمیاں:

مصلیان جامع مسجد کی خدمت خصوصاً جماعت کے خطبات، تنظیم اہل سنت اور دارالعلوم نوری کا اہتمام و انصرام، دارالافتاء مرکز اہل سنت جامع مسجد شہر اندور کی مصروفیات، تحفظ شریعت بورڈ مالوہ اندور کے تحت طلاق و نان نفقہ وغیرہ عائلی معاملات کی سماعت اور اس کے بعد فریقین کو اللہ و رسول کے احکام کے مطابق فیصلوں پر آمادہ کر کے ان پر عمل درآ کرانا۔

مرکز تربیت افتا کی مصروفیات اور ان فتاویٰ کو ”ماہنامہ پیغام رسول“ میں ماہ بجاہ اشاعت کے لئے بھیجنا۔

مختلف دینی، سماجی، تنظیموں کی سرپرستی اور شرکت۔ مالوہ، اندور اور قرب و جوار کے تبلیغی دورے کرنا۔ جلسے، جلوس اور کانفرنس وغیرہ دینی تحریکات میں حصہ لینا، مدارس و مساجد اور مکاتب کے قیام و انتظام میں حصہ لینا۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ایمان و سنیت پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ دینی خدمات کے لئے زندگی عطا فرمائے اور ایمان پر ہی موت عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محبت برکاتیت مولانا محمد شہاب الدین قادری برکاتی مدظلہ العالی

خودنوشت

نام :	محمد شہاب الدین قادری برکاتی
ولدیت :	مولانا عبدالغفور چشتی
بیعت :	مرشد اعظم احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں
مسکن :	گولا گورن ناتھ ضلع کھیری لکھیم پور۔ یو۔ پی
وطن مالوف :	قصبہ حیدر آباد ضلع کھیری لکھیم پور
سن ولادت :	نومبر ۱۹۴۹ء

ازدواجی زندگی:

کھیری شہر کی معزز و دیندار شخصیت حاجی نذیر احمد نوری کی صاحبزادی زلیخا بیگم جو کہ سلیقہ مند، وفا شعار، ذمہ دار خاتون ہیں جن کو شرف بیعت حضور مفتی اعظم ہند سے ہے۔

اولاد امجاد

پانچ صاحبزادے محمد مرغوب عالم برکاتی، محمد مطلوب عالم برکاتی، محمد محبوب عالم برکاتی، محمد محفوظ عالم برکاتی، محمد منظور عالم برکاتی اور ایک صاحبزادی شگفتہ پروین عرف برکاتیہ خاتون۔

تعلیمی لیاقت:

منظر اسلام سے فضیلت و عالم و فاضل، الہ آباد بورڈ

ذریعہ معاش:

ملازمت و تجارت جو کہ آبائی پیشہ ہے۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

ابتدائی مرحلے میں مدرسہ احسن البرکات جلال آباد، مدرسہ برکات اسلام بدھ بازار شاہ آباد جامعہ حافظیہ برکات العلوم داتا گنج ان اداروں سے وابستگی کے بعد جامعہ غوثیہ احسن البرکات حیدر آباد ضلع کھیری لکھیم پور (سن قیام ۱۹۷۰ء) تادم تحریر اہتمام و نظام آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعمیر مسجد برکاتی و عید گاہ حیدر آباد و دیگر علاقائی ادارے و مختلف تنظیمیں علاقائی و بیرونی بالخصوص قابل ذکر آل انڈیائی جمعیت العلماء کی ضلعی صدارت و انجمن نوجوان قادریہ کمیٹی کی سرپرستی و انجمن میاں رسول حیدر آباد و دیگر تنظیموں کی سرپرستی جو آج بھی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

تصنیف کردہ کتب:

جہل و عداوت کا بے نقاب چہرہ، سچا تذکرہ وہابیوں کا، گروسعید لکھنوی کے بیباکی و بے حیائی سے بھرے پوسٹروں کے جواب میں جو کہ شاہ جہانپور سے شائع ہوئے۔
کشور کرامات حضور احسن العلماء جس کے راوی و عینی شاہد ہیں آپ کے ایما اور سرپرستی میں پاکستان سے شائع ہوئی۔

تدریسی خدمات:

مدرسہ برکات اسلام شاہ آباد میں چند سالوں تک بعدہ چالیس سالہ نظم و نسق و تدریسی خدمات جامعہ غوثیہ احسن البرکات میں آج تک آپ کے ہاتھوں سے پروان چڑھ رہا ہے۔
اہل سنت و جماعت کے لئے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز خانقاہ برکاتیہ کے پاس لائق و فائق باصلاحیت قائدین کی ایک ٹیم ہے اور ہم غلاموں کی امیدیں بھی وابستہ ہیں امت کے اتحاد کے لئے کم از کم برصغیر کی خانقاہوں کا اتحاد لازمی ہے جس کے بعد امت میں اتحاد ممکن ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

جامعہ غوثیہ احسن البرکات کا اہتمام مسجد برکاتی کی خطابت و جماعت اہل سنت کی فلاح و بہبود کی کوششیں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت۔

دینی و ملی خدمات:

ایام شباب میں قابل تذکرہ واقعہ قصبہ شاہ آباد میں وہابیت اپنے شباب پر تھی طوطی ہندوستان مفتی مظفر احمد صاحب داتا گنجوی علیہ الرحمہ نے بغرض تقریر اپنے لائق و فائق شاگرد مولانا محمد شہاب الدین قادری برکاتی کو بھیجا تقریر کے بعد وہابیوں کو بڑی تکلیف ہوئی دوسرے روز وہابیوں نے جلسہ کا اہتمام کیا وہابیوں کے جلسہ کے بعد پھر سنیوں نے اس کا جواب دینے کی ٹھان لی اسی طرز پر پورے شہر میں مناظرے کا ماحول ہو گیا اور (۵۲) باون محلوں میں (۵۲) باون پروگرام ہوئے اہل سنت کا جھنڈا لہرایا جس میں خصوصیت کے ساتھ میرے بلانے پر فوراً البیک کہنے والے مفتی مظفر احمد صاحب داتا گنجوی مناظر اہل سنت مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی مفتی وجیہ الدین صاحب پیلی بھیت وغیرہ نے کافی حمایت کی۔

شاہ آباد کی فتح و نصرت کے بعد اپنے آبائی علاقے کی گمراہی دیکھ کر دل بھر آیا اپنے وطن مالوف قصبہ حیدر آباد میں ۱۹۷۰ء میں مدرسہ احسن البرکات قائم کیا درس نظامی کا مکمل انتظام کیا درجہ حفظ و قرأت بھی شامل تھا جس کے ذریعہ علاقے کے عوام اہل سنت نے خوب فائدہ اٹھایا نتیجتاً سیکڑوں علماء و حفاظ کی ٹیم تیار ہوئی جو کہ آج ہندو بیرون ہند کو برکاتی فیضان سے سیراب کر رہے ہیں۔

اسی کے ساتھ علاقے میں مدارس و مساجد کا قیام مثلاً گنیش پور کٹھی:

تاچپور	-	موئڈا شہد پور
چورٹھیا	-	اگر خورڈ
جھنڈی	-	لگچی
علی گنج	-	امرتا پور

سند رول - اگر کلاں

جن میں مدرسوں کے ساتھ ساتھ مسجدیں تعمیر کرانے میں عوام کو ابھارا اور خود پیش رفت کی مکمل شانہ بشانہ مل کر تعمیر کرائی۔ جس کی وجہ سے علاقے میں سنیت و برکاتیت لہلہا رہی ہے۔

اس کے علاوہ جو بات ایک بڑی اہمیت کی محتمل ہے وہ یہ ہے کہ علاقے کی تشنگی محسوس کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں مدرسہ کے قیام کے بعد ۱۹۷۲ء میں مرشد اعظم حضور احسن العلماء کو اس علاقے میں لانا اور پورے ضلع کو برکاتیت سے وابستہ کرانا یہ ایک بڑا کارنامہ ہے ۱۹۷۲ء سے لے کر تادم وصال ۶ مرتبہ سرکار احسن العلماء نے کرم فرمایا اور کئی کئی روز تک علامہ موصوف کے گھر پر قیام کیا اور آپ سے اور آپ کے پرپوار سے بے پناہ شفقتیں فرمائیں جس کے نتیجے میں ضلع اور قریب کے ضلع بھی برکاتیت سے سیراب ہوئے ہزاروں کی تعداد میں علماء و فضلاء قراء حفاظ دامن کرم میں پناہ لیتے ہوئے ہیں اور عوام کی تعداد وہم و گمان میں نہیں ہے۔

بعد وصال مرشد اعظم حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے فوراً حضور امین ملت نے اور حضور رفیق ملت نے کرم فرمایا اور علاقے سے کئی روز تک مسلسل سیراب فرمایا مگر مزید پیاس ابھی باقی ہے۔

ان بزرگان دین کے نام جنکی صحبت سے فیض پایا:

حضور چھامیاں مارہروی حضور سید العلماء ماہروی علیہ الرحمہ و سیدی مرشد حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ و مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ و حضور مجاہد ملت و حضور حافظ و ملت و حضور پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی و ریحان رضا خان رحمانی میاں بریلوی۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو انشاء حیات سمجھتے ہوں:

خصوصی طور سے وہ لمحہ قابل ذکر ہے جس وقت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ ممبئی کی آبلڈنگ میں زیر علاج تھے مفتی مظفر احمد صاحب داتا گنجوی کی ہمراہی میں عیادت کے

لئے حاضر ہوئے تھے دوران گفتگو مفتی صاحب نے سرکار کے ہاتھوں میں ہاتھ تھما کر عرض کی حضور اس کو اپنے دامن کرم میں لے لیں۔

حضور نے اپنی غلامی میں قبول فرمایا اور ساتھ میں نام بھی شہاب الدین سے محمد شہاب الدین قادری برکاتی رکھ دیا اور اپنا دست شفقت سر سے پشت تک پھیرا اور میری روح و قلب میں انقلاب برپا ہو گیا اور ساتھ میں وہ شرف جو میری حیات و ممات کے لئے ایک بڑا اثاثہ ہے۔

عرس چہلم حضور احسن العلماء میں جس کا مجھے کوئی گمان تک نہ تھا عرس کی گہما گہمی میں میں اپنے مرشد و مربی کی یادوں کو سمیٹ رہا تھا کہ یکا ایک اعلان ہوا کہ مولانا محمد شہاب الدین قادری برکاتی کہاں ہیں اور میں تھکاوٹ سے چور ہو کر سو گیا تھا کسی نے مجھے زور سے جگایا اور میں دوڑ کے حاضر ہوا بانداز غلامانہ تو معلوم ہوا کہ حضور امین ملت خلافت کا تاج زرین لئے میرا انتظا فرما رہے ہیں میں لپکا قدم بوسی دست بوسی کے لئے حضور امین ملت نے خلافت کا وہ تاج کہ جس کی وسعت میں ہمالے کی وسعتیں گم ہو جاتیں میرے سر پر سجایا اور میں برکاتی سمندر میں غرق ہو گیا اور میں خلیفہ امین ملت ہو گیا اور ایک بار پھر کرم کی بارش فرماتے ہوئے ۲۰۰۲ء حضور رفیق ملت جلسہ دستار حفظ و قرأت میں تشریف لائے اور ہزاروں ہزار کے مجمع میں حضور رفیق ملت نے اعلان فرمایا کہ اپنے خاندان کی خلافتوں کے ساتھ سلسلہ چشت میں مولانا محمد شہاب الدین صاحب قادری برکاتی کو مجاز و ماذون کرتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ آج سے اگر کوئی طالب راہ حق سلسلہ چشت میں داخل ہونا ہے تو یہ اسے چشتی سلسلہ میں داخل کر لیں۔

وہ لمحہ بھی میری حیات کا خوبصورت لمحہ ہے جب ۱۹۶۸ء میں بریلی شریف منظر اسلام میں نیابت مصطفیٰ کا تاج میرے سر پر باندھا گیا۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کن بزرگ کے واسطے سے:

دور طالب علمی میں بذریعہ طوطی ہندوستان مفتی مظفر احمد صاحب۔

شعور و آگہی سے لے کے آج تک اور دعا کہ حضرت تک چھوٹے نہ دامان شہہ آل رسول

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور امین ملت سید امین میاں مارہروی حضور رفیق ملت سید نجیب میاں مدظلہ۔ آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

- (۱) برصغیر میں ایسا سادہ گنبد جو بظاہر پر شکوہ رنگوں سے دور ہے مگر خود میں سات سات اقطاب کی مسند سجائے ہوئے یعنی جس میں سات اقطاب آرام فرما ہے فقیر کی نظر میں دوسرا نظر نہیں آتا۔
- (۲) قادریت کی اتنی بڑی انجمنی موجودہ دور میں مارہرہ کے سوا فقیر کے علم میں نہیں۔
- (۳) عالمی سطح پر جماعت اہل سنت کی باوقار اور موثر نمائندگی خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز ہے۔
- (۴) مجالس اعراس شرعی طریقہ پر خصوصی امتیاز
- (۵) تقاریب اعراس میں عوام اہل سنت کے لئے بھرپور معلومات و مواد ایک جدید امتیاز۔
- (۶) خاندان برکات میں مکمل اتحاد برادران و شہزادگان میں اخوت محبت ایک خوبصورت امتیاز۔
- (۷) ہمہ وقت قوم اور مذہب کے لئے جدوجہد کرنا ایک خصوصی امتیاز۔
- (۸) خلوص و للہیت صدق و صفا تصوف کی صحیح ترجمانی ایک ایسا امتیاز جو اور جگہوں پر کمیاب ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

حضور چچا میاں، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، سید امین ملت، حضور رفیق ملت، حضور سید ملت سرکار نظمی علیہ الرحمہ، حضور وارث پنجتن سید یحییٰ حسن علیہ الرحمہ و دیگر برادران و شہزادگان جن میں خصوصی فیضان حضور سید العلماء و مرشدی حضور احسن العلماء کا ہے جن کی یادیں اور صحبت بانی فیض میری حیات و ممات کا سب سے بڑا اثاثہ ہے میری کل

پونجی میرے مرشد کی یادیں وہ لمحات جو مرد کامل کے ساتھ گزرے ہیں۔

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا وہ دور عروس البلاد شہر بمبئی میں علما کے تحفظ سنیت کی بقا کے لئے مجاہدانہ اقدامات جسے دیکھ کر بڑے بڑے تھرا جاتے برصغیر ہندوپاک کی اتنی بڑی خانقاہ کا سجادہ جو ناز و نعم میں پلا ہو چمنستان زہرا کے پھول جنہیں دیکھ کر ہر سنی مسلمان کے لب بوسہ کے لئے ٹپ جائیں اور وہ خود میدان میں مجاہد کی طرح مسجد میں عابد و پارسا کی طرح خانقاہ میں مرد قلندر کی طرح نظر آنے والی شخصیت وہ خدا بھائی صورت کہیں نظر نہیں آتی۔

واری واری جاؤں اس موٹی صورت پر کہ جسے کافر دیکھے تو کفر کو الوداع کہہ کر توحید و رسالت کی پناہ لے لے حسن و جمال کا پیکر جنہیں دیکھنے والوں کی زبان پر آج بھی برجستہ یہ جملہ نکلتا ہے کہ تم سنا حسین نہیں دیکھا۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ جیسی صورت اور وہ پاک سیرت جن کے چہرے سے کہیں زیادہ دل خوبصورت ہے جو عشق الہی میں غرق ہے یاد مصطفیٰ میں اس قدر محو ہے کہ خیال غیر کی گنجائش نہیں۔ مگر پھر بھی غریبوں کے لئے دھڑکتا ہے اور یتیموں کے لئے آنکھیں بھر آتی ہیں۔ ان بزرگوں کی ہزاروں یادیں ان کی صحبت بابرکت جن کی ہزاروں کرامتیں ہزاروں واقعات نظروں سے گزرے جو کہیں اور نظر نہیں آتے۔

میرے صاحبزادے مطلوب عالم برکاتی جن کا ذہنی توازن بچپن سے درست نہیں تھا میرے سرکار مرشد اعظم میرے گھر کے مہمان ہوئے جن کی سنترہ کے پھل کی کھوجی جو حضرت نیچے زمین پہ ڈال رہے تھے اسے کھا کر میرا بچہ ذہین ہو گیا جو عام انسان سے تیز ہے۔

حیدر آباد کے جلسہ دستار بندی میں سرکار کی آمد پر بے پناہ اثر و ہام جمع ہو گیا کھانے کا انتظام کم پڑ گیا۔ میرے سرکار نے اپنی چادر اور رومال عطا فرمایا۔ اور فرمایا اسے دیگ اور روٹی پر ڈال دو۔ قصبہ حیدر آباد کا ایک ایک بچہ عینی شاہد ہے کہ لنگر تین روز تک برابر چلتا رہا کم نہ ہو وقت رخصت ایک خوبصورت سی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا مولانا میری چادر اور میرا رومال لے آؤ۔ دوڑ کر اٹھایا تو دیکھا جتنے کھانے پہ چادر ڈالی گئی تھی اب تک کھانا ویسے ہی رکھا ہے۔ میرے سرکار کی زبان مبارک میں پروردگار نے وہ اثر عطا کیا تھا کہ جس

کے بارے میں جو فرما دیا وہ بات ہو کے رہی۔

۹ مرحرم الحرام کو جلسہ شہید اعظم میں تقریر ہو رہی تھی شہر ممبئی میں درمیان تقریر درد اٹھا شدت سے تقریر روک کر علاج کے لئے ڈاکٹروں کے پاس لیجا یا گیا مختلف جگہوں پر معالجین کی تجویز سے طے پایا کہ گردے خراب ہیں۔ انکو نکالنے کی ضرورت ہے۔

مایوس ہو کر اپنے مرشد و مربی حضور احسن العلماء کی بارگاہ میں حاضر ہوا سات اقطاب کی چوکت کو بوسہ دیا۔ ماجرہ اپنے سرکار کو سنایا

میرے حضور نے فرمایا کھڑے ہو: میں کھڑا ہوا دست کرم کو میرے جسم کی گردے والی جگہ پر رکھا دعا پڑھی دم کیا فرمایا کچھ نہیں ٹھیک ہے۔ کسی علاج کی ضرورت نہیں۔ وہ دن ہے اور آج کا دن کسی دوا کے بغیر میرا وہی گردہ ہے جو ایک عام انسان سے تیز اور اچھا کام کر رہے۔

وہ یادیں اور بہاریں شفق تیں محبتیں آج بھی سینے میں ایک میٹھی اور خوبصورت سی ٹیس بن کر کروٹیں لیتیں ہیں اور اسی امانت کو سینے میں محشر تک لے جانا چاہتا ہوں تاکہ رب کی رحمت دیکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ سینہ ہے کہ مدینہ کہ جس سینے میں لمبی ہے الفت شاہ مدینہ۔

میرے دل کی ایک ایک دھڑکن سے جلوت و خلوت میں صداقت سے شرابور ہو کر یہ دعا نکلتی ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے محبوب کے طفیل اس خانقاہ اور اس سلسلہ کو اور ان آقاؤں کو رہتی دنیا تک صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے تاکہ ہم جیسے غلام ان کا سایا پاتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے اس خانقاہ کا منصب غلامی جو مجھے عطا کیا ہے میری اولاد اور میری پوری نسل کو تا قیام قیامت کو انہیں کا غلام بنائے رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی مدظلہ العالی



- نام : مولانا عبدالستار بن عبدالحجیب ہمدانی
 ولدیت : مرحوم عبدالحجیب بن ابوبکر ہمدانی
 بیعت : تاجدار اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں، بریلی شریف۔
 مسکن : پور بندر (گجرات)
 وطن مالوف : پور بندر (گجرات)
 پورا پتہ : متصل نگینہ مسجد، مین واڑ، امام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)
 سن ولادت : ۵/ جولائی ۱۹۴۹ء
 ازدواجی زندگی : مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۴ء کے دن بشیرن (B.A) کے ساتھ۔ رشتہ نکاح سے منسلک ہوا۔

- اولاد امجاد : دو لڑکے (۱) محمد شبیر (۲) توصیف رضا، ایک لڑکی مسماۃ رضوانہ
 تعلیمی لیاقت : دیوبند تعلیم: گیارہویں جماعت/ دینی تعلیم: عالم، فاضل، مفتی
 ذریعہ معاش : الحمد للہ پور بندر میں معدنیات کی دو فیکٹری، معدنیات کا آبائی پیشہ۔
 گورنمنٹ کے کنٹریکٹ، ایکسپورٹ، ٹرانسپورٹ وغیرہ۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

- (۱) صدر: دارالعلوم غوث اعظم (پور بندر) (۲) صدر: دارالعلوم غریب نواز، چونا گڑھ، جیت پور، ضلع راجکوٹ۔

تصنیف کردہ کتب:

اب تک کل ایک سو تیس (132) کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

تدریسی خدمات:

دارالعلوم غوث اعظم میں تخصص فی الرد اور فن مناظرہ کے طلبہ کو پڑھاتا ہوں۔

دینی و ملی خدمات:

زندگی صرف اور صرف مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے وقف ہے۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

- (۱) حضور مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت (۲) حضور سید العلماء مولانا آل مصطفیٰ صاحب مارہروی سے شرف تلمیذ (۳) حضور احسن العلماء الشاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قبلہ سے ایک عرصہ دراز تک ”حدائق بخشش“ کی تفہیم اور دیگر معلومات (۴) پاسبان ملت حضرت مشتاق احمد نظامی (۵) فقیہ ملت حضور مفتی جلال الدین امجدی (۶) مفتی گجرات، تلمیذ رشید حضرت مفتی احمد یار خاں حضرت مولانا مفتی احمد میاں صاحب (۷) خلیفہ تاج العلماء مفتی اعظم ہند حضرت قبلہ محمد ابراہیم عرف ترکی باپو۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

- (۱) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک نگاہ کرم نے وہابیت کی گراہی کے دلدل سے نکالا اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہوا اور بعدہ حضرت نے خلافت سے نوازا۔
 (۲) عرس قاسمی کے موقع پر سرکار امین ملت قبلہ سید ڈاکٹر محمد امین میاں صاحب دامت برکاتہم القدسہ نے ہزاروں کے مجمع میں خلافت سے نوازا اور ایک ادنیٰ غلام کو خانقاہ مارہرہ مقدسہ کی عظیم نوازش سے سرفراز فرمایا۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کے ہمراہ مارہرہ مقدسہ آنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت کی زبان سے ہر وقت مارہرہ مقدسہ کے بزرگوں کی عظمت اور شان اعلیٰ و ارفع کا تذکرہ سن کر مارہرہ مقدسہ کی عقیدت و محبت قلب و جگر بلکہ جسم کے ہر ہر ونگٹے میں ایسی سربت کر گئی ہے کہ انشاء اللہ مرتے دم تک وہ عقیدت و محبت قائم رہے گی۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

(۱) شہزادہ احسن العلماء، گل گلزار خاندان برکات، امین ملت حضور قبلہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب (۲) شہزادہ امین العلماء، رفیق ملت حضرت قبلہ سید نجیب حیدر صاحب (۳) شہزادہ سید العلماء، سید ملت، حضرت سید آل رسول حسنین نظامی صاحب۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

مارہرہ عکس مدینہ ہے، سلسلہ قادریہ کی عبادت کی راجدھانی ہے، یہ وہ خانقاہ ہے کہ جہاں مریدین و متوسلین کی جیب پر نہیں بلکہ دل پر نظر رکھی جاتی ہے۔ اس خانقاہ کی عظمت کے لئے بس اتنا کہتا ہوں کہ اپنے وقت کا مجدد اعظم امام احمد رضا حقیق بریلوی نے اس خانقاہ کے بزرگوں کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور خود کو اس در کا سوالی، بھکاری اور غلام کہا اور سمجھا۔

(۱) سید العلماء حضور قبلہ سید آل مصطفیٰ سے مشکوٰۃ شریف اور تفسیر جلالین شریف بمبئی میں ایک سال مقیم رہ کر یہ دونوں کتابیں پڑھیں۔

مرشد اعظم احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں کے ساتھ ایک عرصہ تک رات بھر شب بیداری کر کے حدائق بخشش کی تفہیم اور اشعار کے معلوم کے لئے۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

مسلمک اعلیٰ حضرت پر تہ صلب کے ساتھ قائم رہ کر بد مذہبوں کے روابط کے ساتھ

بہ عقیدہ لوگوں سے خلط ملط کرنے والے صلح کلی اور مذہب افراد کی تردید، سرکار اعلیٰ حضرت کی تصانیف جلیلہ کی نشر و اشاعت ان کتب میں مرقوم جواہر پارے کو تمام کرنا۔

موجودہ سرگرمیاں:

(۱) مرکز اہل سنت برکات رضا (پور بندر) (۲) دارالعلوم غوث اعظم (۳) دارالعلوم غریب نواز۔ جیت پور کے انتظامی امور اور تعلیمی معاملات کی نگرانی (۴) تصنیف، تالیف، طباعت و اشاعت کتب دینیہ (۵) ہندوستان بھر میں عقائد باطلہ کی تردید اور سرکوبی کے لئے مسلسل اسفار تقاریر، مناظرے (۶) تخصص کے طلبہ کو پڑھانا۔

صدرالعلماء مولانا محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی

مولانا ساجد علی مصباحی، استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نام و نسب:

صدرالعلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ النورانی کا اسم گرامی: محمد احمد، والد ماجد کا نام: محمد صابر اشرفی اور دادا کا نام: عبدالکریم ہے۔ جب آپ دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور کے مقررہ نصاب کی تکمیل کے بعد ادارہ کی جانب سے سند و دستاویزیت سے سرفراز ہوئے تو آپ کے نام کے ساتھ ”مصباحی“ کی نسبت کا اضافہ ہو گیا اور یہ نسبت علم سے بھی زیادہ مشہور ہو گئی اور اس طرح سے علمی دنیا میں آپ کا پورا نام ”محمد احمد مصباحی“ متعارف ہو گیا۔

صدرالعلماء، عمدۃ المحققین اور خیر الازکیاء آپ کے معروف القاب ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے: محمد احمد مصباحی، بن محمد صابر اشرفی، بن عبدالکریم، بن محمد الحق۔

والد ماجد:

آپ کے والد ماجد محمد صابر اشرفی کی ولادت ایک اندازے کے مطابق ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ خداترس اور دین دار والدین کی آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ ابتدائی سے اسلام و سنیت کے معاملہ میں بہت پختہ، نماز و روزہ کے انتہائی پابند اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت میں کافی سرگرم تھے۔ ۵/ جمادی الآخرہ ۱۳۴۵ھ، بروز پنج شنبہ حضرت سید شاہ اشرف حسین اشرفی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور اسی نسبت سے ان کے نام سے ساتھ ”اشرفی“ لکھا جاتا ہے۔

یہ نہایت سادہ طبیعت، مثبت ذہن و فکر کے حامل اور تعمیری مزاج کے مالک تھے،

بزرگوں سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے اور ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے، رفاہی کاموں سے کافی دل چسپی تھی۔ اسی جذبہ خیر کے تحت انھوں نے اپنے احباب اہل سنت کو جمع کیا اور ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ/ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۶۱ء، بروز جمعہ مبارکہ حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ (متوفی: یکم جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ/ ۳۱/ مئی ۱۹۷۶ء) بانی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی سرپرستی اور ان کی موجودگی میں انجمن اہل سنت قائم کی جو بعد میں ”انجمن امجدیہ اہل سنت“ کے نام سے موسوم ہوئی۔

آج اسی انجمن کے زیر اہتمام مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم، مدرسۃ البنات العزیزیہ، دارالحفظ والقرأت، رضا مسجد، جامع مسجد قدم رسول، نوری مسجد، قادری مسجد وغیرہ مساجد و مدارس قائم ہیں۔

۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۱ھ/ ۲۳/ دسمبر ۱۹۹۰ء، دوشنبہ کی رات میں دس بجے وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے صدر شعبہ افتاء، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

والدہ ماجدہ:

آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ تسلیمہ بنت عبدالرشید بن عبدالصمد، محلہ پورہ دیوان، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ تقریباً ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۵/ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۳/ نومبر ۱۹۸۱ء بروز جمعہ مبارکہ دس بج کر پینتیس منٹ پر موضع بھیرہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی دن بعد نماز عصر تدفین عمل میں آئی، آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا حافظ احمد القادری مصباحی (مقیم حال امریکہ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت علامہ مصباحی صاحب اس حادثہ جاں کاہ (والدہ ماجدہ کے انتقال) سے ایک روز قبل اپنے پیرومرشد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف جا چکے تھے؛ اس لیے والدہ ماجدہ کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکے، بریلی سے واپسی کے بعد والدہ ماجدہ کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی و ایصال ثواب کیا۔

مولد و مسکن:

۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ / ۹ ستمبر ۱۹۵۲ء، بروز شنبہ موضع: بھیرہ [BHEERA]،
پوسٹ: ولید پور، ضلع: اعظم گڑھ، صوبہ: اتر پردیش کے ایک دین دار گھرانے میں آپ کی
ولادت ہوئی۔ (اب یہ مردم خیز موضع ضلع اعظم گڑھ کے بجائے ضلع منو میں شامل ہے)۔
موضع ”بھیرہ“ اعظم گڑھ شہر سے تقریباً پچیس کلومیٹر پورب، منو شہر سے ستائیس کلومیٹر پچھم
اور تحصیل محمد آباد گوہنہ سے تین کلومیٹر اتر دریاے ٹونس کے کنارے آباد ہے۔

تعلیم و تربیت:

آبائی وطن بھیرہ ہی میں آپ کی نشو و نما ہوئی اور والدین کریمین کے زیر سایہ
آپ نے تربیت پائی، جب تحصیل علم کی عمر ہوئی تو والدہ ماجدہ سے اکتساب علم شروع کیا
، پھر درجہ سوم تک پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمہ، بھیرہ میں حاصل کی، یہ مدرسہ شاہ رحیم
اللہ فاروقی بھیروی علیہ الرحمہ نے ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں قائم فرمایا تھا۔ حضرت شاہ صاحب
بڑے علم دوست، پختہ سنی مسلمان تھے، ہر جمعرات کو ان کے یہاں میلاد شریف کی محفل
منعقد ہوتی اور ہر سال حضرت مخدوم صاحب بھیروی علیہ الرحمہ کا عرس بڑے تزک
واحتشام کے ساتھ مناتے تھے، مگر افسوس! ان کے انتقال کے بعد موقع پا کر دیوبندیوں نے
اس مدرسہ پر قبضہ کر لیا۔

درجہ سوم کی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد ۴ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ / ۸ اپریل ۱۹۶۲ء بروز
یک شنبہ مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد، ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور شعبان ۱۳۸۶ھ
/ نومبر ۱۹۶۶ء تک تقریباً پانچ سال بڑے اطمینان و سکون، محنت و جاں فشانی اور پوری دل
جمعی کے ساتھ ابتدائی فارسی سے شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی۔

خیر آباد کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۰ اشوال المکرم ۱۳۸۶ھ /
۲۲ جنوری ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور میں داخلہ لیا
اور تقریباً چار سال تک وہاں کے اساطین علم و فن اور وقت کے نامور مدرسین و محققین سے

اکتساب فیض کرتے ہوئے عالمیت و فضیلت کے مقررہ کورس کی تکمیل کی اور ۱۰ شعبان ۱۳۸۹ھ
/ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کی شب میں علما و مشائخ کے ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔
دستار فضیلت کے بعد تدریس کے لیے ایک جگہ آئی، والد ماجد نے وہاں جانے
کی اجازت دے دی، مگر جب حضور حافظ ملت کو معلوم ہوا تو انھوں نے روکا اور فرمایا: ”میں
اور قیمتی بنانا چاہتا ہوں“۔ اس لیے آپ نے تدریس کا ارادہ ترک کر دیا اور والد ماجد کی
اجازت سے پھر شوال ۱۳۸۹ھ / دسمبر ۱۹۶۹ء سے ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ / جون ۱۹۷۰ء تک
دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم میں مزید تعلیم حاصل کی۔

آج دنیا کی نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے جیسا فرمایا تھا،
اس سے کہیں زیادہ قیمتی بنا دیا۔

اساتذہ کرام:

- ۱- مولانا محمد عمر خیر آبادی، ۲- مولانا محمد حنیف مصباحی، مبارک پوری، ۳- مولانا
محمد سلطان رضوی ادروی، ۴- مولانا غلام محمد بھیروی مصباحی، ۵- حافظ وقاری نثار
احمد، مبارک پوری، ۶- ماسٹر اسرار احمد خان ادروی، ۷- ماسٹر محمد رفیق، مبارک پوری۔
(ان حضرات سے آپ نے مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم، خیر آباد میں تعلیم حاصل کی ہے)
- ۱- حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز، محدث مراد آبادی، بانی جامعہ اشرفیہ، مبارک
پور، ۲- حضرت علامہ عبدالرؤف مصباحی بلیاوی (متوفی ۱۳۹۱ھ)، ۳- بحر العلوم حضرت
مفتی عبدالمنان مصباحی، مبارک پوری، ۴- حضرت علامہ مظفر حسین، ظفر ادیبی، ۵- حضرت
علامہ محمد شفیع مبارک پوری (متوفی ۱۴۱۱ھ)، ۶- حضرت علامہ سید حامد اشرف کچھوچھوی
(متوفی ۱۴۲۵ھ)، ۷- حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ، مبارک پوری علیہ الرحمہ (متوفی
۱۴۱۶ھ)، ۸- حضرت علامہ اسرار احمد مصباحی، لہراوی حفظہ اللہ تعالیٰ۔
(ان حضرات سے آپ نے جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں اکتساب علم و فیض کیا)

اسناد:

سند تجوید و قراءت، سند فضیلت درس نظامی ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء۔ (دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور)، مولوی ۱۹۶۶ء، عالم ۱۹۶۸ء، فاضل دینیات ۱۹۷۵ء، فاضل ادب ۱۹۷۷ء، فاضل طب ۱۹۸۰ء، منشی ۱۹۸۱ء ☆ منشی کامل ۱۹۸۳ء۔ (عربی و فارسی بورڈ، الہ آباد، اتر پردیش)۔

بیعت و ارادت:

۲۶/ صفر ۱۳۹۳ھ/ یکم اپریل ۱۹۷۳ء، بروز یک شنبہ رضوی دارالافتا، محلہ سوداگران، بریلی شریف میں مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری کے دست اقدس پر سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت و ارادت سے شرف یاب ہوئے۔

اس کے تقریباً ایک سال بعد ربیع الاول ۱۳۹۴ھ میں حضور حافظ ملت سے مبارک پور میں سلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ میں طالب ہوئے۔

شاہ منور علی الہ آبادی علیہ الرحمہ کی عمر شریف ساڑھے پانچ سو سال تھی؛ اس لیے اس سلسلہ مبارکہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف چار واسطے ہیں۔

مجاہد ملت، علامہ شاہ حبیب الرحمن قادری، اڑیسوی ۱۳۹۵ھ میں فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے اور دلائل الخیرات شریف و جملہ اوراد و وظائف کی سند اجازت عطا فرمائی۔

تدریسی خدمات:

(۱) دارالعلوم فیضیہ نظامیہ، بارہاٹ، اشی پور، ضلع بھاگل پور۔ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ/ جون ۱۹۷۰ء سے شوال ۱۳۹۱ھ/ نومبر ۱۹۷۱ء تک۔

(۲) مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور۔ شوال ۱۳۹۱ھ/ دسمبر ۱۹۷۱ء سے شوال ۱۳۹۶ھ/ اکتوبر ۱۹۷۶ء تک۔

(۳) دارالعلوم ندائے حق، جلال پور، ضلع فیض آباد۔ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ/ دسمبر ۱۹۷۶ء سے شوال ۱۳۹۸ھ/ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۸ء تک۔

(۴) مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع منو)۔ شوال ۱۳۹۸ھ/ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۸ء سے شوال ۱۴۰۶ھ/ ۱۶ جون ۱۹۸۶ء تک۔

(۵) دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم (جامعہ اشرفیہ) مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ ۹ شوال ۱۴۰۶ھ/ ۱۷ جون ۱۹۸۶ء سے یکم رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ/ ۳۰ جون ۲۰۱۴ء تک۔ (حکومتی قانون کے مطابق آپ کی مدت ملازمت مذکورہ تاریخ تک پوری ہوگئی۔ اب آپ اعزازی طور پر جامعہ اشرفیہ میں بعض کتابوں کا درس دیتے ہیں۔)

جامعہ اشرفیہ کے صدر المدرسین و ناظم تعلیمات:

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ/ اگست ۲۰۰۱ء سے یکم رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ/ ۳۰ جون ۲۰۱۴ء تک بحیثیت صدر المدرسین (شیخ الجامعہ) آپ نے جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں نمایاں تدریسی، تعلیمی، تصنیفی اور انتظامی خدمات انجام دیں، پھر جب حکومتی قانون کے مطابق آپ کی مدت ملازمت پوری ہوگئی تو جامعہ اشرفیہ کے ارباب حل و عقد نے آپ کو جامعہ اشرفیہ کے ”ناظم تعلیمات“ کا عہدہ قبول کرنے کی گزارش کی جسے آپ نے منظور فرمالیا، مزید برآں اعزازی طور پر بعض کتابوں کا درس دینے پر بھی راضی ہو گئے ہیں۔ واضح رہے کہ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی جامعہ اشرفیہ کے ”ناظم تعلیمات“ تھے، ان کے وصال کے بعد یہ عہدہ اب تک خالی تھا، مصباحی صاحب (دام ظلہ علیہا) نے اسے قبول فرما کر ایک عظیم خیر کیا ہے۔ فجزاه الله أحسن الجزاء۔

قلمی خدمات:

حضرت صدر العلماء مدظلہ العالی کا قسطاس و قلم سے بڑا گہرا ربط ہے، تصنیف و تالیف ان کا محبوب مشغلہ ہے، وہ صرف لکھتے ہی نہیں ہیں بلکہ اپنے تلامذہ اور متعلقین کو لکھنے

کا ہنر بھی سکھاتے ہیں، کثرت مصروفیات کے باوجود مختلف انداز سے قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں، مثلاً:

(۱) کتب و رسائل کی تصنیف یا خاص موضوعات پر مقالات لکھنا۔ جیسے:

☆ تدوین قرآن ☆ معین العروض والقوافی ☆ حدوث الفتن وجہاد اعیان السنن ☆ مواہب الجلیل لتجلیۃ مدارک التنزیل ☆ امام احمد رضا اور تصوف ☆ تنقید معجزات کا علمی محاسبہ ☆ رشتہ ازدواج اسلام کی نظر میں ☆ امام احمد رضا کی فقہی بصیرت جد الممتار کے آئینہ میں ☆ رسم قرآنی اور اصول کتابت ☆ بیان واحد جمع ☆ فرائض و آداب متعلم و معلم ☆ طالبان علوم نبوی سے چند باتیں ☆ جماعت اہل سنت کے تعلیمی و تنظیمی امور و معاملات ☆ فقہی سیمیناروں کے تین اہم صدارتی خطبے۔ فقہاء الامام احمد رضا بضوء حاشیۃ جد الممتار علی رد المحتار۔ وغیرہ

(۲) معاصرین یا اکابر علما و مشائخ میں کسی کی کتاب پر تقدیم و تقریب لکھنا۔ جیسے: امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات۔ از مولانا یلین اختر مصباحی، دارالقلم، دہلی۔ ☆ اسلام اور امن عالم۔ ☆ بزم اولیا۔ ☆ سنت کی آئینی حیثیت۔ از مولانا بدر القادری مصباحی، اسلامک اکیڈمی، دی ہیگ، ہالینڈ۔ ☆ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ مع نظر ثانی و اضافہ رد براہین قاطعہ۔ از عالم ربانی حضرت مولانا عبد السمیع بے دل سہارن پوری (متوفی ۱۳۱۸ھ)۔ ☆ نصر المقلدین فی جواب ”الظفر المبین“۔ از حضرت علامہ حافظ و قاری سید شاہ احمد علی بٹالوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء)۔ ☆ الصوارم الہندیہ۔ از مناظر اسلام حضرت مولانا حشمت علی خان قادری علیہ الرحمہ۔ ☆ حیات حافظ ملت۔ از علامہ بدر القادری مصباحی، اسلامک اکیڈمی، دی ہیگ، ہالینڈ۔ وغیرہ۔

(۳) اپنے بعض تلامذہ اور متعلقین و متوسلین کی تحریر کردہ کتب و رسائل اور مقالات کی اصلاح و نظر ثانی کرنا۔ جیسے: امداد اللیب لافہام التہذیب۔ (شرح تہذیب جدید)۔ از مولانا محمد عاقل مصباحی، صدر المدرسین جامعہ قادریہ، رتکھا، بریلی ☆

قواعد الصرف اول ☆ مقامات حریری۔ عربی حاشیہ وارد ترجمہ۔ از مولانا محمد نظام الدین قادری مصباحی، استاذ دارالعلوم علییہ، جمد اشاہی، ضلع بستی۔ ☆ قواعد الخو۔ ☆ دراسة الصرف۔ حاشیہ مرقات۔ حاشیہ میزان و منشعب۔ از مولانا ساجد علی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور ☆ میزان المتربی لدیوان المتنبی۔ از مولانا نفیس احمد مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔ ☆ قواعد املا و انشا۔ از مولانا اختر حسین فیضی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔ ☆ المدح النبوی۔ عربی حاشیہ، از مولانا ساجد علی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔ اردو ترجمہ، از مولانا نفیس احمد مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور۔ وغیرہ

(۴) کسی کتاب یا رسالہ کا عربی سے اردو، یا اردو سے عربی میں ترجمہ کرنا۔ جیسے:

الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (اردو سے عربی) ☆ عباب الانوار ان لانکاح بمجرد الاقرار۔ (اردو سے عربی) ☆ ہبة النساء فی تحقیق المصاہرة بالزنا۔ (اردو سے عربی) فتاویٰ رضویہ۔ جلد اول، سوم، چہارم، پنجم کی عربی و فارسی عبارات کا اردو ترجمہ۔ وغیرہ

(۵) کسی بڑے عالم دین کی کتاب کی تحقیق کرنا اور موجودہ تقاضے کے مطابق ترتیب جدید کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کرنا۔

(۶) کسی کتاب کی تہلیل اور اسے تعلیقات و حواشی سے آراستہ کرنا۔ وغیرہ

ان سب کی تفصیلات انشاء اللہ ”صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی اور ان کی حیات و خدمات“ میں پیش کی جائیں گی؛ اس لیے کہ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

اوصاف حمیدہ:

حضرت مصباحی صاحب کے اوصاف و کمالات اور ان کے فضائل و محاسن کے ذکر اور واقعات و شواہد سے اسے مزین کرنے کے لیے ایک طویل دفتر درکار ہے، اور یہاں صفحات کا دامن بہت تنگ ہے؛ اس لیے ہم ان کے اوصاف و کمالات کا انتہائی قریب سے

مشاہدہ کرنے والے ایک عالم ربانی حضرت مولانا عبدالغفار اعظمی کے تاثرات ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

”آپ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ خلوص و ایثار، جود و کرم، امانت و دیانت، تقویٰ و پرہیزگاری، احساس ذمہ داری، خود اعتمادی و خود داری، عہد و پیمان میں پختگی، حفظ اوقات، جماعت کی پابندی، اور ادو وظائف اور سنن و نوافل پر استقامت، کاموں میں سرعت، تحریر میں فصاحت، زبان و بیان میں بلاغت، تقریر میں اختصار و جامعیت، علوم و فنون میں مہارت، مسائل میں باریک بینی و نکتہ سنجی، معانی میں گہرائی و گیرائی، ظاہر و باطن میں یکسانیت، دین داروں سے محبت، بے دینوں سے نفرت، بد مذہبوں سے اجتناب، بزرگوں کا احترام، اکابر کا ادب، اصاغر پر شفقت، مقدمات کے فیصلے میں دور بینی، ہمت و شجاعت، حق گوئی و بے باکی، رعب و دبدبہ، عالمانہ وقار، نظم و نسق میں کمال، انہام و تفہیم کا ملکہ، بے لوث خدمات کا جذبہ اور اعمال و کردار کے اعلیٰ نمونے جو یہاں دیکھے، کم دیکھنے میں آئے۔“ (فتنوں کا ظہور، تعارف مصنف، ص ۱۳)

مشائخ مارہرہ سے ربط و تعلق:

یہ کوئی ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے جب پہلی بار صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی کے ساتھ مارہرہ شریف عرس قاسمی کے موقع پر حاضر ہوئے، پھر تو اس کے بعد مفتی صاحب کے ساتھ مارہرہ شریف آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۲ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز پیر احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا وصال ہوا تو اس وقت بھی آپ شارح بخاری علیہ الرحمہ کے ساتھ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔

جب امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو اس وقت مصباحی صاحب موصوف نے جو تعزیتی خط ارسال فرمایا اس کی سطر سطر، بلکہ لفظ لفظ سے بے

پناہ عقیدت و محبت کے چشمے ایلئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہو پانے پر قلق و اضطراب کا ذکر بھی ہے۔ فرماتے ہیں:

”وقت کی قلت، موسم سرما کی شدت، ذرائع کی دشواری اور اپنی کمزوری کے باعث شرکت جنازہ سے محرومی رہی، جس پر افسوس ہمیشہ رہے گا اور ندامت بھی۔“

خانوادہ برکاتیہ سے اجازت و خلافت:

۳۰ اکتوبر ۲۰۱۰ء، بموقع عرس قاسمی امین ملت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف نے حضرت مصباحی صاحب کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور عرس مقدس کے مجمع عام میں اس کا اعلان بھی فرمایا۔ اور اسی مجمع میں آپ کے عظیم الشان کارناموں کے اعتراف میں اراکین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی جانب سے ”سپاس نامہ“ بھی پیش کیا گیا۔ اس کی چند سطریں درج ذیل ہیں:

”حضرت والا جہاں ایک متبحر عالم، باکمال مدرس، صاحب طرز نثر نگار اور بلند پایہ محقق ہیں وہیں دین و سنیت کے بے لوث خادم اور اخلاص و ایثار کے سچے آئینہ دار ہیں۔ آپ کی علمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کا احاطہ دشوار ہے۔ خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے جن میں کچھ تو ایسی ہیں جن سے اہل نظر بخوبی واقف ہیں، مگر ان ہی کی تہ میں بہت سی ایسی خدمات بھی ہیں جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جب کہ وہ آپ کی مخلصانہ جدوجہد، جفاکشی اور عرق ریزی کا نتیجہ ہیں۔“

صاحب رائے، اپنی دنیا میں گن، وقت کے قدردان، تحقیقی نظر اور تعمیری فکر کے حامل، کم گو اور بسیار جو۔ یہ تمام صفات آپ کی شخصیت میں مجتمع ہو کر آپ کو ہزاروں سے ممتاز اور نمایاں کر دیتی ہیں۔“

خانقاہ برکاتیہ کے بارے میں ان کا تاثر:

خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کے بارے میں صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد

مصباحی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”اس خانقاہ سے نسبت کو ہمارے اکابر نے سرمایہ افتخار سمجھا ہے۔ اس کی عظمت و جلالت سے آگاہ و خبردار کرنے کے لیے امام عشق و محبت امام احمد رضا قدس سرہ کی یہ صدا براہرکانوں میں گونجتی رہی ہے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے مری سرکاروں کے

الحمد للہ! اس خاندان اور اس خانقاہ میں بذل و سخا اور جود و عطا کی شان آج بھی نمایاں ہے۔ مختلف افراد، اداروں اور تنظیموں کے ساتھ عنایات کا سلسلہ اگر کوئی باخبر صاحب قلم جمع کرے تو یہ ایک چشم کشا، سبق آموز اور حیرت انگیز باب ہوگا۔

لیکن ان نوازشات کے پیچھے جماعت کی سربلندی، دینی، علمی اور ملی کاموں کے فروغ، اچھے کام کرنے والوں کی ہمت افزائی، ان کی تقویت اور کار خیر میں پر خلوص تعاون کا جو ناقابل شکست اور عبرت انگیز جذبہ کار فرما ہے وہ نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ یہی وہ نایاب یا نادر و کمیاب جوہر ہے جو ہمارے کریموں کا مقام بلند سے بلند تر کر دیتا ہے۔ (یہ تاثرات مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے بیسویں فقہی سیمینار، منعقدہ ۶، ۷، ۸ رجب ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۷، ۱۸، ۱۹ مئی ۲۰۱۳ء، بمقام جامعہ البرکات، علی گڑھ کے خطبہ صدارت سے اختصار کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں)

مبلغ اسلام مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری مدظلہ العالی

صادق رضا مصباحی، ممبئی

غالب کا مشہور و معروف مصرع ”نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا“ ہزاروں بار پڑھا اور سنا مگر ایسے لوگ کم ہی دکھائی دیے جو ستائش کی تمنا اور صلے سے بے پروا ہو کر محض رضا الہی کی غرض سے خدمت دین متین کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہوں۔ آج جب کہ مادیت خود بڑھ بڑھ کر ہمارے دامن سے لپٹ رہی ہے، ایسے میں شہرت و ناموری سے دور رہ کر بے نیازی، بے نفسی، بے ریاکی اور بے لوثی کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق کرنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ ایسے زمانے میں اخلاص، دردمندی، بے قراری، بے لوثی، مروت، حسن اخلاق، بے نفسی، بے لوثی، پاکیزگی، عمدہ خصالی، طہارت، علم و فضل، اصابت رائے، گہرائی و گیرائی، روحانیت، خشیت ربانی، جذبہ دروں سے مرصع اگر کوئی پیکر جمیل مل جائے تو یقیناً وہ انسانوں کی بستی میں خدا کی رحمت سے کم نہیں ہے۔ استاذ گرامی محسن اہل سنت، نمونہ اسلاف، مصلح قوم و ملت حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی بھی ایسی ہی عظیم شخصیات میں سے ہیں۔ ان میں آپ کی بعض خصوصیات وہ ہیں جس میں آپ کا دور دور تک کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ آپ برصغیر کی علمی دنیا میں ایک نہایت مستند اور معتمد عالم دین کی حیثیت سے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

ولادت:

۱۹۵۲ء/ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ یکشنبہ کے روز اتر پردیش کے مشہور شہر بنارس کے محلہ چھتن پورہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ کسے معلوم تھا کہ بنارس میں ولادت پانے والا یہ بچہ بڑا ہو کر مستقبل کا درخشندہ ستارہ ثابت ہوگا اور اس کے قلمی و فکری

جواہر پاروں سے ہزاروں گمشدگان راہ مستفید ہوں گے اور کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ یہ بچہ مستقبل میں عظیم و جلیل عالم دین بن کر تعمیری، فکری، تعلیمی، اصلاحی، دعوتی، دینی، تصنیفی، صحافتی اور تدریسی محاذ پر ایسے ایسے روشن نقوش ثبت کرے گا جس کی رونمائی کے لیے ہزاروں صفحات درکار ہوں گے۔

اسم گرامی اور خاندان:

آپ کا پورا نام محمد عبدالمبین بن محمد بشیر ہے۔ بعد میں اپنے نام کے ساتھ ”نعمانی“ بھی لگانے لگے۔ آپ نے جس گھرانے میں آنکھیں کھولیں وہ بڑا دین دار گھرانہ تھا، قرآن و حدیث کے فرمودات کی بازگشت آپ کے چاروں طرف سنائی دیتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ آپ کے دادا جناب عبدالرحمان صاحب مرحوم محلے کی مسجد کے خطیب و امام تھے۔ ظاہر ہے جب گھر کا ماحول دینی ہو، گھر کے بڑے بوڑھے اسی ماحول کے رچے بسے ہوں تو جو بچہ اس میں پرورش پائے گا اس کے ذہن و فکر کی آبیاری بھی دین کے مزاج کے مطابق ہوگی۔ یہ اسی ماحول کا اثر ہے کہ آج تک ان کی شخصیت پر چڑھا ہوا دین کا رنگ اتر نہیں ہے، اور یہ رنگ ایسا چڑھا کہ آج دینی استقامت، تقویٰ و طہارت اور فکری اصابت حضرت نعمانی صاحب قبلہ کی شخصیت کا ایک اہم حوالہ بن چکی ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کے والد گرامی محمد بشیر صاحب قبلہ اسی وقت آخرت کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے جب حضرت نعمانی صاحب عہد طفولیت ہی میں تھے۔ چنانچہ آپ کے عم محترم اور برادر بزرگ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی۔ پرائمری کی تعلیم جامعہ مظہر العلوم بنارس سے حاصل کی۔ یہ وہی جامعہ ہے جہاں کبھی امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اجل حضرت صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی رضوی مصنف بہار شریعت بھی تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ افسوس! اب یہ ادارہ غیروں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ پرائمری سے پہلے ہی ناظرہ قرآن کی تکمیل آپ نے اپنے چچا محترم

حافظ برکت اللہ مرحوم سے حاصل کی اور پھر اسی ادارے میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کر دیا لیکن جلد ہی مدرسہ چھوڑ کر اپنے استاذ مولانا عبدالسلام نعمانی صاحب سے پرائیویٹ تعلیم حاصل کی۔ مولانا نے آپ کو درجہ سادسہ تک پڑھایا۔ تحصیل علم کے تئیں آپ کی حد درجہ لگن اور کتابوں کے غیر معمولی ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ کے استاذ نے بھانپ لیا تھا کہ یہ بچہ آگے چل کر بڑا نیک نام ہوگا۔ آپ کے اسی ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ کے استاذ گرامی نے آپ کو دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ کرا دیا جو اس وقت پورے ملک کے طول و عرض میں اپنے معیار تعلیم اور عبقری اساتذہ کی وجہ سے خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ دارالعلوم اشرفیہ کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی آپ کی تعلیمی لیاقت دیکھی تو بغیر ٹیسٹ کے جماعت سابعہ میں داخلہ لے لیا۔ آپ یہاں ۱۹۶۷ء میں داخل ہوئے تھے اور دو سال کے بعد ۱۹۶۹ء میں دستاویزیت سے نوازے گئے۔ اس وقت کے آپ کے اساتذہ گرامی میں حضور حافظ ملت کے علاوہ علامہ عبدالرؤف حافظ جی علیہ الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی اور مولانا قاضی محمد شفیع مبارک پوری علیہما الرحمہ جیسے اکابر اساتذہ شامل ہیں۔ آپ کے ہم درس رفقا میں علمی دنیا کی ایک اہم ترین شخصیت خیرالاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور بھی ہیں۔

تدریسی خدمات:

اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ چند مہینوں تک بنارس ہی میں اپنے آبائی کاروبار ہینڈلوم سے وابستہ ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد حضور حافظ ملت کے حکم و ایما پر باقاعدہ درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہندوستان کے مختلف مدارس میں یہ اہم ذمہ داری سرانجام دی اور طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی خاص توجہ رکھی۔ جن مدارس میں آپ نے تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا ان کے نام حسب ذیل ہیں: مدرسہ بحر العلوم بنارس، مدرسہ بحر العلوم خلیل آباد، مدینہ العلوم بنارس، تنویر العلوم جین پور، دارالعلوم

ضیاء الاسلام ہوڑہ اور دارالعلوم غوثیہ نظامیہ جمشید پور جھارکھنڈ۔ فی الوقت حضرت دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ منو میں ناظم و مہتمم کی حیثیت سے اعزازی طور پر اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہاں حضرت بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے تھے اور برسوں تدریسی و اشاعتی سرگرمیوں سے وابستہ رہے اور طلبہ کی کثیر تعداد حضرت سے مستفیض ہوئی۔ اس کے بعد اپنے دعوتی اسفار، تصنیفی پیش رفت اور بے شمار دینی، ملی، تبلیغی اور تصنیفی مصروفیات کے باعث تدریس سے تو الگ ہو گئے لیکن اس کی نظامت و اہتمام کی ذمہ داری اب بھی حضرت کے سپرد ہے۔ اب حضرت مستقل طور پر چریاکوٹ ہی میں رہائش پذیر بھی ہیں۔

المجمع الاسلامی مبارک پور کی تعمیر و ترقی میں حضرت نعمانی صاحب کی مساعی:

ہندوستان کا مایہ ناز تصنیفی و اشاعتی ادارہ المجمع الاسلامی مبارک پور کے آپ بانی ہیں۔ اس اشاعتی ادارے کے قیام کا تصور حضرت نعمانی صاحب قبلہ ہی نے سب سے پہلے پیش کیا تھا۔ اس ادارے کی بنیاد آپ کے چار ساتھیوں مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا یاسین اختر مصباحی، مولانا بدر القادری مصباحی اور مولانا افتخار احمد اعظمی مصباحی نے سنہ ۱۹۷۶ء ڈالی تھی۔ حضرت نعمانی صاحب قبلہ کا اخلاص اور بے نفسی دیکھیے کہ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ المجمع الاسلامی کا اصل بانی میں ہی ہوں۔ یہ ادارہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے مرکزی گیٹ سے مشرق کی سمت جانے والی سڑک پر ۱۰۰ اقدام کے فاصلے پر محلہ ملت نگر میں واقع ہے اور اس کی عمارت، شاندار اور باثروت لائبریری اور کتب خانہ اہل علم و ذوق کو دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔ یہ تصنیفی و اشاعتی ادارہ آج اہل علم و فضل کے درمیان درجہ اعتبار حاصل کر چکا ہے اور یہاں سے پچاسوں معیاری کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ چند سال قبل یہاں اہل سنت کے فروغ کے لیے ایک شعبہ بنام ”شعبہ تربیت تصنیف“ قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبے میں درجہ فضیلت سے فراغت کے بعد لوح و قلم سے ذوق رکھنے والے طلبہ داخلہ لیتے ہیں اور دو سال تک حضرت نعمانی صاحب قبلہ کی نگرانی و تربیت میں اپنے عروسِ فکر و قلم کو سنوارتے، سجاتے اور مہکاتے ہیں۔ اب تک متعدد طلبہ نے اس شعبے سے استفادہ کیا ہے۔ راقم الحروف بھی

انہی میں سے ایک ہے۔

شرف بیعت و اجازت اور اعزازِ خلافت:

حضرت نعمانی صاحب قبلہ شاہ زادہ امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت و ارادت رکھتے ہیں اور امام احمد رضا کے خلیفہ حضور برہان ملت جبل پوری علیہ الرحمہ سے خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ امام احمد رضا کے پیر خانے مارہرہ مطہرہ سے بھی حضرت کو خلافت حاصل ہے۔ تقریباً پندرہ سال قبل حضور امین ملت سید محمد امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے انہیں خط لکھا اور عرسِ قاسمی میں شرکت کی دعوت دی۔ جب حضرت نعمانی صاحب قبلہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے تو حضرت امین ملت نے انہیں عرس کے مجمع عام میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ عرسِ قاسمی میں یہ ان کی پہلی شرکت تھی۔ عجب اتفاق ہے کہ امام احمد رضا کے پیر خانے میں پہلی ہی بار بموقع عرسِ قاسمی حاضری کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے اور اسی حاضری میں خلافت کے اعزاز سے بھی مشرف کیے جا رہے ہیں۔

اسلاف سے والہانہ لگاؤ:

ماضی قریب کے تقریباً تمام بزرگوں اور اہل علم سے نعمانی صاحب قبلہ کی وابستگی رہی ہے اور ان کے فیوض و برکات سے خوب خوب مالا مال ہوئے ہیں۔ حضور حافظِ ملت تو ان کے استاذ ہی تھے، مسلسل دوسالوں تک درس گاہ میں بھی ان کے خوانِ علم و فضل سے خوشہ چینی کرتے رہے اور سفر و حضر میں بھی ان کے فیض کے دریا سے غسل کرتے رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ان کے شیخِ طریقت تھے۔ اپنے پیرومرشد کی صحبتوں سے خوب خوب برکتیں سمیٹیں اور ان کی زیارتوں سے متعدد بار شاد کام ہوئے۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمان اڑیسوی علیہ الرحمہ کی صحبتوں اور رفاقتوں سے وہ ایک نئے جہان سے آشنا ہوئے اور دینی و ملی اور قومی جذبات سے آگاہی بھی حاصل کی۔ ان کے علاوہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، مسعود ملت پروفیسر مسعود

احمد مجددی، شرفِ ملت علامہ شرف قادری، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، مجاہدِ دوراں علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی، اپنے استاذِ گرامی علامہ حافظ عبدالرؤف حافظ جی، حضرت قاضی نٹس الدین جعفری جون پوری وغیرہ ایک طویل فہرست ہے جن سے آپ نے بار بار استفادہ علمی کیا ہے۔ دورِ حاضر کے علما میں حضرت نعمانی صاحب قبلہ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ سے سب سے زیادہ متاثر ہیں جو ان کے ہم سبق ساتھی بھی ہیں اور بہت ساری باتوں میں ان کے مربی بھی۔

دینی، ملی، تعمیری اور تصنیفی خدمات:

اس عنوان پر اگر قلم اٹھایا جائے تو بے شمار صفحات قلم بند ہو جائیں گے۔ ملک بھر میں متعدد تعلیمی ادارے حضرت کی سرپرستی و نگرانی میں چل رہے ہیں۔ حضرت کا اوڑھنا بچھونا ہی دینی، دعوتی، ملی، تصنیفی کام ہیں۔ ان کی قریب چالیس سے زائد کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، ان میں بہت ساری کتابیں ایسی ہیں جن کے ایک نہیں کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں خاص کر شیخ سورہ رضویہ، ارشاداتِ اعلیٰ حضرت، انتخابِ کلامِ اعلیٰ حضرت اور مسنون دعائیں تو ایسی مقبول و مشہور ہوئیں کہ بے شمار مقامات سے شائع ہوئی اور ہورہی ہیں۔

تحریر و قلم سے ان کی وابستگی زمانہ طالب علمی سے ہی رہی ہے۔ دارالعلوم اشرفیہ میں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کے درسِ بخاری کے حضرت نے نوٹس تیار کیے تھے، نوٹس کی کاپیاں مدرسے میں ہی نہ جانے کیسے غائب ہو گئیں۔ اگر یہ نوٹس شائع ہو جاتے حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی محدثانہ شان بھی اجاگر کرتے اور علمِ حدیث کے طالب علموں کے لیے ایک بڑا سرمایہ قرار پاتے۔ ابتدائی زمانے میں جب آپ نے تحریر و قلم سے اپنا رشتہ استوار کیا تھا تو اس وقت کے بہت سارے آپ کے مقالات ماہ نامہ اعلیٰ حضرت اور ماہ نامہ نوری کرن بریلی شریف میں شائع ہوتے تھے۔ آپ کا سب سے پہلا مضمون زمانہ طالب علمی ۱۹۶۸ء میں علامہ بوسیری پرہدی ڈائجسٹ میں شائع ہوا تھا۔

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے لیے غالباً چار سال تک ایڈیٹر شپ کی ذمہ داریاں

بھی بحسن و خوبی نبھائی ہیں۔ وہ بلاشبہ قوم کے نباض ہیں، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قوم کا مرض کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ اسی کے مطابق وہ نسخہ تیار کرتے ہیں اور اپنی کتابوں اور مقالات کے ذریعے پورے ہندوستان میں شائع کر دیتے ہیں۔ ان کی کتابوں کی خاص بات یہ ہے کہ وہ ضخیم نہیں ہوتیں کہ قاری بوجھل ہو جائے اور کتاب بند کر کے رکھ دے بلکہ وہ چھوٹی چھوٹی کتابیں تیار کرتے ہیں اور وہ بھی بہت ہلکے پھلکے انداز میں تاکہ کم پڑھا لکھا انسان بھی انہیں آسانی سے سمجھ سکے اور دل چسپی سے پوری کتاب سے استفادہ کر کے اپنی دین و دنیا سنوار سکے۔ بلابالغہ ان کے طرزِ ادا میں جو دل آویزی، دل آسانی، نرمی اور قوتِ شفا ہے وہ عہدِ حاضر کے نثر نگاروں میں خال خال ہی ملے گی۔ وہ بصیرت افروز احساس، خلوص، درد مندی اور فن کارانہ چابک دستی کے ساتھ جو باتیں تحریر کرتے ہیں وہ ”از دل ریز دردِ خیزد“ کے مصداق ہوتی ہیں۔ حضرت نعمانی صاحب قبلہ انہی خوبیوں کی وجہ سے مقبولِ عوام و خواص رائٹر ہیں۔ مسلکِ حق کے معاملے میں وہ کسی سے بھی کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے، وہی کہتے اور لکھتے ہیں جو حق ہوتا ہے۔ ان کے افکار و خیالات سے کوئی اختلاف تو کر سکتا ہے مگر ان کے تعلق فی الدین، اخلاص، درد مندی، تڑپ اور جذبہٴ دینی کا انکار نہیں کر سکتا۔

وہ جس خلوص و للہیت کے ساتھ یہ کام انجام دے رہے ہیں راقم الحروف کو اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ اب تک سیکڑوں کتابوں کی تصحیح کر چکے ہیں اور انہیں قابلِ اشاعت بنا کر نئی پود کو مستقبل کے لیے تیار کر چکے ہیں۔ معاصر منظر نامے پر جو نئے قلم کار اہل سنت کی نمائندگی کر رہے ہیں ان میں زیادہ تر نے کسی نہ کسی طرح حضرت ہی سے خوشہ چینی کی ہے۔ ان کی خدمت میں کچھ ساعت گزار لو تو ذہن و فکر معلومات کے موتیوں سے جگمگا اٹھتے ہیں۔ کتابوں سے ان کے عشق کا عالم یہ ہے کہ آپ ان سے ہندوستان و پاکستان میں شائع ہونے والی اہل سنت کی کتابوں کے بارے میں پوچھ لیں وہ فوراً بتا دیں گے کہ کتاب کا لکھنے والا کون ہے، کس موضوع پر ہے، کہاں سے شائع ہوئی ہے اور کتنی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس معاملے میں ان کا حافظہ بلا کا ہے۔

حضرت نعمانی صاحب قبلہ بلاشبہ اسلاف کا نمونہ ہیں۔ حضور حافظِ ملت کے بارے میں جس اخلاص کا تذکرہ بار بار سنتا اور پڑھتا آیا ہوں وہ میں نے حضرت نعمانی صاحب میں خوب خوب پایا ہے۔ اخلاص کا نمونہ ہیں ہمارے نعمانی صاحب۔ یہ بات پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آ رہی ہے کہ استقامت ڈائجسٹ کے جتنے بھی خصوصی شمارے شائع ہوئے ہیں ان میں سے بیشتر کی ادارت و اشاعت کے پیچھے حضرت نعمانی صاحب قبلہ کی کوششیں کارفرما رہی ہیں۔ ان نمبروں میں خاص کر مفتی اعظم ہند نمبر، رسول عربی نمبر اور تحفظ عقائد نمبر کے لیے مضامین کا حصول اور کتاب کی ترتیب و ادارت وغیرہ حضرت ہی کے ذریعے انجام پائی ہے حتیٰ کے اشتہارات کی فراہمی میں بھی حضرت کی کوششیں رہی ہیں۔ رسول عربی نمبر اور تحفظ عقائد نمبر میں تو نعمانی صاحب قبلہ اور حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ کے کئی مضامین ہیں جو دوسروں کے ناموں سے شائع ہوئے ہیں۔ اس کام کے لیے ان دونوں بزرگوں نے مبارک پور سے کئی بار کان پور تک کا سفر کیا، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور استقامت کے مالک و ایڈیٹر عالی جناب مولانا حافظ ظہیر الدین خاں مرحوم (اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) سے کبھی حق معاوضہ حتیٰ کہ آمدورفت کا کرایہ بھی طلب نہیں کیا، اگرچہ حافظ صاحب اپنے طور پر کچھ نہ کچھ خدمت کر دیا کرتے تھے۔ یہ حضرت نعمانی صاحب کے اخلاص، بے لوثی، بے نفسی، بے ریاکی اور اہل سنت کے فروغ کی سچی ٹرپ کا بہترین نمونہ ہے۔ اس طرح کی ایک نہیں درجنوں کتابیں ہیں جن کی اشاعت میں نعمانی صاحب کا کلیدی کردار ہے۔

حیاتِ نعمانی کا ایک روشن پہلو:

حضرت نعمانی صاحب قبلہ کی حیات کا ایک بڑا روشن پہلو یہ ہے جس میں اکثر و بیشتر علماء و مشائخ ان کے شریک و سہم بھی نہیں ہیں۔ حضرت اپنی بے پناہ دعوتی، تصنیفی، دینی، فکری، تدریسی اور اشاعتی ذمے داریوں اور مصروفیات کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہیں رہے۔ یہ وہ وصف ہے جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ عام

طور پر ہمارے علمائے کرام اپنی مصروفیات سے چاہتے ہوئے بھی وقت نہیں نکال پاتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے بچوں کو وہ تربیت نہیں مل پاتی جس کے وہ حق دار ہیں لیکن حضرت نعمانی صاحب قبلہ کے تمام بچے ماشاء اللہ دینی تربیت سے مزین ہیں۔ ان کے دو بیٹے تو باصلاحیت عالم دین ہیں۔ بڑے بیٹے مولانا اختر الاسلام علیہی درالعلوم قادریہ چریاکوٹ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تحریر و قلم سے وابستگی ان کی سرشت میں داخل ہے۔ بڑے عمدہ ذوق کے حامل ہیں۔ دوسرے بیٹے مولانا نازہر الاسلام مصباحی ازہری نے جامعہ ازہر مصر سے تخصص فی الادب العربی کیا ہے اور اب جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں مسند تدریس کو زینت بخش رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کی قلمی و فکری وراثت سنبھالی ہوئی ہے۔ تیسرے بیٹے مولوی ڈاکٹر مبشر رضا بنارس میں کسی پرائیویٹ اسپتال میں پریکٹس کر رہے ہیں، چوتھے بیٹے عارف رضا جامعہ اشرفیہ میں درجہ سادسہ کے طالب علم ہیں اور پانچویں بیٹے محمد ضیغ علیہم چریاکوٹ ہی میں ابھی ابتدائی تعلیم کے مراحل سر کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت کی دو بیٹیاں بشریٰ اور خضرؓ ہیں۔ یہ سب کے سب مکمل طور پر اسلامی تعلیم و تربیت میں ڈھلے ہوئے ہیں اور عمدہ خصال میں اپنی مثال آپ ہیں اور اپنے عظیم والد گرامی کی نیک نامی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ سب نے اپنے والد کی علمی، روحانی، قلمی، دینی اور فکری امانتوں کا وافر حصہ پایا ہے۔ اللہ عزوجل اس خانوادے کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔

مشائخ مارہرہ سے وابستگی:

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے حضرت کی وابستگی حضور احسن العلماء اور حضور سید العلماء جیسی عظیم ترین شخصیات کے ذریعے ہوئی۔ امام احمد رضا کا پیرخانہ ہونے کے ناطے وہ مارہرہ مطہرہ سے بچپن ہی سے عقیدت رکھتے تھے لیکن جوں جوں مارہرہ کے بزرگوں کی قربتیں نصیب ہوتی گئیں اس عقیدت کا رنگ مزید گہرا اور نکھرتا چلا گیا۔ ۱۹۷۲ء میں حضور سید العلماء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی تاسیس کے موقع پر مبارک پور تشریف

لائے تو ان کی زیارت سے اپنی آنکھیں منور کیں اور ان کی دل آویز خطابت سے اپنی سماعت کو شرف بخشا۔ حضور مفتی اعظم ہند کے عرس چہلم کے موقع پر حضور احسن العلماء کی خطاب و زیارت سے قلب و نگاہ دونوں مستنیر ہوئے اور پھر بار بار ایسے مواقع نصیب ہوئے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر ان دو عظیم ہستیوں کی زیارت و خطابت کی سعادت ملتی رہی۔ حضرت نعمانی صاحب قبلہ خود فرماتے ہیں کہ دو یادگار واقعات نے ذہن و دماغ پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ ایک بار بنارس مالٹی باغ میں انجمن نوجوانان اہل سنت کے جلسے میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ مدعو تھے۔ حضرت نے بڑا پر مغز خطاب فرمایا اس میں بطور خاص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی ذکر کیا اور اعلیٰ حضرت کے فضائل و مناقب بیان کر کے اپنا یہ شعر بھی پڑھا:

یا الہی مسلک احمد رضا زندہ آباد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

حضور سید العلماء کا یہ شعر پڑھنا اعلیٰ حضرت کے فضل و کمال پر پورے طور سے دال تھا اور یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے دور میں حفظ ناموس رسالت کا جو فریضہ انجام دیا وہ کچھ ایسا تھا کہ اس میں آپ کا کوئی ہم پلہ نہ تھا، یہ غالباً ۷۷ یا ۷۸ء کی بات ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت نعمانی صاحب قبلہ اور ان کے رفیق مکرم حضرت مولانا بدر القادری مصباحی خانقاہوں، مزارات اور مدارس کے دورے پر نکلے۔ اتفاق سے جب مارہرہ شریف پہنچے تو اس دن محرم الحرام کی دس تاریخ تھی اور اسی دن حضور صاحب البرکات کا عرس پاک بھی تھا۔ ان حضرات نے عرس کی تقریب سے قبل ہی حضور احسن العلماء سے ملاقات کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ عرس میں حضور احسن العلماء نے تقریباً ایک گھنٹے نہایت پر مغز اور عارفانہ و عالمانہ خطاب فرمایا۔ دوران خطابت بار بار اعلیٰ حضرت کا ذکر کرتے اور امام احمد رضا کے اشعار سے سامعین کو مظلوظ فرماتے۔ محفل کے اختتام پر حضور احسن العلماء نے خود ہی مشہور زمانہ سلام مصطفیٰ جان رحمت پڑھا اور آخر میں ایک شعر یہ بھی پڑھا:

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ

سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
حضرت نعمانی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ شعر سن کر آنکھیں نمناک ہو گئیں اور اس سے سرکار اعلیٰ حضرت کی جو عقیدت میرے دل میں تھی اس کی لواور تیز ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت کی شان وہ ہے کہ ان کے پیر خانے کے سجادہ نشین بھی ایسے عقیدت مند نہ شعر سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

موجودہ مشائخ میں حضور امین ملت، حضور شرف ملت، حضور رفیق ملت وغیرہ سے حضرت کی بڑی قلبی وابستگی ہے۔ ان حضرات کی سرپرستی میں آج بزرگان مارہرہ مطہرہ کے سائے تلے جو ملت اسلامیہ کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جا رہا ہے نعمانی صاحب اس سے بے پناہ متاثر نظر آتے ہیں۔ خصوصاً جامعۃ البرکات علی گڑھ کے ذریعے نئی نسل کی فکری و عملی تطہیر کا جو سامان تیار کیا گیا ہے اس سے حضرت نعمانی صاحب قبلہ بے حد مطمئن ہیں کہ یہ جامعہ طلبہ کو ایک نئے جہان سے متعارف کرا رہا ہے اور ان کے لیے جہان تازہ کی خبر لا رہا ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

”اس خانقاہ کی خصوصیت اور امتیاز میری نگاہ میں یہ بھی ہے کہ خانقاہ کے ذمے داروں نے ہمیشہ مسلک حق کی ترجمانی اور تائید کی ہے اور اہل علم و دانش کی بھی قدردانی کی ہے اور ہمیشہ کسی مفتی اہل سنت کو اپنا نمائندہ بنایا ہے تاکہ شرعی معاملات میں ان سے رہنمائی حاصل کر سکیں اور قوم کو رجوع کی ترغیب دے سکیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے لوگ کسی کو اپنے گھر کا ڈاکٹر اور کسی کو اپنا وکیل بنا لیتے ہیں اور ان کے مشوروں پر چلتے ہیں۔ پورے خانوادے کے افراد پڑھ لکھنے والے ہونے کے باوجود جس منکسرانہ مزاج کے مالک ہیں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے، یہ بھی بڑا امتیاز ہے اس خانوادے کا۔ خانقاہ برکاتیہ کے امتیاز کو ہم جیسوں کی نگاہ میں کیا جائیں کیا پہچانیں، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے جب اس خانقاہ کو اپنی بیعت کے لیے منتخب فرمایا اس سے اس کا مقام اور امتیاز معلوم و واضح ہے۔ پھر سرکار سید العلماء اور احسن العلماء علیہما رحمہ کی خدمات نے اور متاثر کیا اور ان بزرگوں کو

دیکھ کر اس خانقاہ کا امتیازی مقام نگاہوں میں رچ بس گیا۔“

حضرت نعمانی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور سرکار نوری میاں علیہ الرحمہ کی کتاب ”سراج العوارف“ نے بہت متاثر کیا اور فیض پہنچایا ہے اور اس خانقاہ کے بزرگوں میں حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء اور موجودہ سجادہ نشین حضور امین ملت سے نعمانی صاحب قبلہ نے خوب خوب فیض پایا ہے۔

فروغ اہل سنت کے لیے بے قراری:

آپ جب بھی حضرت نعمانی صاحب قبلہ سے ملاقات کریں گے وہ گفتگو کا رخ جماعتی احوال کی طرف موڑ دیں گے۔ مجمع الاسلامی مبارک میں دو سالہ تربیت تصنیف کے دوران راقم الحروف کا اس کا نہایت گہرا مشاہدہ ہو چکا ہے۔ جب بھی کوئی ملاقات کے لیے حاضر ہوتا اگر وہ کوئی عام آدمی ہوتا تو دعا و سلام خیریت کے بعد یہ سوال ضرور کیا جاتا کہ آپ کے گاؤں یا شہر میں مسلمانوں کی کتنی آبادی ہے، کتنی مساجد ہیں، اہل سنت سے کتنے لوگ وابستہ ہیں، کتنے علماء ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور وہاں کی دینی سرگرمیاں کیا ہیں۔ حاضر باش اگر عالم دین ہے اور لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتا ہے تو یہ سوال ضرور ہوتا کہ کیا کر رہے ہیں، اس موضوع پر ابھی ہمارے یہاں کوئی کتاب نہیں ہے، یا اگر ہے بھی تو معیاری نہیں ہے لہذا اس پر لکھیے، ان ان موضوعات پر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی مجالس میں حاضری دینے والا ضرور کچھ نہ کچھ لے کر اٹھتا ہے اور نئے جذبے سے سرشار ہو جاتا ہے۔

اہل سنت کے فروغ کے لیے وہ ہر وقت تیار رہتے ہیں، وہ آپسی نظریاتی اختلافات کو مخالفت اور جنگ میں تبدیل کرنے کے سخت خلاف ہیں۔ وہ اہل سنت میں اتحاد کے عظیم داعی ہیں۔ اہل سنت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے ان کی تجویز یہ ہے کہ ”سنی خانقاہوں کو جوڑا جائے، خانقاہوں میں علم دین کے فروغ کے لیے جدوجہد کی جائے۔ کم پڑھے لکھے لوگ جو فتاوے حتیٰ کہ کفر کے فتاوے بے سوچے سمجھے صادر کر رہے ہیں، اس پر کسی طرح قدغن لگائی جائے اس کے لیے ذمہ دار مفتیان کرام و اکابر علمائے اہل سنت کو متوجہ کیا جائے کہ وہ اس طرح کی بے راہ روی کو روکنے کے لیے پوری پوری کوشش کریں

اور ملت کو انتشار سے بچائیں۔ یوں ہی جاہل مقررین اور نام کے مفتی اسٹیجوں پر بے دھڑک فتوؤں کی بوچھاڑ کرنے سے گریز کریں۔ فروعی اختلافات اتنے نہ بڑھائے جائیں کہ کسی عالم یا مفتی کی ہتک عزت ہو جائے، کچھ تو اس پر عامل ہیں اور کچھ خاموش حوصلہ افزائی کر رہے ہیں جس سے ملت کا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ ذمہ دار حضرات کو اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیے اور اپنے مقام و مرتبے کا خیال رکھنا چاہیے۔“

خدمت قرآن:

حضرت کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہیں خدمت قرآن کا موقع ملا ہے۔ تراجم قرآن میں سب سے معتبر، مستند اور اہم ترین ترجمہ امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ ہے۔ اس میں بہت ساری کتابت کی اغلاط تھیں اور یہ ترجمہ یوں ہی مارکیٹ میں فروخت ہو رہا تھا۔ حضرت نعمانی صاحب قبلہ نے اس کی تصحیح کا فریضہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے ممکنہ حد تک اسے غلطیوں اور پروف کی خامیوں سے پاک کر دیا ہے۔ اب یہ ترجمہ مارکیٹ میں دستیاب ہے اور کئی نشریاتی ادارے اب اسی کو شائع کر رہے ہیں۔ حضرت کی اس عظیم خدمت کے صلے میں کئی سال قبل مارہرہ شریف میں حضور امین ملت کے ہاتھوں اعزاز سے بھی نوازا گیا اور انہیں پچاس ہزار روپے بھی پیش کیے گئے۔ ابھی حال ہی میں ادارہ نشان اختر اور رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام الفی قرآن بھی آپ کی نگرانی و تصحیح کے بعد شائع ہوا ہے۔ اس کی ہر سطر کا پہلا حرف الف سے شروع ہوتا ہے۔ یہ الفی قرآن بھی شائع ہو کر مقبول ہو رہا ہے۔ اس وقت حضرت نعمانی صاحب کنز الایمان کے عام نسخوں کے لیے کام کر رہے ہیں۔ پہلے جو کام کیا تھا اس پر مزید نظر ڈال رہے ہیں اور کنز الایمان کے مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی تحریر کر رہے ہیں۔ یہ کنز الایمان ان شاء اللہ جلد ہی دستیاب ہوگا۔ خدمت قرآن حضرت نعمانی صاحب کی حیات کا غیر معمولی اثاثہ اور عظیم ترین سرمایہ ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری نبھانا، اصلاحی تقریریں کرنا، اصلاحی کتابیں اور

مقالات لکھنا اور لکھوانا، مجمع الاسلامی مبارک پور کی اشاعتی سرگرمیوں میں حصہ لینا، علماء و طلبہ کی کتابوں پر نظر ثانی و اصلاحات کرنا، نئے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کرنا، ان کی کتابوں اور مقالات کی تصحیح کرنا حضرت کے محبوب مشاغل ہیں۔ وہ کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں، انہیں مشورے دیتے، کام کی تحریک عطا کرتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس طرح سے دیکھا جائے تو حضرت کی تصحیح شدہ کتابیں ہزاروں میں ہوں گی۔ حضرت نہ جانے کتنے مصنفین کے استاذ ہیں۔ وہ جہاں بھی جاتے ہیں ان کی درس گاہ لگ جاتی ہے اور طلبہ و علماء اور مصنفین و مقررین ان سے استفادہ کے لیے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ سیکڑوں کتابوں پر آپ کی تقاریر و تقادیم ہیں۔ مسرت کی بات ہے کہ ان کے معروف شاگرد مولانا افروز قادری چریا کوٹی ”جلوہ صدرنگ“ کے نام سے ان تقاریر و تقادیم کا مجموعہ مرتب کر رہے ہیں۔ ان کے مقالات کی تعداد بھی ہزاروں میں ہوگی۔ یہ سارے مقالات اصلاحی، دعوتی، فکری، سماجی نوعیت کے ہیں اور اپنی مثال نہیں رکھتے۔ ان کو اگر جمع کیا جائے تو کئی ضخیم ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں گی۔ راقم الحروف کو بھی حضرت کے فیض یافتگان میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آج جو کچھ بھی ہوں یہ حضور مفتی اعظم ہند و حضور حافظ ملت علیہما الرحمہ کے خصوصی فیض اور حضرت نعمانی صاحب قبلہ کی مشفقانہ تربیتوں کا ہی نتیجہ ہے۔

لفظ ”نعمانی“ اب ان کے اسم گرامی کا جز بن چکا ہے۔ حضرت امام اعظم کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ نعمانی لگاتے ہیں۔ آپ ہمیشہ عمامہ شریف زیب سر کیے رہتے ہیں۔ ۶۲ برس کی عمر جب انسان ریٹائر میٹ لے لیتا ہے اور پھر آرام سے زندگی گزارنا چاہتا ہے مگر اللہ والے کبھی ریٹائر میٹ نہیں لیتے، یہ اس وقت تک خدمتِ خلق میں مصروف رہتے ہیں جب تک ان کی سانس کا آخری تار بھی ٹوٹ نہیں جاتا۔ حضرت نعمانی صاحب اس عمر میں بھی اپنے دینی کاموں کی وجہ سے بے پناہ مصروف ہیں اور ماشاء اللہ بہت صحت مند اور چاق چوبند ہیں۔ اللہ عزوجل حضرت کا سایہ صحت و عافیت کے ساتھ ہم اہل سنت کے سروں پر تادیر قائم رکھے اور حضرت یوں ہی ہماری سرپرستی فرماتے رہیں۔

شیخ العلمامولانا رحمت اللہ قادری مدظلہ العالی



نام : رحمت اللہ قادری
 ولدیت : حبیب اللہ عزیزی مرحوم و مغفور
 مسکن : قصبہ ضلع بلرام پور۔ یوپی
 سن ولادت : ۱۲ دسمبر ۱۹۵۳ء

بیعت:

استاذ العلماء جلالہ العظم حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مبارکپوری قدس سرہ العزیز بانی الجامعۃ الاثریہ مبارکپور کے دست حق پرست پر ۱۹۶۴ء میں پھر ۱۹۷۹ء میں سیدی سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز سے طالب فیض ہوا۔ پھر ۱۹۹۳ء میں کانپور میں آقاے نعمت سرکار احسن العلماء قدس سرہ القوی کے دست حق پرست پر طالب فیض ہوا۔

پورا پتہ:

محلہ گوبند باغ، پوربی گیٹ، سرائے، بلرام پور، ضلع بلرام پور (یو. پی.)

ازدواجی زندگی:

روپئی ڈیہہ ضلع بہرائچ سے قریب چودا گاؤں کے باشندے جناب مشتاق احمد عرف بابو مستری مرحوم کی صاحبزادی میمونہ خاتون عرف مینا سے ابتدا نومبر ۱۹۸۶ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوا، ماشاء اللہ اہلیہ دیندار اور خدمت گزار ہیں۔

اولاد امجاد:

بجملہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹا غلام عبدالقادر عرف اچھے میاں سلمہ اور چار بیٹیاں زندہ و سلامت ہیں جو علم و ادب کی تحصیل اور تعلیم کے زیور سے آراستگی کی خاطر مصروف عمل ہیں۔
تعلیمی لیاقت:

فاضل درس نظامیہ، فاضل دینیات، فاضل معقولات، فاضل طب۔ عالم، کامل، مولوی، منشی، عربی فارسی بورڈ (اتر پردیش)

ذریعہ معاش:

ملازمت

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

بسلسلہ ملازمت، مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ، میرٹھ، جامعہ عربیہ ناگپور۔
جامعہ حبیبیہ الہ آباد، مدرسہ انوار الرضا گوراچوکی، جامعہ صدیہ پھونڈ شریف
مدرسہ مظہر العلوم گرہائے گنج، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، مدرسہ قادریہ بدایوں شریف،
مدرسہ شکوریہ بلہور، دارالعلوم فضل المدارس الہ آباد سے وابستہ ہونے کا اتفاق ہوا اور فی
الحال پندرہ سال سے مدرسہ عربیہ مدینۃ العلم بھدوہی میں مامور بہ خدمت ہوں۔

تصنیف کردہ کتب:

استاذنا المعظم حضرت علامہ میرٹھی علیہ الرحمۃ کی ”بشیر الناجیہ“ شرح کافیہ جو نامکمل
رہ گئی ہے اس کی تکمیل کی جدوجہد میں ہوں۔ علاوہ ازیں ”شرح عقائد“ اور ”نور الانوار“
کی اردو شرح بھی زیر ترتیب ہے۔

ان بزرگوں کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

سرکار مفتی اعظم ہند، سرکار سید العلماء، سرکار احسن العلماء، علامہ سید غلام جیلانی
میرٹھی، علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، علامہ عبدالصطفی اعظمی۔ سید احمد اجملی، الہ
آباد، علامہ محمد طیب خاں صاحب گوئدوی، علامہ سید محمد اکبر میاں، اور بھی کئی حضرات اس

فہرست میں شامل ہیں مگر اختصار سلسلہ آگے بڑھانے سے مانع ہے۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

سرکار مفتی اعظم ہند کی دوبار کی نگاہ التفات و عنایت اور سرکار احسن العلماء کی تین
بار کی نگاہ نوازش و عنایت۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے؟

خانقاہ برکاتیہ اور مارہرہ شریف کا تذکرہ بچپن سے ہی کانوں میں آرہا ہے۔ استاذ
العلماء جلالہ العلم حضور حافظ ملت جب بھی بلرامپور تشریف لاتے۔ اپنے مریدین مخلصین اور
حلقہ احباب میں کثرت سے مارہرہ شریف اور وہاں کے بزرگوں کے روحانی اور علمی
کمالات کا ذکر فرماتے، جس سے بلرامپور والوں کو مارہرہ شریف اور خانقاہ برکاتیہ سے ایک
خاص روحانی وابستگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس وابستگی کو مزید جلا اور استحکام اس وقت میسر ہوا، جب
۱۹۶۸ء میں حضور سرکار سید العلماء مدرسہ فخر العلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں پہلی بار
بلرامپور تشریف لائے۔ خاندانی، روحانی اور علمی وجاہت کے ساتھ ساتھ آپ کے منفرد اور
بے مثال حسن و جمال نے اہل بلرامپور کو اپنا اسیر اور دیوانہ بنا لیا۔ دوسرے سال پھر آپ
نے بلرامپور کو اپنے قدم مہینت لزوم سے نوازا اور اپنے الطاف و عنایات کے دریا
بہا دیے۔ یہ فقیر اسی وقت سے سرکار سید العلماء کے شیدائیوں میں شامل ہے۔

یہ فقیر دارالعلوم غریب نواز الہ آباد میں مامور بہ خدمت تھا۔ سرکار احسن العلماء مخدوم
اکرم واعظم حضور سرکار امین ملت قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی بارات لے کر الہ آباد تشریف
فرما ہوئے۔ اسی موقع سے آپ نے دارالعلوم غریب نواز کو اپنے قدم سے زینت بخشی۔ آپ کی
تشریف آرزانی سے دارالعلوم میں جشن بہاراں کا سماں تھا۔ تمامی اساتذہ و طلبہ کو آپ نے اپنے
مبارک کلمات سے نوازا۔ پند و نصائح کے گوہر لٹائے، اور سو روپے کے چند نوٹ اس فقیر کے
حوالہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اس کی مٹھائی منگا کر بچوں میں تقسیم کرا دیجئے۔“

سرکار احسن العلماء سے روبرو ہونے کا یہ پہلا موقع تھا۔ پھر اس کے بعد تو مسلسل

الطاف و عنایات کی بارشیں ہوتی رہیں۔

۱۹۸۶ء میں حضرت علامہ مفتی قاری سید مقبول حسین صاحب قبلہ حبیبی دام ظلمہ الاقدس (امام و خطیب جامع مسجد وقاضی شہر الہ آباد) کے ہمراہ پہلی بار مارہرہ شریف حاضری ہوئی۔ سرکار احسن العلماء ممبئی کے لیے سفر کی تیاری میں تھے، پھر بھی گھنٹوں شرف نیاز بخشا، بے شمار انعامات و اکرامات اور منت ہائے فراواں سے نوازا۔ ان مبارک اور پر کیف لمحات کا منظر اب بھی شعور کی آنکھوں میں گردش کناں ہے۔

۱۹۹۰ء میں یہ فقیر مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں مدرس ہوا جب سے برابر ہر سال عرس قاسمی میں حاضری کا التزام ہے۔ اس لیے کہ یہی میرے لیے توشہ آخرت ہے۔ خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت ہے:

۱- امین امانات و اسرار خاندان برکات، قاسم کاسات، فیض و جود و نوال سیدی مولائی الکریم حضور امین ملت قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، تاجدار مسند غوثیہ قاسمیہ مارہرہ مطہرہ۔

۲- پناہ غریباں، ملاذ بے چارگاں، منبع حسنات و برکات، مجموعہ جملہ خوبی و کمالات۔ سیدی و آقائی الکریم رفیق ملت حضور سید نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم القدسیہ، تاجدار مسند غوثیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

خاندان برکات میں یہ دستور ہے کہ وصال فرمانے والے صاحب سجادہ کے عرس چہلم میں نئے صاحب سجادہ کی رسم سجادگی ادا ہوتی ہے۔ مسند سجادگی پر جلوس فرمانے کے بعد نیا صاحب سجادہ افراد خاندان کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمانے کے ساتھ ساتھ خاندان سے باہر کے بھی کچھ افراد کو اپنی خلافت عطا فرماتا ہے۔

سیدی الکریم حضور احسن العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس چہلم میں خاندان سے باہر کے جن افراد کو خلافت کے لیے منتخب کیا گیا، خوش قسمتی سے ان میں ایک یہ فقیر بھی تھا۔

سیدی الکریم حضور رفیق ملت قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے پہلی بار آخر دسمبر ۱۹۹۶ء میں مدرسہ شکوریہ بلہور کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر چاروں سلسلوں کی خلافت عطا فرمائی اور حضور سرکار احسن العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمامہ مبارکہ سے مجمع عام میں اس فقیر کی دستار بندی فرمائی۔

دوسری بار ۲۰۰۴ء میں مدرسہ عربیہ مدینۃ العلم بھدوہی کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر مجمع عام میں سلاسل اربعہ کی خلافت سے نوازا اور اپنا سیاہ رنگ کا طویل و عریض رومال مبارک بطور یادگار عطا فرمایا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

اس شعر سے عیاں ہے ۔

برکفے جام شریعت برکفے سند ان عشق

ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ طیبہ اور حضرات صوفیا صافیہ قدس سرارہم کی سیرت و تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر ہم سرخرو اور صاحب عظمت ہو سکتے ہیں۔

آج سے پونے چودہ صدی پیشتر

تم جہاں تھے چلو پھر وہیں لوٹ کر

فی الحال اقامت مع پتہ:

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلم، محلہ پیر خانپور، بھدوہی، سنت روی داس نگر بھدوہی (یوپی)

فون نمبر: 9450236511

حضرت مفتی عبدالحلیم نوری مدظلہ العالی

مولانا ابرار رضا مصباحی، پرنسپل: الجامعۃ الاسلامیہ، نئی دہلی

ولادت و پرداخت:

حضرت مفتی عبدالحلیم نوری صوبہ بہار کے معروف ضلع کٹیہار کے ”چوکی“ نامی گاؤں کے محلہ ”دھرسہ“ میں ۱۰ جنوری ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے اور یہیں آپ کی نشوونما ہوئی۔ والدین کریمین نے آپ کا اسم گرامی ”عبدالحلیم“ تجویز فرمایا۔ والد ماجد شفی عطاء الرحمن اشرفی تھے جو علاقے کے ایک معزز اور باوقار فرد تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے دینی تعلیم و تربیت کا آغاز استاذ گرامی مولانا علی عباس کے حکم سے اپنے ہی گاؤں کے مدرسہ بدر العلوم چوکی (بانی: بدرالحسین پتی دارمرحوم) سے فرمایا۔ یہاں آپ نے ابتدائی اردو، فارسی اور عربی کی کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں جن میں مولانا عبدالشکور شاہدی، مولانا علی عباس، مولانا عبدالرزاق، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا قاری طالب حسین، ماسٹر محمد محسن، ماسٹر ابو ظفر شامل ہیں۔ پھر بائسی علاقے کا معروف تعلیمی ادارہ مدرسہ اسلامیہ قمر گنج کمہر و امیں داخل ہوئے، جہاں آپ نے مولویت تک کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں مولانا رحمت حسین کلیمی، مولانا ظہور احمد، مولانا ظہیر الدین احمد، مولانا معین الدین اور ماسٹر قمر الحق تھے۔ اس کے بعد اپنے تعلیمی سفر کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں صوبہ بہار کی معروف دینی درس گاہ دارالعلوم نظامیہ فیضیہ ایٹھی پور بھاگل پور حاضر ہوئے، جو اپنی تعلیمی و ثقافتی سرگرمیوں اور نامور علماء و فضلاء خصوصاً حضرت امام علم وفن خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ کی تشریف آرائی کی وجہ سے طالبان علوم نبویہ کی کشش کا باعث بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ مفتی موصوف بھی اس سرچشمہ علم و ادب میں وارد ہوئے اور ایک طویل

عرصہ گزار کر درجہ ثالثہ سے درجہ سابعہ تک کی اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی، امام علم وفن اور دیگر اساتذہ کی درس گاہ سے اپنی علمی تشنگی کو خوب سیراب کیا اور اساتذہ کرام کی بے پناہ شفقتوں، محبتوں، الفتوں اور دعاؤں سے بہرہ ور ہوئے۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں مفتی ہاشم علی پورنوی، مفتی ایوب مظہر پورنوی، مفتی مطیع الرحمن مظفر پورنوی، مولانا مشتاق احمد جیسے جید علماء و فضلاء شامل ہیں۔ اس کے بعد تکمیل دورہ حدیث کے لیے ملک کا مشہور و قدیم تعلیمی ادارہ جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد میں داخل ہوئے اور اس کے خوش گوار علمی و تربیتی ماحول میں رہ کر ۲۱ ستمبر ۱۹۸۱ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں مولانا مبین الدین امرہوی، مفتی طریق اللہ بھاگل پوری، مفتی ایوب خان نعیمی بھاگل پوری اور مولانا ہاشم نعیمی مراد آبادی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

درسی رفقا:

آپ کے درسی احباب و رفقا میں مولانا سراج الدین، کٹیہار (صدر المدرسین دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ) مولانا مظفر حسین، پورنیہ (ناظم تعلیمات دارالعلوم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ) مولانا نیاز احمد، پورنیہ (بانی: کلیۃ البنات گوبائی) مولانا اخلاق احمد، کٹیہار، مولانا فیاض احمد خاں، چھپرہ، مولانا عبدالباری، بنگال، مولانا نور عالم، بنگال وغیرہ جید علماء و فضلاء شامل ہیں جو مختلف مقامات میں علمی و دینی اور قومی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

عقد مسنون:

آپ کی شادی علاقے ہی کے شکار پور ماہی نگر نامی گاؤں میں مولوی ممتاز شکار پوری کی بڑی صاحب زادی تبسم نگار فاطمہ سے ہوئی جن سے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں کل ۷ اولاد پیدا ہوئیں:

(۱) مولانا حافظ قطب رضا (استاذ، مدرسہ غوثیہ کشی نگر، یو پی) (۲) مولانا شبیہ رضا (جو جامعہ سعدیہ سے فضیلت اور شعبہ تخصص فی الادب کی سندیں رکھتے ہیں اور فی الحال ادارہ شرعیہ پٹنہ میں ”شعبہ تخصص فی الفقہ“ میں زیر تعلیم ہیں۔ جن سے مفتی موصوف کو

علمی و دینی خدمات کے توقعات وابستہ ہیں) (۳) حسن جیلانی (۴) محمد غلام محی الدین احمد رضا نورانی (جو علاقے کے اسکول میں میٹرک کلاس میں زیر تعلیم ہیں) (۱) یاسین زینت فاطمہ (۲) بی بی رضویہ (۳) فرحت فاطمہ۔

تدریسی خدمات:

سب سے پہلے علمی و تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے ۱۹۸۱ء میں مدرسہ اشرف العلوم قصبہ شیش گڑھ بریلی میں صدر المدرسین کی حیثیت سے تشریف لے گئے اور ۳ سال تک اپنی علمی و درسی صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں مدرسہ بدر العلوم جھپور نینی تال میں صدر المدرسین کی حیثیت سے بلائے گئے اور یہاں ایک سال تک تدریسی فرائض انجام دیے۔ پھر ۱۹۸۵ء میں مدرسہ غوثیہ اسلامیہ رانجن جموں کشمیر میں بساط تدریس بچھائی اور صدر المدرسین کے عہدے پہ فائز رہے اور پھر اثنائے سال ہی ناگوار حالات پیش آنے کی وجہ سے مستعفی ہو کر جامعہ قدریہ محلہ کسرول مراد آباد آگئے اور یہاں صرف ایک سال قیام فرمایا۔ پھر ۱۹۸۶ء میں معروف دینی ادارہ مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد تشریف لائے اور یہاں بھی صدر المدرسین کے اعلیٰ منصب پر متمکن رہے، مستقل مزاجی کے ساتھ ۱۹۹۲ء (یعنی ۷ سال) تک تدریسی و صدارتی فرائض انجام دیتے رہے اور بے شمار علما پیدا کیے۔ اس کے بعد ۱۹۹۲ء میں جامعہ اشرفیہ حسن العلوم مان پور چچہرہ بہار تشریف لائے اور صدر المدرسین کی حیثیت سے ۱۹۹۸ء تک رہے۔

دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ میں ورود:

آپ ۱۹۹۸ء میں دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ میں صدر المدرسین کے طور پر تشریف لائے اور دیکھتے ہی دیکھتے قلیل عرصے میں اہم کارنامے انجام دے گئے۔ آپ نے دارالعلوم کے تعلیمی معیار کو بلند کر کے اس کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ ادارے کی تعمیر و توسیع فرمائی اور اس کو علاقے کا مرکزی ادارہ ہونے کا شرف بخشا۔ آپ اپنی تمام تر علمی و فکری توانائیوں کے ساتھ ۱۶ سال سے اب تک صدر المدرسین اور مہتمم کی حیثیت سے علوم و فنون

کی خدمت و اشاعت، طالبان علوم نبویہ کی تربیت و ہدایت اور دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم کے تین آپ کی مخلصانہ محنتیں، کوششیں اور کاوشیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی:

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ آپ کے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم ہند اور دادا پیر اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا پیر خانہ اور مرکز عقیدت ہے۔ خانقاہ برکاتیہ سے آپ کی وابستگی اپنے شیخ کامل یعنی حضرت مفتی اعظم ہند کے ذریعے اور وسیلے سے ہوئی۔

خانقاہ برکاتیہ میں حاضری:

جب آپ حضرت مفتی اعظم ہند سے بیعت ہوئے تو مشائخ مارہرہ کی عظمت سے بھی واقف ہوئے اور ان کے فضائل و کمالات کے بارے میں مختلف علما و فضلا اور مشائخ سے بھی سنے تو دل اس درمقدس کی حاضری کے لیے بے تاب ہو گیا اور ایک روحانی کشش بھی ہوئی جس کے نتیجے میں آپ ۱۹۹۸ء میں آستانہ برکاتیہ مارہرہ پہنچے اور خاندان برکات کے علمی، دینی، اخلاقی اور روحانی حسنات و برکات سے مالا مال ہوئے۔

خلافت و اجازت:

خلافت و اجازت کی نعمت عظمیٰ اور دولت بے بہا امین ملت حضرت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی دام ظلہ العالی (زیب سجادہ: آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) سے حاصل ہوئی ہے۔

واقعہ خلافت:

آپ کے حصول خلافت کا واقعہ بڑا اہم اور انتہائی یادگار ہے۔ دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ کے زیر اہتمام سہ سالہ ”کنز الایمان کانفرنس“ منعقدہ ۴ اپریل ۲۰۱۰ء کے موقع پر جہاں نامور خطباء و مقررین اور شعرا و نعت خواں مدعو تھے، وہیں اس سال

خصوصی طور پر خانقاہ برکاتیہ کے چشم و چراغ اور گل سرسبد حضرت امین ملت مارہروی دام ظلہ سرپرست اجلاس کی حیثیت سے مدعو تھے اور ساتھ ہی امام علم و فن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی بھی۔ رات کا وقت تھا، علمی و دینی بیانیوں اور مترنم آوازوں سے سامعین بھرپور محظوظ ہو رہے تھے۔ پوری مجلس مسحور ہو رہی تھی اور خوب ضیا پاشیاں ہو رہی تھیں۔ حضرت امین ملت اسٹیج پر کرسی وعظ و نصیحت پر جلوہ افروز تھے اور لوگوں کو اخلاقی و روحانی تعلیمات سے سرشار کر رہے تھے۔ ہر طرف سکون اور روحانیت طاری تھی، سامعین ایک آل رسول اور شیخ طریقت کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے۔ اثنائے وعظ و نصیحت حضرت امین ملت مارہروی کے چہرے پر جلال طاری ہوا اور اسی حال میں اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا:

”جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو، جو میں عبدالحلیم میں پاتا ہوں تم نہیں پاتے ہو، میں جو جان رہا ہوں تم نہیں جان رہے ہو، میں ان کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت دیتا ہوں۔“

اس کے بعد پھر کیا تھا؟ مجمع میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور سامعین و حاضرین نے حضرت امین ملت کے اس انعام و اکرام کا استقبال تکبیر و رسالت کے فلک شگاف نعروں سے کیا اور پھر ہر طرف خوشیوں کی ایک لہر دوڑ گئی، ایک پر کیف ماحول، خوبصورت منظر اور روحانی سماں بندھ گیا۔ اس موقع پر حضرت امام علم و فن نے اپنی علمی و فکری صلاحیت و بصیرت کا مظاہرہ فرما کر جو جملے ارشاد فرمائے وہ تاریخ کا اہم حصہ بن گئے ہیں۔ حضرت امام علم و فن کھڑے ہوئے اور امین ملت کی خداداد بصیرت، جو ہر شناسی، شخصیت فہمی اور اپنے شاگرد رشید کی ذات و اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”عبدالحلیم کو پڑھایا میں نے اور ان کو سمجھا تو حضرت امین ملت نے“

خانقاہ برکاتیہ سے عقیدت:

خانقاہ برکاتیہ سے آپ کی عقیدت قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ آپ اپنے مشائخ مارہرہ کا برابر ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کئی مساجد کی بنیادیں ڈالی ہیں۔ جن میں سے کئی مسجدوں کو ”برکاتی مسجد“ کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اسی طرح

اپنے دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ کے ایک وسیع ہال کا نام ”برکاتی ہال“ تجویز فرمایا ہے اور اسی طرح مختلف چیزوں کو آپ نے ”برکاتی“ نسبت سے منسلک کیا ہے۔

علمی و دینی خدمات:

آپ نے قابل قدر دینی و علمی خدمات انجام دی ہیں۔ ۱۹۸۱ء سے تاحال (۲۰۱۳ء) یعنی ۳۲ سال کی بڑی مدت کو درس و تدریس کے لیے وقف کر دیا ہے، اس کے ذریعے آپ نے قوم و ملت اور مذہب و مسلک کی خدمت کے لیے ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ پیدا کیے۔ آپ نے دور و دراز علاقے میں دینی تعلیمات اور اس کے زریں پیغامات کو عام کیا ہے اور مساجد و مدارس قائم کیے ہیں۔ گو کہ آپ نے کوئی مستقل ادارہ، دارالعلوم، مدرسہ، مکتب، مسجد وغیرہ قائم نہیں فرمایا ہے تاہم آپ نے تعمیری ذہن و فکر کے حامل تلامذہ ضرور پیدا کیے۔ جنہوں نے آپ کی درس گاہ فیض سے خوشہ چینی کرتے ہوئے مساجد، مکاتب، جامعات اور ادارے قائم کیے ہیں جو دراصل آپ ہی کی ذہنی و فکری اور تعمیری و توسیعی تربیت کا نتیجہ ہے۔ جن میں خطیب الہند مولانا سہیل احمد قادری اور مولانا توفیق احمد نعیمی شیش گڑھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر نے راجدھانی دہلی میں ایک مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاسلامیہ جیت پور اور جامعہ حضرت فاطمہ الزہرا قائم فرما کر گویا علمائے اہل سنت کی طرف سے ایک کفارہ ادا کر دیا ہے اور مذہب و ملت کے تین علمائے اہل سنت کو ایک قرض سے سبکدوش کر دیا ہے۔ جامعہ ہذا میں از اعدادیہ تا سادسہ (عالمیت) اور حفظ و قرأت کی باضابطہ تعلیم و تربیت الازدی استعداد و علم و اساتذہ کی نگرانی میں دی جارہی ہے۔ اس ادارے میں کئی نامور علماء و مشائخ بھی تشریف لائے ہیں۔ جن میں حضرت امین ملت دام ظلہ کی بھی ذات گرامی ہے جو ادارے کے سالانہ اجلاس ”فیضان علم کانفرنس“ کے حسین موقع پر بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنے گراں قدر تاثرات اور پر خلوص دعاؤں سے ادارے کو نوازا۔ موخر الذکر (مولانا توفیق احمد نعیمی شیش گڑھی) نے شیش گڑھ بریلی کی سرزمین پر روایت کے مطابق ”مدرسہ عالیہ نعمانیہ“ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا ہے اور ساتھ ہی علمی و تصنیفی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کے کئی قابل فخر تلامذہ ہیں جنہوں نے تعلیمی

و تعمیری میدان میں لائق تعریف کارنامے انجام دیے ہیں۔

خدمت خلق:

آپ جہاں درس و تدریس کے ذریعے علمی و دینی خدمات میں مصروف ہیں وہیں خدمت خلق کے بھی عمدہ فرائض انجام دے رہے ہیں اور پریشان حالوں، مصیبت زدوں اور شکستہ خاتروں کی خبر گیری و خیریت پرسی کر کے دعا و تعویذ کے ذریعے ان کا حل فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دست اقدس میں بڑی شفا بخشی ہیں اور دعا و تعویذ کے لیے عمل میں تاثیرات عطا کی ہیں، آپ رضائے الہی کے حصول کی خاطر دعا و تعویذ کا عمل بے لوث انجام دیتے ہیں جو آج کے پیشہ ور عالمین و معوزین کے لیے لائق تقلید اور نمونہ عمل ہے۔

دعوتی و تبلیغی کارنامے:

جہاں جہاں آپ کا دورہ ہوتا ہے آپ عالمانہ تمکنت اور ملنسارانہ عادات سے لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں۔ لوگوں کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کے ارشادات و ہدایات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور ان کی اہمیت و ضرورت کو بیان فرماتے ہیں۔ خدمت خلق، حسن سلوک اور اخلاق حمیدہ اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دعوت و تبلیغ خصوصاً صوفیہ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے کئی وہابی خیال رشتہ داروں کو تائب کرا کے سنیت میں داخل فرمایا ہے اور بہت سے بے راہ روں کو راہ راست پر گامزن کیا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

اس وقت آپ کے شب و روز دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ کی تعمیر و ترقی، طلبہ کی تعلیم و تربیت، علوم و فنون کی خدمت و اشاعت، خدمت خلق، دعا و تعویذ، اور ادو وظائف، عبادت و ریاضت میں گزر رہے ہیں۔

مبلغ اہل سنت مفتی ولی محمد رضوی مدظلہ العالی

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی، باسنی، ناگور

پیدائشی حالات اور تعلیمی مراحل:

حضرت مفتی اعظم باسنی ۹ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ / مطابق ۱۹۵۵ء میں باسنی کے ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی جناب الحاج عبدالشکور صاحب (۲۰۰۶ء) نیک سیرت، پابند صوم و صلوة، کم سخن، اور بااخلاق شخص تھے، کبھی کسی سے ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتے، راستے میں نگاہیں جھکا کر چلتے، اس طرح حضرت مفتی اعظم باسنی پر گھر کے ماحول کا بھی گہرا اثر پڑا، والدہ ماجدہ بی بی حنیفہ ایام طفولیت (۱۳۷۹ھ) ہی میں انتقال کر گئی تھیں، والد صاحب نے بڑے ہی پیارا و شفقت کے ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی، ابتدائی تعلیم کے لئے ۱۳۸۱ھ میں باسنی کی مرکزی درس گاہ اُم المدارس مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ میں داخلہ کروایا یہاں آپ نے شیخ القوم حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب علیہ الرحمہ، قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا ظہور احمد صاحب علیہ الرحمہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے ہوئے عربی، فارسی بھی شروع کر دی، جب آپ کے دل میں تعلیم کا اس قدر شوق دیکھا تو شیخ القوم نے آپ کو مدرسہ کی رخصت کے بعد مسجد کے حجرہ اور گھر پر بھی پڑھانا شروع کر دیا، خوب محنت و لگن سے پڑھا، استاذ محترم نے بھی بڑی شفقت سے پڑھایا، بارہا فرماتے: ”ولی محمد پڑھ لو انسان بن جاؤ گے“ مفتی صاحب مدظلہ اکثر فرماتے ہیں: مجھے اُس وقت تو صحیح طور پر اس کی اہمیت معلوم نہ ہوئی لیکن اب سوچتا ہوں کہ حضرت کے اس قول میں کتنی گہرائی ہے۔ پھر اچانک والد صاحب نے آپ کو ممی تجارت کے لئے بھیج دیا وہاں بھی آپ نماز، روزہ کے پابند رہے اور بڑی ذمہ داری

سے کام کیا، ۱۳۹۶ھ میں جب آپ ممی سے گھر واپس آئے تو درس نظامی شروع کر دیا، شیخ القوم اور قائد اہل سنت نے آپ کو ہدایہ، مشکوٰۃ، نور الانوار وغیرہ سبقاً سبقاً پڑھائی اور اپنی خصوصی توجہات سے نوازے۔ ۱۳۹۷ھ میں پاسبان ملت حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ بآسانی تشریف لائے اور یہاں سنی تبلیغی جماعت کا سنگ بنیاد رکھا، آپ نے مقامی علمائے کرام کے روبرو فرمایا: دارالعلوم غریب نواز الہ آباد آجاؤ، راجستھان میں بادل بن کر برسو گے، مفتی صاحب فرماتے ہیں: حضرت کے یہ جملے میرے دل میں تیر بہد کی طرح پیوست ہو گئے اور میں نے الہ آباد جانے کا ارادہ کر لیا، ۱۴۰۱ھ میں صوبہ راجستھان کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور سے حضور مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کو قرأت کی سند و دستار سے نوازے۔ ۱۴۰۲ھ میں دارالعلوم غریب نواز الہ آباد جا کر دورہ حدیث میں داخلہ لیا اور ۱۴۰۲ھ میں سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے، پھر وہیں سے حضرت پاسبان ملت کے حکم پر شفیق ملت حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب قبلہ شریفی دام ظلہ کی نگرانی میں افتا کی مشق بھی فرمائی اور ۱۴۰۷ھ میں سند افتا سے نوازے گئے۔ ۱۴۲۳ھ میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری صاحب قبلہ مدظلہ نے آپ کو سند حدیث عطا فرمائی۔ اور ۲۰۱۲ء میں ضلع ناگور شریف کا قاضی شرع بھی مقرر فرمایا، اس طرح آپ پراکثر برین علما و مشائخ نوازشیں فرماتے رہے، آج اللہ رب العزت نے یہ مقام عطا فرمایا کہ ”مفتی اعظم بآسانی“ کہے جاتے ہیں۔

معروف اساتذہ:

شیخ القوم حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب قبلہ بآسانی علیہ الرحمہ۔ قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا ظہور احمد صاحب قبلہ بآسانی علیہ الرحمہ۔ محدث امر وہوی حضرت علامہ مبین الدین صاحب قبلہ امر وہوی علیہ الرحمہ۔ امام النجہ حضرت علامہ مفتی بلال احمد پورنوی دام ظلہ (مقیم حال ممی) شفیق ملت حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب قبلہ شریفی

دام ظلہ (پرنسپل دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، یوپی) پیکر خلوص حضرت علامہ مولانا یامین احمد صاحب قبلہ دام ظلہ (مہتمم جامعہ نعیمیہ، مراد آباد، یوپی) ماہر درسیات حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ استاذ القراء حضرت مولانا قاری احمد جمال صاحب قبلہ (شیخ النجید جامعہ امجدیہ، گھوسی، یوپی) پیکر خلوص و محبت حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اکبر صاحب قبلہ دام ظلہ بآسانی۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا طریق اللہ صاحب قبلہ دام ظلہ (شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد، یوپی)۔

سیرت و کردار:

حضرت مفتی اعظم بآسانی مدظلہ کی سیرت و صورت بڑی پاکیزہ ہے، آپ کے اخلاق بلند اور کردار بڑا صاف ستھرہ ہے، نہ کسی سے کوئی ذاتی دشمنی و عناد، اور نہ کسی سے معاصرانہ چلچلش، بس دین و سنیت کے مشن کو فروغ دینے میں ہر دم مصروف رہتے ہیں، آپ کے استاذ گرامی شفیق ملت حضرت علامہ مفتی شفیق احمد صاحب قبلہ شریفی مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز الہ آباد (یوپی) آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق لکھتے ہیں: عزیز گرامی حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب فاضل دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کو خداوند کریم نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے، یہ ایک بلند پایہ اور بالغ نظر مدرس ہیں اور حاضر دماغ و عمیق نظر مفتی بھی، سادہ بیان اور نکتہ رس مقرر اور فکر انگیز و حقیقت نگار صاحب قلم بھی، ان تمام خوبیوں کے ساتھ متواضع، شریف الطبع عالم باعمل ہیں، یہ میرے اُن مخصوص تلامذہ میں سے ہیں جن پر مجھے فخر ہے اور جن پر مرکز علم و ادب دارالعلوم غریب نواز کو بھی ناز ہے، ”مفتی اعظم بآسانی! حیات و کارنامے، ص: ۱۹۳، ۱۹۴“ اس طرح آپ نے اپنے اخلاق و کردار سے اپنے اساتذہ و مشائخ کے دلوں میں قدر پیدا کی، یہی وجہ ہے کہ آج ہر آدمی آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے، آپ کی عزت کرتا ہے، قصبہ بآسانی میں جب بھی آپ کا کوئی عزیز کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو فوراً اُس کی عیادت و تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور اُس کے لئے برابر دعائے شفا کرتے رہتے ہیں، آپ کے ان

اخلاق کریمانہ سے بہت سے حضرات آپ کے شیدائین گئے۔ حضرت مفتی صاحب کے یہاں ریائونخت، تکبر و انانیت کا گذر تک نہیں ہے، ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہیں اور ملنے والے ہر عالم دین سے برابر سلام و دعا رکھتے ہیں، تمام علما و مشائخ کا خود بھی احترام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے رہتے ہیں، اپنی یومیہ ڈائری میں ایک جگہ لکھتے ہیں: ہر عالم کا مشن بھرپور طریقے سے فروغ دین و سنیت ہونا چاہیے، تمام سلاسل طریقت سے عقیدت و محبت و ادب از حد ضروری ہے اسی میں اتحاد و ملت ہے، اور باطل کی سرکوبی کے لئے قوت و وحدت از حد ضروری ہے، (یومیہ ڈائری، ص: ۵، ۱۴۲۶ھ)

خوف و خشیت:

حضرت مفتی اعظم باسنی مدظلہ کا سینہ اللہ و رسول جلّ و علا ﷺ کی محبت و خشیت سے آباد ہے، سفر و حضر، صحت و بیماری میں کبھی بھی کوئی نماز، روزہ ترک نہیں ہوتا، شریعت و سنت کا اتباع آپ کا نمایاں وصف ہے، سنن و نوافل کا بھی پورے طور پر اہتمام فرماتے ہیں، صبح اٹھتے ہی قرآن شریف اور دلائل الخیرات شریف کی ہمیشہ تلاوت کرتے ہیں جو آپ کے روزمرہ کے معمولات میں شامل ہے، خوف و تقویٰ کا یہ عالم کہ ہر طرح کے منہیات و منکرات شرعیہ سے حتیٰ الوسع احتراز کرتے ہیں اور دوسروں کو بچانے کی ہر دم کوشش فرماتے ہیں، سنت رسول ﷺ کی اہمیت و افادیت کے متعلق اپنے ایک فتویٰ میں مفتی صاحب قبلہ لکھتے ہیں: پیارے آقا ﷺ کی غلامی کا تقاضا ہے کہ سب کے چہرے سنت رسول پاک ﷺ سے مرصع ہوں کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: ”قصو الشواہب و اعفوا اللحیٰ خالفوا المشرکین“ مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ، مشرکین کی مخالفت کرو۔ اس پر خدا کے واسطے عمل کرو، خدا کے واسطے مسلمانو! بیدار ہو جاؤ، ہر اداسے سچے مسلمان نظر آؤ، یہی کامیابی کا راستہ ہے، سنت نبی کریم ﷺ پر عمل کرنے سے مسلمان کی شان بڑھتی ہے، نماز مقبول ہوتی ہے، ثواب میں برکت ہوتی ہے، مسلمانو! جس طرح دوسری دنیوی

ضرورت پوری کرنے میں ہر طرح کی کوشش کرتے ہو خدا را اس کو بھی جو دینی ضرورت ہے ضرور ضرور پوری کرو، (فتویٰ رجسٹر) حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم باسنی مدظلہ جس طرح خود شریعت مطہرہ کا اتباع و اہتمام فرماتے ہیں دوسروں سے بھی یہی چاہتے ہیں، آپ کبھی بھی خالہ زاد، ماموں زاد، بہنوں سے مصافحہ نہیں کرتے اور بغیر پردہ بات نہیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کا خاندان کی ہر خاتون بے پناہ ادب و احترام کرتی ہے اور میں نے تو یہاں تک کہ دیکھا کہ عمر رسیدہ خواتین بھی آپ سے بے حد شرم کرتی ہیں اگر راستے میں گذر ہو جائے تو کنارے ہو جاتی ہیں، اور فوراً پردہ کر لیتی ہیں۔

قلمی خدمات:

حضرت مفتی اعظم باسنی مدظلہ العالی نے درج ذیل جو کتب و رسائل تصنیف کئے، اُن کے اسماء تحریر کئے جاتے ہیں (۱) ثبوت علم غیب و توسل (۲) علمی محاسبہ (۳) تعارف سنی تبلیغی جماعت (۴) تعارف مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ (۵) حیات قائد اہل سنت (۶) آئینہ صداقت (۷) آئینہ ہدایت (۸) آئینہ حقیقت (۹) مسائل زکاۃ (۱۰) طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ (۱۱) مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو (۱۲) مشعل راہ (۱۳) لمعات ولی (مجموعہ مقالات) (۱۴) مسئلہ رفع یدین (۱۵) مسائل عشر و زکاۃ (۱۶) ترکیب نماز (۱۷) راہ ہدایت (۱۸) تصدیقات حسام الحرمین (زیر ترتیب) (۱۹) تذکرہ علمائے باسنی (زیر ترتیب)۔ ان کے علاوہ علمائے اہل سنت کی کتب پر متعدد تاثرات و تقریظات لکھیں جن کی تعداد ۳۰ کے قریب ہے، ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت مفتی صاحب کو قلم کی قوت سے بھی مالا مال فرمایا ہے، جس کے ذریعہ آپ اشاعت دین و سنیت اور قوم و ملت کی اصلاح کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

فتویٰ نویسی:

تقریباً ۲۷ سال سے راجستھان اور بیرون راجستھان کے آمدہ سوالات کے جوابات کتاب و سنت کی روشنی میں تحقیقات رضویہ کے مطابق دیے جاتے ہیں، آپ کے

فتاویٰ کی تعداد سیکڑوں صفحات پر مشتمل ہے، آپ کے ساتھ برادر کبیر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقادر رضوی اشفاقی بھی تقریباً ۱۲ سال سے فتاویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، ”نوری دارالافتا“ جامع مسجد باسنی، ناگور شریف سے جاری شدہ فتاویٰ رجسٹر کی تعداد ۸ کے قریب ہے۔

تدریس اور ترجمہ نگاری:

حضرت مفتی اعظم باسنی مدظلہ العالی نے دوران تعلیم ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا تھا، مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ جو باسنی کا سب سے قدیم اور مرکزی ادارہ ہے یہاں آپ نے ۱۳۹۶ھ سے درس دینا شروع کیا، شیخ القوم اور قائد اہل سنت آپ کی رہنمائی فرماتے، ایک طرف خود پڑھتے اور دوسری جانب طلبہ کو پڑھاتے تھے، اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور اس وقت آپ صدارت کے منصب پر فائز ہیں، جہاں ۱۴۰۰ھ کے قریب طلبہ و طالبات زیور علم سے آراستہ ہو رہے ہیں، آپ تمام اساتذہ و طلبہ پر یکساں شفقت و محبت رکھتے ہیں، گلستاں، بوستاں، گلزار دبستاں، حکایت لطیف، فارسی اول، فارسی دوم، عربی کی ابتدائی کتب آپ نے سیکڑوں طلبہ کو پڑھائی ہیں، مدرسہ کے اوقات کے علاوہ گھر پر اور مسجد کے حجرہ میں بھی پڑھاتے ہیں، یہاں تک کہ آپ نے تین حضرات کو پورا درس نظامی پڑھا کر عالم فاضل بنایا۔

حضرت مفتی صاحب نے فارسی کی مشہور کتاب ”بوستاں سعدی“ کے دو ابواب پر فارسی کے اندر حاشیہ نگاری بھی کی ہے جو آپ کا فارسی زبان و ادب پر زبردست علمی و تحقیقی شاہ کار ہے، نیز ”سکندر نامہ“ کے ۱۸۰۰ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا ہے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، انشاء اللہ علمی دنیا میں آپ کی ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، اور مختلف عربی و درسی کتب پر جگہ جگہ آپ کا مختصر حاشیہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے، جب بھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس پر حسب ضرورت حاشیہ یا اشاریہ لگا دیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت آسانی ہو، اس تناظر میں حضرت مفتی صاحب کے کارنامے لائق تحسین و تبریک ہیں۔

فروع مسلک اعلیٰ حضرت میں مفتی اعظم باسنی کا کردار:

حضرت مفتی اعظم باسنی دام ظلہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ کی فکر و تحقیق کے اہم ترجمان و ناشر ہیں، آپ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات و ہدایات اور پیغامات کو اپنے خطابات کا خاص موضوع بنا کر قوم و ملت کو مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت و صداقت و ضرورت سے آگاہ فرماتے ہوئے اتحاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ اس طور پر انجام دیا کہ باسنی کا چپہ چپہ افکار رضا، نعمات رضا سے گونج اٹھا، ہر طرف شیدایان رضا کی ٹیم تیار ہو گئی، آج باسنی کے کئی مقامات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہیں، امام احمد رضا چوک، امام احمد رضا مسجد، امام احمد رضا سوسائٹی، رضا نگر، امام احمد رضا گلی، مکتبہ رضا، تنظیم رضا، بزم رضا، رضوی کتاب گھر وغیرہ، جب ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان باسنی میں آتا ہے تو اسے ہر جانب خوشبوئے رضا پھیلی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے منسوب یہ ادارے فکر رضا کے ترجمان ہیں، حضرت مفتی اعظم باسنی عشق رضا سے سرشار ہیں، نجی مجالس، بیان و خطاب، اور تحریراً و تقریراً اپنے اس عشق کا اظہار کرتے رہتے ہیں، ۱۴۱۶ھ میں حضور احسن العلماء مارہروی قدس سرہ سے عرس قاسمی برکاتی کے اندر آپ کے کا شانہ اقدس پر آخری ملاقات کی۔ حضرت مفتی صاحب نے حضور احسن العلماء قدس سرہ سے کافی فیض پایا، ممی جب بھی جانا ہوتا آپ سے ضرور ملاقات کرتے، ہدایات سنتے، رمضان شریف میں نماز تراویح آپ کی اقتدا میں ادا کرتے، فرماتے ہیں: حضور احسن العلماء قرآن شریف بہت عمدہ پڑھتے تھے، لوگ دیوانہ وار سنتے تھے، مجھے بھی حضرت کا قرآن شریف پڑھنا بہت پسند تھا، اس لئے شوق سے میں کھڑک مسجد میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھنے جاتا تھا۔ حضور احسن العلماء کی یہ منقبت (چہرہ ہے زیبا تیرا احمد رضا، آئینہ ہے حق نما احمد رضا) جو اعلیٰ حضرت کی شان میں لکھی ہوئی ہے مفتی صاحب بڑے ہی والہانہ انداز میں پڑھتے ہیں کہ مجلس پر کیف چھا جاتا ہے، لوگ بڑی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

بیعت و خلافت:

حضرت مفتی اعظم بانی دام ظلہ کو حضور سرکار مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل ہے، بیعت و ارادت کا واقعہ خود ان کی زبانی سنئے، لکھتے ہیں: ۱۴۰۰ھ میں سخت سردی کے موسم میں بسلسلہ بیعت بریلی شریف کا سفر کیا، رات حضور کے کاشانے میں قیام کیا تبرک کے طور پر شام کا کھانا تناول کیا، صبح حضور کے خادم محبوب بھائی نے بیعت کرایا، کلمات طیبات برائے بیعت تلقین فرمائے، تبرکاً مٹھائی اپنے مبارک ہاتھوں سے عنایت فرمائی، بعدہ ۱۱ بجے آخری ملاقات کی، دست بوسی کی، علم نافع کے لئے حضور سے دعا کروائی۔

آپ کو حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت (۱۴۰۵ھ) میں عطا کی۔ حضور مفتی اعظم راہ جستان علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ اجملیہ اشفاقیہ کی خلافت (۱۴۲۳ھ) میں عطا کی۔ حضور امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ برکاتی مدظلہ (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف) نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت (۱۴۲۵ھ) میں عطا کی۔ حضور اشرف الصوفیاء حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی (خطیب و امام باؤ لا مسجد، ممبئی) نے سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت (۱۴۳۲ھ) میں عطا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی و ملی تبلیغی و تصنیفی، دعوتی و اصلاحی خدمات کو قبول فرما کر آپ کو عمر خضر سے نوازے، آمین۔

ماہر رضویات مفتی محمد حنیف خان رضوی مدظلہ العالی

مولانا محمد صغیر اختر مصباحی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب ابن مولانا محمد علی خاں صاحب ابن جناب ولی محمد خاں صاحب ابن جناب صدر الدین خاں صاحب عصر حاضر میں ایک جلیل القدر عالم، پابند و مستعد معلم اور مستقل مزاج مصنف و مولف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے علمی و عملی قد و قامت کی بلندی نے معاصرین میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔

ولادت و تعلیم:

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء کو اپنے وطن موضع بھوگپور تحصیل بہیڑی بریلی شریف یوپی میں ایک نہایت شریف اور باعزت خاندان میں پیدا ہوئے، تقریباً پانچ سال کی عمر میں آپ نے تعلیمی سفر کا آغاز کیا، ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی، قرآن پاک ناظرہ اور اساسی اردو کے بعد چوتھے کلاس تک مروجہ ہندی اسکول میں پڑھا، (از ۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۰ء) سن شعور کی پختگی کے بعد بہیڑی کی ایک درس گاہ مدرسہ شیرینہ میں عربی فارسی کا آغاز کیا، یہاں دو سال گزارنے کے بعد بہیڑی کی ایک اور دانش گاہ بحر العلوم میں داخل ہوئے اور یہاں (از ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۶ء) درجہ خامسہ تک بڑی محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد (۱۹۷۶ء میں) الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور تشریف لے گئے اور وہاں رہ کر (۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء) درجہ سادسہ کی تکمیل کی۔ ۱۹۷۷ء میں مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے اور یہاں دو سال تک بطور خاص حضرت صدرالعلماء الشاہ علامہ تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ کی سرپرستی میں شراب علم و عمل سے شاد کام ہوتے رہے اور آخر کار یہیں سے ۱۹۷۹ء میں سند فراغت و تاج فضیلت سے شرف یاب ہوئے۔

آپ نے دوران تعلیم جن اساتذہ کرام سے اکتساب علوم وفنون کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

- ☆ صدرالعلماء حضرت تحسین رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ ساحتہ الفضل حضرت مفتی محمد جہانگیر خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ شیخ التفسیر حضرت علامہ عبداللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ جامع معقول ومنقول علامہ نعیم اللہ خاں صاحب مدظلہ سابق صدر المدرسین منظر اسلام
- ☆ ماہر معقولات حضرت علامہ مناظر حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنبھل، مراد آباد
- ☆ سلطان الواعظین حضرت مولانا سلطان اشرف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیہڑی، بریلی

درس و تدریس:

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۹۷۹ء میں فراغت کے بعد آپ نے مسند تدریس کو زینت بخشی، گرد و نواح کے کئی ایک مدارس میں طالبان علوم نبوی کولم و ادب کے گراں قدر زوریور سے آراستہ فرمایا، منفرد اور یگانہ طرز تدریس سے حلقہ تلامذہ میں اپنا گہرا اثر و رسوخ قائم فرمایا، آپ کے علم و عمل نے حلقہ بگوشوں کی تعلیم و تربیت میں علم و آگہی کی لازوال دولت کے ساتھ ساتھ عملی جذبات کو بھی بیدار کیا۔ یہ آپ کی تعلیمی مقبولیت ہی کی تو دلیل ہے کہ آپ جس ادارہ میں بھی تشریف لے جاتے طلبہ اپنے آپ ہی آپ کے ساتھ ساتھ ہوتے۔ آپ کا حلقہ درس اتنا وسیع ہے کہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ علاقہ کے جوان سال شہرت یافتہ علما میں دوچند ہی ایسے ہوں گے جن کو آپ کا یا آپ کے تلامذہ کا شرف تلمذ حاصل نہ ہوا ہو۔

آپ نے جس مدرسہ میں بھی تعلیم و تدریس کی خدمات انجام دیں اس کے عروج و ارتقا کے لیے انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ کچھ مدارس تو ایسے بھی ہیں جن کے تعلیمی و انتظامی روح رواں صرف اور صرف آپ ہی رہے، آپ کی انتظامی جدوجہد اور تعلیمی سرگرمیوں

نے ان کو نیا وجود اور پائیدار شہرت بخشی اور اراکین و طلبہ کے لیے وہ لمحے یادگار بن گئے۔ آپ نے اپنے علم و فن اور حسن انتظام و انصرام سے جن مدارس کی آبیاری فرمائی وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ دارالعلوم جامعہ رضویہ قصبہ کیمری ضلع رامپور (مدت تدریس: ڈیڑھ سال)
 - ☆ دارالعلوم گلشن بغداد رامپور (مدت تدریس: تقریباً پونے چار سال)
 - ☆ مفتاح العلوم جامع مسجد رام نگر ضلع نبی تال (مدت تدریس: تقریباً پونے تین سال)
 - ☆ بدرالعلوم جامع مسجد جیسو ضلع نبی تال (مدت تدریس: ڈیڑھ سال)
 - ☆ الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن ضلع بریلی شریف (مدت تدریس: تقریباً چار سال)
- اس کے بعد حضرت منانی میاں صاحب قبلہ کی خواہش و فرمائش کا احترام کرتے ہوئے جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف تشریف لائے، حضرت نے آپ کی تعلیمی و تنظیمی اہلیت و لیاقت کو دیکھ کر جامعہ کے سارے انتظامی اور تعلیمی معاملات آپ ہی کے سپرد کر دیئے، آپ نے بڑی جاں فشانی اور عرق ریزی کے ساتھ جامعہ کے لیے ترقی کی راہیں ہموار فرمائیں چنانچہ جامعہ ایک جواں حوصلہ، محرک و فعال اور کارآمد عملہ فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئی، بلاشبہ جامعہ کی موجودہ ترقی، کامیابی اور کامرانی موصوف ہی کی طرف منسوب ہے۔

اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ قلم کی گل کاریاں قلم کار کو حیات جاوید بخشی ہیں موصوف کو دور طالب علمی ہی سے قلم کاری اور مقالہ نگاری کا شوق تھا اس نے بعد فراغت اور فروغ حاصل کیا، متعلقہ مدارس کی تمام تر ذمہ داریوں کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی چلتا ہی رہا اگرچہ دوران تعلیم و تدریس مختلف صبر آزمایاں مراحل و مسائل بھی پیش آئے مگر طبعی جدوجہد اور حرکت و عمل نے عزم و حوصلہ کو کمزور نہ ہونے دیا بلکہ مضبوط سے مضبوط تر بنادیا۔ بلفظ دیگر

بخشش ہے ٹھوکروں نے سنبھلنے کا حوصلہ
ہر حادثہ خیال کو گہرائی دے گیا

بیعت و خلافت

حضرت مفتی محمد حنیف خان صاحب قبلہ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی بارگاہ باعظمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے اور قیام منظر اسلام کے دوران بسا اوقات حضرت مرشد گرامی کی زیارت و خدمت کا شرف بھی حاصل رہا۔

آپ کو تین عظیم شخصیات سے شرف خلافت و اجازت بھی حاصل ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۹۰ء میں تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ حضور ازہری میاں دامت برکاتہم نے الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن (ضلع بریلی شریف) کے جشن دستار فضیلت کی ایک پُر وقار تقریب کے اختتام پر سعادت خلافت و اجازت سے نوازا۔

جامعہ نوریہ رضویہ میں تدریس کے دوران مظہر مفتی اعظم صدرالعلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلافت و اجازت بھی مرحمت فرمائی اور اپنے روحانی فرزند کا درجہ عطا فرمایا۔

۳۰ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں عرس قاسمی (مارہہ مطہرہ) کی نور و برکت بھری انجمن میں شرف ملت حضرت سید اشرف میاں صاحب قبلہ نے آپ کی جلیل القدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے گراں قدر توصیف نامہ سے نوازا اور ساتھ ہی امین ملت حضور گرامی مرتبت حضرت سید امین میاں صاحب قبلہ (دامت افضالہم) نے تمنّی خلافت و اجازت عطا فرما کر خوب کو خوب تر بنا دیا۔

تصنیف و تالیف:

آپ کا اب تک کا سرمایہ قلم اس طرح ہے۔

(۱) جامع الاحادیث، ۱۰ جلدیں، ۲۔ ترجمہ جامع الغوض مکمل، ۱ جلد ضخیم، (۳) نحوی پہلیاں، (۴) واحد و جمع، (۵) مسئلہ قرأت خلف الامام، (۶) تلخیص و ترجمہ تبشیر الوری، (۷) تاریخ وہابیہ، (۸) مقالات حنفیہ، (۹) حضور مفتی اعظم، (۱۰) حنفی نماز،

(۱۱) حالات فقہاء و محدثین، (۱۲) اصول حدیث، (۱۳) تدوین حدیث، (۱۴) مقالات حنفی ۳ جلدیں۔

توصیف نامے اور ایوارڈ:

آپ کی جلیل القدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے متعدد تنظیموں اور اداروں نے آپ کو مختلف ایوارڈز اور متعدد تمنّیہ ہائے عزت سے نوازا جن کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) توصیفی سند: ”جامع الاحادیث“ جیسی عظیم پیش کش پر اراکین امام احمد رضا اکیڈمی نے آپ کو ۲۰۱۰ء اپریل ۲۰۰۲ء میں توصیفی سند پیش کی اور طلبہ جامعہ نوریہ رضویہ کی تنظیم انجمن گلشن رضا کی طرف سے ”جشن اشاعت جامع الاحادیث“ منعقد کیا گیا جس کی قیادت نبیرہ اعلیٰ حضرت حضور منانی میاں صاحب قبلہ نے فرمائی اور مہمان خصوصی اور سرپرستی اعلیٰ کے طور حضرت امین ملت نے شرکت فرما کر اپنی نوازشات سے سرفراز کیا۔

اسی جشن میں حضرت امین ملت نے اعلان فرمایا: ”ہم بھائیوں میں یہ مشورہ ہوا کہ حضرت مفتی محمد حنیف خاں صاحب کی اس عظیم خدمت (تدوین جامع الاحادیث) کے لیے کون سا انعام بہتر ہوگا۔ اور آخر میں یہی طے پایا کہ مفتی صاحب نے بڑی جانفشانی سے اعلیٰ حضرت کے ذریعہ بیان کردہ احادیث رسول کو جمع کر کے ان کی تخریج و تشریح فرمائی ہے۔ یہ اہل سنت کی اجتماعی خوش بختی ہے اور اس خوشی میں ان کو بارگاہ رضا سے بارگاہ رسالت کا سفر (عمرہ) کرایا جانا چاہئے۔ لہذا میں خانقاہ برکاتیہ کی طرف سے مفتی صاحب کے لیے زیارت حریم شریفین (عمرہ شریف) کا اعلان کرتا ہوں“۔ بفضلہ تعالیٰ اسی سال ۲۰۰۱ء آپ عمرہ زیارت حریم شریف کی سعادت سے شرف یاب ہوئے۔

سند اعتراف برائے فروغ رضویات:

۲۰۰۷ء میں ۱۵۶ ویں یوم رضا کے حسین موقع پر آل انڈیا اتحاد ملت کو نسل کی طرف سے آپ کی خدمت میں ”سند اعتراف برائے فروغ رضویات“ پیش کی گئی اور

خانوادہ رضویہ کی عظیم شخصیات نے آپ کے فکر و قلم کے کارواں کو یوں ہی رواں دواں رہنے کی دعا سے نوازا۔

امام احمد رضا ایوارڈ: ۳۱ مارچ ۲۰۰۵ء کو کچھی میمن جماعت خانہ ممبئی میں رضا اکیڈمی ممبئی نے آپ کی عظیم خدمات بالخصوص ”جامع الاحادیث“ کی تدوین و ترتیب پر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے امام احمد رضا ایوارڈ سے نوازا اور ساتھ ہی آپ کے تعلق سے فروغ رضویات کے سلسلہ میں سال ۱۹۹۹ء کا ”مردمیدان“ ہونے کا اعتراف کیا۔
اشاعتی اداروں کا قیام:

اس کے علاوہ نشر و اشاعت سے بھی آپ کو گہرا شغف رہا، آپ نے نشر و اشاعت کی اب تک کی زندگی میں مختلف کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اولین ترین کاوش چند احباب کی معیت میں ”رضا اکیڈمی رامپور“ کے نام سے اشاعتی ادارہ کا قیام ہے جو ۱۹۸۱ء میں عمل میں آیا جس کے ذریعہ کئی اشاعتی پروگرام انجام پائے۔ اس کے بعد چند رفقاء کے ساتھ ۱۹۸۲ء میں ”قادری اکیڈمی رامپور“ کے قیام میں بھی سرگرمی و مستعدی کے ساتھ شامل رہے جو آج تک اسی اساس پر کام کر رہی ہے۔

رام نگر مینی تال پہنچنے کے بعد ”رضا دارالاشاعت“ کا قیام فرمایا جس نے مختصر سے عرصہ میں مثالی کارکردگی سے حیرت انگیز شہرت حاصل کر لی۔ الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن پہنچ کر اپنے معاون کارمخلص احباب کے ساتھ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ نکالا اور بحسن خوبی اس کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف تشریف لا کر بھی نشر و اشاعت کی طرف کئی ایک مثبت قدم اٹھائے جس میں کامیاب تو رہے مگر حسب مراد نہیں، آپ بریلی شریف میں منصوبہ بند اشاعتی پروگرام کی امنگ رکھتے تھے، اس کو تائید نہیں ہی کہیں گے کہ محیر قوم و ملت حضرت سید شوکت حسین صاحب ممبئی نے ایک ایسے ہی پروگرام کی پیش کش کی، اپنے خوابوں کے تعبیر سمجھ کر اس کو بکمال رغبت قبول کر لیا اور ”امام احمد رضا اکیڈمی“ کے نام پر اس عظیم کام کی داغ بیل ڈال دی جس کو ارباب عقیدت بڑی قدر و قیمت کی

نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خدائے پاک اس کار نمایاں کو غایت درجہ کامیابی عطا فرمائے۔
(آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم)

الغرض حضرت مصنف کا کاروان شوق پے پے منازل عظمت کی طرف رواں دواں ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اتنی کامیابیاں مستقبل میں اور بھی زرین خدمات کا پتہ دیتی ہیں۔ بقول شاعر:

ابھی جانا ہے مجھ کو اور آگے
یہ منزل آخری منزل نہیں ہے

آخر میں دست بدعا ہوں کہ خدائے پاک اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں بے پناہ برکت فرمائے تاکہ اسی طرح اپنی بیش بہا نگرشات اور گراں قدر خدمات سے نوازتے رہیں۔ ع
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

جناب حاجی عبدالغفار برکاتی پردیسی مدظلہ العالی



نام : حاجی عبدالغفار برکاتی پردیسی

ولدیت : حاجی ابوبکر برکاتی پردیسی

بیعت : حضور احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن : کراچی پاکستان

وطن مالوف : کتیا نہ

سن ولادت : ۳۰ اپریل ۱۹۵۶ء

ازدواجی زندگی : شادی شدہ

اولاد امجاد : دو بیٹے دو بیٹیاں

تعلیمی لیاقت : انٹرمیڈیٹ

ذریعہ معاش : تجارت

دینی و ملی خدمات :

چیرمین برکاتی فاؤنڈیشن، برکاتی پبلشرز

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

قاضی عبدالشکور برکاتی، قاری محمد صالح الدین صدیقی، مولانا ضیاء الدین مدنی،

قاری محبوب رضا صاحب اور محمد میاں برکاتی رحمہم اللہ۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

حضور احسن العلماء جب کراچی تشریف لائے اور مجھے دین کے کام کے لیے حکم

فرمایا، اس وقت برکاتی پبلشرز کا قیام عمل میں آیا اور اس ادارے سے پہلے کم و بیش ۲۰۰ کتب

چھپ چکی ہیں، جن میں نزہۃ القاری۔ شرح بخاری کی چھپائی بھی شامل ہے جو ۹ جلدوں پر مشتمل ہے، حضور پیر و مرشد کی دعا کے طفیل مجھ سے یہ کام لیا گیا ہے۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

بچپن سے اور حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور امین ملت سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں اور حضور نجیب میاں سے ۱۶ سلسلوں میں خلافتیں عطا ہوئیں۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

حضور امین ملت جب پاکستان تشریف لائے تو وہاں خلافت عطا کی۔ حضور نجیب میاں صاحب نے عرس قاسمی میں مارہرہ شریف میں عطا کی۔ میں قابل نہ تھا، سرکاروں نے کرم کیا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

علمائے کرام کی قدر و منزلت کرنا، مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچار اور اس پر عمل، دین اور دنیا کے علم کا لوگوں کو ترغیب دینا اور مریدوں کو کلمے کا درجہ دینا۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ۔ حضور امین ملت حضور نجیب میاں صاحب حضور حسین میاں صاحب۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

مدارس کا قیام، مساجد کا قیام، اشاعت کتب اکابر کرام، مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل اور عوام الناس سے روابط۔

موجودہ سرگرمیاں:

تجارت و برکاتی پبلشرز سے کتب کی اشاعت، درس نظامی حاصل کرنے کی کوشش۔

سراج الفقہاء مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ العالی

مولانا نفیس احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نام و نسب اور خاندانی حالات:

آپ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام خوش محمد انصاری اور دادا کا نام سخاوت علی ہے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

”محمد نظام الدین، بن خوش محمد انصاری، بن سخاوت علی، بن فتح محمد، بن خدا بخش۔“
آپ کے جد اعلیٰ خدا بخش مرحوم بھڑنگواں (Bharangwan)، تحصیل ہاٹا، ضلع گورکھ پور کے رہنے والے تھے۔ (اب یہ موضع ضلع دیوریہ میں ہے)۔ ان کے ایک لڑکی تھی اور دو لڑکے۔ بڑے لڑکے کا نام غلام محمد میاں (عرف غلامن میاں) اور چھوٹے لڑکے کا نام فتح محمد میاں (عرف پھٹنگن میاں) تھا۔

جد اعلیٰ (خدا بخش مرحوم) کے انتقال کے بعد ان کی اہلیہ کچھ لوگوں کی زیادتی سے تنگ آ کر اپنے دونوں فرزندوں کو لے کر رام کولا، ضلع دیوریہ (حال ضلع کشی نگر، Kushi Nagar) آ گئیں۔ لیکن وہاں رہائش کا مناسب انتظام نہ ہو پایا، اس لیے کچھ دن وہاں رہ کر پڈرونہ (Padrauna) چلی آئیں اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ تقریباً ڈیڑھ سال وہاں رہنے کے بعد ضلع دیوریہ کے ایک غیر معروف دیہات بھوجولی پوکھرا ٹولہ (Bhujauli, Pokhara Tola) منتقل ہو گئیں۔ (یہ بستی اس وقت ضلع کشی نگر، Kushi Nagar میں ہے)۔ اور وہاں زمین دار بابو جھگڑورائے سے ایک مختصر سی زمین لے کر ایک جھونپڑی بنائی اور اپنے دونوں فرزندوں (غلام محمد میاں اور فتح محمد میاں) کے ساتھ اسی میں رہنے لگیں۔ لگ بھگ ۱۹۳۰ء میں غلام محمد میاں کا انتقال ہو گیا۔ اور چھوٹے

بھائی فتح محمد میاں تقریباً ۱۹۳۸ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

یہ دونوں بھائی بڑے دین دار، پرہیزگار، بات کے سچے، قول کے پکے اور نماز کے پابند تھے۔ انھیں لوگوں نے اس چھوٹی سی بستی میں ایک مسجد قائم کی اور پنج وقتہ نماز اور اذان کا اہتمام کیا۔ الحمد للہ آج وہ مسجد توسیع جدید کے بعد علاقے کی سب سے بڑی مسجد ہے جس کا نام ”امام احمد رضا جامع مسجد“ ہے۔ یہ توسیع جدید حضرت مفتی صاحب دام ظلہ نے چند سال پہلے کرائی ہے۔

فتح محمد میاں مرحوم کے ایک فرزند اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ فرزند ارجمند کا نام سخاوت میاں تھا، یہ حضرت مفتی صاحب دام ظلہ کے دادا مرحوم ہیں۔ ان کا انتقال پچاس برس کی عمر میں ۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء بروز یک شنبہ ہوا۔
سخاوت میاں مرحوم کے چار لڑکے تھے۔

(۱) خوش محمد میاں (۲) محمد دین میاں (۳) علی حسن میاں (۴) عبد السبحان میاں۔ اور پانچ لڑکیاں تھیں، یہ سب مرحوم ہو چکے ہیں سب سے آخر میں سب سے چھوٹی لڑکی مجید النساء مرحومہ کا انتقال ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ فروری ۲۰۱۴ء بروز بدھ کو ہوا۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے والد گرامی خوش محمد میاں مرحوم بھائیوں میں سب سے بڑے اور علاقے کے چند تعلیم یافتہ، دور اندیش اور ذہین و فطین لوگوں میں سے تھے۔ اور صوم و صلوة کے پابند، علم دوست، باہمت، حاضر جواب، مذہب اہل سنت و جماعت پر مضبوطی سے قائم رہنے والے، مسلمانوں کے بے لوث خادم، جفاکش، محنتی اور کتب بینی کے بہت شوقین تھے۔ صبح تڑکے ہی بیدار ہو جاتے، اور گھر کے لوگوں کو بھی بیدار کر دیتے، پھر کام میں لگ جاتے، نماز کے پابند اور ہر کام وقت پر کرنے کے عادی تھے۔ سعی پیہم اور جہد مسلسل ان کا خصوصی وصف تھا۔ دن بھر کام کرتے اور بعد نماز عشا مٹی کے چراغ یا لالٹین کی روشنی میں دینی کتابیں لے کر مطالعہ کے لیے بیٹھ جاتے، عام طور پر روزانہ کچھ لوگوں کو مدعو کیے رہتے، اور حاضرین مجلس کے سامنے بلند آواز سے کتاب پڑھتے اور کچھ دیر کے بعد رک کر اس کا مطلب سمجھاتے۔

خود انھیں کا بیان ہے کہ پہلے گاؤں اور علاقے کے بہت سے مسلمان مشرکانہ کام کرتے تھے، وہ غیر مسلموں کے ساتھ دیو استھان جا کر منتیں مانتے، بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے، کڑھائی پوجتے تھے، ان پر جہالت اس قدر غالب تھی کہ انھیں تو حید و شرک اور ایمان و کفر کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا، اور نہ ہی انھیں اس کی کوئی فکر تھی۔ آپ اپنا کام کاج چھوڑ کر ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کے یہاں جاتے اور انھیں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات و ہدایات سے آگاہ کرتے۔ آپ کی ان تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کا اثر یہ ہوا کہ ان لوگوں نے بہت سی بری جاہلانہ رسموں کو چھوڑ دیا اور نماز جمعہ اور بعض لوگ پنج گانہ نمازیں بھی ادا کرنے لگے۔

علاقے کے کئی مسلم قبرستانوں پر ہندوؤں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا اور عرصہ سے ان پر کاشت کر رہے تھے، آپ نے ان سے قانونی لڑائی لڑ کر مسلمانوں کو قبضہ دلایا، اپنے گاؤں میں ابتدائی مذہبی تعلیم کے لیے ایک مکتب قائم کیا، یہ مکتب آج بھی بنام مدرسہ فیض العلوم جاری ہے جس کے مصارف کا انتظام حضرت مفتی صاحب دام ظلہ فرماتے ہیں، مفتی صاحب کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب میں ہوئی، آپ کے والد گرامی اس کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اپنی ذاتی جدوجہد سے مالیات کا انتظام کرتے رہے، اور کوئی سینتالیس سال پہلے اپنے آباؤ اجداد کی قائم کی ہوئی مسجد کی توسیع اور جدید تعمیر کرائی۔ وہ بھی بوسیدہ و تنگ ہو گئی تو حضرت مفتی صاحب نے اس کی توسیع و تعمیر چار گنا سے زیادہ زمین پر کرائی جواب ”امام احمد رضا جامع مسجد“ کے نام سے جانی جاتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب دام ظلہ کے والد مرحوم آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے ناچیز سے اپنے دین کے بہت سے کام لیے، اور میری زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ میں نے تمہیں عالم دین بنایا۔ یہ مجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اور مجھے تم پر ناز ہے۔ تمہاری ترقی کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتا رہتا ہوں۔“

ولادت و مسکن:

آپ کی ولادت ۲ مارچ ۱۹۵۷ء / ۱۳۷۷ھ بروز جمعرات، ایک بجے رات میں

ضلع دیوریا (یو. پی.) کے ایک غیر معروف گاؤں بھوجولی پوکھراٹولہ میں ہوئی۔ یہ بستی اب ضلع کشی نگر میں آتی ہے۔

تعلیمی میدان میں:

ایک اندازے کے مطابق گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۶۸ء کے اوائل میں مولوی خلیل احمد مرحوم نے بسم اللہ شریف پڑھا کر آپ کو قاعدہ بغدادی شروع کرایا۔ موصوف ضلع موہنپوری صوبہ بہار کے رہنے والے تھے، ان کی سسرال سسواں بازار ضلع گورکھپور (حال ضلع مہراج گنج) میں تھی، وہ موضع غلامی چھپرہ کے مکتب میں مدرس تھے، یہ موضع مفتی صاحب کے وطن ”بھوجولی پوکھراٹولہ“ سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور جانب مغرب واقع ہے۔ آپ روزانہ اپنے گاؤں کے بچوں کے ہمراہ اس مکتب میں پڑھنے کے لیے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ذہن اور قوت حافظہ سے نوازا تھا، چند دنوں میں ہی قاعدہ بغدادی، پھر ”یسرنا القرآن“ ختم کر کے عمّ پارہ شروع کر دیا۔ حافظہ اتنا قوی تھا کہ اس وقت آپ جو بھی سورتیں پڑھتے آسانی کے ساتھ بغیر یاد کیے ہی یاد ہو جاتیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں ناظرہ قرآن پاک ختم ہو گیا۔ اس وقت تک آپ کی ذہانت اور یادداشت کی پختگی کا چرچا مکتب کی چہار دیواری سے نکل کر اس آبادی کے باشندوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب آپ گھر سے مکتب آتے یا مکتب سے گھر جاتے تو وہاں کے کچھ لوگ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کر کے کہتے: ”یہی وہ لڑکا ہے، پڑھنے میں بہت تیز ہے، تھوڑے ہی دنوں میں پہلے کے بہت سے لڑکوں سے آگے ہو گیا ہے۔“ اس طرح بچپن ہی سے آپ کی پیشانی پر کامیابی اور سر بلندی کے آثار نمایاں تھے، بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ:

بالاے سرش زہوش مندی

می تافت ستارہ سر بلندی

پھر اس کے بعد جب آپ کے گاؤں (بھوجولی پوکھراٹولہ) کے مکتب میں معلم آگئے تو وہیں تعلیم حاصل کرنے لگے، کچھ دنوں موضع کہرگڈی، ضلع دیوریا (حال ضلع کشی

نگر) کے مکتب میں بھی تعلیم پائی۔ یہ موضع آپ کے گاؤں سے کوئی ۵/۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، آپ صبح کو پیدل جاتے اور شام کو واپس آتے۔ ان مکاتب میں درجہ دوم کے معیار کی اردو، فارسی کی پہلی کتاب اور میزان الصرف کے کچھ اسباق پڑھے۔ پورے علاقے میں نہ کوئی اچھا مدرسہ تھا اور نہ تعلیمی ماحول۔ اس لیے ابتدائی تعلیم برائے نام ہی ہو سکی، ناظرہ قرآن، اردو زبان، اور کچھ میزان و بس۔

اس کے بعد ۱۹۷۲-۷۳ء میں انجمن معین الاسلام، پرانی بستی (بستی شہر) میں داخلہ لے کر درس نظامی کی ابتدائی کتابیں: نحو میر، پنج گنج، ہدایۃ الخ وغیرہ پڑھیں، وہیں معلوم ہوا کہ مدرسہ عزیز العلوم، نانپارہ، ضلع بہرائچ میں حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی صاحب کا درس بہت اچھا اور معیاری ہوتا ہے اس لیے طلب علم کے شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء میں نانپارہ چلے گئے اور حضرت مفتی شبیر حسن صاحب کے درس سے بہت متاثر ہوئے۔ مفتی صاحب کے پاس کافیہ ابن حاجب، شرح جامی اور تفسیر جلالین وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ آپ نے تین سال تک مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ میں تعلیم پائی۔ حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب کے علاوہ عزیز العلوم میں درج ذیل اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی:

(۱) حضرت مولانا عبدالوحید صاحب دام ظلہ (۲) حضرت مولانا حبیب رضا مرحوم (۳) حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب دام مجدہ۔ اخیر کے دنوں اساتذہ نے بعد میں آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔

نانپارہ ہی میں آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کا تعلیمی شہرہ سنا تو آپ کے دل میں وہاں داخلہ لے کر علمی تشنگی بجھانے کا حد درجہ اشتیاق پیدا ہوا۔ اسی دوران اطلاع ملی کہ جامعہ اشرفیہ کی روح رواں استاذ العلماء، حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو آپ کو بڑا قلق ہوا۔ آخر کار شوال ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو جامعہ اشرفیہ آ گئے اور درجہ سابعہ (فضیلت سال اول) میں داخلہ لیا، اور یہاں کے ماحول، معیار تعلیم، طرز تدریس اور تعلیمی نظم و نسق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ

پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہاں آپ نے درجہ سابعہ سے درجہ تھخص فی الفقہ تک چار سال تعلیم حاصل کی اور تمام امتحانات میں اعلیٰ درجے سے کامیاب ہوتے رہے۔ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں یہیں آپ کی تعلیم کی تکمیل ہوئی اور سند دستار سے نوازے گئے۔ جامعہ اشرفیہ میں آپ نے درج ذیل اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی:

(۱) حضرت مولانا افتخار احمد قادری (۲) حضرت مولانا نصیر الدین عزیزی (۳) حضرت مولانا عبدالشکور عزیزی (۴) حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی، مبارک پوری۔ (۵) حضرت علامہ عبد اللہ خاں عزیزی (۶) حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (۷) حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری (۸) حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ۔

فتویٰ نویسی کی تربیت حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ اپنے اساتذہ کرام میں سب سے زیادہ استفادہ شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خاں عزیزی سے کیا۔ آپ ان کی شخصیت اور طریقہ تعلیم و تربیت سے حد درجہ متاثر ہیں اور ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

فتویٰ نویسی:

حضرت مفتی صاحب دام ظلہ یوں تو مختلف علمی و فنی میدانوں میں کمال رکھتے ہیں، لیکن آپ کا خاص میدان فقہ و افتاء ہے۔ اس میدان میں آپ اس قدر ممتاز و نمایاں ہیں کہ معاصرین میں دور دور تک کوئی آپ کا ثانی نظر نہیں آتا۔ آپ نے بہت سے نئے فقہی مسائل کی تحقیق فرمائی، نہایت وقیع اور بیش قیمت ابحاث و تحقیقات قوم کے سامنے پیش فرمائیں، ہزاروں فتاویٰ لکھ کر امت مسلمہ کی الجھنوں کو دور کیا۔

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری (متوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) سے فتویٰ نویسی کی تربیت پائی تھی اور سراج

الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی نے حضرت شارح بخاری سے فقہ و افتا کی تربیت حاصل کی، اس طرح صرف دو واسطوں سے آپ فقہ و افتا میں فیضانِ رضا سے بہرہ ور اور مستفیض ہیں، اور آپ کے فتاویٰ میں امام احمد رضا قدس سرہ کی علمی تحقیق کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔

۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں جامعہ اشرفیہ، مبارک پور سے فراغت کے بعد جامعہ کے ارباب حل و عقد نے تدریس کے ساتھ افتا کے کام کے لیے آپ کا انتخاب کیا، اور حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کے زیر نگرانی آپ نے فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا، ابتدا میں آپ شارح بخاری کے پاس بیٹھ کر ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالات پڑھ کر سناتے، اور حضرت جو جواب بولتے آپ اسے لکھا کرتے، پھر حضرت آپ کو کچھ سوالات بھی دینے لگے اور ان کے جوابات لکھ کر سنانے کی تلقین فرمانے لگے۔ چند سالوں تک حضرت شارح بخاری کی بارگاہ میں اصلاح و تربیت کے عمل سے گزرنے کے بعد آپ کو اس فن میں خاصی مہارت اور کمال حاصل ہو گیا۔

اس طرح آپ نے ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء سے لے کر ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء تک مسلسل بیس سال حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری علیہما الرحمہ کے نظر کردہ و پروردہ با کمال فقیہ و مفتی حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی نگرانی و سرپرستی میں پوری محنت اور لگن کے ساتھ فتویٰ نویسی کا کام کیا۔ اور حضرت کی زندگی ہی میں برصغیر کے ایک جلیل القدر فقیہ و مفتی اور جدید شرعی مسائل کے ایک عظیم محقق کی حیثیت سے مشہور ہو گئے، اور اپنے استاذ و مربی کا مکمل وثوق و اعتماد حاصل کر لیا۔ خود حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنی عمر کے دور اخیر میں اس کا برملا اعتراف و اظہار فرماتے تھے اور آپ کے فتاویٰ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کھلے دل سے ان کی تعریف و تحسین فرماتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب دام ظلہ نے اب تک تقریباً دس ہزار فتاویٰ تحریر فرمائے، اور تادم تحریر تسلسل کے ساتھ فتویٰ نویسی کا کام جاری و ساری ہے۔ ۶ صفر ۱۴۲۱ھ/۱۱ مئی ۲۰۰۰ء میں حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی رحلت کے تھوڑے عرصے ہی کے بعد آپ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر شعبہ افتا کے منصب جلیل پر فائز ہو گئے، اور اس وقت نصف درجن مفتیان کرام آپ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا کام کر رہے ہیں، اور آپ فتویٰ نویسی کے ساتھ ہی ان کے فتاویٰ کی اصلاح اور تصدیق و تائید کی ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ شعبہ تخصص فقہ کے طلبہ بھی برابر آپ سے فضا و افتا کی تربیت لیتے اور فتویٰ نویسی کی مشق کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال (۳ جمادی الآخرہ ۱۴۲۲ھ) کے بعد شوال ۱۴۲۲ھ سے مرکز تربیت افتا کے صدر اعلیٰ کی حیثیت سے وہاں کے شعبہ افتا کے طلبہ کی اصلاح و تربیت بھی فرماتے ہیں۔ اور ان شاء اللہ جلد ہی آپ کے زیر نگرانی لکھے گئے فتاویٰ تقریباً ۱۳۵۰ صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں منظر عام پر آ رہے ہیں جن میں اکہتر ابواب کے ایک ہزار تین سو تیرہ مسائل ہوں گے۔ یہ حضرت مفتی صاحب کی مخلصانہ خدمات کا بہترین ثمرہ ہے۔ اس طرح اس میدان میں آپ کی شخصیت بے نظیر اور آپ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

بحث و تحقیق اور مقالہ نگاری:

بحث و تحقیق اور مقالہ نگاری میں بھی آپ منفرد عالمانہ اسلوب کے مالک ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ میں داخلہ کے بعد آپ نے بحث و تحقیق اور مقالہ نگاری کی طرف توجہ فرمائی اور بڑی محنت، لگن اور کوشش سے اس فن میں مہارت و کمال حاصل کیا۔ تخصص فی الفقہ کے لیے آپ کے مقالہ کا موضوع تھا ”فقہ حنفی کا تقابلی مطالعہ: کتاب و سنت کی روشنی میں“ اور اس مقالہ کے نگراں شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی دام ظلہ العالی تھے جو بڑے روشن فکر، وسیع النظر، عالی دماغ اور جید عالم دین تھے، بحث و تحقیق اور قسط و قلم کا بھی اچھا ذوق اور وسیع تجربہ رکھتے تھے، حضرت مفتی صاحب نے باضابطہ ان سے یہ فن سیکھا اور اپنی ذہانت اور خداداد صلاحیت سے اس میں کمال پیدا کیا، آپ نے بارہا رقم سطور سے اس کا اظہار فرمایا۔

آپ کے مقالات و مضامین اور قلمی نقوش و آثار، علمی و تحقیقی اسلوب کا خوب صورت رنگ لیے رہتے ہیں، باتیں نپلی تلی اور پتے کی ہوتی ہیں، مضامین کی فراوانی بھی خوب ہوتی ہے، لیکن مفہوم کی ترسیل اور معانی کی تفہیم کہیں بھی متاثر ہوتی نظر نہیں آتی، آپ کے ان قلمی نقوش کا امتیازی وصف، تحقیق و تدقیق ہوتا ہے۔

مختلف دینی و علمی موضوعات پر آپ کی قیمتی اور جامع تحریریں، وقیع اور گراں قدر مقالے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، جام نور دہلی، کنز الایمان دہلی، سہ ماہی سنی دعوت اسلامی ممبئی، ماہ نامہ تہذیب الاخلاق علی گڑھ، ماہ نامہ رفاقت پٹنہ، ماہ نامہ حجاز جدید دہلی، ماہ نامہ معارف رضا کراچی وغیرہ رسالوں میں شائع ہو کر عوام و خواص کے درمیان مقبول ہوتے رہے ہیں، ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں پابندی کے ساتھ آپ کے منتخب فتاویٰ اور گراں قدر مضامین چھپ کر ماہ نامہ کا وقار بلند کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی فکر و قلم کو مزید استحکام اور توانائی بخشنے اور انھیں اپنے خاص فیضان و توفیق کا حسین سنگم بنائے۔

مسجد تدریس و ارشاد پر:

جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد جامعہ کے ذمہ داروں نے آپ کو افتا کے ساتھ تدریس کے لیے بھی منتخب فرمایا، اور بہ قول شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ”ان لوگوں نے اس انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی، بلکہ ایسا انتخاب کیا جو بالکل صحیح اور بجا ہے۔“ (تقدیم ”جدید بینک کاری اور اسلام“، ص: ۱۸، ناشر مکتبہ برہان ملت، مبارک پور، اعظم گڑھ ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء)

اس پر ۱۹۸۱ء سے آج تک مسلسل چونتیس سال سے پوری تیاری اور ذمہ داری کے ساتھ بڑی عرق ریزی اور جاں سوزی اور کمال مہارت کے ساتھ آپ تشنگانِ علوم کو سیراب کر رہے ہیں، زیادہ تر آپ کے ذمہ درجاتِ عالمیت و فضیلت اور تخصص کی کتابیں ہوتی ہیں۔ جنھیں آپ پوری حاضر دماغی کے ساتھ پڑھاتے اور صحیح معنوں میں حق تدریس ادا کرتے ہیں۔ آپ کے درس کی کچھ الگ ہی شان ہوتی ہے۔ اسی لیے طلبہ آپ کے درس

میں بڑی رغبت اور شوق سے شریک ہوتے ہیں اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور استفادہ کرتے ہیں۔ تدریس کے باب میں آپ کی سوچ یہ ہے کہ طلبہ کو زد و کوب اور سختی کے ذریعہ درس کا پابند نہ بنایا جائے، بلکہ مدرس محنت اور کوشش کر کے اپنے درس کو اتنا دلچسپ بنا دے کہ طلبہ خود کشاں کشاں اس کی درس گاہ کی طرف چلے آئیں اور پوری توجہ سے درس سماعت کریں۔ ابتدا میں آپ نے اپنے درس کو دلچسپ بنانے کے لیے اپنے اساتذہ کرام میں سے حضرت شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ سے خصوصی استفادہ کیا اور طلبہ کو اپنے درس کا گرویدہ بنالیا۔

آپ کی درسی تقریر بہت واضح، شستہ اور جامع ہوتی ہے جو درس کے تمام ضروری گوشوں کو محیط ہوتی ہے، اگر کتاب کی عبارت بظاہر قابل اعتراض اور پیچیدہ ہوتی ہے تو اختصار و جامعیت کے ساتھ اس کی ایسی توضیح و تشریح فرماتے ہیں کہ سرے سے اعتراض ہی نہیں پڑتا اور عبارت شکوک و شبہات کے گرد و غبار سے پاک و صاف معلوم ہوتی ہے۔ عام حالات میں آپ کی درسی تقریر اطناب و تفصیل سے خالی ہوتی ہے لیکن جہاں موقع محل تفصیل کا تقاضا کرتا ہے۔ وہاں آپ اس مقام کے تقاضوں کی بھرپور رعایت فرماتے ہیں۔ اس طرح آپ تدریسی میدان میں ایک نہایت ذمہ دار، مخلص اور کامیاب استاذ نظر آتے ہیں۔

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سمینار: دور جدید کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل پیش کرنے اور نوجوان علمائے کرام کی فقہی تربیت کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ارباب حل و عقد نے مجلس شرعی مبارک پور کے نام سے ایک علمی و تحقیقی ادارہ قائم کیا، اس کے قیام میں حضرت سراج الفقہاء دام ظلہ کا بہت اہم اور بنیادی کردار ہے۔ اس مجلس کے زیر اہتمام اب تک مختلف موضوعات پر اکیس فقہی سمینار ہو چکے ہیں۔ حضرت موصوف ان علمی و فقہی مذاکرات کے روح رواں رہے ہیں، آپ مقررہ موضوعات پر تحقیقی مقالات بھی لکھتے ہیں اور مذاکرات کی نشستوں کی نظامت بھی فرماتے ہیں اور بحث و مذاکرہ میں حصہ لے کر مسائل کو حل کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صدر مجلس شرعی، صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ ناظم تعلیمات و سابق صدر المدرسین جامعہ

اشرفیہ مبارک پور کا بیان بھی پڑھتے چلیں، آپ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے خصوصی شمارہ ”تیر ہواں فقہی سمینار نمبر“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”نواں مرحلہ مذاکرات کی مجلسوں کا ہوتا ہے۔ انھیں کی کامیابی سمینار کی کامیابی کہلاتی ہے مندوبین کے علاوہ بہت سے مشاہدین بھی ان مجالس کے مناظر سے روشناس ہیں۔ اس لیے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں، تاہم یہ اشارہ ضروری ہے کہ اس مقام پر ناظم اجلاس حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ و ناظم مجلس شرعی کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ وہ زیر بحث موضوعات و مسائل کے علاوہ دیگر جزئیات و اصول پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اور زیر بحث مسائل پر پوری تیاری کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، اس لیے بیش تر اختلافات ان کی تقریر و تدبیر سے بہت جلد سمٹ جاتے ہیں اور جو چند گوشے باقی رہ جاتے ہیں، ان میں ہمارے مندوبین کی بحثیں قابل ستائش نظر آتی ہیں جو مسائل پر اچھی گرفت رکھتے ہیں۔“ (ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، شمارہ جون ۲۰۰۶ء، ص: ۸)

اور ماہ نامہ اشرفیہ، جون ۲۰۰۷ء کے خصوصی شمارے ”فقہی سمینار نمبر“ میں فرماتے ہیں:

”گرامی مرتبت حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ کی محنت و کاوش محتاج بیان نہیں، اب مجلس شرعی کی نظامت کی وجہ سے ان کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ سمینار کی نظامت اور بحثوں کو سمیٹنے، پھر فیصلے کی منزل تک پہنچانے میں بھی ان کی علمی و تحقیقی مہارت کا خاص کردار ہوتا ہے۔ جو مشاہدین سے مخفی نہیں۔“ (اداریہ، ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، شمارہ جون ۲۰۰۷ء، ص: ۴)

تصنیفات و تالیفات:

حضرت سراج الفقہاء دام ظلہ کا قلم بڑا سیال اور برق رفتار واقع ہوا ہے، اب تک آپ کے قلم سیال سے مختلف عنوانات پر سو اسو سے زائد مضامین اور مقالات معرض وجود میں آچکے ہیں۔

(۱) قیاس حجت شرعی ہے (۲) اتر پردیش کے مسلمانوں کے مسائل اور ان کا

حل (۳) امام احمد رضا اور جدید فقہی مسائل (۴) امام احمد رضا کا ذوق عبادت مکتوبات کے آئینے میں (۵) تقلید عرفی کی شرعی حیثیت (۶) پرنٹنگ ایجنسی کے احکام (۷) سرکار غوث اعظم کا فقہی مسلک (۸) تصوف اور اسلام (۹) حضور مفتی اعظم بحر فقاہت کے درشا ہوار (۱۰) قضا اور ان کے حدود و ولایت (۱۱) بہار شریعت کا مختصر تعارف (۱۲) حضور خولجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا مذہب فقہی نقطہ نظر سے (۱۳) اسلامی درس گاہوں کا اسباب زوال اور ان کا علاج (۱۴) مساجد میں مدارس کا قیام (۱۵) میوچول فنڈ کی شرعی حیثیت (۱۶) پرافٹ پلس کی شرعی حیثیت (۱۷) درآمد برآمد ہونے والے گوشت کا حکم (۱۸) زینت کے لیے قرآنی آیات کا استعمال (۱۹) فیضان رسالت (۲۰) مصطفیٰ جانِ رحمت اور حقوقِ انسانی (۲۱) مذہبی چینل کا شرعی حکم فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں (۲۲) لغزشِ زبان سے صادر ہونے والے کلمات کب کفر ہیں کب نہیں؟ (۲۳) مسلکِ اہل سنت ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے (۲۴) حدیثِ انتراق امت اور بہتر فرقے (۲۵) نماز کے احکام پر ریل کے بدلتے نظام کا اثر (۲۶) انٹرنیٹ کے مواد و مشمولات کا شرعی حکم (۲۷) غیر رسم عثمانی میں قرآن حکیم کی کتابت (۲۸) ڈی این اے ٹیسٹ شرعی نقطہ نظر سے (۲۹) قومی دہلی مسائل میں اہل سنت کا کردار۔ ضرورت اور طریق کار (۳۰) جینیٹک ٹیسٹ اور اس کی شرعی حیثیت (۳۱) جدید ذرائع ابلاغ سے نکاح کب جائز کب ناجائز؟ (۳۲) بلیک برن وغیرہ بلادِ برطانیہ میں عشاء، وتر اور صوم کے وجوب کی تحقیق (۳۳) روزہ میں گل لگانے کی شرعی حیثیت (۳۴) سفر میں جمع بین الصلاتین (۳۵) صدقہ فطر کا وزن ۲ کلو ۴۷ گرام ہے (۳۶) مسجد دوسری جگہ منتقل نہیں ہو سکتی (۳۷) قربانی کے فضائل و مسائل (۳۸) نماز کی اہمیت مسائل کی روشنی میں (۳۹) آج کل سنی جامعات کس نہج پر ہیں (۴۰) اختلافی مسائل رحمت یا زحمت (۴۱) سنی دارالافتا کا کردار اور مفتیانِ عظام (۴۲) بیمہ جان و مال کی تحقیق (۴۳) الکحل آمیز دواؤں کا استعمال (۴۴) جھوٹ بولنے کا دردناک انجام (۴۵) دین حق اور اس کی بے بہا تعلیمات (۴۶) فلمی گانوں کا ہولناک منظر (۴۷) میوزک نماز کے ساتھ نعتِ مصطفیٰ ﷺ پڑھنا اور سننا (۴۸) ایڈز زدہ حاملہ عورت کو حمل ساقط کرانے کی اجازت

نہیں (۴۹) چیک اور پرچی کی کٹوتی کا شرعی حکم (۵۰) دیون اور ان کے منافع پر زکوٰۃ (۵۱) دیہات میں جمعہ و ظہر باجماعت (۵۲) باغات و تالاب کا رائج اجارہ (۵۳) غیر مسلم ممالک میں جمعہ و عیدین (۵۴) تقلید غیر کب جائز کب ناجائز؟ (۵۵) چھت سے سعی و طواف کا مسئلہ (۵۶) حاجی مقیم پر قربانی واجب ہے (۵۷) معاملہ کرایہ فروخت شرعی نقطہ نظر سے (۵۸) بیت المال، مسلم کالج اور اسکول کے نام پر تحصیل زکوٰۃ (۵۹) یورو کانسٹریکشن سے علاج کا شرعی حکم (۶۰) صاحب زمین پر قربانی و صدقہ فطر کا وجوب (۶۱) انجکشن مفسد صوم ہے یا نہیں (۶۲) واشنگ مشین میں دھلے گئے کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟ (۶۳) حالت احرام میں خوشبودار مشروبات پینے کا حکم (۶۴) عصر حاضر میں دارالقضا کی ضرورت (۶۵) تمنائے موت شرعاً ممنوع ہے (۶۶) استمداد و استعانت پر ایک تحقیقی بحث (۶۷) اسلامی تصور توحید اور ائمہ کرام (۶۸) مدارس میں طریقت اور خانقاہوں میں شریعت کا نفاذ ہو (۶۹) اسما و صفات باری تعالیٰ (۷۰) حافظ ملت اپنی تعلیمات کے آئینے میں (۷۱) حضور احسن العلماء بحیثیت شیخ کامل (۷۲) حضرت صدر الافاضل بحیثیت مفسر قرآن (۷۳) حضرت صدر العلماء میرٹھی بشیر القاری کے آئینے میں (۷۴) مسلم معاشرے کی خرابیاں اور ان کی اصلاح کے راستے (۷۵) اصول تدریس فقہ و اصول فقہ (۷۶) جبری جہیز کی لعنت کے خلاف فتویٰ (۷۷) الامام الترمذی و مآثرہ العلمیہ (عربی) (۷۸) المحدث احمد علی السہار نفوری (عربی) (۷۹) ترجمہ صاحب الصحیح: الامام ابی الحسن مسلم بن الحجاج القشیری علیہ الرحمہ (عربی) (۸۰) ترجمہ الشارح: الامام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی شارح صحیح مسلم (عربی)

ان کے علاوہ درج ذیل علمی و تحقیقی کتابیں آپ کے کلک حق نگار سے اب تک معرض تحریر میں آچکی ہیں، ان میں کچھ مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ۔

(۱) الحواشی الجلیہ فی تائید مذهب الحنفیہ علی شرح صحیح مسلم (۲) فقہ حنفی کا تقابلی مطالعہ کتاب و سنت کی روشنی میں (۳) عصمت انبیاء (۴) لاؤڈ

اسپیکر کا شرعی حکم (۵) شیر بازار کے مسائل (۶) جدید بینک کاری اور اسلام (۷) مشینی ذبیحہ مذاہب اربعہ کی روشنی میں (۸) مبارک راتیں (۹) عظمت والدین (۱۰) امام احمد رضا پر اعتراضات کا ایک تحقیقی جائزہ (۱۱) ایک نشست میں تین طلاق کا شرعی حکم (۱۲) فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول (۱۳) دو ملکوں کی کرنسیوں کا ادھار، تبادلہ و حوالہ (۱۴) انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم (۱۵) دکانوں، مکانوں کے پٹہ اور پگڑی کے مسائل (۱۶) تحصیل صدقات پر کمیشن کا حکم (۱۷) خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام (۱۸) تعمیر مزارات احادیث نبویہ کی روشنی میں (۱۹) خسر، بہو کے رشتے کا احترام اسلام کی نگاہ میں (۲۰) اعضا کی پیوند کاری (۲۱) فلیٹوں کی خرید و فروخت کے جدید طریقے (۲۲) بیمہ وغیرہ میں ورثہ کی نامزدگی کی شرعی حیثیت (۲۳) فقدان زوج کی مختلف صورتوں کے احکام (۲۴) کان اور آنکھ میں دوا ڈالنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ (۲۵) جدید ذرائع ابلاغ اور رویت ہلال (۲۶) طویل المیعاد قرض اور ان کے احکام (۲۷) طبیب کے لیے اسلام اور تقویٰ کی شرط (۲۸) نیٹ ورک مارکیٹنگ کا شرعی حکم (۲۹) فسخ نکاح بوجہ تعسر نفقہ (۳۰) فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے۔ (۳۱) مسلک اعلیٰ حضرت عصر حاضر میں مسلک اہل سنت کی مترادف اصطلاح (۳۲) جداگانہ احکام اور فقہی اختلافات کے حدود و حقائق و شواہد کے اجالے میں (۳۳) چلتی ٹرین میں نماز کا حکم فتاویٰ رضویہ اور فقہ حنفی کی روشنی میں (۳۴) مساجد کی آمدنی سے اے سی وغیرہ کے اخراجات کا انتظام (۳۵) تعدی مرض شرعی نقطہ نظر سے (۳۶) خلافت شرعی اور فضائل خلفائے راشدین (۳۷) جلوس عید میلاد النبی ﷺ سنت صحابہ کی یادگار (۳۸) برقی کتابوں کی خرید و فروخت شرعی نقطہ نظر سے (۳۹) مسئلہ کفایت عصر حاضر کے تناظر میں (۴۰) بینکوں کی ملازمت شریعت کی روشنی میں (۴۱) اجتہاد کیا ہے اور مجتہد کون؟ (۴۲) تہتر میں ایک کون؟ (۴۳) ترک تقلید اور غیر مقلدین کے اجتہادی مسائل (۴۴) ثبوت ہلال کی نو صورتیں (۴۵) اور ۱۵ جلدوں میں آپ کے لکھے ہوئے فتاویٰ اشرفیہ مصباح العلوم ہے۔

مرتب کردہ کتابیں:

☆ صحیفہ مجلس شرعی جلد اول (یکے از مرتبین) ☆ صحیفہ مجلس شرعی جلد دوم ☆ مجلس شرعی کے فیصلے جلد اول ☆ انوار امام اعظم (یکے از مرتبین) ☆ صحیفہ مجلس شرعی جلد سوم (زیر ترتیب) ☆ صحیفہ مجلس شرعی جلد چہارم (زیر ترتیب)

فیضان مار ہرہ مقدسہ

دیار اولیا، مار ہرہ مطہرہ کے مشائخ کرام سے حضرت سراج الفقہاء کی قلبی عقیدت اور وابستگی حیرت انگیز حضور سیدی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میراث میں ملی ہے اور وہاں پر حاضری کا سلسلہ اکتوبر ۱۹۹۲ء سے شروع ہوا ہے۔

بچپن میں آپ حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چرچا سنتے تھے مگر ملاقات کا شرف نہ حاصل ہوا، آپ مدرسہ عزیز العلوم نان پارہ ضلع بہرائچ شریف میں زیر تعلیم تھے وہیں آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرما گئے تو آپ کو بڑا قلق ہوا۔

وہاں کے اکابر میں آپ کی سب سے پہلی ملاقات حضرت سیدی احسن العلماء مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی اور خانقاہ برکاتیہ میں پہلی حاضری کا شرف حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حاصل ہوا۔

ملاقات اپریل ۱۹۹۲ء کی ہے اور حاضری اکتوبر ۱۹۹۲ء کی۔

ملاقات کی تقریب یہ ہوئی کہ آپ کسی ضرورت سے ممبئی تشریف لے گئے تھے وہیں معلوم ہوا کہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے سجادہ نشین احسن العلماء حضرت مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں اور کھڑک مسجد کے حجرے میں قیام ہے، آپ تو مشتاق دید پہلے ہی سے تھے، اشتیاق اور بڑھ گیا، اپنے ایک تلمیذ مولانا مفتی جلال الدین نوری امام سنی نئی مسجد گھڑپ دیو (فی الحال استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور) سے فرمائش کی کہ حضرت سے ملاقات کرائیں، نماز عشا کا وقت قریب تھا، اس

لیے انھوں نے عشا تک کی مہلت چاہی، بعد عشا وہ مفتی صاحب کو لے کر کھڑک مسجد پہنچے تو دیکھا کہ وہاں عجیب منظر ہے پورا حجرہ عقیدت مندوں کے ہجوم سے بھرا ہوا ہے اور ایک تخت پر حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند لگائے سب کو خطاب فرما رہے ہیں۔ حضرت نے دیکھتے ہی اشارہ فرمایا، سراج الفقہاء قدموں میں حاضر ہوئے، سلام مسنون و دست بوسی کے بعد جب نوری صاحب نے تعارف کے لیے ”حضرت مفتی نظام الدین“ کہا تو حضرت نے بڑی شفقت کے ساتھ آپ کو اپنے ساتھ تخت پر مسند کے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ:

”آپ کا غائبانہ تعارف تو پہلے ہی سے ہے، میں نے آپ کی کتاب ”لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم“ پوری پڑھی ہے، ماشاء اللہ خوب تحقیق فرمائی ہے، مسئلے کو مخ کر دیا ہے یہ الگ بات ہے کہ میرا موقف عدم جواز کا ہے مگر آپ کی تحقیق کی ستائش کرتا ہوں۔“

پھر حضرت احسن العلماء پورے طور پر حضرت سراج الفقہاء کی طرف متوجہ ہو گئے اور حاضرین سے فرمایا:

”آپ لوگ جاسکتے ہیں اب میں مفتی صاحب سے کچھ علمی مسائل پر باتیں کروں گا“ پھر حضرت نے حدائق بخشش کے کچھ اشعار کے تعلق سے دریافت کیا اور مفتی صاحب نے مختصراً تشریح فرمائی تو حضرت بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: میں بھی یہی مطلب سمجھتا ہوں، اس کے بعد دیر تک قیمتی معلومات سے نوازتے رہے اور علمی مذاکرے کا یہ سلسلہ تقریباً ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ تک جاری رہا، جب مفتی صاحب رخصت ہونے لگے تو حضرت نے نوازش فرماتے ہوئے دوسروں پر عطا فرمائے اور مفتی صاحب نے تبرک سمجھ کر فوراً قبول فرمالیا مگر آپ کو اس نوازش پر حیرت ہوئی کہ یہ آپ کی توقع کے برخلاف تھا مگر دل نے اطمینان دلایا کہ یہ آل رسول کی شان کریمانہ کے خلاف نہیں، مفتی صاحب نے وہ روپے نجی استعمال میں لانے کے بجائے ایک اہم اور مفید کتاب ”مفتاح کنوز السنۃ“ کی خریداری میں لگائے اور اس پر ”عطیہ حضور احسن العلماء دامت برکاتہم القدسیہ“ لکھ کر بطور تبرک و یادگار اسے اپنی لائبریری کی زینت بنالیا۔

یہ حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ سے آپ کی پہلی ملاقات تھی اور پہلی ہی ملاقات

میں آپ حضرت علیہ الرحمہ کے علم و فضل، عالی ظرفی، حسن اخلاق، حوصلہ افزائی اور نوازش سے بہت متاثر ہوئے۔

پھر اسی سال اکتوبر ۱۹۹۲ء میں عرس قاسمی کے مبارک موقع پر حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے تو حضرت کی خرقہ پوشی کی محفل میں بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، سلام و دست بوسی کے وقت حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ نے تعارف کرانا چاہا تو حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ”مفتی صاحب سے تعارف ہے اور ممبئی کی ملاقات میں مفتی صاحب کے ساتھ ایک چھوٹا سا سیمینار بھی ہوا ہے۔“ یہ حضرت سے دوسری ملاقات تھی، اس وقت حضرت کا چہرہ چاند کی طرح کھل رہا تھا۔ اس کے بعد پھر برابر بلا ناغہ مارہرہ شریف کی آمد و رفت شروع ہو گئی، عرس قاسمی میں ایک بار ضرور تشریف لے جاتے ہیں اور کبھی کبھی سال میں متعدد بار جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ اس دوران حضرت پر سادات مارہرہ کی کیا کیا بارش فیض و کرم ہوئی اور ان کی نگاہوں میں آپ کس قدر مقبول ہوئے اس کا اندازہ سطور ذیل سے لگایا جاسکتا ہے۔

اجازت و خلافت:

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانقاہ برکاتیہ کے محبوب خلیفہ ہونے کے ساتھ ”برکاتی مفتی“ کے منصب پر فائز تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت امین ملت کو خلا کا احساس ہوا اور اسی سال حضرت سراج الفقہا کو اپنے ایک اہم مکتوب کے ذریعہ عرس قاسمی برکاتی میں شرکت کی خصوصی دعوت دی۔ مکتوب کا متن یہ تھا:

”محترم المقام السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت کا طالب ہوں۔

عرس شریف قاسمی ان شاء المولیٰ تعالیٰ ۲۰، ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوگا۔ آپ کو دل کی گہرائیوں سے دعوت حاضر کر رہا ہوں، آپ کی تشریف آوری بہت ضروری ہے۔ خدا کرے آپ بخیر ہوں۔

والسلام

محمد امین

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ

28-09-2000

۲۹/۶/۱۴۲۱ھ

حضرت امین ملت کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت سراج الفقہا عرس قاسمی برکاتی میں تشریف لے گئے۔ حضرت امین ملت دام ظلہ العالی نے ۲۳/رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو عرس قاسمی برکاتی کی نورانی محفل میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور حضرت سراج الفقہا کو خلیفہ منتخب کر کے اور اس کے چند سالوں بعد ”برکاتی مفتی“ کے منصب پر فائز کر کے حضرت نے شارح بخاری کے وصال سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کر دیا۔

شبہ نعلین شریفین:

”اعتراف خدمات“ ایک انسان کے لیے بہت بڑی عالی ظرفی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی خانقاہ برکاتیہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔ یہاں کے سجادگان علم اور علما کے قدرداں ہیں۔ ۱۸ نومبر ۲۰۰۰ء کو عرس قاسمی برکاتی کی بابرکت محفل میں حضرت سراج الفقہا کو علمی، دینی، تصنیفی، تحقیقی بالخصوص علم فقہ میں نمایاں، اہم اور منفرد خدمات انجام دینے کے صلے میں ”شبہ نعلین شریفین“ سے نوازا گیا۔

(۱) حضرت رفیق ملت کی رسم سجادگی میں شرکت:

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۱۱ء کو وارث پنجتن حضرت یحییٰ حسن میاں علیہ الرحمہ کی رحلت ہوئی۔ آپ کے عرس چہلم ۲۴ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار کے موقع پر حضرت نجیب میاں کی رسم خرقہ پوشی ہوئی۔ حضرت سراج الفقہا بھی آپ کی دعوت پر اس نورانی تقریب میں شریک ہوئے اور اس عظیم اور یادگار لمحہ کے گواہ بنے۔

(۲) جامعہ احسن البرکات کے افتتاح میں شرکت:

۱۱ ستمبر ۲۰۱۲ء کو حضور احسن العلماء کے یوم وصال کی مناسبت سے جامعہ کے جشن افتتاح کا انعقاد کیا گیا۔ جشن افتتاح میں مہمان خصوصی کے طور پر صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی اور حضرت سراج الفقہاء کو مدعو کیا گیا جس میں دونوں حضرات نے طلبہ و اساتذہ کو اپنے خطابات اور مفید مشوروں سے نوازا۔

(۳) فکر و تدبیر کانفرنس میں شرکت:

۸۲ ویں عرس قاسمی برکاتی کے دوسرے روز ۱۵ نومبر ۲۰۰۸ء کو پہلی کل ہند فکر و تدبیر کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس کا انعقاد ہندوستان میں دن بہ دن نت نئے مسائل کی پیداوار اور ان کے تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی مسائل کا جائزہ لینے اور عملی پیش رفت کا خاکہ مرتب کرنے کے لیے کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء، مشائخ اور دانشور شریک ہوئے حضرت سراج الفقہاء کو بھی اس میں مدعو کیا گیا اور اس سیمینار میں اس تعلق سے کیا پیش قیمت حکمت عملی ہونی چاہیے، اس پر مفید آراء و تجاویز پیش کیں، فکر و تدبیر کانفرنس کا یہ سلسلہ پانچ سالوں تک قائم رہا۔ ہر سال ایک منتخب موضوع پر اس کانفرنس کا انعقاد ہوتا تھا مسلم معاشرہ میں تعلیم کے مسائل اور امکانات۔ اہل سنت و جماعت کی شیرازہ بندی، ضرورت اور حل وغیرہ جیسے اہم اور حساس موضوعات پر سنجیدگی سے غور و فکر کیا گیا۔ حضرت سراج الفقہاء نے تحریراً و تقریراً اس میں نمائندگی کی۔ اس کانفرنس میں آپ کی تجاویز و آرا کو بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

حضرت احسن العلماء سے آپ کی اہلیہ اور اولاد کی بیعت:

حضرت سراج الفقہاء کو حضرت احسن العلماء سید حیدر حسن میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت ہے۔ آپ کے متعلق حضرت سراج الفقہاء اپنے ایک مضمون: ”حضور احسن العلماء بحیثیت شیخ کامل“ میں لکھتے ہیں:

”سیدی و سندی حضرت العلامة مولانا، حافظ، قاری، مفتی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن

میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ احسن العلماء بھی تھے، اور احسن المشائخ بھی۔ کتاب و سنت کے عالم بھی تھے اور عامل بھی، عارف باللہ بھی تھے اور واصل الی اللہ بھی۔ آپ کے محبوب مشاغل میں سے ایک اہم مشغلہ خلق خدا کی اصلاح اور رشد و ہدایت تھا۔ جس کا ایک مضبوط ذریعہ پیری و مریدی ہے۔“

حضرت سراج الفقہاء نے اسی عقیدت کی بنا پر اپنی تمام اولاد اور اپنی اہلیہ کو حضور احسن العلماء سے بیعت کرایا۔ حضرت کی اولاد کے نام بالترتیب یہ ہیں:

(۱) محمد عصام الدین برکاتی مصباحی: کالج کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ میں دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۰۱۱ء میں درجہ فضیلت سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس وقت خدمت و تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

(۲) ام حبیبہ برکاتی: انٹر میڈیٹ تک تعلیمی لیاقت ہے۔ ساتھ ہی الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سکھائی مبارک پور سے قراءت و عالمیت کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت کی یہ صاحبزادی مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مصباحی، مدیر ماہنامہ کنز الایمان دہلی سے منسوب ہیں۔ داماد بھی سجان اللہ حضرت امین ملت سے مرید ہیں۔

(۳) ام سلمہ برکاتی: انٹر میڈیٹ تک تعلیمی لیاقت ہے۔ اور الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سکھائی مبارک پور سے قراءت و عالمیت کی تعلیم حاصل کی۔

(۴) محمد ضیاء الدین برکاتی: گریجویشن (Graduation) کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایم اے فرسٹ ایئر میں داخلہ لیا ہے، اور الجامعۃ الاشرفیہ میں جماعت رابعہ میں علم دین کی تحصیل کر رہے ہیں۔

(۵) محمد فضل الرحمن برکاتی: امسال گریجویشن فائنل ایئر (Graduation Final yaer) ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ میں جماعت ثانیہ کے طالب علم ہیں۔

(۶) محمد ساجد الرحمن: امسال دسویں کلاس میں ہیں۔ حضرت کا ارادہ ان کو بھی عالم دین بنانے کا ہے۔ یہ ابھی کسی سے بیعت نہیں ہیں۔ امید ہے کہ یہ بھی برکاتی غلاموں میں شامل ہوں گے۔

حضرت امین ملت کی مجلس شرعی کے ۱۹ ویں فقہی سیمینار میں شرکت:

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ایک اہم علمی و تحقیقی شعبہ ہے۔ جس کے زیر اہتمام اکیس فقہی سیمیناروں کا انعقاد ہو چکا ہے جس میں ۳۸۰/جزئی احکام کے ساتھ ۶۰/اہم نوپیدا مسائل کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ اس کا قیام ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء بروز شنبہ عمل میں آیا۔ ابتدا میں اس کے پانچ ارکان تھے۔ ۱۸/رجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۹۷ء بروز چہار شنبہ کو حضرت امین ملت کو بھی اس مجلس کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۲۰/محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۳ فروری ۲۰۰۴ء دوشنبہ کو ارکان مجلس کا انتخاب جدید ہوا جس میں حضرت امین ملت کو بہ اتفاق رائے مجلس شرعی کا سرپرست منتخب کیا گیا، ہر سال حضرت امین ملت کی سرپرستی میں فقہی سیمینار کا انعقاد ہوتا ہے۔ ناظم مجلس شرعی حضرت سراج الفقہاء کی دعوت پر ۱۹ ویں فقہی سیمینار میں حضرت امین ملت بہ نفس نفیس بھیونڈی تشریف لے گئے۔ یہ سیمینار ۱۹ تا ۲۱ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۲ تا ۱۶ جنوری ۲۰۱۲ء کو دارالعلوم امجدیہ بھیونڈی میں منعقد ہوا۔ آخری دن حضرت امین ملت نے بھی اس سیمینار کو زینت بخشی اور اس کی آخری نشست کی صدارت بھی فرمائی۔ اور اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ:

”ہم چاروں بھائیوں نے مشورہ کر لیا تھا کہ ہم ارباب مجلس شرعی کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ اگلے سیمینار کے لیے وہ ہمیں چن لیں۔“

حضرت امین ملت کی خواہش و فرمائش پر ناظم مجلس شرعی نے حضرت امین ملت کی دعوت قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمارا اگلا سیمینار جامعۃ البرکات علی گڑھ میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور بھمدہ تعالیٰ میسواں فقہی سیمینار جامعۃ البرکات میں بڑی آن بان اور شان کے ساتھ منعقد ہوا۔“

عرس قاسمی برکاتی میں بزم سوال و جواب:

بزم سوال و جواب دین کے مسائل سیکھنے اور سکھانے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ بلکہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ بھی ہے۔ چنانچہ حدیث جبرئیل اس کی

شاہد ہے۔ خانقاہ برکاتیہ نے اس کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ۲۰۰۷ء میں بزم سوال و جواب کا آغاز فرمایا۔ اس اہم سیشن میں حضرت سراج الفقہاء عوام و خواص کے مسائل کا شریعت اسلامیہ کی رو سے جواب دیتے ہیں۔ بزم سوال و جواب میں حضرت امین ملت، اور حضرت سید فضل میاں جیسی شخصیتیں بھی اپنے سوالات کا شرعی حل معلوم کرتی ہیں۔

اس بزم کا انعقاد حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا، جب فلمی گانوں کے تعلق سے حضرت علیہ الرحمہ کا ایک اہم فتویٰ ماہ نامہ اشرفیہ میں شائع ہوا تھا اور مختلف علاقوں میں اس کے خلاف ایک شورش پیا ہو گئی تھی تو حضرت سراج الفقہاء نے ان تمام مقامات پر تحقیقی خطاب فرمایا اور ساتھ ہی اہل اسلام کے بہت سے سوالات کے تشفی بخش جوابات دیے۔ اس طرح وہ شورش مٹ گئی اور حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے سراج الفقہاء کو دعاؤں سے نوازا۔

جب ماحول پرسکون ہو گیا تو بزم خطاب اور سوال و جواب کا سلسلہ بھی موقوف ہو گیا۔ پھر حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اگست ۲۰۰۰ء سے اس کا باضابطہ آغاز بولٹن (برطانیہ) کی سرزمین سے ہوا، جو بڑی کامیابیوں کے ساتھ برابر جاری ہے اور اب تک اس بزم سے تقریباً ساٹھ لاکھ سے زیادہ سامعین استفادہ کر چکے ہیں، خدائے پاک اس کا فیض و نفع عام سے عام تر فرمائے اور اس مجلس کو قبول دوام عطا فرمائے۔ آمین۔

محبت الاولیا مولانا سید احسن المظفر برکاتی مدظلہ العالی

خودنوشت

- نام : سید احسن المظفر
 ولدیت : مولانا سید عبید الرحمن حسنی مرحوم
 بیعت : پروفیسر سید محمد امین میاں قادری مارہروی
 مسکن : چاب دانی، ودیابائی، ہگلی، کولکتہ
 وطن مالوف : لکھنؤ، اتر پردیش
 پورا پتہ : سید احسن المظفر، ڈھوڑی مسجد، چاب دانی، ودیابائی، ہگلی، کولکتہ (بنگلہ)۔
 سن ولادت : ۱۹۵۷ء اگست ۷
 ازدواجی زندگی : شادی شدہ
 اولاد امجاد : پانچ
 تعلیمی لیاقت : کامرس گریجویٹ، عالمیت، فضیلت
 ذریعہ معاش : درس و تدریس
 تعلیمی اداروں سے وابستگی :

جامعہ حبیبیہ، الہ آباد، دارالعلوم قادریہ، غازی پور

تصنیف کردہ کتب:
 زیر طبع

تدریسی خدمات:

تقریباً تیس سال سے انجام دے رہا ہوں، حفظ و قرأت۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

تاج العلماء محمد میاں صاحب مارہروی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اٹھائے حیات سمجھتے ہوں:

حضرت سید حسن میاں قادری، قادری نعمت اللہ حسینی، سید شاہ آل احمد عرف

ایچھے میاں صاحب۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

اپنے والد مولانا سید عبید الرحمن حسنی کے واسطے سے بچپن سے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے خلافت:

سید محمد امین میاں قادری برکاتی (۱۹۸۹ء)

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

عالمی سطح پر بلند و بالا دین و دنیا کو روشن کرتا۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضرت حسن میاں قادری، سید محمد امین میاں قادری۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

برکاتی مشن سے نئی نسل کو پوری طرح متعارف کرانا تاکہ وہ جدید علوم و فنون سے

بھی مالا مال ہو سکیں۔

موجودہ سرگرمیاں:

تحریر و تقریر کے ذریعہ صوفیائے کرام خصوصاً شاہ برکت اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

سید احسن المظفر، ڈھوڑی مسجد، چاب دانی، ودیابائی، ہگلی، کولکتہ (بنگلہ)۔

فون نمبر: 07890500509, 9681441333

حضرت مفتی محمد اشرف رضا قادری مدظلہ العالی

خودنوشت

- نام : محمد اشرف رضا قادری
 ولدیت : محمد منصور شیخ ابن محمد ولی الرحمن صدیقی
 بیعت : عارف باللہ ابوالبرکات آل رحمن محی الدین محمد مصطفیٰ رضا نوری ۱۹۸۶ء عظیم ہند
 مسکن : ہاتھ اصلی - وایار آئے پور، ضلع سیتا مرہی، بہار۔
 وطن مالوف :
 پورا پتہ :
 سن ولادت : غالباً ۱۹۶۰ء
 ازدواجی زندگی : مفتی عبدالحلیم صاحب ناگپوری کی برادرزادی نعیمہ اختر بنت محمد تسلیم رضوی۔
 اولاد امجاد : تین لڑکیاں دو لڑکے (۱) محمد مصطفیٰ رضا نوری مصباحی (۲) ابوالحسن علی جیلانی
 تعلیمی لیاقت :

جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ۱۹۸۴ء میں سند فضیلت و دستار سے مشرف ہوئے۔

ذریعہ معاش :

تدریس

تعلیمی اداروں سے وابستگی :

جامعہ ضیائیہ فیض الرضا، دوری، ضلع سیتا مرہی بہار و دارالعلوم حنفیہ رضویہ، قلابہ

ممبئی ۵۔

تصنیف کردہ کتب :

اشرف الفتاویٰ (۶ جلدیں)، اشرف القضاہ (۴ جلدیں) اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل وغیرہم۔

تدریسی خدمات :

۱۹۸۶ تا ۱۹۹۲ء دارالعلوم امام احمد رضا ممبئی - ۸، ۲۳ء تادم تحریر دارالعلوم حنفیہ

رضویہ قلابہ۔

دینی و ملی خدمات :

افتا و قضا کے ذریعہ اصلاح و ارشاد مسلمین اور مذہب اہل سنت کی اشاعت و تبلیغ۔
 ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا :

محدث اعظم بہار، محمد احسان علی مظفر پوری، سابق شیخ الحدیث منظر، حضور احسن العلماء، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، علامہ مشتاق احمد نظامی، علامہ ارشد القادری، قاضی محمد فضل کریم حامدی فیض پوری (ادارہ شرعیہ بہار)، امین شریعت مفتی رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور، مفتی محمد مطیع الرحمن نوری، پوکھریوی، امین شریعت مفتی محمد انیس عالم رضوی (ادارہ شرعیہ بہار)۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں :

مرشدی الکرم سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کیمیا اثر کے برکات کو

اثاثہ حیات سمجھتا ہوں۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے :

چشم و چراغ خاندان برکات سرکار اعلیٰ حضرت کی کتب و فتاویٰ سے استفادہ و مرشدی مفتی اعظم ہند کی نسبت غلامی اور جن علماء و مشائخ سے فقیر قادری کو شرف تلمذ و خلافت اجازت حاصل ہے سب کی شاخیں طریقت کے شجر تناور اعلیٰ حضرت سے ملتی ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

امین ملت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں قادری

خلافت کے حصول کا واقعہ:

مسجد نبوی شریف کے باب بضع پر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ افطار کے لئے فقیر بن کر بیٹھا رحمت و شفاعت کا منتظر تھا کہ اسی درمیان حضور امین میاں قبلہ نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ کی اجازت و خلافت موبائل سے عطا فرمایا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ شریعت و طریقت کا سنگم ہے۔ علماء و صوفیاء سلوک و تزکیہ نفس کے لئے ہر دور میں وہاں حاضر ہوتے رہے۔ خدمت خلق اور احقاق حق و ابطال باطل یہاں کا طرہ امتیاز ہے۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور احسن العلماء و حضور معین العلماء امین ملت سید شاہ محمد امین قادری برکاتی۔

موجودہ سرگرمیاں:

مجلس اتحاد و محبت کے لئے چراغ جلانا اور بازار نفرت کی لائٹ کا کنکشن کاٹتے رہنا۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ و اتحاد کے لئے کوئی تجویز؟

ہمارے اکابر علماء و مشائخ اپنے تلامذہ و مریدین کو دوسرے مدارس و سلاسل کے علماء و مشائخ کی تعظیم و توقیر کی تعلیم و تربیت دیں اور خود مجمع عام میں اپنے معاصر کی خدمات کا اعتراف و اعلان فرمائیں۔ چھوٹوں پر شفقت و مہربانی اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور اگر کسی دینی و فکری لغزش پر مطلع ہوں تو محبت و اخلاق کے ساتھ اصلاح کی کوشش کریں۔ بلکہ اس کی کمر پکڑ کر حق کی طرف واپس لانے کی سعی فرماتے رہیں۔

حضرت مفتی محمود اختر قادری مدظلہ العالی



خودنوشت

- نام : محمود اختر قادری
- والد ماجد : حضرت علامہ عبدالشکور اعظمی علیہ الرحمۃ۔ بانی الجامعۃ الامجدیہ بھونڈی
- والدہ ماجدہ : شہزادی صدر الشریعہ عالمہ فاضلہ سعیدہ خاتون علیہا الرحمۃ
- مسکن : حاجی علی درگاہ ممبئی۔
- وطن مالوف : قادری منزل گھوسی ضلع منو یوپی۔
- مکمل پتہ : کنارہ مسجد پیش امام روم حاجی علی درگاہ ممبئی ۲۶۔
- سن ولادت : ۲ جنوری ۱۹۶۰ء
- ازدواجی زندگی : تایا زاد بہن طاہرہ بیگم سے ۱۹۸۰ء میں عقد مسنون ہوا۔
- اولاد و امجاد : ایک صاحبزادی عالمہ فرحانہ خاتون قادری (ایم۔ اے)
- ایک صاحبزادے مقصود اختر قادری فاضل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی۔

بیعت و ارادت:

سرکار تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان۔

تعلیمی لیاقت:

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے اعدادیہ تا درجہ فضیلت اور تخصص فی الفقہ تک مکمل تعلیم، شارح بخاری اور محدث کبیر کی نگرانی میں افتاء کی مشق کی اور یہیں درجہ قراءت میں بھی فراغت حاصل کی۔ بھونڈی میں تکمیل حفظ قرآن کیا۔ الہ آباد عربی و فارسی بورڈ سے

مولوی، منشی، عالم، فاضل دینیات اور فاضل ادب میں کامیابی حاصل کی۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔ اے اور اودھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

فراغت کے بعد فوراً ۱۹۸۱ء میں دارالعلوم ضیاء العلوم خیر آباد ضلع اعظم گڑھ میں بحیثیت شیخ الحدیث۔ ۱۹۸۳ء کے اوائل میں دارالعلوم علیہ جہد اشاہی ضلع بستی یوپی میں بحیثیت مفتی وقائم مقام شیخ الحدیث۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں عروس البلاد ممبئی کی مشہور درگاہ حاجی علی کی پہلی مسجد کی امامت و خطابت کیلئے آمد۔ اور ساتھ ہی سنی دارالعلوم محمدیہ میں بحیثیت مفتی و مدرس تقرری ہوئی۔ ۲۰۰۳ء میں سنی دارالعلوم محمدیہ سے علیحدگی کے بعد بزرگوں کے مشورے پر ایک دارالافتاء بنام ”رضوی امجدی دارالافتاء“ قاضی اسٹریٹ ممبئی ۳ میں قائم کیا اور اس میں بحیثیت صدر مفتی افتاء اور تمرین افتاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف کردہ کتب:

”فقہ مخدومی“ (عربی) جو فقہ شافعی کی قدیم کتاب ہے اس کا اردو ترجمہ وحاشیہ۔ ”تبرکات کی شرعی حیثیت“۔ ”تذکرہ غریب نواز“، ”بہار حج“، ”بہار صلوة“ (زیر طباعت) بہار شریعت حصہ ششم کی تلخیص و جدید ترتیب اور اضافہ وحاشیہ بنام ”حج و عمرہ کے فضائل و مسائل“۔

دینی و ملی خدمات:

افتاء اور خطابت کے ذریعہ مسلک و مذہب کی تبلیغ و اشاعت شہر اور بیرون شہر کے سوال و جواب کے پروگرام میں لوگوں کے سوالات کے فوری جوابات دینا، اور صحیح مسائل ذہن نشین کرانا، ہندوستان کے مختلف شہروں اور بستیوں میں تقریر و خطابت کے ذریعہ دین و مسلک کی تبلیغ و اشاعت کرنا، اور اس اہم ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے بیرون ملک کا بھی دورہ کرنا۔

ان بزرگان دین کے اسمائے گرامی جن کی صحبت سے فیض یافتہ ہوئے:

شہزادہ اعلیٰ ضرت تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان، جلالتہ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، تاجدار مارہرہ مطہرہ حضور

احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان، شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ، تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمۃ، محدث کبیر ممتاز الفقہاء حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ، شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ عبدالصطفیٰ ازہری علیہا الرحمۃ، والد گرامی صدر الشریعہ حضرت علامہ عبدالشکور اعظمی علیہ الرحمۃ۔

خصوصی شرف کا تذکرہ:

بچپن میں گھوسی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر مجمع عام میں سرکار مفتی اعظم ہند نے اپنے دست پاک میں ان کا ہاتھ لے کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت سے مشرف فرمایا اور مبارک ہاتھوں سے دو نان کھٹائی عطا فرما کر ارشاد فرمایا ”اسے آپ کھا لیجئے اور بقیہ لوگوں میں تقسیم کر لیجئے“۔

اسی طرح حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت بابرکت میں روزانہ رات کو حاضر ہونا اور حضرت کا وقفہ وقفہ سے مصافحہ کے وقت تین روپے پیش فرمانا اور دوران خدمت حضرت کے کشف و کرامات کا فقیر پر ظاہر ہونا ان کیلئے سرمایہ حیات ہے۔ یونہی خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین مخدوم گرامی حضور امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے ان پر ممبئی میں عرس احسن العلماء کے اجلاس میں بے پایاں کرم فرمایا کہ ان کی تقریر کے دوران سرکار اعلیٰ حضرت سے متعلق ان کے ایک جملہ پر اس قدر مسرور ہوئے کہ کھڑے ہو کر مانگ ان کے آگے سے لے کر خود نعرے لگائے اور اپنا برکاتی رومال ان کی گردن میں ڈال کر ان کی جو عزت افزائی فرمائی ہے وہ ان کے لئے عظیم اثاثہ حیات ہے۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی:

یوں تو بہت ہی صغیر سنی میں والد گرامی کے ہمراہ شہر بھینڈی میں حضور سید العلماء سے شرف ملاقات اور زیارت و دعا کی برکتیں حاصل ہوتی رہیں، لیکن ممبئی آنے کے بعد حضور احسن

العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں حاضری کا بار بار شرف حاصل ہوتا رہا اور حضرت کی نوازشات اور نظر کرم ان پر خصوصی طور پر رہیں۔ حضور صدر الشریعہ کا نواسہ ہونے کی وجہ سے اپنے تخت پر بٹھاتے اور اعلیٰ حضرت و صدر الشریعہ کے تذکرے سے پوری محفل کو فیضیاب فرماتے۔

خانقاہ برکاتیہ سے خلافت:

جانشین حضور احسن العلماء صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مخدوم گرامی حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ سے شرف خلافت حاصل ہوا۔

۲۰۰۰ء میں ممبئی کی منارہ مسجد میں عرس احسن العلماء کے موقع پر مخدوم گرامی حضور امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے دوران خطابت اچانک یہ ایمان افزا اور روح پرور اعلان فرمایا کہ ”بہت بڑے نانا کے نواسے اور اپنے ماموؤں کے پیارے عزیزم مفتی محمود اختر سلمہ کو آج میں سلسلہ عالیہ برکاتیہ کالپی شریف جس کے وابستگان کی تعداد دنیا میں دو کروڑ سے زائد ہے اس کی خلافت واجازت دیتا ہوں“ اور اپنے دست مبارک سے بھرے مجمع میں ان کے سر پر دستار خلافت باندھی۔

خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

اس مقدس خانقاہ کے ایک ہی گنبد کے نیچے سات اقطاب عظام آرام فرما ہیں جسکی نظیر مشکل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز جو کسی بھی مسئلہ شرعیہ کے انتخاب میں بڑی گہری اور دقیق نظر رکھتے ہیں ان کی تحقیق انتق بے نظیر و عدیم المثل ہوتی ہے اس عظیم شخصیت نے ہندوستان کی کثیر خانقاہوں میں سے راہ سلوک طے کرنے کیلئے جس خانقاہ کا انتخاب فرمایا وہ ضرور امتیازی خصوصیات کا شرف رکھتی ہے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی امتیازی شان کی یہ بین دلیل ہے۔ اسی لئے خود اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نسبت پر رشک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

حضرت قاری انجینئر اسحاق محمد پٹھان مدظلہ العالی



نام : الحاج قاری مبلغ اسحاق محمد پٹھان انجینئر رٹائرڈ پرنسپل آئی ٹی آئی
ولدیت : مرحوم حسین بخش
بیعت : پیر طریقت حضرت محبوب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سہروردی۔
بہاولپور، ملتان۔ ۱۹۶۲ء میں اپنی والدہ غلام فاطمہ کے ساتھ بیعت ہوا۔
مسکن : جودھ پور (راجستھان)
وطن : انڈیا
پورا پتہ : پلاٹ نمبر ۵۸ ”خداداد امینی منزل“ شانتی پریہ نگر، دس دکانوں کے پیچھے
چو پاسنی روڈ، جودھ پور (راجستھان) انڈیا۔ پن کوڈ ۳۲۲۰۰۸۔
سن ولادت : ۲۰ ستمبر ۱۹۴۳ء
ازدواجی زندگی : میری شریک حیات کا نام بلقیس بانو ہے جو سیکنڈ ایئر پاس اور دینی تعلیم سے آراستہ ہے۔

اولاد و امجاد:

الحمد للہ دولڑکے ایک عاشق محمد انجینئر جو آئی ٹی آئی میں لیکچرر ہے۔ دوسرا لڑکا عبدالرزاق جو اپنے پرائیویٹ کام میں لگا ہوا ہے۔ دولڑکیاں جہاں آرا اور شکیلہ ہیں جن کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ ہر ایک کے تین تین لڑکے ہیں۔
عاشق محمد کی دولڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ معراج بانو اور شیمادونوں ہی گریجویٹ ہیں اور لڑکا عبد محمد جو انفورمیشن ٹیکنالوجی میں بی ٹیک ہے۔ عبدالرزاق کے ایک ہی لڑکا ہے جو انجینئرنگ کر رہا ہے۔

تعلیمی لیاقت:

۱۹۴۸ء میں مفتی اعظم راجستھان محمد اشفاق حسین نعیمی جب یوپی سے پالی ہوتے ہوئے جودھ پور تشریف لائے ان سے دینی تعلیم حاصل کرنے والوں میں ہم سب سے پہلے تھے۔ پھر دنیاوی تعلیم میٹر تاروڈ اور ناگور شریف میں حاصل کرنے کے بعد رجحان انجینئرنگ کی طرف ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں این۔سی۔ٹی۔وی۔ٹی۔ سے فراغت کے بعد ریلوے میں میٹرولوجسٹ اپرینٹس کی اور ۱۹۶۲ء میں پولی ٹیکنک جودھ پور میں ملازمت کرتے ہوئے آر۔پی۔ایس۔سی۔ راجستھان سے میرا انتخاب یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ کے تحت چلنے والے سی۔ٹی۔آئی۔بمبئی کے لیے ہو گیا۔ ۱۹۶۳ء میں بمبئی سے فراغت کے بعد مجھے راجستھان میں ڈائریکٹریٹ آف ٹیکنکل ایجوکیشن کے تحت ملازمت ملی۔ پہلا تقرر پالی مارواڑ آئی۔ٹی۔آئی۔میں ہوا۔ اس کے بعد مختلف اضلاع کوٹہ، کھیتڑی (جھونھونو) باڑمیر، پرتاپ گڑھ، جالور، جودھپور، بالوترا، پھلوادی، وغیرہ میں تبادلے ہوتے رہے۔ آخر میں جودھپور ڈائریکٹریٹ ٹیکنکل ایجوکیشن سے ریٹائر ہوا۔ تقریباً ۳۸ سال کی ملازمت میں کبھی بھی سنت رسول کو نہیں چھوڑا۔ اور دینی درسگاہوں سے ہمیشہ لگاؤ رکھا۔ میرے محب مجھے مبلغ پرنسپل صاحب کے نام سے ہی جانتے ہیں۔

ذریعہ معاش:

جب میں آئی۔ٹی۔آئی۔کی پرنسپل کی پوسٹ سے سبکدوش ہوا تو میں نے اپنے دعوت نامے میں سب سے اوپر ایک شعر لکھا تھا۔

سرکار کا کرم تھا ذریعہ معاش تھا

دراصل تو ہے نوکری سرکاری نوکری

یہی وجہ ہے کہ میں نے بعد میں کوئی نوکری نہیں کی، بس دین کی خدمت میں لگ گیا اور بزرگوں کی سرپرستی میں دین کا کام کرنے میں جو سکون ملتا ہے اس کا موازنہ کسی اور کام سے نہیں کیا جاسکتا۔ دینی خدمات سے دل و دماغ مالا مال ہے۔ تقریباً ۲۷ ہزار پینشن ملتی ہے۔ کسی بھی دینی ادارے سے کوئی تنخواہ نہیں لیتا۔ فی سبیل اللہ کام کرتا ہوں۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

ابتدائی زندگی جو بزرگ مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمۃ کی دعاؤں سے شروع ہوئی وہ اچھی ہوئی۔ ناگور میں مجذوب حسن شاہ سے ملاقات رہی۔ صوفی حمید الدین علیہ الرحمۃ کے آستانے پر نذرانہ عقیدت روز پیش کرتے۔ حافظ شمس الدین صاحب اور حج محمد حسین فاروقی صاحب جو خود حافظ قرآن تھے، ان کی صحبت شریعت کی پابندی اور صوفی حمید الدین ناگوری کے خاندان کے لوگوں سے لگاؤ نے چار چاند لگا دیے۔ احمد علی شاہ بابا کی بارگاہ میں حاضری اور وہاں مدرسہ صوفیہ حنفیہ سے وابستگی رہی۔ پالی مارواڑ میں ایک کمیٹی ”گلشن اتحاد“ بنائی اور ہر مسجد میں الگ سے دینی تعلیم کو فروغ دینے کا کام کیا۔ جواب تک جاری ہے۔ باڑمیر میں، مدرسہ ”ضیاء المصطفیٰ“ میں تعمیری کام کروایا۔ پرتاپ گڑھ میں ہر جمعہ کو تقریری پروگرام، پیر باغ میں الگ سے اہلسنت والجماعت کا مدرسہ قائم کیا۔

اسی طرح جب جالور آیا تو ہر مسجد میں ایک کمیٹی قائم کی اور دینی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدام اٹھائے۔ وہاں کے لوگ مجھے افسر کم اور مولانا زیادہ سمجھتے تھے۔ میرا لگاؤ ہمیشہ مفتی اعظم راجستھان کی وجہ سے دارالعلوم اسحاقیہ سے رہا۔ مفتی صاحب کو جب میری ان دینی سرگرمیوں کا پتہ چلا تو مجھے بلا کر انعام سے نوازا۔ سالانہ جلسہ میں مجھے جالور سے بلا کر سید مختار اشرف کے ہاتھوں مبلغ کی سند دلائی۔

تصنیف کردہ کتب:

میں نے خود کوئی کتب نہیں لکھی۔ ہاں باڑمیر کے لق و دق علاقے میں لوگوں کو دینی ارکان سے روشناس کرنے کے لیے طہارت، غسل، نماز کے مسائل ہندی میں چھپوا کر لوگوں میں ہر ماہ تقسیم کرتا تھا اس ماہ نامے کا نام ”دین و دنیا“ رکھا تھا۔ جب باڑمیر سے تبادلہ ہوا تو وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

تدریسی خدمات:

جب میرا تبادلہ جودھ پور ہوا تو دارالعلوم اور مسلم اسلول کے بچوں کو دینی تعلیم کے

ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کی طرف بھی مائل کیا۔ دارالعلوم اسحاقیہ میں آمدورفت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک وقت قرأت کے لیے استاذ القرآن حضرت محمد اکرام صاحب سے قرأت سیکھنے کی اجازت حاصل کی۔ پھر میں نے سالانہ امتحان میں شرکت کی اور قاری جمال صاحب نے میرا امتحان لیا اور میں کامیاب ہوا۔ یہ بھی میری والدہ کی دیرینہ دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

دینی ملی خدمات:

رٹائرمنٹ کے بعد لڑکیوں کا مدرسہ کھولنے، اس کی بلڈنگ بنوانے اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سلائی، کشیدہ کاری کا کام بھی طالبات کو سکھانے کے لیے مدرسہ فاطمہ الزہرا میں مصروف ہوا۔ دارالعلوم اسحاقیہ کی کمیٹی کا نمائندہ بھی ہوں۔ ساتھ ہی الاسحاقیہ الاشفاقیہ ٹرسٹ کا ممبر بھی ہوں۔ اسحاقیہ ایجوکیشن سوسائٹی کا سیکریٹری بھی رہ چکا ہوں، اسکول بلڈنگ کی توسیع کروائی اور ایک اسکول الگ سے مسلم بچیوں کے لیے باقاعدہ پردے میں رہتے ہوئے پڑھنے کا معقول انتظام کروایا۔ یوپی میں امر وہہ کے پاس ہریانہ گاؤں میں زمین خرید کر اشفاقیہ میموریل چیرٹیل ٹرسٹ کے تحت مدرسہ اور مسجد بنانے کا عزم ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ کام بھی پورا ہوگا۔ اس کا بھی چیف ٹرسٹی ہوں۔ اس دارالعلوم اور مدرسے کی بنیاد حضور امین ملت نے اپنے دست مبارک سے رکھی ہے۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

پیر طریقت حضرت محبوب شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ، پیر طریقت حضرت سید محمد امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی مارہرہ مطہرہ۔ پیر طریقت رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر صاحب مدظلہ العالی۔ مفتی اعظم راجستھان محمد اشفاق حسین صاحب نعیمی، جودھ پور، مجذوب حسن علی شاہ گہلوت، باسنی، ناگور۔ سید مسعود ظفر صاحب ابن مجاہد دوراں، سید محمد کلیم اشرف صاحب کچھوچھو شریف، پیر سید راشد کی صاحب، کچھوچھو شریف، ملنگ شاہ بابا سجادہ نشین احمد علی شاہ بابا، ناگور۔

خصوصی شرف جس کو اثاثہ حیات سمجھتا ہوں:

سبھی بزرگوں کی دعائیں پیر و مرشد کا کرم کہ مجھے ایسے ولی کامل پیر آل رسول

سے ملوادیا جو میرے لیے مشعل راہ بن کر آئے اور وہ ہے پیر طریقت سید محمد امین میاں صاحب کی ذات گرامی۔ انہیں کے طفیل ان کے سب سے چھوٹے برادر عزیز حضرت سید نجیب حیدر صاحب کا دیدار ہوا ان کے واسطے سے وارث پنچتن کا کرم بھی مجھ پر ہو رہا ہے۔ میں انہیں سیدزادوں کی محبت اور عقیدت کو اپنا اثاثہ حیات سمجھتا ہوں۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

جودھ پور میں ضمیر الدین نام کے علی گڑھی لوہار نے ایک دن مجھ سے کہا کہ ہمارے ایٹھ کے پاس مارہرہ مطہرہ میں ایک ایسے پیر ہیں۔ جن کا چہرہ اندھیرے میں چمکتا ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ میں ان کی زیارت کروں۔ مگر افسوس ان بزرگ کا انتقال ہو گیا۔ وہ بزرگ صاحب کرامات تھے، انہوں نے مجھے اپنا جمال دکھانے سے محروم نہیں رکھا۔ میری دلی تمنا پوری کر دی اور اپنے صاحبزادے کو خادم کے گھر بھیج کر اپنے دیدار کروائے۔ وہ بزرگ کوئی اور نہیں وہ تو پیر طریقت احسن العلماء حضور مصطفیٰ حیدر حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی جنہوں نے اپنا روحانی فیض مجھے عطا کر دیا۔ میں نے غریب خانے کو شرف بخشنے والے پیر کے نام پر غریب خانے پر ”خداداد مینی منزل“ لکھوادیا۔ آپ کی خلافت ملنے کے بعد جو عروج میری زندگی میں آیا وہ بیان سے باہر ہے۔ صرف آپ کی نسبت بتانے پر ہی لوگ عزت و وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر خانقاہ والے عزت و احترام کرتے ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

پیر طریقت رہبر شریعت پروفیسر سید محمد امین میاں صاحب مدظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، ضلع ایٹھ۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

مندرجہ بالا واقعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میری دلی تمنا تو ان بزرگ نے اپنے صاحبزادے کو بھیج کر پوری کر دی۔ جب امین ملت تین دن تک خدا داد مینی منزل میں ٹھہرے تو مفتی اعظم راجستھان مفتی ولی محمد صاحب اور مولانا محمد حنیف کی سفارش کرنے تشریف لائے اور ان دونوں کو خلافت سے نوازنے کی التجا کی۔ آپ نے

قبول فرمائی۔ پھر آپ نے دوبارہ مفتی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ میں اپنی خلافت اسحاق بھائی کو بھی دینا چاہتا ہوں، ان دونوں مولانا حضرات کو پرنسپل صاحب کے ساتھ بھیج دینا، عرس قاسمی کے موقع پر ان تینوں کو خلافت عطا کروں گا اور یہی ہوا۔ ۹ اکتوبر بروز ہفتہ کو عرس قاسمی کے موقع پر ہم تینوں کو حضرت نے اپنی خلافت سے نوازا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

مجھے تو جو بھی بزرگ ملا وہ خانقاہ برکاتیہ کا پروردہ یا انہیں کا فیض یافتہ ملا۔ شاہ برکات کے گھرانے سے وابستہ ہونے پر سبھی گھرانے والے ہمارے ہو گئے ان سب کا فیض ہمیشہ ہمیں ملا اور ملتا رہے گا۔ اسی لیے تو میں نے خداداد امینی منزل کے صدر گیٹ پر کالے پتھروں پر سنہری حروف میں شعر لکھ کر لگا دیا ہے۔ ”فیض و برکات و رضا جمل امیں اشفاق ہے۔ صدقہ سب میں اعیان کا کاشانہ اسحاق ہے۔“

خاندان برکات کے کن کن بزرگوں سے فیض حاصل کیا:

امین ملت پروفیسر سید امین میاں مدظلہ العالی حضرت رفیق ملت سید نجیب حیدر میاں مدظلہ العالی، پیر حضرت سید محمد امان میاں صاحب، نائب صاحب سجادہ مارہرہ مطہرہ۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

(۱) حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حب اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) قرآن و حدیث پر عمل (۴) بدعتیہ لوگوں سے دوری و نفرت (۵) خانقاہوں سے دلی تعلقات

موجودہ سرگرمیاں:

ایمان میں خلل ڈالنے والوں کا حملہ ہو رہا ہے ان سے بچاؤ ضروری ہے۔ ایمان کے تحفظ کے لیے اپنے راہبروں، رہنماؤں کے راستے پر چلنے کی سخت ضرورت ہے۔

فی الحال اقامت و پتہ:

اسحاق محمد پٹھان، رٹائرڈ پرنسپل، آئی. ٹی. آئی، پلاٹ نمبر ۵۸ خداداد امینی منزل، شانتی پریہ نگر، دس دکانوں کے پیچھے، چو پاسنی روڈ، جودھپور۔ پین کوڈ ۳۲۲۰۰۸
فون نمبر: 09212752081، موبائل نمبر: 9829280268

حضرت مولانا سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی مدظلہ العالی

مولانا کرامت رسول قادری، استاذ: دارالعلوم قادریہ، ساؤتھ افریقہ

ولادت و تعلیم:

حضرت مولانا سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی کا تعلق مردم خیز سرزمین اعظم گڑھ سے ہے، آپ ۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو موضع مجھدیہ بازار رشید گنج (نظام آباد) اعظم گڑھ۔ (جو اعظم گڑھ روڈ ویز سے تقریباً ۶ کلومیٹر پر جاب مغرب واقع ہے)۔ یہ سادات کرام کی ایک بڑی آبادی والا گاؤں ہے وہیں قطب وقت حضرت سید معین الدین احمد غوثی علیہ الرحمۃ کے یہاں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم ناظرہ وغیرہ آپ نے اپنے والد گرامی کی نگرانی میں مکمل کیا، اس کے بعد مدرسہ اہل سنت تنویر العلوم جین پورا اعظم گڑھ میں حفظ قرآن، کے لئے داخل ہوئے اور اس طرح ۱۹۷۶ء میں بارہ سال کی عمر میں حفظ مکمل کر لیا۔

پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے جین پور کے مدرسہ سے مبارکپور میں واقع اہل سنت کی عظیم درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ کا رخ کیا جہاں ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۵ء تک زیر تعلیم رہے اور جامعہ کے مقرر اساتذہ کی نگرانی و تربیت میں درس نظامی مکمل کیا اور وہیں سے آپ نے سند فضیلت حاصل کی اور الہ آباد بورڈ سے منشی، عالم اور فاضل کی اسناد حاصل کیں۔

ازدواجی زندگی:

۹ نومبر ۱۹۸۹ء میں موضع دولت پور (اکونڈا) جو ایک قدیم بزرگ سید شاہ دولت علی علیہ الرحمۃ کی جانب منسوب ہے یہاں کے اکثر سادات آپ ہی کی اولاد ہیں، اسی موضع کے ایک سید خاندان میں آپ کی شادی سیدہ نازنین فاطمہ جو آپ کی حقیقی پھوپھی کی

پوتی ہیں، سے ہوئی حضرت علامہ سید علیم الدین اصدق مصباحی مدظلہ العالی کے جد امجد (نانا) سید سلیمان علیہ الرحمۃ انہیں سید شاہ دولت علی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

اولاد امجاد:

آپ کے والد گرامی حضرت سید معین الدین احمد اصدق غوثی، سید شاہ غلام غوث شہودی اصدق سہرامی علیہ الرحمۃ کے محبوب خلیفہ تھے، آپ کا مزار شریف مجھینہ میں ہے، آپ کا عرس شریف ۲/ ذی قعدہ کو وہیں پر ہوتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے حضرت سید علی بخش حضرت شیخ المشائخ سید محمد عیسیٰ تاجی جو پوری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں حضرت سید محمد عیسیٰ تاجی جو پوری علیہ الرحمۃ کی اولاد جو پور سے پاتی تشریف لائی جو اعظم گڑھ سے دس کلو میٹر شمال کی جانب واقع ہے جہاں آج بھی حضرت علامہ سید علیم الدین اصدق مصباحی کے خاندان کے سادات کرام موجود ہیں آپ کی والدہ محترمہ سیدہ بدر النساء علیہا الرحمۃ بنت سیدہ سلیمان علیہ الرحمۃ جو کہ سید دولت علی شاہ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد سمرہ ہیں ان سے چھوٹے صاحبزادے سید محمد علی ہیں آپ کی بڑی صاحبزادی سید فاطمۃ الزہرا اور چھوٹی صاحبزادی سید ام کلثوم ہیں جو آپ کی نگرانی و تربیت میں دینی اقدار و نظریات سے آراستہ ہیں۔

دینی و ملی خدمات:

اس کے بعد دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ میں تین سال نائب صدر المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیں۔

اسی اثنا میں آپ جامع مسجد اسلام پورہ واثی خاکہ جمہور میں خطیب و امام بھی رہے۔ ۱۹۸۹ء میں آپ دارالسلام تنزانیہ تشریف لے گئے جہاں سنیوں کی جامع مسجد تقریباً ۲۵ سال سے وہابیوں کے قبضے میں تھی۔ آپ نے اس مسجد کو ان کے چنگل سے چھڑانے کے لئے بھرپور کوشش کی آپ کی کوشش بار آور ہوئی کہ یہ مسجد اسی سال سنیوں کے

ہاتھ میں آ گئی، آپ نے تنزانیہ میں ”سنی اخلاقی مشن“ کے نام سے ایک سنیوں کی تنظیم قائم کی جس کا مقصد اہل سنت کے عقائد حقہ کی نشر و اشاعت کے لئے مختلف مقامات پر محافل و مجالس کا انعقاد کرنا تھا جس میں صرف اردو میں تقریر فرماتے تھے جس کا ترجمہ آپ کے ایک شاگرد محمد کھتری جن کو آپ نے اردو پڑھائی تھی وہاں کی مادری زبان (جس کو سواحلی زبان کہا جاتا ہے) میں کرتے تھے تقریر کے بعد اس مجلس میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوتا تھا جس میں عقائد سے متعلق سوالات ہوتے تھے اور آپ ان سوالوں کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے بے شمار افراد و اشخاص راہ راست پر آنے لگے پھر اسی روح پرور اور انقلابی ماحول میں اسی سال ۱۹۸۹ء میں تنزانیہ دارالسلام میں جلوس محمدی ﷺ آپ کی قیادت و سیادت میں نکلا جس میں تقریباً ۲۰ ہزار فرزند ان توحید و رسالت شرکت فرماتے ہیں گویا کہ آپ کے وجود سے تنزانیہ کی سرزمین پر انقلاب آ گیا اور پورا دارالسلام عشق و محبت کے نغموں سے سرشار ہو گیا جس کے مؤثر اثرات آج بھی تنزانیہ کی سرزمین پر موجود ہیں اور تا قیامت موجود رہیں گے۔

دارالعلوم قادریہ غریب نواز ۱۹۸۹ء میں آپ تنزانیہ پہنچے اور دو سال تک دینی و ملی سرگرمیاں جاری رکھیں، اسی درمیان آپ نے محسوس کیا کہ یہاں کے طلبہ اعلیٰ تعلیم (درس نظامی) کے اگر انڈیا جاتے ہیں تو ان کو وہاں کا موسم و ماحول راس نہیں آتا ہے جس کے سبب وہ اپنی تعلیم کو مکمل نہیں کر پاتے ہیں اور اس سے دین کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے، آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ اسی علاقہ میں ایک عظیم درسگاہ قائم کر دی جائے تاکہ یہاں کے طلبہ مکمل درس نظامی کی تعلیم حاصل کر سکیں، موسم بھی ان کے موافق ہوگا اور ماحول بھی، آپ کے ذہن میں ایک ایسی درسگاہ کے قیام کا منصوبہ آیا جو اعلیٰ انتظام و انصرام سے آراستہ ہو جہاں امیر و غریب ہر طرح کے طلبہ اپنی تعلیم کو مکمل کر سکیں اور اس ماحول میں انہیں کی زبان میں اسلام و سنیت کی خدمت انجام دیں اس کے لئے آپ نے ساؤتھ افریقہ کا سفر کیا۔ یہاں کا موسم و ماحول آپ کو بہت اچھا لگا کیونکہ یہاں پر وہ تمام اسباب و وسائل موجود تھے جو ایک ترقی یافتہ ملک میں ہوتے ہیں اور یہاں کی زبان بھی انگلش ہے

اس لئے آپ نے ساؤتھ افریقہ کے ایک شہر لیڈی اسمتھ جو جوہانس برگ اور ڈربن کے درمیان واقع ایک صنعتی شہر ہے وہاں جنوری ۱۹۹۷ء کو بے ساز و سامانی کی پرواہ کیے بغیر صرف فضل مولیٰ و کرم رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے سہارے دیار غیر میں ایک کرائے کے مکان میں ”دارالعلوم قادریہ غریب نواز“ کے نام سے ایک خالص اسلامی درسگاہ کا قیام فرمایا اور یہیں سے دارالعلوم نے اپنا تعلیمی سفر شروع کیا دارالعلوم کا قیام درحقیقت ساؤتھ افریقہ میں اہل سنت کے جماعتی ارتقا اور روحانی وسائل کو منظم کرنے کی ایک علمی و فکری تحریک ہے جو غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور عطاءئے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہما الرحمہ کے نام سے شروع کی گئی۔

آپ نے اس عزم و حوصلہ کے ساتھ اس کو ایک مثالی درسگاہ بنانے کی کوشش شروع کی کہ یہاں کے یورپ زدہ ماحول میں پروان چڑھ رہی نوجوان نسل کے ذہن و دماغ کو اسلامی افکار و نظریات سے روشناس کرایا جائے نیز ان کو علوم اسلامیہ سے آراستہ کر کے بین الاقوامی سطح پہ اسلامی اقدار کا محافظ و نگہبان بنایا جائے اور دارالعلوم کو مذہب و مسلک اور دین و شریعت کے تحفظ کا ایک مضبوط و مستحکم قلعہ بنایا جائے۔

بجملہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم اپنے تمام تر مقاصد میں کامیابیوں سے ہم کنار ہوتا رہا اور اپنی علمی سرگرمیوں عمدہ تعلیم و تربیت کے باعث شہرت کی بلندیوں پر فائز ہو کر طالبان علوم نبوت کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ طلبہ کی کثرت کے پیش نظر آپ نے ۲۰۰۱ء میں لاہور روڈ (لیڈی اسمتھ) پر ہزاروں مربع میٹر آراضی میں دو منزلہ دلکش بوس عمارت کی تعمیر کرائی اور اسی سال بڑے تزک و احتشام کے ساتھ جشن افتتاح ہوا اور اسی موقع پر ساؤتھ افریقہ کی سرزمین پر پہلی بار اتنے عظیم الشان پیمانے پر تعلیمی کانفرنس ہوئی جس میں انڈیا، پاکستان، برطانیہ اور دوسرے ممالک کے کئی سوعلماء و مفکرین نے شرکت فرمائی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دارالعلوم ساؤتھ افریقہ کا مرکزی درسگاہ بن گیا۔ آج اس ادارہ کو مذہب اہل سنت کے بے باک ترجمان کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اور قرب و جوار کے متعدد ممالک میں اس کی شہرت جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی ہے۔

آج مجملہ تعالیٰ دارالعلوم اپنے حسن نظم، حسن تعلیم، حسن تربیت کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے خدمت دین میں مصروف ہے اور اپنے عظیم کارناموں اور منفرد خصوصیات کے باعث ساؤتھ افریقہ ہی نہیں بلکہ بہت سے ممالک مثلاً زمبابوے، موزمبیق، زامبیا، سوزی لینڈ، لوتھو، بوتوانہ، مورشس، آسٹریلیا، نیجی، انگولہ، لیبیا، تنزانیہ، کینیا وغیرہ میں ایک مثالی مرکزی درسگاہ کی شکل میں دیکھا جا رہا ہے اور مرجع عوام و خواص ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ مذکورہ بالا ممالک کے طلبہ دارالعلوم میں زیر تعلیم ہیں اور بہت سے طلبہ یہاں سے فارغ ہو کر ساؤتھ افریقہ کے مختلف علاقوں میں اور یورپ کے متعدد ممالک میں اسلام و سنیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں برطانیہ، کنیڈا، ویسٹ انڈیز، موزمبیق، نیجی، زامبیا، ملاوی وغیرہ میں یہاں کے فارغین علماء و حفاظ موجود ہیں اور دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

جامعہ فاطمہ: تعلیم نسوان کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر بانی ادارہ نے مسلم بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جامعہ فاطمہ کے نام سے (کلیۃ البنات) کی بنیاد ڈالی تاکہ ان بچیوں کو زیور علم سے آراستہ کر کے ایک صالح و پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل دی جاسکے۔ الحمد للہ جامعہ فاطمہ کا افتتاح ۲۰۱۲ء میں تاج المشائخ، مخدوم اہل سنت حضرت امین ملت مدظلہ العالی کے مبارک ہاتھوں سے ہو چکا ہے اور اس وقت اس ادارے میں ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک سے بہت سی مسلم بچیاں علوم اسلامیہ سے آراستہ ہو رہی ہیں اور اسلامی اخلاق و کردار میں ڈھل رہی ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ سے تعلق و خلافت:

۵/ اکتوبر بروز اتوار ۲۰۰۳ء میں دارالعلوم قادریہ غریب نواز کے سالانہ اجلاس، جلسہ دستار بندی کے حسین موقع پر تاج المشائخ حضرت علامہ سید محمد امین صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے تمام علما کی موجودگی مجمع عام میں حضرت مولانا سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی کو خانقاہ برکاتیہ کے تمام سلاسل قدیمہ و جدیدہ کی خلافت سے نوازا اور اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی۔

احسن العلماء پہلی کیشنر: خانقاہ برکاتیہ سے آپ کا ایک تعلق تو یہ ہے کہ آپ کو تاج

المشاخ حضور امین ملت مدظلہ العالی سے خاندان برکات کی خلافت حاصل ہے، آپ کے خانقاہ برکاتیہ سے لگاؤ کی دوسری علامت یہ ہے کہ آپ کے اس ادارہ کے سرپرست اعلیٰ حضور امین ملت مدظلہ العالی ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ آپ نے دارالعلوم کے ایک بڑے ہال کوتا جدار مارہرہ حضرت علامہ حافظ وقاری مفتی سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے احسن العلماء نام رکھا ہے اور آپ ہی کی جانب دارالعلوم کے شعبہ نشر و اشاعت کو منسوب کیا ہے۔

جہاں اس ادارہ نے یہاں سے فارغ ہونے والے علما و حفاظ کا ایک لاتناہی سلسلہ قائم کر رکھا ہے وہیں یہاں کے شعبہ نشر و اشاعت (احسن العلماء پبلی کیشنز) سے عقائد اہل سنت اور مسائل دینیہ کے تعلق سے مختلف کتب کا انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کیا جا چکا ہے اور ضرورت کے پیش نظر وقتاً فوقتاً مراسم اہل سنت کے اثبات میں انگریزی میں پمفلٹ کی اشاعت و طباعت ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح دارالعلوم نے انگلش داں طبقہ کو عقائد اہل سنت کی فہم اور دینی مسائل کی سمجھ کا ایک حسین موقع فراہم کیا ہے جس کی اہمیت و افادیت کا کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا ہے اس ضمن میں ہم احسن العلماء پبلی کیشنز سے شائع ہونے والی چند اہم مطبوعات کے اسما کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) جاء الحق مکمل (انگلش) (۲) سنی بہشتی زیور (انگلش) (۳) انوار حدیث (انگلش) (۴) سیرت مصطفیٰ (انگلش) (۵) حیات الانبیا (انگلش) (۶) جلوس محمدی کا ثبوت پمفلٹ (انگلش) (۷) عید مید لاد النبی ﷺ کا ثبوت (پمفلٹ انگلش)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے حبیب حضور سرور کائنات ﷺ کے صدقے میں یہ ادارہ اپنے تمام شعبہ جات کے ذریعے Western World کی پیاسی زمین کو سیراب کرتا رہے، تشنگان علوم نبوت کی پیاس بجھاتا رہے، مذہب حق کی نشر و اشاعت کرتا رہے اور حضور تاج المشاخ کی سرپرستی میں بانی ادارہ کو اس ادارہ سے متعلق اپنے تمام منصوبوں کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مفتی قاضی محمد ابراہیم مقبولی مدظلہ العالی



اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے پہلے جس طرح انبیاء کرام سے کام لیا جاتا رہا بعد میں وہی کام علما سے لیا جانے لگا۔ ”العلماء ورثة الانبیاء“ کی ضیاء شیعوں کا ایک چھینٹا اس فقیر کے دامن میں بھی آگرا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج میں اس تاریخی کارنامے کا ایک حصہ بن سکا اور خاندان برکات کے سادات کرام کے فیض بیکراں کا مستحق بنا اور اشاعت دین کی خاطر دن، رات سرگرم و کوشاں رہنا اس فقیر عبد ضعیف کا طرہ امتیاز بنا۔ جس کا اجمالا و مختصرا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سوانحی خاکہ:

سرزمین جنوب ہند میں ایک بہت ہی با فیض جگہ جہاں پریستکڑوں علما و مشاخ کا ورود ہوا اور ان خدا ترس بزرگوں کے قدم میننت سے فیض حاصل کرنے والی ذات ”قاضی محمد اسماعیل مقبولی صاحب، مقبولی آثار محل، مقبول نگر روڈ، ہانگل شریف“ کے گھر ایک ساعت وہ آئی جس میں گھر بھر خوشیاں ہی خوشیاں منائی جانے لگی۔ یعنی ۵ فروری ۱۹۶۶ء کو ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی جس کا نام ”قاضی محمد ابراہیم“ رکھا گیا۔ اور میں نے اپنے وطن مالوف میں ہی رہ کر ناظرہ اور درس نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی میرے والد بزرگوار کا منشا ہی کچھ اور تھا، وہ مجھے دین کی خدمت کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے وقف کرنا چاہتے تھے اور اس وقت شمالی ہند کی دینی درس گاہوں کی ٹھوس تعلیم کا کافی چرچا تھا (اور ماشاء اللہ اس وقت بھی ہے) اور اس زمانے میں بہت سی بڑی ہستیاں باحیات تھیں مثلاً شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ وغیرہ۔ ہمارے والد بزرگوار کی یہ بڑی خواہش تھی

کہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے غلامی میں رہ کر بریلی جیسی مرکزی زمین میں تعلیم حاصل کروں۔ لیکن کچھ دیگر وجوہات کی بنیاد پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ایک خط الجامعۃ الاشرفیہ کے صدر المدرسین کو لکھا جس کی بنیاد پر تاخیر سے آنے کے باوجود ہمارا داخلہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ یو. پی۔ میں ہوا۔ پھر بہت ہی جانفشانی اور عرق ریزی کے ساتھ زانوائے تلمذ طے کرتے ہوئے اس وقت کے بڑے بڑے مشاہیر علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کرتے ہوئے میں نے اپنا تعلیمی سفر مکمل کیا۔ یعنی 1987ء میں درجہ فضیلت سے میری فراغت ہوئی۔ لیکن اس فقیر کی ابھی علم کی تشنگی باقی تھی اس لئے دو سال تخصص فی الفقہ میں حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں افتا کی خصوصی تعلیم حاصل کی پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ہی سے 1989ء میں شعبہ تخصص سے فراغت ہوئی۔ الحاصل یہ کہ اعلیٰ حضرت شاہ کشمیری سیدنا مقبول احمد شاہ قادری، حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق اور بحر العلوم مفتی عبدالمنان علیہم الرحمہ کی خصوصی توجہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تحریر و دعا کا نتیجہ ہے کہ فقیر آج اس لائق بنا۔

تعلیمی لیاقت:

(تخصص فی الفقہ، فاضل اشرفیہ مبارک پور) عالم، فاضل دینیات، فاضل ادب، فاضل طب، منشی، کامل (الہ آباد بورڈ)۔

ذریعہ معاش:

درس و تدریس (معلم جامعہ اردو علی گڑھ)۔

دینی، ملی، تعلیمی، تعمیری، تصنیفی، تدریسی خدمات: یوں تو دین کی اشاعت تعلیمی، تعمیری، تصنیفی، خواہ کسی بھی شکل میں ہو انسان اپنی بساط سے زیادہ نہیں کر سکتا اور اس عظیم کام کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جس کا انتخاب فرماتا ہے اس انسان کے لئے یہ بہت ہی بڑی سعادت مندی کی بات ہے اسکے ذریعہ اشاعت دین کا کام ہو۔ ”لئن شکرتم لا زیدنکم“ کے تحت ہم رب کائنات کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے کم علم اور بڑے بڑے علماء

و مشائخ کی بارگاہ کے خوشہ چین کو اشاعت دین متین کا وافر حصہ نہ سہی کچھ حصہ ضرور عطا فرمایا۔ جس کا (یعنی دینی، ملی، تعلیمی، تعمیری، تصنیفی، اور تدریسی خدمات کا) اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لئے سرزمین ہند ہی نہیں بلکہ بیرون ملک کولمبو، سری لنکا میں نسواں مدرسہ کا آغاز و سرپرستی (۲) ”المقبول ٹرسٹ“ ہانگل شریف کرناٹک کی سرپرستی (۳) نسواں مدرسہ بنام ”گلشن زہرہ“ بنگلور، کرناٹک کی سرپرستی (۴) جامعہ رضویہ بھائیگلہ، ممبئی کے بانی و سرپرست (۵) جامعہ خدیجۃ الکبریٰ داؤنگیرہ، کرناٹک کی سرپرستی (۶) جامعہ احمد رضا اللہیات، ہری ہر، کرناٹک کی سرپرستی (۷) دارالعلوم برکات رضا، ساونت واڑی، کوکن کی سرپرستی (۸) دارالعلوم سید حسام الدین، بوستاں کھڈ، مہاراشٹر کی نظامت (۹) جامعہ مقبولیہ ہانگل شریف، کرناٹک کی صدارت (۱۰) جامعہ مقبولیہ نوڈا، گوا کے نائب صدر (۱۱) صفہ عربک کالج شیرور، بھٹکل، کرناٹک کی سرپرستی (۱۲) جامعہ نفیسہ المصریہ، ہاویری کرناٹک کی سرپرستی (۱۳) جامعہ مسلک اعلیٰ حضرت ہبلی، کرناٹک کی سرپرستی (۱۴) جامعہ فیضان رضا، ہوکیری، کرناٹک کی سرپرستی (۱۵) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ بیلگام کی سرپرستی (۱۶) دارالعلوم خاتون جنت میرج شریف، مہاراشٹر کی سرپرستی (۱۷) الجامعۃ الشافیہ، موربہ مہاراشٹر کوکن کی مجلس شوریٰ کی صدارت (۱۸) مدرسہ دائرۃ البرکات، ہاسپیٹ، بلاری، کرناٹک کی سرپرستی (۱۹) برکاتی شعبہ حفظ، چتواڑی، بلاری کی سرپرستی (۲۰) سنی لیڈیز ونگ کمرشیل، بنگلور کی سرپرستی (۲۱) الجامعۃ البلقیسیہ، پلاورم، مدراس کی سرپرستی (۲۲) مدرسہ غوثیہ للہیات، سری، کرناٹک کی سرپرستی (۲۳) امام احمد رضا انگلش میڈیم اسکول کوکن، مہاراشٹر کی سرپرستی (۲۴) مدرسہ نور العلوم راجہ پور مہاراشٹر کوکن کی مجلس شوریٰ کی صدارت (۲۵) جامعہ امام احمد رضا کوٹڈیورے، مہاراشٹر رتناگیری میں ۱۹۸۹ء سے لے کر اب تک صدر المدرسین کی ذمہ داری و تدریسی خدمات اور دارالافتا کی ذمہ داری ان ناتواں کندھوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

تصنیف کردہ کتب:

(۱) آسان نماز (شافعی) (۲) فیضان شافعی (اُردو، ہندی) (۳) دی مرآف وہابی ازم (یعنی آمینہ وہابیت) (۴) بد مذہب فرقے (۵) عقائد مقبول (۶) اہلسنت کسے کہتے ہیں؟ (۷) فیضان مقبول وغیرہ۔ علاوہ ازیں مساجد کا قیام ملک بھر میں دینی و تبلیغی دورے و دیگر فلاحی کام۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

احقر کو چار سال کی عمر میں جو رسم تسمیہ خوانی شاہ کشمیری سیدنا مقبول احمد علیہ الرحمہ کی گود میں نصیب ہوئی وہ اور شارح بخاری کی درس گاہ افتاء میں جو فیض حاصل ہوا اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلے کے لئے جو تحریر حضور مفتی اعظم ہند نے عنایت کی وہ لمحات اثاثہ حیات ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

۱۹۹۰ء سے حضور احسن العلماء کی خدمت بابرکت میں قیام ممبئی کے وقت اور مارہرہ مطہرہ میں شہزادگان برکات سے وابستگی بواسطہ شیخ اسماعیل احمد جانی دامت برکاتہم۔ اجازت و خلافت کا واقعہ: ۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ ۳۰/۱۰/۱۹۹۹ء کی شب بڑی پر رونق تھی ہم نے وہ مبارک گھڑی دیکھی جب بعد نماز عشاء مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین امین ملت اپنے بزرگوں کے تبرکات (ٹوپی، عمامہ، جبہ، اور خرقة) زیب تن فرما کر حویلی سجادگی سے اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے کے لئے تشریف لائے۔ صاحب مزار سے مراقبہ فرمایا پھر جب درگاہ کا دروازہ کھلا شہزادہ غوث اعظم کے چہرہ مقدس سے ایک نور چمک رہا تھا۔ ماشاء اللہ نعرہائے تکبیر و رسالت کے ساتھ حضرت جب اسٹج پر رونق افروز ہوئے تو افریقہ، ہندو پاک کے جید علماء مثلاً علامہ وجاہت رسول قادری (ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی) مولانا نذیر الحسن کراچی، مولانا عطاء المصطفیٰ، ثناخوان رسول ﷺ حضرت اولیس رضا قادری پاکستان، مولانا غلام حسین قادری آفریقہ، کے علاوہ فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی

شریف الحق امجدی، مفتی عنایت احمد، مفتی نظام الدین صاحب وغیرہم رونق افروز بر منبر رسول تھے۔ قرأت و نعت کے بعد ایک عارفانہ انداز میں سجادہ نشین امین ملت کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے ”میاں ہم نہیں ہمیں اپنے بزرگوں سے حکم ملا ہے ہم سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ تمام سلاسل خاندان برکات کا خلیفہ مجاز دارالعلوم امام احمد رضا کے مفتی ابراہیم مقبولی کو بناتے ہیں۔ جب تک یہ مسلک علیحضرت سے منسلک ہیں ان کی خلافت برقرار ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر ہم تمام مریدین و متوسلین ہمارے پیر زادوں کے خلیفہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ رب کریم سلسلہ برکاتیہ کا فیض عام فرمائے۔“ (آمین)

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور سید احسن العلماء، حضور سید نظمی میاں علیہم الرحمہ، حضور اشرف میاں قادری حضور سید نجیب میاں دامت برکاتہم العالیہ۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہوتے ہوئے تمام علماء و مشائخ متحد ہو کر باطل فرقوں بالخصوص غیر مقلدوں کی غیر محسوس چالوں سے عوام اہل سنت کو بچانے کی کوشش۔

خانقاہ برکاتیہ کے بارے میں تاثر:

پورے ہندوستان کی خانقاہوں کا جائزہ لینے کے بعد ہر انسان یہ کہنے پر فخر محسوس کرتا ہے کہ فی زمانہ اشاعت دین و متین کی سرگرمیاں خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہوں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں جو ہمیں نظر آئیں ایسا ہمیں کہیں اور دیکھنے کو نہ ملا۔ اور کیوں نہ ہو مارہرہ مطہرہ کے سادات کرام کا سلسلہ اور شجرہ ایسا ہے جس پر کوئی حرف آنہیں سکتا۔ اور خانقاہ برکاتیہ میں ہمیں جو سب سے نمایاں رنگ ملا وہ مسلک علیحضرت کی صحیح ترجمانی کا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی جو جھلک خانقاہ برکاتیہ میں ملتی ہے وہ کہیں ہماری نظروں نے

نہیں دیکھا۔

خانقاہ برکاتیہ سے آج جو فیض جاری ہے وہ عوام الناس تو کیا خواص (یعنی علماء کرام) کو بھی سیراب کر رہا ہے۔ آج کتنے ایسے مشائخ ہیں جو خانقاہ برکاتیہ سے فیض پا کر پورے عالم میں اپنے علم کی روشنی سے ہر طرف اپنا جلوہ بکھیرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ کے تعلق سے کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے۔ آخر میں ہم یہ کہہ کر اپنا ناقصانہ تاثر ختم کرتے ہیں کہ مشائخ مارہرہ مطہرہ سے ربط و تعلق ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم پر ان سادات کرام کی بدولت حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ سے کرم کی بارش ہو رہی ہے اور ہم خانقاہ برکاتیہ سے ربط و تعلق پر جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے اور جو فیض ہمیں اس عظیم خانقاہ سے مل رہا ہے اسے بیان کرنے سے ہماری زبانیں قاصر ہیں۔

بس مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس عظیم خانقاہ کا فیض ہم پر تادیر قائم رکھے اور عوام اہلسنت کو اس خانقاہ سے ربط و تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ظالموں کے ظلم اور حاسدین کے حسد سے تمام خانقاہوں بالخصوص خانقاہ برکاتیہ کو محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

شہزادہ سرکار مسولی سید محمد اسماعیل گلزار میاں واسطی مدظلہ العالی



خودنوشت

- نام : سید گلزار اسماعیل واسطی
- ولدیت : نورالاولیا حضرت سید شاہ نور احمد سیف اللہ واسطی قادری رزاقی اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ
- بیعت : مرید و خلیفہ حضور رئیس الاولیا، قطب بلگرام حضرت مولانا سید شاہ زین العابدین واسطی قادری رزاقی اسماعیلی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (حقیقی ماموں جان اور پھوپھا جان) سے۔
- مسکن : مسولی شریف
- وطن مالوف : خانقاہ قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ
- پورا پتہ : مسولی شریف، ضلع بارہ بنکی یو پی پن کوڈ ۲۲۵۲۰۴
- سن ولادت : ۱۹/ اگست ۱۹۷۷ء
- ازدواجی زندگی : بتاریخ ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشا حضرت سید شاہ شمس الضحیٰ قادری سید واڑہ غازی پوری کی پوتی، حضرت سید عزیز الرحمن قادری حال مقیم کرلی، الہ آباد کی دختر نیک کے ہمراہ ہوا۔
- اولاد و امجاد : دو شہزادے ہیں: (۱) سید کرم حبیب واسطی سلمہ المنان (۲) سید فضل حبیب واسطی سلمہ المنان۔
- ذریعہ معاش : تجارت

تعلیمی لیاقت:

درس نظامی کی تکمیل ترتیب وار مادر علمی دارالعلوم وارثیہ گومتی نگر لکھنؤ، مدرسہ نثار العلوم اکبر پور، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔ آخر الذکر سے سند فراغت و فضیلت حاصل کیا اور نئی، مولوی عالم، فاضل الہ آباد بورڈ سے، ادیب، ماہر، کامل، معلم اردو جامعہ علی گڑھ سے اور یو پی بورڈ سے گریجویشن کیا۔

تدریسی خدمات:

اپنے جامعہ اسماعیلیہ میں گاہے بگاہے طلبہ کا امتحان لینا اور سبق آموز نصیحت اور تربیت روحانی کے لیے ہفتہ وار اور مہینے میں درس دینا۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

جامعۃ الرضا بریلی شریف، دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، دارالعلوم وارثیہ گومتی نگر لکھنؤ، دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ نثار العلوم شہزاد پور اکبر پور، الجامعۃ البرکاتیہ گھوسی منو، الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد، دارالعلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد، جامعہ حبیبیہ الہ آباد، الجامعۃ الاسلامیہ رشید العلوم دریا آباد، دارالعلوم رحمانیہ رحمن گنج زید پور، مدرسہ انصار العلوم بارہ بنکی، دارالعلوم غوثیہ بدر العلوم رسولی، اور دیگر مدارس وغیرہ۔ جامعہ دارالسلام کرلی الہ آباد، دارالعلوم احسن المدارس کرلی الہ آباد، مدرسہ غوث العلوم اسرولی فتح پور بارہ بنکی، دارالعلوم امجدیہ گانج کھیت ناگپور، دارالعلوم برکاتیہ نوریہ رضویہ ناگپور، دارالعلوم باب العلم نئی سرٹک حیدر گڑھ بارہ بنکی، دارالعلوم رضائے حق ردولی بارہ بنکی۔

تصنیف کردہ کتب:

”تذکرہ عالی نسب“ جو کہ حضور واقف اسرار متشابہات التنزیل حضرت علامہ سید شاہ میر محمد اسماعیل صغروی واسطی قادری رزاقی بلگرامی ثم مسولوی علیہ الرحمہ والرضوان کی شان میں تحریر ہے۔ ”شبہائے نور“ جو ماہ محرم الحرام کی نفل، روزہ، دعائے عاشورہ، نماز عاشورہ، ماہ

رجب المرجب کی نفل نمازیں اور روزے کے فضائل، شب برات کے روزوں، شب قدر کے فضائل اور نفل نمازوں کے فضائل پر مشتمل ایک رسالہ ہے۔ ”ختم شریف قادریہ“ یہ ایک رسالہ ہے جس میں فاتحہ ختم شریف قادریہ، فاتحہ توشہ شریف اور اسکے بے شمار فوائد پر مشتمل ہے۔ ”تذکرہ رئیس الاولیاء، اور مشائخ قادریہ رزاقیہ اسماعیلیہ مسولی شریف“۔

دینی و ملی خدمات:

یہ فقیر الحمد للہ جامعہ اور خانقاہ اسماعیلیہ سے متعلق گونا گوں مشاغل کے باوجود کبھی کسی مسجد کے سنگ بنیاد تو کسی ادارہ کے سنگ بنیاد اور کسی ادارے کے افتتاح کے ملک و بیرون ملک عازم سفر رہتا ہے۔ اور کسی مرید کے دکھ درد اور مسرت و شادمانی ہر قسم کے معاملات میں شریک رہتا ہے۔

الحمد للہ ہندوستان کے اکثر صوبوں کے مدارس جن کا تعلیمی اداروں میں شمار ہوتا ہے، اس میں فقیر کی سرپرستی یا صدارت ہوتی ہے۔ قرب و جوار میں جو جلسے جلوس ہوتے ہیں۔ اس میں فقیر کی سرپرستی یا صدارت رہتی ہے۔ قرب و جوار کے ابھرتے ہوئے مسائل کا حل بھی اسی ناچیز کے ذمہ رہتا ہے۔ مثلاً چاند کی تصدیق اور رویت ہلال، استفتا کا جواب، غیر مذاہب کے اٹھتے ہوئے سوالوں کا تحریری و تقریری کے ذریعہ اور دعوت و تبلیغ و ارشاد کے فرائض کی انجام دہی۔

ان بزرگان دین کے اسمائے گرامی جنکی صحبت سے فیض پایا:

- (۱) حضور رئیس الاولیا حضرت مولانا سید شاہ حبیب احمد واسطی قادری رزاقی اسماعیلی علیہ الرحمہ مسولی شریف
- (۲) پیر و مرشد قطب بلگرام حضرت سید شاہ زین العابدین واسطی قادری رزاقی اسماعیلی بلگرامی علیہ الرحمہ والرضوان۔
- (۳) حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان مارہرہ مطہرہ
- (۴) حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ والرضوان مارہرہ مطہرہ

- (۵) مرشد اجازت حضور سرکار کلاں سیدنا مختار اشرف کچھوچھو علیہ الرحمہ والرضوان
- (۶) مرشد اجازت امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی مارہرہ
- (۷) اشرف العلماء حضرت سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ والرضوان
- (۸) پیر طریقت حضرت سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھو شریف
- (۸) شیخ طریقت حضرت سید شاہ قاسم میاں صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ سریاں شریف
- (۹) شیخ طریقت حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی قادری بیجاپوری علیہ الرحمہ
- (۱۰) شیخ طریقت حضرت سید شاہ آل رسول ستھرے میاں صاحب واحدی علیہ الرحمہ بلگرام شریف۔
- (۱۱) مرشد اجازت، پیر طریقت حضرت سید شاہ محمد عارف واسطی واحدی علیہ الرحمہ بلگرام شریف۔
- (۱۲) پیر طریقت حضرت سید عبدالباری شاہ صاحب علیہ الرحمہ موسوی شریف

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں؟

نور الاولیاء والد ماجد حضرت مولانا الحاج سید شاہ نور احمد سیف اللہ واسطی قادری رزاقی اسمعیلی علیہ الرحمہ نے سلسلہ قادریہ رزاقیہ اسمعیلیہ کی خلافت و اجازت اور دیگر سلاسل کی خلافت و اجازت عطا کر کے اپنی حیات مبارکہ ہی میں سجادہ نشین منتخب فرمایا اور جبہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عرس اسمعیلی میں زیب تن کرایا۔ سجادہ نشین منتخب فرمانے اور جبہ مولیٰ علی زیب تن کرانے کے ساتھ ساتھ اس سال عرس کے سارے مراسم اپنی نگرانی میں مجھی سے ادا کرائے۔ یہ عنایتیں عرس کے ایام میں اس لیے ہوئیں کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ آئندہ عرس تک بقید حیات نہیں رہیں گے چنانچہ ایک ماہ بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے؟

یوں تو ہمارا اور ہمارے خاندان کا تعلق خانقاہ برکاتیہ سے نسبی اعتبار سے ایک

ہے۔ چونکہ سید السادات اعلیٰ میر محمد چشتی صاحب الدعوة الصغریٰ بلگرام شریف کی اولاد سے خانقاہ برکاتیہ کا تعلق ہے اور اس ناچیز کا خاندان بھی انہی کی اولاد سے ہے۔ مگر روحانی اعتبار سے سرکار موسوی حضور اسرار تشاہات التزیل عالی نسب حضرت علامہ سید شاہ میر محمد اسماعیل صغریٰ واسطی قادری رزاقی کا روحانی فیضان خانقاہ برکاتیہ میں سید السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ حمزہ عینی برکاتی مارہروی کے ذریعہ پہنچا، اس لئے کہ حضرت سید شاہ حمزہ عینی برکاتی مارہروی حضور سرکار موسوی کے اجلہ خلفائے میں سے ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت؟

مرشد اجازت جانشین حضور احسن العلماء، شیخ المشائخ، نور دیدہ خاندان برکات حضور امین ملت علامہ ڈاکٹر سید محمد امین صاحب قبلہ قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ فقیر کے مرشد اجازت ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اللہ عزوجل ہمارے مرشد اجازت کا سایہ کرم ہم سبھی کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

خلافت کے حصول کا واقعہ؟

عرس چہلم احسن العلماء علیہ الرحمہ کا موقع تھا۔ جب مرشد اجازت، جانشین حضور احسن العلماء حضور امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نور یہ کی خلافت کا اعلان فرمایا تو اس وقت میرے دل کی کیفیت عجب تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ منبر نور پر آستانہ عالیہ کے بزرگان دین کی تشریف آوری ہوئی اور سب ملکر خلافت و تاج پوشی فرما رہے ہیں۔ وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے جسے بھلایا نہیں جاسکتا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز

بڑی سرکار حضرت علامہ سید میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے بزرگ ہیں جو مارہرہ تشریف لائے۔ انہی کے پوتے ہیں تاجدار سلسلہ برکاتیہ سلطان العاشقین صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ قادری عشقی مارہروی قدس سرہ العزیز جن کی نسل سے پورا خاندان برکات، مارہرہ آباد ہے۔ اس مبارک اور مردم خیز سرزمین سے ہر دور

میں مشاہیر اولیا، عرفا، علما ادباء، اور شعرا پیدا ہوتے رہے اور علم و ادب اور عرفان و آگہی کی قدیلیں روشن ہوتی رہیں جس کا اثر آج بھی ان کی اولاد میں باقی ہے۔ قوم مسلم کی زبانوں حالی کو دور کرنے کے لیے اور شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے لیے ان کی دینی، ملی تحریری اور تقریری خدمات جاری و ساری ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کی خدمات پر اگر نظر ڈالیں تو بلاشبہ ایک دفتر درکار ہے۔ وہ اپنی خدمات کے ذریعہ ہر خانقاہوں سے الگ ایک امتیازی شان کے حامل ہے۔ خدا کرے یہ امتیازی شان قیامت تک باقی رہے۔

علم و ادب کی دنیا میں ہندستان کے جن شہروں اور قصبوں کا دینی و علمی اور روحانی اعتبار سے سرفہرست نام آتا ہے ان میں دہلی کے بعد بریلی شریف، مارہرہ مطہرہ، بلگرام شریف، موسوی شریف فرنگی محل، خیر آباد، رام پور، حیدر آباد اور بدایوں قابل ذکر ہیں۔ بریلی شریف امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی نسبت سے ممتاز ہے جنکی فضیلت، عبقریت اور علمی روحانی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ خانقاہ برکاتیہ اعلیٰ حضرت کا پیر خانہ ہے، جہاں سلطان العاشقین حضور صاحب البرکات، اور شمس مارہرہ ابوالفضل شمس الدین سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ اور آپ کے پیرومرشد خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول برکاتی مارہروی قدس سرہ جیسے علم و فضل، کرامت و شرافت اور روحانیت کے اساطین آرام فرما ہیں۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد کے لیے کوئی تجویز؟

فروغ اہل سنت و جماعت کے لیے امام اہل سنت، امام عشق و محبت سیدنا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی قادری برکاتی علیہ الرحمہ کا دس نکاتی پروگرام ایسی تجویز ہے جو اہلسنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد ملت کے لیے کافی ہے جسے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۳۳ میں ذکر فرمایا ہے۔

(۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں جہاں باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

- (۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
 - (۳) مدرسین کی بیش قرارتخواہیں ان کی کاروائی پر دی جائیں۔
 - (۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کیلئے مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر وہیں لگایا جائے۔
 - (۵) ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ وعظ اور تقریر، تحریر اور مناظرہ، اشاعت دین و مذہب کریں۔
 - (۶) حمایت مذہب ورد بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانہ دیکر تصنیف کرائے جائیں۔
 - (۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
 - (۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر اور نگراں رہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین، اور رسالے بھیجتے رہیں۔
 - (۹) جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں مہارت ہو لگایے جائیں۔
 - (۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بہ قیمت و بلا قیمت روزانہ، ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
- فقیر قادری بھی ان ہی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے الحمد للہ اہلسنت و جماعت کے فروغ استحکام کے لیے سرگرم عمل ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

موسلی اور ہر چہار جانب اس ناچیز کی دینی امور کی قیادت و رہنمائی کی وجہ سے بہت سارے امور کا فریضہ فقیر کے ذمہ ہے۔ مثلاً عیدین میں خطیب و امام کی تقریر، الجامعۃ

الاسمعیلیہ جو خانقاہ اسمعیلیہ میں قائم ہے جو روایتی شان و شوکت کے ساتھ چل رہا ہے اور جس کے چشمہ شیریں سے بیرونی طلبہ کافی تعداد میں علم کی پیاس بجھا رہے ہیں ان کی تعلیم و تربیت، طعام و قیام، علاج و معالجہ، مدرسین و ملازمین کی تنخواہیں و طعام و قیام کا سارا بار اٹھانا۔ اسکے علاوہ اطراف و جوانب میں دینی مدارس و مکاتب میں مدرسین کی تقرری، مسجدوں میں ائمہ کی تقرری، مسلمانوں کے آپسی نزاع و معاملات کا تصفیہ، رویت ہلال کا اعلان کرنا اس ناچیز کے ذمہ ہے۔ پورے بارہ بنکی اور لکھنؤ کے آس پاس جس میں گمراہان زمانہ، بدعقیدے، صلح کلی، وہابی، چکڑالوی اہل حدیث، دیوبندی، رافضی، چکڑوالی، بد مذہب وغیرہ فرقتائے باطلہ حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں ان کی جواب دہی اور سرکوبی اور دیگر فتنوں کو فرو کرنے میں یہ فقیر تنہا سیدہ سپر اور صف آرار ہوتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

فی الحال اقامت و پتہ:

اسمعیلی ہاؤس، رحمانی اپارٹ منٹ فلیٹ نمبر ۳۰۳ نیو بی بی روڈ، ڈالی باغ لکھنؤ

فون نمبر، ای میل: 09044640786، 09935640786

E-mail : ismaily121@gmail.com

حضرت سید شاہ نور اللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی



خودنوشت

نام : سید نور اللہ شاہ بخاری
 ولدیت : سید کبیر احمد شاہ بخاری
 بیعت : حضور امین ملت مدظلہ العالی
 وطن مالوف : کوٹ بخاری، کچھمائی نگر، سہلاؤ شریف، ضلع باڑ میر، راجستھان
 پورا پتہ : کوٹ بخاری، کچھمائی نگر، سہلاؤ شریف، ضلع باڑ میر، راجستھان
 سن ولادت : ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء
 ازدواجی زندگی : آپ کی شادی خانہ آبادی حضرت سید اسماعیل شاہ بخاری چھا چھرو، سندھ (پاکستان) دختر نیک اختر سے ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ہوئی۔
 اولاد امجاد : آپ کے ایک صاحبزادے سید مہر علی شاہ ہیں جو ابھی زیر تعلیم ہیں اور تین صاحبزادیاں ہیں۔
 تعلیمی لیاقت : عالم فاضل
 ذریعہ معاش : کاشت کاری و تجارت
 تعلیمی اداروں سے وابستگی :

علاقہ تھار کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے اہتمام و انصرام کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے بلا معاوضہ درس حدیث۔ نیز دارالعلوم کے ماتحت تقریباً ۵۰ مدارس و مکاتب کی نگرانی، راجستھان و گجرات کے مختلف مدارس کی سرپرستی۔

تصنیف کردہ کتب:

آپ کی باضابطہ کوئی تصنیف نہیں ہے البتہ آپ کے مضامین ہندوستان کے موقر رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپ سندھی شاعر بھی ہیں آپ کے بہت سے سندھی کلام کو دارالعلوم انوار مصطفیٰ کے طلبہ و مدرسین کی متحرک و فعال تنظیم ”مجان جہانیاں کمیٹی“ نے سندھی شعراء کے مجموعہ ”کلام“ جو تیل جواہر“ میں شائع کیا ہے۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد سے ہی دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف میں آپ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دینی و ملی خدمات:

آپ نے علاقہ تھار میں بڑھتی ہوئی بد مذہبیت پر قدغن لگانے کی ہر ممکن کوشش کی اور آپ کی جدوجہد رنگ بھی لائی، چنانچہ اس کے لیے آپ نے جگہ جگہ مدارس و مکاتب اور مساجد کے قیام پر زور دیا۔ نیز آپ نے اس علاقہ میں کئی دینی ملی اور فلاحی تنظیم بھی قائم فرمائیں جو اپنی اپنی جگہ دین و سنیت کی عظیم خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ان بزرگان دین کا نام جن سے فیض پایا:

اپنے خاندان کے بزرگوں کے علاوہ حضور مفتی اعظم راجستھان علامہ محمد اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمہ، مفتی تھار حضرت علامہ مفتی ولی محمد نعیمی علیہ الرحمہ اور بالخصوص حضور امین ملت مدظلہ العالی۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور امین ملت مدظلہ العالی آپ کے دولت کدہ (جہانیاں منزل) میں متواتر کئی روز تک ازراہ کرم قیام فرمایا اور اس دوران آپ نے (سید صاحب نے) حضور امین ملت کی خدمت میں جو اوقات گزارے اسے آپ اپنی زندگی کا

اثاثہ حیات سمجھتے ہیں۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے اور کس بزرگ کے واسطے سے:

یوں تو آپ نے جب سے ہوش سنبھالا تبھی سے اپنے کو خانقاہ برکاتیہ سے وابستہ سمجھتے ہیں مگر باضابطہ وابستگی حضور امین ملت کے واسطے سے ہوئی۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری برکاتی۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

خلافت کے حصول کا واقعہ یہ ہے کہ ۸ شعبان ۱۴۳۲ء مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۱ء میں جب پہلی بار حضور امین ملت مدظلہ دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت اور عرس بخاری کی تقریبات میں خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے اور دارالعلوم کا معائنہ کیا اور علاقہ تھار میں نور العلماء حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری کی خدمات کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے مجھ فقیر سے ارشاد فرمایا: ”مولانا آپ سید صاحب کو مارہرہ شریف لے کر آنا ان کو انعام سے نوازا جائے گا“۔ الغرض ہم لوگ عرس قاسمی برکاتی مارہرہ شریف میں شرکت اور حصول فیض کے لئے گئے تو عرس قاسمی کی آخری شب میں اپنے خصوصی خطاب کے دوران آپ نے دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف اور سید نور اللہ شاہ بخاری کا مختصر تعارف اور خدمات کو بیان کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

آپ (سید نور اللہ شاہ بخاری) کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز یہ ہے کہ یہ خانقاہ صدیوں سے علماء، فقہاء و دانشوران کا مرکز عقیدت رہی ہے اور آج بھی مرجع خواص و عوام ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ ایک ایسی عظیم خانقاہ ہے کہ اس کے ایک گنبد کے تلخفت اقطاب

آرام فرما ہیں نیز برصغیر ہندو پاک میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی یہ سب سے بڑی خانقاہ ہے۔ اس لیے کہ سلسلہ قادریہ کا اجرا اور اس کی نشر و اشاعت اس خانقاہ کے مرشدان عظام اور خلفائے عظام کے ہاتھوں جس قدر عمل میں آئی کسی دوسری خانقاہ کے مرشدان کرام کے ہاتھوں عمل میں نہیں آئی۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضور امین ملت و رفیق ملت مدظلہما۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد کے لیے کوئی تجویز:

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد کے لئے دور حاضر میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ہمارے اکابر علماء و مشائخ اپنے تمام تر نظریاتی اور فکری اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر ایک مستحکم، موثر تنظیم و تحریک قائم کریں، جو اہل سنت و جماعت کے اتحاد کی ہر ممکن کوشش کرے۔

موجودہ سرگرمیاں:

دارالعلوم انوار مصطفیٰ کے اہتمام کے ساتھ دارالعلوم میں درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کے لئے مختلف علاقوں کا دورہ۔ مدارس و مکاتب کی نگرانی۔

خليفة امین ملت:

تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ جب جب باطل و ناحق نے اپنا ناپاک سر بلند کرنے کی سعی نامتمام کی ہے تب تب رب لم یزل نے حق کو بلند و بالا کرنے کے لئے اپنے کسی نیک بندہ مومن کو پیدا فرما کر حق بلندی کا سہرا اس نیک بندے کے سر رکھا ہے۔ حق و باطل کی یہ جنگ ماضی میں بھی تھی اور حال میں بھی ہے، مگر ماضی میں باطل ہمیشہ کفر و شرک کے لبادے میں آیا تھا اور حاضر میں باطل اپنا اصلی لبادہ اتار کر اہل حق کا لباس و کردار، قرآن و حدیث، جبہ و دستار، تسبیح و مصلیٰ، کلمہ و نماز، تقریر و تبلیغ اور ذکر و فکر کی صورت دکھا کر عوام اہل سنت بالخصوص علاقہ تھار کے بھولے بھالے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے

ایمان و عقائد پر حملہ کرنے کی ایک نئی چال چل کر سامنے آیا اور کئی خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے ایمان کو چر کر باطل کے ناپاک و تاریک گڈھے میں گرانے میں کچھ حد تک کامیاب ہوتا نظر آیا۔

ایسے ماحول میں ضرورت تھی ایک ایسے مرد مومن کی جس کا ایمان اتنا مضبوط ہو کہ جو نگاہ ایمانی اگر کسی مومن پر ڈال دے تو اس کے ایمان کو بھی مضبوط و مستحکم بنا دے۔ ضرورت تھی ایک ایسے ہادی کی جو صحیح معنوں میں امت مسلمہ کی ہدایت کا فریضہ انجام دے سکے، ضرورت تھی ایک ایسے مبلغ کی جو تبلیغ کے فرائض بحسن و خوبی انجام دے سکے، ضرورت تھی ایک ایسے مفکر کی جس کا دل و دماغ ہمیشہ مومنوں کے ایمان و عقائد کے تحفظ و بقا میں فکر مند رہتا ہو، ضرورت تھی ایک ایسے مصلح کی جس کی پاکیزہ نگ و دوسے علاقہ کی اصلاح ہو جائے، ضرورت تھی ایک ایسے خطیب و واعظ کی جس کا خطاب و وعظ معاشرہ کے سدھار کا سبب بن جائے، ضرورت تھی ایک ایسے پیر کامل کی جس کی نگاہ مریدوں کی جیبوں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو، ضرورت تھی ایک ایسے ملاح کی جو مسلمانوں کے عقیدہ و عمل کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منزل مقصود تک پہنچانے والا نا خدا ثابت ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بوسیہ سرکار اعظم ﷺ اس ضرورت کو پورا فرمایا اور علاقہ تھار کے ولی کامل قطب تھار حضرت پیر سید حاجی عالی شاہ بخاری علیہ الرحمہ کے نواسے نمونہ اسلاف حضرت پیر سید کبیر احمد شاہ بخاری علیہ الرحمہ کے مقدس گھر میں ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز بدھ ایک بچے کی ولادت باسعادت ہوتی ہے بظاہر وہ بچہ تھا مگر نگاہ عشاق میں اس بچے کی حقیقت وہی تھی جو برسوں پہلے امام عشق محبت چشم و چراغ خاندان برکات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے ہم خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کو اہل بیت کے ان مقدس بچوں کا تعارف کرواتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا

جب آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تو آپ کے والد بزرگوار نے علم ظاہری کے تکمیل کے لئے مفتی تھار حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب نعیمی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں

پیش کر دیا۔ علامہ موصوف کی عالمانہ صلاحیت اور صوفیانہ نگاہ کیمیا نے سیدزادے کو چند ہی سالوں میں باصلاحیت عالم باعمل بنا دیا اور کیوں نہ ہو کہ خاندان ہے تو کس کا؟ ایک پسماندہ علاقہ کے دارالعلوم میں پڑھنے والا اتنی صلاحیتوں کا حامل ہو جائے بظاہر سمجھ میں نہیں آتا مگر بزرگوں کا وہ مقولہ فوراً ذہن میں آتا ہے کہ ”مچھلی کے بچے کو تیرنا سکھایا نہیں جاتا“ یقیناً یہ موصوف کے آباء و اجداد کا فیضان ہے، جس نے انہیں ایک تحریک ثابت کر دیا۔ جب موصوف ”العلماء و ورثۃ الانبیاء“ کا تاج سر پر سجا کر علاقہ تھار میں جلوہ گر ہوئے تو علاقے کے علاقے فتح کر لئے، آپ نے اپنی کوششوں اور بزرگوں کے فیضان سے علاقہ تھار کے قریب قریب ہر گاؤں میں مدارس و مکاتب کے جال بچھا دیے۔

مزید تعلیم و تعلم کی نشر و اشاعت اور علاقہ تھار کی صلاح و فلاح اور امت مسلمہ کی رہنمائی کرنے کے لئے آپ کی فرمائش اور اکابر علماء و مشائخ اور سادات کرام کی تحریک پر آپ کے والد بزرگوار پیر طریقت حضرت قبلہ الحاج سید کبیر احمد شاہ بخاری علیہ الرحمہ نے ۲۱ فروری ۱۹۹۳ء کو خانقاہ عالیہ بخاریہ کے زیر سایہ ”دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف“ کا قیام رما کراس کی باگ ڈور آپ کے کندھے پر رکھ کر قوم و ملت پر احسان عظیم فرمایا۔

آپ کی قیادت جدوجہد اور کاوش فکر کا نتیجہ ہے کہ آج دارالعلوم انوار مصطفیٰ راجستھان کی اہم مدارس کی فہرست میں شامل ہو کر اپنے تمام تر منصوبوں کو بروئے کار لا رہا ہے۔ آپ دارالعلوم انوار مصطفیٰ کے ماتحت تقریباً ۵۰ مدارس و مکاتب بھی اپنی زیر نگرانی چلا رہے ہیں جب کہ ایک مہتمم کو ایک ادارہ چلانے کے لئے لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں اور نہ جانے کتنی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کے باوجود دارالعلوم انوار مصطفیٰ کی قیادت و نظام کے ساتھ ساتھ ایسے پریشان کن علاقے میں ۵۰ مکاتب کو اپنی نگرانی میں چلانا اور انتہائی سادگی عجز و انکسار اور خلوص و محبت کے ساتھ یقیناً یہ بزرگوں کا فیضان اور نصرت خداوندی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نیز گاؤں گاؤں ڈھانی ڈھانی دعوت و تبلیغ اور تحریک صلوة کے لئے ایک انجام بنام ”تحریک انواری“ اور ”محبان جہانیاں“ کمیٹی کا قیام بھی بڑا نیک فال ثابت ہوا۔ آپ نے مذکورہ تنظیموں کے علاوہ علاقہ تھار کے بیشتر گاؤں میں کئی اسلامی تنظیموں و کمیٹیوں کو قائم فرمایا جو اپنی اپنی جگہ دین و سنیت کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

اخیر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ۔ علامہ موصوف کو نظر بد سے محفوظ و مامون فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ مزید دین و سنیت کی نشر و اشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے اور اپنے آباء و اجداد کا سچا جانشین بنائے۔ آمین۔

فی الحاظ اقامت مع پتہ:

سید نور اللہ شاہ بخاری برکاتی درگاہ پیر سید حاجی عالی شاہ بخاری چچھمائی نگر، سہلاؤ شریف، پوسٹ گرڈیا، تحصیل رامسر، ضلع باڑمیر (راجستھان)

فون نمبر اور ای میل: 08769418786، noorullhbokhari@gmail.com

گوشہ

خلفائے رفیق ملت دام ظلہ

☆ مجیب ملت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی

☆ مصلح قوم و ملت مولانا تطہیر احمد رضوی

☆ نازش اہل سنت مفتی آفاق احمد مجددی

☆ بلبل باغ مدینہ محمد اولیس رضا قادری

☆ خطیب ذیشان مفتی محمد حنیف قادری برکاتی

مجیب ملت مفتی محمد مجیب اشرف رضوی مدظلہ العالی

ڈاکٹر حسین محمد مشاہد رضوی، مالگاوں

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بیک وقت بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں، آپ فصیح اللسان خطیب بھی ہیں اور مایہ ناز ادیب بھی، آپ قادر الکلام شاعر بھی ہیں اور زہد و تقویٰ کا پیکر بھی، آپ واقف اسرار شریعت و طریقت بھی ہیں اور آشنائے رموزِ محبت و حقیقت بھی، آپ کہنہ مشق مفتی بھی ہیں اور بے مثال مدرس بھی، آپ کامیاب منتظم بھی ہیں اور باکردار مہتمم بھی، آپ فقید المثال مناظر بھی ہیں اور حُسن اخلاق کے دہنی بھی، آپ کی بابرکت مجلس میں ایک دو بار حاضر ہونے والا آپ کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

علمائے حق کا ذکر کرنا اور ان کے حالاتِ زندگی سے لوگوں کو واقف کرانا سلف صالحین کی سنت ہے۔ راقم اسی پر عمل کرتے ہوئے پیش نظر مضمون میں عصرِ حاضر کے جلیل القدر فقیہ، مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کی حیات و خدمات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ حضرت والا نے اس پر نظرِ ثانی فرما کر ضروری ترمیم و اضافہ کر کے اس تذکرہ کو اعتبار کا درجہ عطا کر دیا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت آپ کے وطنِ مالوف ”مدینۃ العلماء“، محلہ کریم الدین پور قصبہ و پوسٹ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ یوپی کے ایک خوش حال، علم دوست گھرانے میں مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنچر کو بوقتِ سحر ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد میں بہت سارے علما و حفاظ گذرے ہیں۔

نام:

محمد مجیب اشرف رضوی

القاب و خطابات:

اشرف العلماء، اشرف الفقہاء، شارح کلام رضا، مفتی اعظم مہاراشٹر۔

ولدیت: الحاج صوفی محمد حسن اشرفی ابن حافظ جمیع اللہ صاحب علیہا الرحمۃ۔

جد امجد: الحاج حافظ احمد صاحب علیہ الرحمۃ (سابق خطیب و امام جامع مسجد کریم الدین پور، گھوسی)۔

نانا محترم:

جامع منقول و معقول حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (برادر گرامی و استاذ محترم صدر الشریعہ۔

تعلیم و تربیت:

آپ کے دادیہال اور نانیہال دونوں ہی میں بڑے بڑے نامور علما و حفاظ تھے۔ ایسے بابرکت ماحول میں آپ کی تربیت و پرورش ہوئی۔ آپ کی ابتدائی ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم خدا رسیدہ بزرگ حضرت میاں جی محمد تقی صاحب علیہ الرحمۃ سے اور اردو، فارسی اور عربی متوسطات کی تعلیم مدرسہ اہل سنت شمس العلوم، گھوسی میں ہوئی۔ علاوہ ازیں عربی کی چند ابتدائی کتابیں اپنے عم محترم حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے اور باقی کتابیں کافیہ تک شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی سے پڑھیں۔

۱۹۵۱ء میں حضور حافظ ملت کے حکم و ایما پر حضرت شارح بخاری دارالعلوم فضل رحمانیہ، کچھڑوا، گوئدہ، یوپی تشریف لے گئے۔ اپنے استاذ محترم و مکرم کے ساتھ آپ بھی دارالعلوم فضل رحمانیہ چلے گئے۔ یہاں دو سال رہ کر شرح جامی تک کی کتابوں کا درس شارح بخاری سے حاصل کیا۔ اس وقت مذکورہ دارالعلوم میں شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ رضاء المصطفیٰ امجدی بھی درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے چنانچہ ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔

۱۹۵۳ء میں مفتی اعظم قدس سرہ کی طلبی پر حضرت شارح بخاری بریلی شریف تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ یہاں مرکزی ادارہ

دارالعلوم مظہر اسلام میں درس نظامیہ کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں بڑے ماموں شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی، صدر العلماء علامہ تحسین رضا بریلوی، حضرت مولانا معین الدین اعظمی اور حضرت محدث اعظمی مولانا ثناء اللہ امجدی (شیخ الحدیث مظہر اسلام، بریلی شریف) کا بھی شمار ہوتا ہے۔

ان اجلہ اور اکابر اساتذہ کرام میں سب سے زیادہ کتابیں شارح بخاری سے پڑھیں۔ اسی لیے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی میرے استاذ کل ہیں۔ شارح بخاری اپنے اس روحانی فرزند ارجمند پر ہمیشہ ناز فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد مجیب اشرف ایسا ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔

خود شارح بخاری کو اپنے اس تلمیذ رشید پر کتنا ناز تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے: ”۱۹۹۲ء میں حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ عرس قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مظہرہ حاضر ہوئے، بعد نماز مغرب صاحب سجادہ سرکارِ کلاں حضور مرشدی و مولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب سے شرفِ ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہاں پہلے سے شارح بخاری تشریف فرما تھے حضرت والا کو شارح بخاری دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

حضور! یہ مجیب اشرف، حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اور رئیس الاذکیا مولانا غلام یزدانی اعظمی کے بھانجے ہیں۔ اور میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ تشریف الحق کیا لایا ہے؟ (یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا) تو عرض کر دوں گا کہ مجیب اشرف کو لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ حضور احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔“ (مسائل سجدہ، ص ۲۴/۲۵)

اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضور شارح بخاری اپنے اس شاگرد رشید

سے کتنی محبت والفت فرماتے تھے اور آپ کو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے علم و عمل پر کتنا ناز و تمکنت تھا۔

مفتی اعظم اور محدث اعظم کی خصوصی عنایات:

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی اور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی کچھو چھوی قدس سرہا نے بخاری شریف اور دورہ حدیث کا امتحان بنفس نفیس لیا۔ محدث اعظم ہند نے آپ کی سند پر بقلم خود یہ تحریر رقم فرمائی ”الحمد للہ المجید کہ حق بحق دارر سید“ اور مفتی اعظم قدس سرہ نے آپ کو اپنی سند حدیث اور اپنا جبہ مبارک و دستار مقدس عنایت فرمائی۔

علاوہ ازیں مفتی اعظم قدس سرہ ہمیشہ آپ کو ”ہمارے مولانا“ کہہ کر پکارتے تھے۔ اس سے بیرومرشدگی نگاہ میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ازداجی زندگی:

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے ماموں حضرت رئیس الاذکیا مولانا غلام یزدانی (شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف) کی بڑی صاحبزادی محترمہ عزیزہ بانو کے ہمراہ ۱۹۵۲ء میں آپ کا نکاح ہوا اور آپ کے بڑے ماموں حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی نے نکاح پڑھایا۔ زوجہ اول محترمہ عزیزہ صاحبہ ۱۹۷۱ء میں وفات پا گئیں۔ بعد ازاں ۱۹۷۲ء میں نکاح ثانی محترمہ نجم النساء صاحبہ سے ہوا۔

اولاد و امجاد:

آپ کی کل پانچ اولاد ہیں جو آپ کی زوجہ اول محترمہ عزیزہ صاحبہ کے لطن سے ہیں۔ ان میں ۲ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان الحاج تنویر اشرف رضوی اور حافظ تحسین اشرف رضوی ہیں۔ آپ کی صاحبزادیوں کے نام راشدہ، حامدہ اور عابدہ ہیں۔ زوجہ ثانی سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

اخلاق و کردار:

حضرت مفتی صاحب کی ذات والا صفات اعلیٰ اخلاق و کردار اور اوصاف و محامد

سے متصف ہے۔ آپ ایک انتہائی مخلص اور فیض بخش عالم دین ہیں۔ آپ کے اندر بزرگوں کا ادب و احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور چھوٹوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں جو معاصر علما کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی مجلس میں ایک یا دو بار بیٹھنے والا آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملاقات کرنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی ہر مجلس خواہ عام ہو یا خاص علمی، ادبی، اصلاحی اور رشد و ہدایت کی باتوں سے لبریز ہوتی ہیں۔ آپ کے نزدیک شریعت و سنت کی پاسداری و پابندی ہر دوسرے امور پر مقدم و محترم حیثیت رکھتی ہے۔ غرضیکہ حسن اخلاق، فہم و تدبر، معاملہ فہمی، دوراندیشی، صبر و تحمل میں آپ کا جواب نہیں۔ رب عزوجل نے آپ کو سراپا منکسر المزاج، خلیق اور ملنسار بنایا ہے۔

بیعت و خلافت:

مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر زمانہ طالب علمی میں مفتی مجیب اشرف صاحب مورخہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء بریلی شریف میں بیعت ہوئے۔ اسی روز مفتی اعظم قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ تعویذات، اوراد و وظائف اور اعمال و نقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی۔ علاوہ ازیں شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، سلسلہ شاذلیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیر سید علاء الدین طاہر گیلانی اور حضور غوث اعظم کے شہزادے تاج العلماء حضرت شیخ عبدالعزیز کے فرزند ارجمند فضیلۃ الشیخ حضرت محمد یوسف گیلانی بغدادی نے بھی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کی تعلیم و تربیت حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق کے زیر سایہ ہوئی ہے اس لحاظ سے بھی آپ کو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے زمانہ طالب علمی سے ہی گہرا لگاؤ رہا ہے۔ حضرت شارح بخاری کے ہمراہ بارہا مارہرہ شریف آپ نے حاضری دی۔ حضور احسن العلماء قدس سرہ آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ مفتی مجیب

اشرف صاحب جب کبھی مارہرہ مطہرہ عرس کی تقریبات میں شرکت کے لیے تشریف لاتے حضور احسن العلماء قدس سرہ آپ کو خطابت کا موقع عنایت فرماتے۔ علاوہ ازیں البرکات علی گڑھ میں منعقدہ سیمینارز میں بھی آپ نے شرکت کی۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے دینی و علمی کارہائے نمایاں کو آپ ہمیشہ اپنے حلقہ ارادت میں تحسینی انداز میں پیش فرماتے ہیں۔ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ میں رفیق ملت حضور سیدنجیب حیدرمیاں قبلہ سے خلافت و اجازت حاصل ہے۔

درس و تدریس:

۱۹۵۷ء میں حضرت مفتی صاحب نے تعلیم و تربیت سے فراغت پائی اسی دوران وسطی ہندوستان کی مشہور و معروف اور قدیم اسلامی درس گاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور کو ایک لائق و فایق نائب شیخ الحدیث کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ بانی جامعہ حضرت فقیہ ہند مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم قدس سرہ اور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کو خط روانہ فرمایا کہ جامعہ کے لیے ایک قابل اور محنتی نائب شیخ الحدیث روانہ فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی نگہ انتخاب حضرت مفتی صاحب پر پڑی اور اس طرح یہ جواں سال، نوجوان عالم نیل و فاضل جلیل ناگ پور کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں حضرت مفتی پہلی بار ناگ پور حضرت امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کے ہمراہ تشریف لائے۔ اس وقت حضور صدرالعلماء جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کے مہتمم تھے۔

حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری نے آپ کی کم عمری کی بنا پر آپ کو بجائے جامعہ میں رکھنے کے جامعہ عربیہ اسلامیہ کی شاخ ”کامٹی“ میں منصب صدارت پر مقرر فرمایا۔ یہاں آپ عہدہ صدارت پر فائز رہتے ہوئے تشنگان علوم دینیہ کی سیرابی کرتے رہے۔ چونکہ کامٹی کے مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں تھا اس لیے آپ نے وہاں دو سال تک تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۶۰ء میں استعفیٰ دے دیا اور مفتی اعظم قدس سرہ کی اجازت سے ناگ پور کی کچھی میمن مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے پر

مامور ہو گئے۔ ابھی چند ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری کو آپ کی اعلیٰ تدریسی صلاحیتوں کا اندازہ ہوا اور آپ نے حضرت مفتی صاحب کو جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگ پورسٹی میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر متمکن فرمادیا۔

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں آپ نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک باقاعدہ پوری لگن، محنت اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ تمام طلبہ پر آپ کا علمی رعب اور دبہ تھا۔ آپ ایک اچھے مدرس اور بہترین منتظم کی حیثیت سے طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ میں بے پناہ مقبول رہے۔

دارالعلوم امجدیہ کا قیام:

جب بعض وجوہات کے سبب جامعہ عربیہ اسلامیہ سے علاحدگی اختیار کر لی تو ۱۹۶۶ء میں ناگ پور کی سرزمین پر مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی اور برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری کی سرپرستی میں ”دارالعلوم امجدیہ“ کا سنگ بنیاد رکھا اور انتہائی محنت اور جاں فشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا۔ تعمیری کام کی تکمیل کے بعد آپ اسی دارالعلوم میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ تبلیغی اسفار اور زیادتیں کار کے سبب آپ کا تدریسی سلسلہ اب مستقل جاری نہیں ہے۔

دارالعلوم انوار رضا نوساری کا قیام:

نوساری، گجرات جہاں سنیت کا نام لینا بھی جرم تھا وہاں آپ نے ۱۹۸۸ء میں ”دارالعلوم انوار رضا“ کی بنیاد رکھی جو ریاست گجرات کی ایک اچھی اور معیاری درس گاہ ہے۔ جس کی خدمات سے پورا علاقہ مستفیض ہو رہا ہے۔

سرپرستی میں چلنے والے ادارے:

جامعہ نوریہ، بالاگھاٹ، مدھیہ پردیش، دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، راپچور، کرناٹک، جامعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، بنگلور، کرناٹک، دارالعلوم غوث اعظم، پور بندر، گجرات، جامعہ اہلسنت صادق العلوم، ناسک، مہاراشٹر، دارالعلوم غوث اعظم، مہاراشٹر، دارالعلوم

حنفیہ غوثیہ، شیرپور، مہاراشٹر، مدرسۃ البنات الصالحات، ناسک، مہاراشٹر، دارالعلوم انوار مصطفیٰ، سدّی پیٹھ، آندھرا پردیش۔

قلمی خدمات:

فصح اللسان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز ادیب اور بلند پایہ انشا پرداز بھی ہیں۔ آپ کی کئی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں اور بعض منتظر طباعت ہیں۔ تقریر کی طرح آپ کا طرزِ تحریر انتہائی آسان، سہل اور دل نشین ہے۔ جس طرح وہ اپنی تقریر میں مشکل سے مشکل ترین بات بھی مثالوں اور حوالوں کے بہت ہی سہل کر کے سامعین کے ذہن و قلب میں اتار دیتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی آپ نے بڑے آسان پیرایہ زبان و بیان میں مشکل سے مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔ آپ کی تصانیف جہاں علما و مشائخ کے لیے ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہیں وہیں اسلوب کی سادگی و صفائی کے سبب عوام الناس کے لیے بھی یکساں مفید ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں)، مطبوعہ: مرکز اہلسنت برکات رضا، پور بندر، گجرات۔

حضور مفتی اعظم پیکر استقامت و کرامت، مطبوعہ: آل انڈیائی جمعیتہ العلماء، مالگاو۔ خطباتِ کولبو، مطبوعہ، رضا اکیڈمی، مالگاو۔ یہ ۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ ہے جسے مولانا نور الحسن رضوی، مدرس مدرسہ فیض رضا، کولبو، سری لنکا نے مرتب فرمایا ہے۔

ارشاد المرشد (بیعت کی حقیقت) مطبوعہ: دارالعلوم انوار رضا، نوساری، گجرات۔ ستمبر ۲۰۰۴ء کو الجامعۃ الرضویہ انوار العلوم، ہاشمی کالونی، نظام آباد، آندھرا پردیش میں اپنے معتقدین و مریدین کے درمیان ناصحانہ کلمات ادا فرمائے جسے مولانا غلام مصطفیٰ قادری برکاتی نے شائع کیا۔

مسائلِ سجدہ سہو: مطبوعہ: نوری میڈیکل اسٹورس، ناگپور۔ سجدہ سہو کے مختلف اہم اور

ضروری مسائل پر مبنی معلومات افزا رسالہ ہے جسے صاحبزادہ حافظ تحسین اشرف نے شائع کیا۔ ان تصانیف کے علاوہ آپ کے اور بھی کتب و رسائل ہیں جو طباعت کے منتظر ہیں۔ مثلاً: المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصانیف مبارکہ میں روایت فرمودہ احادیثِ طیبہ کا عطر مجموعہ جو کہ ۹۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، (مسودہ)۔

تنویر العین: انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت، (مسودہ)۔
تابش انوار مفتی اعظم: آپ نے اس میں مفتی اعظم قدس سرہ سے متعلق اپنے ان مشاہدات کو جمع کیا ہے جو سفر و حضر میں آپ نے اپنے مرشدِ باوقار کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے ملاحظہ کیا، (مسودہ)۔

تنویر التوقیر ترجمہ الصلاۃ علی البشیر النذیری: اس میں درود شریف کے فضائل و فوائد بیان کیے گئے ہیں، یہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، (مسودہ)۔
ان کے علاوہ آپ کے قلم حق رقم سے نکلے ہوئے ہزاروں فتاویٰ ہیں جو دارالعلوم امجدیہ، ناگپور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

شعر و ادب:

حضرت مفتی صاحب کو شعر و ادب کا بھی کافی ذوق و شوق ہے۔ آپ ایک اچھے سخنِ سنخ، سخنِ داں، سخن شناس اور سخن کے نکتہ ور ہیں۔ شارحِ کلامِ رضا کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں مشہور ہیں۔ طبیعت موزوں ہے، شعر کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ لیکن شاعری کی طرف مستقل رغبت نہیں ہے۔ البتہ سفر حج کے دوران محبوبِ کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ پاک مدینہ منورہ میں عین دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت اکثر نعتیں قلم بند فرمائی ہیں۔ ایسی ۳۵/۳۰ نعتیں ہیں جو کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں رقم فرمائی ہیں۔ آپ نے شاعری کا آغاز زمانہ طالب علمی ہی میں کر دیا تھا چنانچہ ۱۹۵۴ء کے آس پاس جب آپ بریلی میں زیرِ تعلیم تھے یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا طرچی مشاعرہ

منعقد ہوا، جس کی صدارت مشہور شاعر شکیل بدایونی کر رہے تھے، مصرع طرح تھا ”کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل“، مفتی صاحب نے بھی اس مصرع پر طبع آزمائی فرمائی اور ایک نعت تحریر کر کے مشاعرہ گاہ پہنچے، مشاعرہ پڑھنے کا موقع ملا، مصرع طرح پر آپ نے جو گرہ لگائی تھی اسے سن کر صدر مشاعرہ شکیل بدایونی نے آپ کو بہت داد دی اور ۱۰ روپے کے انعام سے بھی نوازا، شعر خاطر نشیں کریں۔

میں ازل سے اُن کا دیوانہ ہوں مجھ کو ہوش کیا
”کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل“

غرضیکہ آپ کا کلام بلاغت نظام شعری و فنی محاسن کا لہریں لیتا ہوا ایک دریا ہے۔ جس میں جذبہ و تخیل، معانی آفرینی، پیکر تراشی، ترکیب سازی، محاورات، محاکات، ایجاز و اختصار وغیرہ کے گوہر ہائے ابدار موجود ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش ہیں جس میں ایک اچھی اور سچی شاعری کی تمام خوبیوں کی جلوہ گری ہے۔

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لائیے
سرکار اپنا جلوہ زیبا دکھائیے
ظلم و ستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف و کرم کی چھاؤں میں اب تو بلائیے

ہائے تپش اعمال کی پرشش کوئی نہیں غم خوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار
سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری چلنا ہے دشوار
دستِ کرم کا دید و سہارا ہو جائیں ہم پار
سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

مصلح قوم و ملت مولانا تطہیر احمد رضوی مدظلہ العالی



نام : تطہیر احمد
ولدیت : (منشی) امیر احمد
بیعت : بدست تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
مسکن : قصبہ دھونرہ ٹانڈہ
وطن مالوف : یہی ہے
پورا پتہ : قصبہ دھونرہ ٹانڈہ، ضلع بریلی شریف
سن ولادت : ۸/رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ بروز جمعہ مطابق ۳۸/مارچ ۱۹۵۸ء
ازدواجی زندگی : ۱۴/اکتوبر ۱۹۸۲ء
اولاد امجاد : واللہ خیر الوارثین۔ ماشاء اللہ کان و مالم یثا لم یکن
تعلیمی لیاقت : فضیلت الجامعۃ الاشرافیہ مبارکپور ۱۹۷۹ء عالم، فاضل، دینیات عربی بورڈ الہ آباد، یو. پی. بورڈ الہ آباد سے بارہویں کلاس۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

مدرسہ خلیل العلوم محلہ نخاسہ سنبھل ضلع مراد آباد
مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف
الجامعۃ الاشرافیہ مبارک پور

تصنیف کردہ کتب:

(۱) تقلید شخصی ضروری ہے (۲) غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح (۳) حدیثوں کی روشنی (۴) درمیانی امت (گفتگو کی ترتیب) آؤ دین پر چلیں (۵) ذکر خدا اور امام احمد رضا (۶) امام اور مقتدی (۷) تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں (۸) محرم میں کیا جائز اور کیا نا جائز (۱۰) مزاروں کی حاضری (۱۱) رمضان کا تحفہ (۱۲) خدا کو یاد کر پیارے (۱۳) بارہویں شریف اور جلسے جلوس۔

تدریسی خدمات:

دارالعلوم غوثیہ نوریہ پبلی بھیت شریف، الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی، الجامعۃ النوریہ باقر گنج بریلی، الجامعۃ الاحمدیہ، جمالی پورہ قنوج۔

دینی و ملی خدمات:

بس جس کی اللہ نے توفیق دی اور جس کو وہ قبول فرمالے۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

پیر و مرشد مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری صدر العلماء حضرت تحسین رضا خاں صاحب، مناظر اہل سنت مفتی محمد حسین صاحب سنبھلی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

میرے والدین جو ابھی باحیات ہیں بر بنائے کبر سنی نہایت ضعیف ہیں ان کی خدمت و محبت۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

میں جب مفتی اعظم ہند سے بیعت ہوا ان کے دستخط شدہ ایک کتابچے کی شکل میں شجرہ دیا گیا تھا اس شجرہ مبارکہ میں میرے شیخ کے شیخ سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں

مارہروی سے سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی تک جن چھ مشائخ کا ذکر آتا ہے وہ سب مارہرہ شریف میں ہیں میں نے اس شجرے کے ذریعہ مارہرہ شریف اور برکاتی بزرگوں کو جانا تقریباً تیس سال سے عربی والا شجرہ روزانہ پڑھتا ہوں برکاتی بزرگوں کا ذکر میرا روزانہ کا معمول ہے، خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی مجھ کو میرے شیخ کے واسطے سے ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے خلافت:

حضرت الشاہ سید نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

تقریباً دس سال قبل الجامعۃ الاحمدیہ قنوج کے سالانہ جلسے میں تقریر کر رہا تھا حضرت سید نجیب حیدر میاں صاحب مسند پر تشریف فرما تھے جیسے ہی تقریر کر کے فارغ ہوا حضرت مانک پر تشریف لائے اور میرے لیے جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت کا اعلان فرمادیا اور اپنے گلے کا رومال نکال کر میرے گلے میں ڈال دیا اور اس سے پہلے مجھے تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری اور حضرت صدر العلماء حضرت تحسین رضا خاں صاحب بریلوی سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے میں نے خود کو کبھی خلافت کا اہل نہ سمجھا اس لئے میں کبھی کسی بزرگ سے از خود خلافت کا طالب نہ ہوا خلیفہ ہونا بہت بڑی بات ہے ہم جیسے صحیح معنی میں مرید بن جائیں یہ بھی کم نہیں۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ہندوپاک کی ان منفرد اور مشہور خانقاہوں میں ہے کہ جہاں علم کے ساتھ عمل اور طریقت کے ساتھ شریعت کی پابندی پر بھرپور زور دیا جاتا رہا ہے، اشاعت دین وسنت کا جذبہ بھی وہاں کا فرما رہا ہے اور آج بھی ہے، سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ چودہویں صدی کے مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی ارادت کے لیے پسند فرمایا ان کے والد گرامی بالامر تبت حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب بھی وہیں کے مرید و خلیفہ تھے، انہوں نے اپنے ہونہار تبار شہزادوں کو بھی اسی سلسلے میں داخل کرایا۔

خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کے اکابر و مشائخ بھی بآں فضل و کمال، علم و جلال ہر دور میں خانقاہ برکاتیہ سے وابستہ رہے ہیں، امام احمد رضا خاں بریلوی جیسا مجدد و عارف اور شاہ فضل رسول بدایونی جیسا کامل و واصل، شاہ عبدالقادر بدایونی جیسا جامع و لامع جہاں کے خوشہ چیں ہوں اس خانقاہ کی شان اور اس کا مقام کوئی کیا بتائے اور کیا لکھے۔

فطوبی لباب کبیت العتیق
حوالیہ من کل فج عمیق

موجودہ دور میں ذمے داران خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف شہزادگان حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ برصغیر میں بلکہ تمام عالم اسلام میں دین و سنیت کا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی میں جو نمایاں اور امتیازی مقام رکھتے ہیں وہ بے مثال ہے، اس کے علاوہ دین کو ذریعہ معاش نہ بنانے اخلاص و للہیت سے دین کی خدمت انجام دینے والوں میں ان حضرات کو خصوصی اور امتیازی مقام حاصل ہے۔

اہل سنت والجماعت کے لئے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

فروعی احکام و مسائل میں اختلاف کو انتشار نہ بننے دیا جائے، خانقاہوں، مشائخ اور بزرگوں کا ذکر ایک دائرے میں رہ کر محدود طریقے سے ہونا چاہئے بہت زیادہ ذکر عام طور سے اور عادتہ خاص کر پبلک لیول (عوامی سطح) پر ایٹجوں وغیرہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہونا چاہیے اور امور اسلامیہ کی تبلیغ و اشاعت یقین محکم عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کے ساتھ۔

موجودہ سرگرمیاں:

خود اپنی مرتبہ کتب کی نشر و اشاعت، قرب و جوار میں دن کے دینی پروگراموں میں شرکت اور اپنے ذریعے تعمیر کردہ ایک مسجد میں بلا معاوضہ امامت۔

واللہ الموفق وهو الهادی المرشد و البیہ المرجع و المآب و علی حبیبہ محمد ن المصطفیٰ و آلہ و اصحابہ الصلوٰۃ والسلام۔

نازش اہل سنت مفتی آفاق احمد مجددی مدظلہ العالی

مولانا سید نور عالم مصباحی

نام : آفاق احمد
ولدیت : حاجی قیام الدین صاحب مرحوم
بیعت : حضور عارف باللہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نقشبندی مجددی
کمالپوری دام ظلہ العالی۔
مسکن : احمد نگر، جمالی پورہ، قنوج
وطن مالوف : موضع بھڑونسہ پوسٹ، جراری ضلع فرخ آباد
پورا پتہ : الجامعۃ الاحمدیہ احمد نگر، جمالی پورہ، قنوج، یو. پی.
سن ولادت : ۱۹۵۹ء
ازدواجی زندگی : ۲۳ مئی ۱۹۷۸ء
اولاد امجاد : چھ لڑکیاں اور دو لڑکے
تعلیمی لیاقت : عالم، فاضل اور مفتی
تدریسی خدمات :

جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ از ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۲ء، ۳ سال، مدرسہ گلشن رضا،
چھپرہ، گورکھپور، ۳ سال الجامعۃ الاحمدیہ قنوج از ۱۹۸۵ء تا ہنوز۔
دینی و ملی خدمات :

درجنوں مکاتب، اسکول، مساجد اور خانقاہوں کی سرپرستی۔

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضور مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور احسن العلماء قدست اسرارہم۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

قیام بدایونی تقریباً ۱۹۷۵ء سے وقتاً فوقتاً حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی صحبتیں حاصل رہیں۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

حضور رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر نوری صاحب قبلہ دام ظلہ العالی۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

فیاضی و سخاوت، علماء نوازی اور اہل سنت کو متحد و متفق کرنے میں کوشاں رہنا نیز دینی خدمات انجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی، اس خانقاہ کے ذمہ داران کا طرہ امتیاز ہے۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز:

مشاہیر مشائخ کی ایک دوسرے کے اعراض محافل میں شرکت، علماء کافرونی مسائل میں عدم تشدد، آپسی فتویٰ بازیوں سے احتراز کر کے تحقیق و تفہیم کے ذریعہ مسائل کا حل، نیز بغض و حسد غیبت و چغلی سے عملی طور پر کامل احتراز۔

موجودہ سرگرمیاں:

تدریس، تصنیف و تالیف، مدارس و مساجد، اسکولوں اور خانقاہوں کا اہتمام و انصرام نیز دعوت و تبلیغ اور ارشاد و ہدایت کے لئے ملک و بیرون ملک کے اسفار۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

احمد نگر جمالی پورہ، قنوج، یو. پی.

فون نمبر: 9793913056

بلبل باغ مدینہ محمد اولیس رضا قادری مدظلہ العالی

خودنوشت

نام : محمد اولیس رضا قادری

ولدیت : عبد المجید

بیعت : فیض ملت حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد فیضی احمد اولیس۔

مسکن : کراچی

وطن مالوف : پاکستان

پورا پتہ : 106, 186/ رابعہ بلینگ، امپیریل کورٹ چائینز ہوٹل، طارق روڈ،

P.E.C.H.S پلاٹ نمبر ۷، کراچی پاکستان۔

سن ولادت : ۸ جولائی ۱۹۷۰ء

ازدواجی زندگی: شادی شدہ

تعلیمی لیاقت: ہائی سکندری اسکول (Intermediate)

ذریعہ معاش: تجارت

دینی دلی خدمات: اگر قبول افتدز ہے عز و شرف (مدح حبیب ﷺ)

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا:

حضرت احسن العلماء، مفتی شریف الحق، علامہ ارشد القادری، قاری محبوب رضا،

مفتی تقدس علی خان اور مولانا منظور احمد فیضی۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتا ہوں:

الحمد للہ برکاتی قادری رضوی ہونا اثاثہ ہے، نعت خوانی کرنا اثاثہ ہے، اور اسی کے

صدقے کئی بزرگوں سے تمام سلاسل کی اجازت و خلافت ملی، سب سے بڑی خلافت جو میرے مرشد نے تاج دی ان کے علاوہ اب تک ۷ بزرگوں سے اجازت و خلافت حاصل ہے، ذالک فضل اللہ۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

غالباً ۱۹۸۶ء سے۔ جب احسن العلماء آخری بار کراچی تشریف لائے تھے اور مجھے ان سے طالب ہونے کا شرف ملا۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے خلافت:

رفیق ملت حضرت سید نجیب میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز:

مسک اعلیٰ حضرت کا پرچار۔

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضرت سید امین میاں برکاتی صاحب مدظلہ العالی۔

اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوئی تجویز:

ذاتی اختلافات بھلا کر مسک اعلیٰ حضرت پر ایک ہو جائیں۔ مختلف فیہ مسائل کو لے کر آپس میں نہ الجھیں۔

موجودہ سرگرمیاں:

محفل نعت اور مسک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے سلسلے میں اندرون و بیرون ملک سفر جاری ہے۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

106, 186 / رابعہ بلینگ، امپیریل کورٹ چائنیز ہوٹل، طارق روڈ،

P.E.C.H.S پلاٹ نمبر ۷، کراچی پاکستان۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

سرکار رفیق ملت کا خلافت کا اعلان

حضرات!

حضرت اولیس قادری بلبل باغ مدینہ پاکستان سے آئیں اور ہندوستان والے اگر اس کا جواب ہندوستان والا نہ دے تو بے کار ہے۔

یہ خواجہ کا ہندوستان ہے اپنے پاس دولت نہیں صرف ایک دولت ایسی ہے وہ دولت لینے امام احمد رضا بھی آئے تھے، تو آج میں اپنی پوری رضا و خوشنودی کے ساتھ بنا کسی دباؤ کے بغیر مانگے حضرت اولیس قادری کو اپنے خاندان کی سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ، سلسلہ نقشبندیہ اور خاندان کے سارے اعمال سارے افکار سارے مسافات کی بطور عام اور بطور خاص اجازت و خلافت دیتا ہوں۔

- | | | | |
|----|----------------|---|--------------|
| ۱۔ | نعرہ تکبیر | - | اللہ اکبر |
| ۲۔ | نعرہ رسالت | - | یا رسول اللہ |
| ۳۔ | حضور نجیب میاں | - | زندہ باد |
| ۴۔ | برکاتی دولہا | - | زندہ باد |
| ۵۔ | خانوادہ برکات | - | زندہ باد |
| ۶۔ | شہنشاہ ترنم | - | زندہ باد |
| ۷۔ | بلبل باغ مدینہ | - | زندہ باد |

انہیں مجاز و مفتوح بناتا ہوں کہ جو بھی بندہ خدا ان کے پاس توبہ کے لیے آئے تو جس سلسلے میں چاہیں بیعت کر سکتے ہیں جب دینے پر آئے تو کنجوسی کیسی۔ دینے پر آئے تو کنجوسی نہیں جو کچھ مجھے اپنے باپ سے ملا جو فیض مجھے سرکار مفتی اعظم سے ملا، جو کچھ باپ سے ملا آج اولیس کو دیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بلبل باغ مدینہ زندہ رہے، سلامت رہے، دعا کیجئے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی آواز میں اور برکت دے یہ پڑھتا رہے اور رسول اللہ کے دشمن جلتے رہیں ہم پھلتے اور پھولتے رہیں وہ پھولتے اور پھٹتے رہیں اللہ تبارک تعالیٰ اولیس قادری کو ہم اسی طرح بلاتے رہیں، اولیس قادری اسی طرح آتے رہیں یہ آپ کی بیش قیمت دولت ہے ہم تو بعد کی وہاں جب چلے نہ ہائے مرگیا ہائے مرگیا ان سے فائدہ اٹھاؤ ان کی کیسٹ لو اسے بجاؤ واہ واہ کر کے چلے جاؤ گے کوئی فائدہ نہیں ان کی کیسٹوں سے اپنے بچوں کو سکھاؤ ان کا پیغام کیا ہے ان کا وہی پیغام ہے جو خانقاہ برکاتیہ کا پیغام ہے اپنے بچوں کو پڑھا لو تو اچھی بات ہے وہی ”آدھی روٹی کھائیں بچوں کو پڑھائیں“۔

بھئی دیکھئے عمامہ تو میرے پاس نہیں ہے لیکن یہ بہت برکت والی چیز ہے۔

حضرت حاجی علی رحمۃ اللہ علیہ کی چادر ہے عمامہ انشاء اللہ تعالیٰ عرس قاسمی پر، بلانے کا بہانہ بھی تو چاہئے ابھی انہیں حضرت حاجی علی کی مقدس چادر ان کے گلے میں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مارہرہ آئیں گے تو برکاتی عمامہ ان کے سر پر باندھا جائے گا۔

اولیس برکاتی - زندہ باد

اولیس برکاتی - زندہ باد

ویڈیو دیکھی جاسکتی ہے:

۱- www.youtube.com/Owais Qadri Khilafat

۲- www.dailymotion.com/Khilafat Owais Qadri

خطیب ذیشان مفتی محمد حنیف قادری برکاتی مدظلہ العالی



خودنوشت

نام : محمد حنیف برکاتی

ولدیت : الحاج نصیر احمد صاحب

بیعت : سیدی وسندی و آقائی و مرشدی سرکار امین ملت دام فیضہ

مسکن : محلہ کاستھ تھانہ (ہودہ تالاب) قصبہ مورانواں ضلع اناؤ (یوپی)

وطن مالوف : محلہ کاستھ تھانہ (ہودہ تالاب) قصبہ مورانواں ضلع اناؤ (یوپی)

پورا پتہ : محلہ کاستھ تھانہ (ہودہ تالاب) قصبہ مورانواں ضلع اناؤ (یوپی)

سن ولادت : ۳ مارچ ۱۹۷۵ء

ازدواجی زندگی : عقد مناکحت ۲۲ اپریل ۲۰۰۱ء صاحب زادی مرحوم عبدالجبار لکھنؤ

اولاد امجاد : ایک بیٹا محمد انس برکاتی زیر تعلیم جامعہ البرکات علی گڑھ، ایک بیٹی

الحرا برکاتی زیر تعلیم ہیڈرڈ اسکول کانپور

ذریعہ معاش : تدریسی خدمت

تعلیمی لیاقت

فاضل درس نظامی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور و دارالعلوم غریب نواز الہ آباد فنی، مولوی،

عالم، کامل، فاضل معقولات، فاضل دینیات مدرسہ ایجوکیشن بورڈ لکھنؤ تربیت افتا مرکز

تربیت افتا وجہ گنج ضلع بستی۔

تعلیمی اداروں سے وابستگی:

دارالعلوم ضیاء الاسلام مورانواں، دارالعلوم گلشن رضوی راجپور کرناٹک مدرسہ

وارثیہ فرید العلوم شاردانگرکانپور، الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم کانپور۔

تدریسی خدمات

تعلیمی ادارے جن سے وابستگی رہی ان میں تدریسی خدمات۔

دینی و ملی خدمات

اصلاح عقائد و اعمال اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے تقاریر و وعظ اور موقع موقع تحریرات نیز ملی تنظیموں کے ذریعہ دینی و ملی خدمات

ان بزرگان دین کے نام جن کی صحبت سے فیض پایا

ابتدائی استاذ حضرت مولانا فضل کریم صاحب، حضرت مولانا اکبر علی صاحب مصباحی، مولانا ریاض احمد مصباحی، مفتی نسیم صاحب مصباحی، شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ، فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ، مؤخر الذکر دونوں بزرگوں سے خصوصی فیض حاصل ہوا جس سے زندگی میں انقلاب آیا۔ حضرت مفتی شفیق احمد شریفی صاحب، حضرت مولانا مجاہد حسین صاحب رضوی اساتذہ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو اثاثہ حیات سمجھتے ہوں:

تربیت افتا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے اجازت و خلافت کا شرف جو ناچیز کے لیے اثاثہ حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہ برکاتیہ سے وابستگی کب سے؟ اور کس بزرگ کے واسطے سے:

غالباً ۱۹۹۰ء یا ۱۹۹۱ء تھی جبکہ حقیر اپنے قصبہ ہی میں دارالعلوم ضیاء الاسلام میں جماعت ثالثہ کا طالب علم تھا۔ اس وقت مذکورہ درس گاہ میں حضرت علامہ اکبر علی نعیمی مصباحی اور حضرت علامہ ریاض احمد مصباحی برکاتی دام ظلہما درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور تھے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور تشریف لائے۔ پھر یہ دونوں حضرات مارہرہ مطہرہ حضور مرشد اعظم ہند سے شرف بیعت کے حصول کے لیے تشریف لے گئے۔

وہاں سے واپسی پر موراناں ہی تشریف لائے اور ہم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ معزز مہمان کی ضیافت اور خدمت پر مامور تھے۔ ان حضرات کی زبانی حضور مرشد اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب حسن خلق، رواداری، علما نوازی، اصاغر پروری وغیرہ سن کر میرے دل میں بھی یہ تمنا گھر کر گئی کہ میں بھی اس عظیم المرتبت شخصیت کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈالوں گا مگر تعلیمی مصروفیات کے سبب میرا یہ خواب ادھورا ہی رہ گیا اور میری آرزوؤں کا شیش محل اس وقت چور چور ہو گیا جب ۱۹۹۵ء میں یہ الم ناک خبر بجلی بن کر گری کہ نائب غوث الوریٰ مرشد اعظم ہند اپنے لاکھوں چہیتوں کو روٹا بلکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعے کے بعد بھی میرے دل میں جذبات پھٹتے رہے کہ حضرت تو تشریف لے گئے مگر اب جوان کے جانشین ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پر جان و مال کا سودا کروں گا۔ قسمت مہربان ہوئی اور ۲۰۰۱ء میں مرکز تربیت افتا اوچھا گنج ضلع بہتلی کے جشن دستار مفتیان اسلام میں شرکت کے لیے حاضر ہوا۔

یہ اعلان سن کر میری خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا کہ امین مسلک اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور احسن العلماء صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ تشریف لا چکے ہیں۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور بعد عصر داخل سلسلہ ہونے کی نیت سے دارالافتا مرکز تربیت افتا کی بلڈنگ جہاں حضور امین ملت کا قیام تھا پہنچ گیا اس وقت سرکار امین ملت لوگوں کو داخل سلسلہ فرما رہے تھے۔ میری دیرینہ خواہش تھی کہ مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ دے کر داخل سلسلہ ہوں گا۔ اس بات کا تذکرہ میں نے استاذی الکریم فقیہ ملت صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ سے کیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت حضرت مفتی صاحب قبلہ اپنی درس گاہ میں فرش پر تشریف فرما تھے اور تاجدار مسند غوثیہ سرکار امین ملت تحت پر جلوہ افروز تھے۔ جب وہ لوگ داخل سلسلہ ہو چکے تو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے میری سفارش فرمائی اور فرمایا کہ حضور یہ اپنے ہی مدرسے سے مفتی بن کر فارغ ہو چکے ہیں۔ یہ داخل سلسلہ ہونا چاہتے ہیں اور ضد یہ ہے کہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دوں گا جی بیعت ہوں گا۔ حضرت امین ملت نے مفتی صاحب کی بات سن کر

میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا اچھا آئیے مولانا پھر مجھ حقیر سراپا تقصیر کے گناہ آلود ہاتھوں کو اپنے فیض وجود بھرے مقدس ہاتھوں میں لیا اور اپنے روایتی انداز والفاظ میں داخل سلسلہ فرمایا۔ مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا حضرت نماز کے لیے تشریف لے جانے کے لئے اٹھے۔ میں نے چاہا کہ حضرت کے پاؤں میں سیدھے کر دوں کہ اچانک استاذی الکریم حضرت فقیہ ملت بنگالی کی سی تیزی سے لپکے اور آپ نے یہ خدمت انجام دے دی۔

خانقاہ برکاتیہ کے کس بزرگ سے شرف خلافت:

سرکار رفیق ملت سید شاہ ابو جعفر نجیب حیدر میاں صاحب برکاتی نوری زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔

خلافت کے حصول کا واقعہ:

وارث نچتن حضرت سید شاہ یحییٰ حسن صاحب برکاتی علیہ الرحمہ کے عرس چہلم اور سرکار نجیب میاں صاحب قبلہ نے اپنی سجادہ نشینی کے موقع پر حضرت سید امان میاں صاحب اور صاحبزادہ سید حیدر میاں صاحب کے ساتھ ساتھ اس فقیر کو بھی اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

آپ کی نظر میں خانقاہ برکاتیہ کا امتیاز

دین و ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے بے لوث خدمت کا جذبہ، علم کرام کی عزت و حرمت نیز غربا پروری، ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تعلیم کے لیے مراکز قائم کرنا، دینی و عصری علوم سے مسلم بچوں و بچیوں کو مزین کرنے کی پر خلوص جدوجہد۔ خانقاہ برکاتیہ کے یہ وہ امتیازات ہیں جن کا ایک زمانہ معترف ہے۔ حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور تحریر فرماتے ہیں:

برصغیر میں خانقاہ برکاتیہ اس نہج پر بڑی ممتاز رہی ہے کہ یہاں کے مشائخ ہر دور میں علم و عمل کے سنگم رہے اور اپنے اپنے عہد میں جدید و قدیم علوم و فنون کا حسین امتزاج بھی۔ اس لیے ہر دور میں ارباب علم و دانش اور اساطین فضل و کمال ان کی بلند

نسبتوں کے سائے میں پناہ ڈھونڈتے رہے۔ اور ان کا دامن تھام کر اپنی بلند اقبالیوں پر فخر و ناز کرتے رہے۔ وہ اکابر علما جو سلسلہ برکاتیہ سے وابستہ رہے صدیوں کی بساط پر پھیلی ہوئی تاریخ میں ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ حضرت علامہ شاہ عبد المجید بدایونی، حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی، تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی، امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی، حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھو، حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے اکابر اہل سنت بھی خانقاہ برکاتیہ کے فیض یافتگان کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ آپ خانقاہ برکاتیہ کے اس تاریخی امتیاز کو ہمیشہ نظر میں رکھیں کہ ہر عہد کے چوٹی کے مدارس اور فلک پیدائش کدے مشائخ مارہرہ کے افادہ اور استفادہ کے محور رہے۔ ان کی توجہ کا مرکز رہے۔ وہ چاہے دہلی میں سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی درس گاہ ہو یا علما فرنگی محل کی دانش گاہ، بدایوں کا مدرسہ قادریہ ہو یا بریلی شریف کا مرکزی دارالافتا اور اس وقت بھی یہ خانقاہ برصغیر کی وہ منفرد و ممتاز خانقاہ ہے جس نے مدارس اہل سنت کی خوش حالی اور تعمیر و ترقی کے سفر میں کلیدی کردار ادا کیا ہے اور جو نہ لانا ملت کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے لیے اس کا بڑھا ہوا قدم آج بھی اپنی معاصر خانقاہوں سے چار قدم آگے ہے اور مشائخ مارہرہ کے فیضان کا گہرا بادل شہر کی شاہراہوں سے لے کر گاؤں کے گلیاں تک ابر کرم بن کر برس رہا ہے۔

خانقاہ برکاتیہ کا سب سے ممتاز پہلو اس کا تعلق فی الدین رہا جس کی وجہ سے ہر دور کے علمائے حق اور اہل عزیمت و استقامت خود بھی جوق در جوق اس کے سایہ روحانی میں پناہ لیتے رہے اور دوسروں کو بھی وابستہ کرتے رہے اس کے برعکس جن خانقاہوں نے عقائد میں صلح کل کی روش اختیار کی وہ وہابیت کی گود میں چلی گئیں اور غیر شعوری طور پر زوال کی اس منزل پر پہنچ گئیں کہ نہ خانقاہ ہیں رہیں اور نہ خانقاہی افکار۔

علماء نوازی کے جلوے آج بھی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں کہ خانقاہی اجلاس کے موقع پر مشائخ مارہرہ مطہرہ اور ان کے باوقار شہزادے زمین پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور علما ذوی الاحترام نہایت آراستہ و پیراستہ کیے گئے منبر پر عرس قاسمی شریف کے موقع پر بیت العلماء میں قیام پذیر علما کے لیے وقت پر ناشتہ کھانا وغیرہ وہیں فراہم کرایا جاتا ہے۔ اور

پھر وقت رخصت ہر ایک کو ان کے منصب کے لحاظ سے نذر بھی پیش کی جاتی ہے۔ اس موقع پر یہ واقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے ابھی قریب دو سال قبل مفتی جھارکھنڈ حضرت مفتی بشیر القادری صاحب کا مارہرہ شریف جاتے وقت فیروز آباد کے قریب ایک کارا ایکسڈنٹ میں وصال ہو گیا۔ یہ جاں کاہنجر مرشد اجازت سرکار رفیق ملت تک پہنچی۔ حضرت والا درجست ایک لمبے سفر کے بعد مارہرہ شریف پہنچے ہی تھے، بلاتا خیر حضرت جاے حادثہ پر تشریف لے گئے اور اپنے اثر و رسوخ کی بنیاد پر رات ہی میں مفتی صاحب مرحوم کا پوسٹ مارٹم کرایا پھر لش کو بحفاظت مفتی صاحب کے وطن جھارکھنڈ پہنچانے کے لیے انرکنڈیشن ایسبولینس کا انتظام فرمایا۔ پھر عرس جہلم میں تشریف لے جا کر ہزاروں کے مجمعے میں یہ اعلان فرمایا کہ مفتی صاحب کے اہل خانہ جس بھی کسی ضرورت کے لیے یاد کریں گے انشاء اللہ خانقاہ ان کا تعاون کرے گی۔ اس دور میں اس قدر الطاف و عنایات خانقاہ برکات تھیں کہ جب کہ مفتی صاحب نہ تو ان کے مرید تھے نہ خلیفہ۔ سچی بات یہی ہے کہ مفتی صاحب اور ان کے اہل خانہ پر اس قدر نوازشیں صرف اس لیے تھیں کہ وہ ایک عالم باعمل اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے سپاہی تھے۔

علماء نوازی کے تعلق سے رئیس التحریر مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا یہ اقتباس پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک بار میں مارہرہ شریف صبح کے وقت حاضر ہوا۔ بزرگوں کے کریمانہ اخلاق اور خوردنوازی کے قصے میں نے بارہا کتابوں میں پڑھے تھے لیکن اس دن پڑھنے کا نہیں بلکہ شرمسار آنکھوں سے مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ انتہائی پر تکلف ناشتہ سے فارغ کرانے کے بعد مجھ حقیر بے توقیر کو اس مقدس تخت کی زیارت کرائی جس پر اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد نے انہیں داخل سلسلہ کیا تھا۔ اور عالم محسوس میں ان کا ہاتھ سرکار غوث الوریٰ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ اس کے بعد اپنے بزرگوں کے ان خلوت کدوں میں ہماری حاضری کرائی جہاں سالہا سال کی ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے انہیں سلوک و معرفت کے مقامات طے کرائے جاتے تھے۔ پھر ہمیں جنت کے اس لالہ زار کی طرف لے گئے جسے ہم جنتیوں کی ابدی آرام گاہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ماتھے کی آنکھیں مزارات کی چادر سے آگے نہیں بڑھ سکیں دل کی آنکھیں رکھتے تو نور کے لہراتے ہوئے وہ چشمے دیکھ لیتے

جس کا سوتا مدینہ کے منبع انوار سے ملتا ہے۔
شرابور ہونے کے لیے الطاف و عنایات کی اتنی ہی بارش بہت تھی اس پر مزید کرم یہ کہ جب رخصت ہونے لگے تو حضرت نے زبردستی ایک لفافہ میری جیب میں ڈال دیا۔ جب میں نے بہت انکار کیا تو فرمایا کہ رکھ لیجیے اس خانقاہ کی یہی روایت ہے۔ باہر جا کر لفافہ کھولا تو پانچ سو کے نوٹ موجود تھے۔

واپس ہوتے وقت راستے بھر میں سوچتا رہا کہ روایت کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اوپر ہی سے ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ نیکل کے سہارے ہم اوپر کی طرف بڑھنے لگے سلسلے کی آخری کڑی تک پہنچے تو ایک آواز کان میں گونجی انما انا قاسم واللہ یعطی اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اب سمجھ میں آیا کہ یہ گھرانہ ہی تقسیم کرنے والوں کا ہے۔ اپنی زندگی میں بہت سی خانقاہوں کو میں نے دیکھا ہے لیکن اس خانقاہ کی یہ ریت دیکھ کر یہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ یہ صرف خانقاہ ہی نہیں بلکہ عصر حاضر کی خانقاہوں کی آبرو بھی ہے۔ (سیدین نمبر صفحہ ۸۳۶)

خاندان برکات کے کن کن بزرگ سے فیض حاصل کیا:

حضرت سیدی سرکار امین ملت و سیدی سرکار نجیب میاں صاحب مدظلہما العالی۔
اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لیے کوئی تجویز اہل سنت و جماعت میں جتنے فروعی اختلافات ہیں سب مل بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ذریعے ان کو حل کر کے پوری جماعت میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح اتحاد قائم کر لیا جائے۔ اہل سنت و جماعت کے فروغ کا سب سے اہم ذریعہ یہی ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

تدریس، تقریر، تحریر اور فتویٰ نویسی۔

فی الحال اقامت مع پتہ:

الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور۔ 208001

فون نمبر اور ای میل: 9369643833, 9935346220

دلی فریاد

حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ مارہروی قدس سرہ

چوکھٹ پہ ان کی جا کر قدموں پہ گڑ گڑا کر
کہنا مودبانہ میرا سلام کہنا
حاصل ہو جب اجازت ہو ان کی جب عنایت
جو کچھ بھی ان سے کہنا با احترام کہنا
کہنا یہ کہہ رہا تھا اک بے کسی کا مارا
ہے تنگ جس پر شاہا عمر تمام کہنا
گھٹ گھٹ کے مرچکا ہے مرم کے جی رہا ہے
سید میاں تمہارا ادنیٰ غلام کہنا
ہستی پہ اس کی آقا ہنستی ہے ساری دنیا
اب ہو رہا ہے گویا قصہ تمام کہنا
اے شمع بزم عرفاں! کب تک یہ یاس و حرماں
دل کی ہر اک تمنا ہے تشنہ کام کہنا
اعدائے دیں کے نرنغے دنیائے دوں کے جھگڑے
سلجھائے کیونکر آقا تیرا غلام کہنا
دنیا کے منحوسوں سے آقا اسے چھڑا کے
خادم بنادو دیں کا سچا غلام کہنا
سید نے دین و دنیا سوئے ہیں تم کو آقا
بس مختصر یہ قصہ بعد سلام کہنا



گوشہ مناقب



”گاگر“

حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ

یہ گاگر ہے حاجی میاں با خدا کی
یہاں آ کے دیکھو ذرا قاسمی رنگ
ہمارے جو ہیں دین و دنیا کے رہبر
سکھاتے ہیں اعدائے دیں سے عداوت
بتاتے ہیں اسرار شرح و طریقت
جو علم و عمل میں ہیں فخر اماثل
ہے مارہرہ فردوس جن کے قدم سے
وہ سنت کے حامی وہ بدعت کے ماحی
ہیں مارہرہ میں آج بغدادی جلوے
چلو، میکشو! قادری جام پی لو

حسن ایک ادنیٰ سگ قاسمی ہے
رہے تا ابد اس پہ رحمت خدا کی

میرا مارہرہ

حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمیں قدس سرہ

خوشبوؤں کا نگر، نکجوں کی ڈگر
شاہ برکت کا گھر، اچھے ستھرے کا در
نوری شام و سحر، فیض طیبہ نگر
ذره ذره یہاں ضوفشاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
روح کی راحتیں، ہر قدم فرحتیں
دم بدم رحمتیں، طلعتیں نہایتیں
برکتی ساعتیں، نوری آسائشیں
ہر طرف چار سو نور افشائیاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
عکس بغداد ہے، فیض اجیر ہے
معرفت کی یہاں سیر ہی سیر ہے
مہربان سر زمیں شہر صد خیر ہے
قادری چشتی سنگم یہاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

ہے شریعت یہاں، اور طریقت یہاں
خاندان نبی کی نجات یہاں
مصطفیٰ کے گھرانے کی نسبت یہاں
جس طرف دیکھیں نور پیشانیاں

مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
عرس سید ہو یا عرس نوری میاں
نعت کی بزم ہو یا ہو وعظ و بیان
ذکر احمد رضا ہر زبان پر رواں
بن گیا بن گیا مرکز سنیاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
علم اور فضل کا مرکز عالیہ
قادری نوریہ چشتی برکاتیہ
ہے ولایت کا یہ چشمہ جاریہ
زہد و تقویٰ کی نہر رواں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
اپنی دھرتی کے گن نقشے گاتا رہے
رنگ اپنے قلم کا دکھاتا رہے
نعت کی محفلیں بھی سجاتا رہے
ساری دنیا کو بس یہ بتاتا رہے
ارض مارہرہ ہے فخر ہندوستان
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

فیض آثار مارہرہ

شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالمحمید محمد سالم القادری

تعالیٰ اللہ علو و شان فیض آثار مارہرہ
حضور غوث کا دربار ہے در بار مارہرہ
رہے تا حشر یوں ہی گرمی بازار مارہرہ
پھلا پھولا رہے یا رب صدا گلزار مارہرہ
بجھ اللہ کھلا پھر خانہ خمار مارہرہ
منائے کیوں نہ خوشیاں آج ہر میخوار مارہرہ
حضور صاحب البرکات کی شان کرم دیکھو
ہیں پیہم بارش برکات بر زوار مارہرہ
شہ آل محمد سے عیاں شان محمد ہے
نبی زادے علی کے جانشین سردار مارہرہ
حضور سید حمزہ کی جو سیف یمانی ہے
دو دھاری ہے وہ تیغ بے اماں تلوار مارہرہ
اسی میں حضرت اچھے میاں جیسا ولی بھی ہے
بڑی سرکار ہے بیشک بڑی سرکار مارہرہ
حضور خمس مارہرہ کی کرنوں سے منور ہے
ابھی تک سب گلی کوچے درو دیوار مارہرہ

زمانہ کہتا ہے آل رسول احمدی جن کو

ہیں جان احمد طرہ دستار مارہرہ

جناب بوالحسین احمد نورنی کا کیا کہنا

میاں صاحب حقیقت میں ہیں اک مینار مارہرہ

خوش قسمت مجیدی ہوں میرے آقا و مولیٰ ہیں

حضور عین حق وہ محرم اسرار مارہرہ

معین الحق ہوں یا تاج الفحول و مقتدر آقا

ہیں مخدوم جہاں اور خادم دربار مارہرہ

خدا کا شکر کر سالم کہ تجھ کو ترے مرشد نے

بنایا خادم دربار گوہر بار مارہرہ

منقبت در شان حضور احسن العلماء

یا درواری، کانپور

رنجش قافلہ سیلِ بلا بھول گیا

در سرکارِ حسن پر میں دُعا بھول گیا

آپ کے پیکرِ پُر نور پہ ڈالی جو نگاہ

موسمِ ابر بہار اپنی ادا بھول گیا

واسطہ چھوڑ کے دشمن پہ ہوا دونا عذاب

بھول کر نامِ حسن نامِ خدا بھول گیا

پتچ درپتچ رہ زیست میں بھٹکایا گیا

وہ گدا جو ترا آئین وفا بھول گیا

دیکھ کر لنگرِ درویشِ خدا مست کا رنگ

اہلِ دولت کا ہر اندازِ عطا بھول گیا

سرخِ چہرہ ایمانِ حسن جب دیکھی

شوخیوں اپنی سبھی رنگِ حنا بھول گیا

سابناں شفقتِ حیدر حسن اس طرح ہوئی

سختی منزلِ ہنگام جزا بھول گیا

جس کو مارہرہ کے پیاروں نے بھلایا یاور

اُس کو فیضانِ شہہ کرب و بلا بھول گیا

کرد و عطا کرم کا دوشالا مرے حسن

مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی، کانپور

میں ہوں تمہارا چاہنے والا مرے حسن
بھردو مرے مکاں میں اجالا مرے حسن
یہ شرط ہے کہ ہاتھ سے تیرے مجھے ملے
میں چاہتا ہوں ایک نوالا مرے حسن
واللہ میرا دست سوالی گواہ ہے
تم نے کوئی سوال نہ ٹالا مرے حسن
دنیا کی سخت دھوپ میں مرجھا گیا ہوں میں
کر دو عطا کرم کا دوشالا مرے حسن
دشت بلا کی تیز ہواؤں میں بھی مجھے
تم نے قدم قدم پہ سنبھالا مرے حسن
مجھ جیسے جانے کتنوں کی بخشش کا دوستو
ہوں گے بروز حشر حوالا مرے حسن
پتھر اچھالے اس نے تمہاری طرف مگر
تم نے گلاب لطف اچھالا مرے حسن
قاسم تمہارے سامنے لایا ہے یہ سوال
کر دو ہر ایک غم کا ازالا مرے حسن

منقبت

محمد عنایت اللہ برکاتی کانپور

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
اس گنبد کو اس گنبد سے نسبت ہے
اس گلشن میں باد صبا ہے طیبہ کی
اس کی فضا میں آب و ہوا ہے طیبہ کی
اسکے گلوں میں ساری ادا ہے طیبہ کی
شادابی میں یہ بھی رشک جنت ہے
میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
اس کی شامیں نور سے روشن روشن ہیں
اس کی صبحیں ایک مہکتا گلشن ہیں
اس کے گل بوٹے تو دامن دامن ہیں
اس کے دامن میں نعمت ہی نعمت ہے
میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
نور میں ڈوبا مارہرہ کا ہر منظر
ذرہ ذرہ خاک مدینہ کا مظہر

چاروں طرف بکھرا ہے رحمت کا لشکر
 اس بستی میں امن و اماں کی دولت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
 اس نگری میں فیض کی بارش ہوتی ہے
 وہ ملتا ہے جس کی خواہش ہوتی ہے
 ان کے کرم کی ایسی کوشش ہوتی ہے
 پیم نگر میں میرے ایسی برکت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
 منصف، عادل اس کشور کے شاہ امیں
 تخت ہے جن کے سارے دلوں کی روئے زمیں
 ایسی حکومت تم نے دیکھی اور کہیں
 میرے امین کی ایسی شان و شوکت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
 ان کے وزیر اعلیٰ اشرف و افضل ہیں
 دست و بازو شاہ نجیب کامل ہیں
 اور اماں ان کی سیرت پر عامل ہیں
 اک اک رکن میں اپنی اپنی رفعت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے

حسن میاں تو ہر عالم میں احسن ہیں
 پھول اگر ہیں علما تو وہ گلشن ہیں
 حسن طریقت کی محفل کے درپن ہیں
 سارے چمن میں ان کی ذات سے نکھت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
 ان کے درپر دامن کو پھیلایا ہے
 ہر نعمت کو بے مانگے ہی پایا ہے
 میری جنت ان کے کرم کا سایہ ہے
 مجھ پہ عنایت ان کی خاص عنایت ہے
 میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے

منقبت

شرف ملت سید محمد اشرف قادری

ان کا تبسم پھول کھلائے بھڑکے ہوئے انگاروں میں
 اشک نیم شبی سے ٹھنڈی آگ ہو آتش داروں میں
 ان کے در پر چپ سی پڑی ہے عقل کے دعویداروں میں
 قلقلے مینا بول رہی ہے سرچڑھ کر میخاروں میں
 اچھے میاں کے در پہ ملائک شمعیں لے کر آئے ہیں
 ساری رات یہی چرچا تھا شہروں میں سیاروں میں
 نوری میاں کے صحن میں شبنم گر کے نغمہ سرا ہوتی ہے
 نور کی شمعیں پھوٹ رہی ہیں ان کے گلی گلیاروں میں
 غوث کی مے ہے چشتی ساغر برکاتی میخانہ ہے
 آل محمد شاہ حمزہ بانٹ رہے ہیں میخاروں میں
 اہل بدایوں، اہل بریلی، اہل کچھوچھ نازاں ہیں
 ان سب کی اونچی دوکانیں برکت کے بازاروں میں
 شاہ قاسم بابا حضرت سید العلماء احسن العلماء
 ان چاروں کا نام بڑا ہے نوری میاں کے داروں میں
 جس کو امین ملت چھولیں اس کی قسمت کھل جاتی ہے
 دست مسیحا دیکھ کے کیسی جان سی پڑ گئی بیماروں میں

دیکھیں رفیق ملت پہلے ساغر مے کس کو دیتے ہیں
 اتنی بات پہ شرطیں لگ گئیں برکاتی میخاروں میں
 رخ کی زردی خون کے آنسو ماتھے پر امید کی ضو
 سونے چاندی لعل و جواہر کے نذرانے سرکاروں میں
 اعلیٰ حضرت جن کا شجرہ سونے کی زنجیر لکھیں
 چودہ سلاسل کی دولت ہے ان درویشی درباروں میں
 دل والوں کو اہل جنوں کو ان کا ساحل ملتا ہے
 یہ سوچا اور چھوڑ دیا ہے اپنا سفینہ منجدھاروں میں
 اچھے میاں کی الفت اشرف تم نے شاہ حسن سے پائی ہے
 اس دولت کے بوتے پر ہی نام ہے منصب داروں میں

کوائف جامعہ البرکات

ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی، جوائنٹ سکریٹری۔ البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، علی گڑھ

سالہائے گزشتہ کی طرح اس سال بھی اس شمارے کے توسط سے چند معروضات جامعہ البرکات کے حوالے سے پیش خدمت ہیں۔ الحمد للہ پچھلے دس سالوں میں پندرہ عمارتوں کا وجود میں آنا تقریباً تین ہزار طلبہ کا داخل ہونا اور تمام اداروں سے کسی نہ کسی امتیاز کا جڑ جانا اراکین البرکات کے لئے باعث مسرت و اطمینان ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

البرکات پبلک اسکول کی تعلیمی سرگرمیاں:

اس سال بھی الحمد للہ ہمارے دسویں اور بارہویں کے نتیجے امتیازات کے حامل ہوئے۔ شہر علی گڑھ کے تین بڑے اسکولوں میں البرکات کے نتیجے کو رکھا گیا۔ سارے بچے فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئے۔ البرکات ہاسٹلس میں مقیم طلبہ کے نتائج پہلے سے کہیں زیادہ امتیازی اور اطمینان بخش تھے۔ ٹاپرس لڑکے اور لڑکیوں میں بڑی تعداد ہاسٹل کے طلبہ کی تھی۔

لینگویج لیب:

البرکات پبلک اسکول میں طلبہ و طالبات کے انگریزی بولنے اور سمجھنے کی لیاقت کو مزید بہتر کرنے کے لئے لینگویج لیب کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ایک ٹرینڈ استاد جو انگریزی زبان پر کافی نظر رکھتے ہیں ان کو خصوصی طور پر معمور کیا گیا تاکہ وہ اس حوالے سے اپنی خدمات انجام دیں۔ خوشی اس بات کی ہے کہ کم وقت میں اس لیب سے فائدے مند نتیجے برآمد ہو رہے ہیں۔



گوشہ کوائف



ادبی و ثقافتی سرگرمیوں اور کھیل کود کے حوالے سے یہ سال طلبہ و طالبات کے لئے بہت ہی حوصلوں کو بڑھانے والا ثابت ہوا۔ اس سال علی گڑھ شہر میں منعقد انٹر اسکول کرکٹ ٹورنامنٹ، انٹر اسکول ہاکی ٹورنامنٹ، انٹر اسکول والی بال ٹورنامنٹ میں البرکات کے کھلاڑیوں نے چیمپین شپ حاصل کی۔ ابھی روداد یہ ہی لکھ رہا ہوں کہ خبر ہوئی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں منعقد Art & Craft Competition میں پہلا، دوسرا، تیسرا انعام البرکات کے طلبہ کو حاصل ہوا۔ تقریری اور تحریری مقابلوں میں الحمد للہ کوئی ایسا مقابلہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور شہر علی گڑھ میں نہیں ہوتا جس میں ہمارے بچوں کی حصہ داری نہ ہوتی ہو اور انعام کے حقدار نہ ہوتے ہوں۔

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منعقدہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سیرت مقابلوں میں ہمارے طالب علموں نے مجموعی طور پر مختلف مقابلوں میں ۹ انعامات حاصل کیے۔

گزشتہ سال بھی البرکات میں عید میلاد النبی ﷺ کا پروگرام بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس میں علی گڑھ کے سبھی اسکولوں نے سیرت کے مقابلے میں حصہ لیا۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ پر مقابلہ قرأت، مقالہ نگاری، تقریری مقابلہ، سیرت کوثر، نعت خوانی وغیرہ منعقد کی گئی اور آخری روز بہت بڑا جلسہ عید میلاد النبی منعقد کیا گیا جس کی صدارت و سرپرستی حضرت امین ملت دامت برکاتہم نے فرمائی اور مفتی حنیف صاحب قادری برکاتی کانپوری نے خطاب فرمایا۔

البرکات قادریہ گریڈ سکشن میں لڑکیوں کے لئے عمدہ تعلیم و تربیت کا کام اقامتی سہولتوں کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔ پچھلے سال سے Home Science Lab کے ساتھ ساتھ بچیوں کو دیگر ہنر بھی سکھائے جا رہے ہیں۔ جس کا براہ راست تعلق امور خانہ داری سے ہے۔ سلائی، کڑھائی، بنائی وغیرہ جیسے بہت سے کام ہیں جن کو اساتذہ بہت دلچسپی سے سکھا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دینیات اور قرآن کی تعلیمات بہت ہی تواتر اور تسلسل کے ساتھ جاری ہیں۔

البرکات پرائمری سیکشن کی ہیڈ مسٹر لیس مرحومہ صاحبہ کے انتقال کے بعد ہیڈ مسٹر لیس کے عہدے پر محترمہ تبسم ثقلین کا تقرر ہوا، وہ بہت باصلاحیت اور لگن سے کام کرنے والی خاتون ہیں۔ اس سے پہلے وہ ہمارے پبلک اسکول کی سربراہ تھیں۔

ہمارے لئے یہ بڑے فخر کا باعث ہے کہ البرکات پبلک اسکول کو CBSE کے ذریعے کئے گئے Evidence of assessment جس کے تحت CBSE پڑھائی کے علاوہ اسکول میں دیگر سرگرمیوں کا بھی دستاویزی جائزہ لیتی ہے اور پھر فیصلہ کرتی ہے کہ اسکول کس Category میں رکھا جائے۔ الحمد للہ تمام معائنہ کے بعد ہمارے اسکول کو A Grade کے ساتھ علی گڑھ کے تمام CBSE اسکولوں میں اول مقام حاصل ہوا۔ ساتھ ہی اسکول کے رزلٹ کو دیکھتے ہوئے وزیر کا بیہ برائے انسانی وسائل کے ذاتی دستخط شدہ توسیعی خط ہماری پرنسپل محترمہ صبیحہ خان صاحبہ اور نائب پرنسپل محترمہ طاہرہ صاحبہ سمیت چھ اساتذہ کو موصول ہوئے۔ ان حضرات کو اس اعزاز کے لئے مبارک باد۔

البرکات ہاسٹلس الحمد للہ لڑکوں اور لڑکیوں کی پڑھائی اور تربیت کے حوالے سے بہت ہی منظم انداز میں چل رہے ہیں۔ نمازوں کی پابندی، اسلامی تربیت کلاس بدستور جاری ہیں ماشاء اللہ۔

دعا کریں کہ یہ سب کام یونہی جاری رہیں تو وہ دن دور نہیں کہ البرکات اسکول اپنے آپ میں ہندوستانی مسلمانوں کا طرہ امتیاز بن جائے گا۔ (آمین)

البرکات مینجمنٹ انسٹی ٹیوٹ اور بی۔ ایڈ. کالج:

ماشاء اللہ! ہمارا ایم۔ بی۔ اے کورس بھی بہت منظم طریقے سے چل رہا ہے۔ طلبہ کو پڑھائی لکھائی کے ساتھ ساتھ روزگار کی سہولتیں مہیا کرانے کے لئے ہم بہت سنجیدہ طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ Training & Placement کے استاد طلبہ و طالبات کو شخصیت سازی کے ہنر سکھا رہے ہیں اور نوکری کے انٹرویو میں جو ضروری باتیں درکار ہیں اس کے لئے طلبہ کو محنت کرائی جا رہی ہے۔ اس بار بھی توقع سے زیادہ داخلے ہوئے اور ہمارے طلبہ کو

ایم. بی. اے کرنے کے بعد بہت اچھی نوکریاں ملیں۔

الحمد للہ ہمارے بی ایڈ کالج میں اس سال چار نئے اساتذہ کا تقرر حضرت امین ملت کے قلم سے ہوا۔ ہمارا بی ایڈ کالج طلبہ و طالبات کو ایک اچھا ٹیچر بنانے کے لئے بہت محنت کر رہا ہے۔ یہاں توسیعی خطبات، تعلیمی ٹور، تعلیمی اداروں میں معائنہ وغیرہ کا خصوصی انتظام ہے۔ ادارے کے سالانہ رزلٹ بھی ماشا اللہ اس بار بہت اچھے آئے۔ الحمد للہ ہمارے بی ایڈ ادارے کی علی گڑھ اور بیرون علی گڑھ کی ایسی شہرت ہے کہ آگرہ یونیورسٹی میں ساری سیٹ کاؤنسلنگ کے پہلے ہی مرحلے میں بھر گئی۔ اقلیتی کوٹے کی Seats کے لئے داخلے جاری ہیں۔ اس سال ہم حکومت کی طرف سے ایک خاص معائنہ کی تیاریوں میں لگے ہیں جسے NAAC Accreditation کہا جاتا ہے، جس کے تحت حکومت کی ایک کمیٹی ادارے کے تعلیمی معیار اور سہولتوں کے پیش نظر ادارے کو ”A Grade“ دیتی ہے۔ یہ امتیازی مقام جس ادارے کو حاصل ہوتا ہے وہ ادارہ ملکی و بین الاقوامی سطح پر مستند و معتبر قرار دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اس ادارے اور وہاں کے طلباء کو بہت سی داخلی اور خارجی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری محنت رنگ لائے گی اور دسمبر میں ہونے والے اس معائنہ کے بعد یہ امتیاز البرکات بی ایڈ کالج کو حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ۔

البرکات آف نون اسکول:

یہ اسکول البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کے سرپرستوں کی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کی گئی ایک سنجیدہ کوشش کا نتیجہ ہے، جو راحت پروجیکٹ کے تحت جاری ہے۔ راحت پروجیکٹ کے تحت بہت سے سماجی اور فلاحی کام جاری ہیں۔ جیسے غریبوں کی تعلیم، ہونہار بچوں کی مالی مدد، مریضوں کے لئے کمپ، فساد زدہ زمینی اور آسمانی مصیبت زدہ علاقوں میں مالی امداد وغیرہ۔

ہمارے البرکات اسکول کے طلبہ نے ایک الگ سے تنظیم بنائی ہے جس کا نام ”برکاتین ویلفیئر سوسائٹی“ ہے، جس کے تحت بچے خود اپنے چندے سے غریبوں کی امداد

کرتے ہیں۔ اس سال بھی ہمارے بچوں نے ایک خطیر رقم جمع کر کے یتیموں کی پڑھائی اور کشمیر کے آفت زدہ لوگوں میں تقسیم کی۔

البرکات آف نون اسکول شام میں بہت ہی عمدہ طریقے سے بچوں کی تعلیم اور تربیت دینے میں لگا ہے۔ بچے بہت انہماک اور دلچسپی سے یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس اسکول میں بچوں کو یونیفارم، جوتے اور کتابیں بلا کسی Fees کے دیے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ہفتے میں دو بار ناشتہ بھی، ہم ان سے اس کے بدلے بس سو روپے ماہانہ فیس لیتے ہیں وہ بھی اس لئے کہ کبھی انہیں شرمندگی نہ ہو کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں امدادی school میں پڑھایا۔ پچھلے سالوں میں یہ اسکول پانچویں تک تھا، ہم ایک ایک کر کے کلاس بڑھا رہے ہیں، اس سال چھٹی کلاس شروع ہوئی اور ایسے ہی ایک ایک سال کا اضافہ ہوتے ہوئے بارہویں تک ہو جائے گا۔ اس اسکول میں بھی الگ الگ سیکشن لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق دے مزید قوم کے لئے کچھ ایسا کریں کہ ہماری قوم ایک با وقار مقام پر فائز ہو اور خانقاہ برکات کا علمی فیض زمانے میں عام ہو۔ آمین۔

البرکات کے نئے ادارے

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ:

بڑی مسرت کی خبر ہے کہ علمائے کرام کی تربیت کے لئے اسلامی شعبہ کا آغاز اس سال ہو گیا۔ تقریباً ۱۸ علمائے کرام مختلف معروف مدارس سے یہاں داخل ہوئے۔ الحمد للہ ان حضرات کے لئے باقاعدہ پوری بلڈنگ مع دارالاقامہ تعمیر کی گئی ہے، جس میں رہائش کی تمام جدید سہولتیں موجود ہیں۔ برادر عزیز سید محمد امان قادری سلمہ، بحیثیت ڈائریکٹر پوری جاں فشانی کے ساتھ بحیثیت سربراہ ادارہ اس نگرانی کر رہے ہیں۔ قابل اور ماہر اساتذہ پہلے میقات میں قرأت، انگریزی، جدید عربی اور کمپیوٹر کی تعلیم ان علمائے کرام کو فراہم کر رہے ہیں۔ نیز توسیعی خطبات کا دور بھی جاری ہے، ماہرین علم فن علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور باہر کی جامعات سے تشریف لاکر معلومات عامہ، فن تقریر و تحریر، سماجی، سیاسی مسائل، ہندوستانی

آئین، کتب خانے کی معلومات، اخبار اور رسائل پڑھنے کا طریقہ، مختلف ہنرمندیوں پر توسیعی خطاب کر چکے ہیں۔ علمائے کرام کی ذہن سازی اور تعمیری کاموں میں دلچسپیاں پیدا کرنے کے لئے ورکشاپ کرائی جا رہی ہیں، طلباء گرامی کور ہائش، کھانے پینے، کھیل کود اور ڈریس وغیرہ کی سہولتوں کے ساتھ ماہانہ وظیفہ بھی سوسائٹی کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے۔

بڑی تسلی بخش بات یہ ہے کہ طلبہ کے لئے جس نیک نیتی کے ساتھ یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا ویسے ہی خلوص اور نظم و ضبط اور دلچسپی کے ساتھ یہ حضرات حصول تعلیم کے لئے کوشاں ہیں۔ اور بہت کم دنوں میں ہی یہاں کے ماحول میں ایسے رنج بس گئے ہیں کہ خود اعتمادی اور وسیع النظری ان کی شخصیت سے خوب خوب ظاہر ہوتی ہے۔

علمائے کرام کے لئے شخصیت سازی کی کلاس کرائی جا رہی ہیں، برادر مولانا نعمان احمد ازہری اور مولانا توحید احمد مصباحی صاحبان اس سلسلے میں اپنا گراں قدر تعاون پیش کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس نیک مقصد کے پیش نظر خانقاہ برکاتیہ نے یہ ادارہ قائم کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور علمائے کرام یہاں سے اکتساب فیض کر کے ملت اور جماعت کی خوب خوب خدمات انجام دیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

البرکات کالج آف گریجویٹ اسٹڈیز:

یہ ادارہ اس سال شروع ہوا ہے، اس میں بی. بی. اے اور بی. بی. اے کورسز فی الحال جاری ہیں۔ یہ ادارہ بھی آگرہ یونیورسٹی سے الحاق شدہ ہے اور جناب ڈاکٹر نعیم عثمان صدیقی صاحب کی سربراہی میں ان کے وسیع تجربات سے بہرور ہے۔ ذمہ داران ادارہ بچوں کو Standard کی تعلیم اور نوکریوں کے بندوبست میں کوشاں ہیں۔ انشاء اللہ اس کالج میں مستقبل میں اور بھی کورس چلائے جائیں گے۔ اس ادارے میں ایم. بی. اے کی طرح پڑھائی اور تربیت کی تمام جدید سہولتیں مہیا ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ ادارہ

بی. بی. اے اور بی. بی. اے کے حوالے سے علی گڑھ میں منفرد شناخت قائم کرے۔ آمین

مجوزہ البرکات کمیونٹی کالج:

یہ کالج بھی راحت پر وجیکٹ کے تحت البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کی جانب سے قوم کی فلاح و بہبود میں معاون ہوگا۔ برادر محترم پروفیسر پرویز طالب صاحب کی پہل اور ان کے مفید مشوروں کے ساتھ ہمارے سرپرستوں نے ایک نیک کام کی شروعات کرنے کا عزم کیا۔ پچھلے دو مہینوں سے میٹنگز چل رہی ہیں۔ دس رکنی ٹیم ان کے کورس کے نصاب اور ضرورت پر غور و خوض کر رہی ہے۔ تعمیری اور تعلیمی خاکہ تیار ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ ماہ نومبر میں ایک قومی سیمینار جس میں ہندوستان کے نامی ماہر تعلیم اور دانشور اس ادارے کو بنانے میں اپنے مشورے دیں گے اور اس کے بعد انشاء اللہ اس پر عمل کرتے ہوئے یہ کورس شروع کیا جائے گا۔ اس کورس میں دسویں اور بارہویں پاس شدہ بچے جو وسائل کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ گئے ان کے لئے ایک سالہ یا دو سالہ اور چھ ماہی Vocational Course شروع کیے جائیں گے۔ جیسے: Mobile Repairing, Diploma in Referegration Mechanic, T.V. Technique, Carpentry, Health Care Assestant وغیرہ جیسے بہت سے کورس جس کی آج زمانے میں مانگ ہے اور نوکری کے مواقع بہت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ سوسائٹی کے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور قوم کو اس سے سامان راحت ملے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

نئی تعمیرات:

اس سال ایک بہت وسیع و عریض عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی، یہ بہت ہی وسیع و عریض اور البرکات کی تمام عمارتوں سے زیادہ دیدہ زیب ہے۔ جس میں تین سو سے زیادہ لوگوں کے بیٹھنے کے لئے ایک کانفرنس ہال ہے۔ اس عمارت میں انشاء اللہ بہت ہی مفید اور ضروری Professional Courses شروع کیے جائیں گے۔ ابھی سوسائٹی کے ذمہ داران اس پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ جلد ہی ہم اس ادارے کے حوالے سے آپ کو

معلومات فراہم کریں گے۔

مجوزہ تعمیرات:

حضرت امین ملت دامت برکاتہم نے ابھی دو ماہ قبل دو عمارتوں کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک البرکات ہوٹل جس میں ڈیڑھ سو بچوں کے رہنے کا انتظام ہے۔ یہ ہاسٹل پروفیشنل کورسز کے بچوں کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی اس میں چار سو بچوں کے لئے کامن روم اور ریڈنگ روم تعمیر کیا جا رہا ہے۔ البرکات کے اساتذہ اور وارڈن حضرات کے لئے مکانات کی تعمیر کے کام کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ دونوں عمارتیں اس سال پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گی۔

آخر میں اس امید کے ساتھ قلم رکھتا ہوں کہ آپ تمام حضرات البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کی ان کاوشوں سے خوش ہوں گے اور ان کوائف کو پڑھ کر ہمارے سرپرستوں کے لئے دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے اور سلسلہ برکاتیہ کے فروغ کے لئے ان حضرات کا سایہ صحت و سلامتی کے ساتھ ہم پر قائم رکھے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عرس قاسمی برکاتی ۲۰۱۳ء



خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ہندوستان کی قدیم خانقاہوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس خانقاہ کی خدمات، علم کی ترویج و اشاعت اور اسلام و سنیت کے فروغ کے حوالے سے بہت زیادہ ہیں۔ خانقاہ برکاتیہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ یہاں کے اعراس اور اس کی تمام رسومات شریعت مطہرہ کے دائرے میں ادا کی جاتی ہیں۔ عورتوں کا عرس میں آنا اس کے اشتہار میں ہی منع ہوتا ہے اور اس خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت امین ملت سید شاہ محمد امین میاں قادری مدظلہ العالی عرس کی تقریبات میں بباغ دہل منبر نور (اسٹیج) سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اعراس میں عورتوں کا حاضر ہونا گناہ ہے اور شریعت نے منع کیا ہے۔

اس سال خانقاہ برکاتیہ کا سالانہ عرس قاسمی ۲۲/۲۳/۲۴ نومبر ۲۰۱۳ء بروز جمعہ، سنیچر اور اتوار کو اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ میں منعقد ہوا۔

سہ روزہ عرس قاسمی کی تقریبات خالص اسلامی ماحول میں منائی گئیں۔ پہلے دن بروز جمعہ بعد نماز فجر حلقہ ذکر قادریہ و قرآن خوانی سے عرس کا آغاز ہوا۔ ۹ بجے صبح درگاہ شریف میں محفل کا انعقاد ہوا۔ جس میں صاحب سجادہ حضرت امین ملت نے زائرین عرس کا استقبال کیا اور ان تین دنوں میں صاحب البرکات کے فیوض برکات حاصل کرنے اور فرائض و واجبات کی مکمل پابندی کی تلقین فرمائی۔ قبل جمعہ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ بعد نماز عصر سے لے کر عشاء تک منبر نور سے اسلامی تربیتی کیمپ لگا۔ جس میں مولانا سید نور عالم مصباحی صاحب اور مولانا نعیم ازہری صاحب نے بالترتیب غسل اور وضو کے طریقے اور ان کے فرائض و واجبات سے روشناس کرایا۔

گلشن برکات میں تمام نمازیں باجماعت ادا کرنے کا اہتمام ہوا اور عشاء کی نماز کے بعد یہاں محفل کا آغاز ہوا۔ اس محفل میں قابل ذکر بات مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے مابین مقابلہ قرأت ہے۔ ہندوستان کے مختلف مدارس سے تشریف لائے طلبہ نے بڑے انہماک و جوش کے ساتھ فن تجوید و قرأت کا مظاہرہ کیا۔ حج صاحبان کے حتمی فیصلوں کے بعد جامعہ احسن البرکات، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے طالب علم جاوید احمد کو اول انعام، مدرسہ گلشن اجیر (گجرات) کے طالب علم نعیم کو دوم انعام، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی منو کے طالب علم محمد راقب کو سوم انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔ جن کو بالترتیب ۵۰۰۰ ہزار، ۳۰۰۰ اور ۲۰۰۰ روپیہ نقد اور سند عطا کی گئی۔ اس کے بعد علمائے کرام کے نورانی بیانات ہوئے۔ خانقاہ برکاتیہ کا علمی ترجمان سالنامہ ”اہل سنت کی آواز ۲۰۱۳ء“ خصوصی شمارہ ”اہل بیت اطہار“ خانقاہ قادریہ بدایوں کے ولی عہد حضرت مولانا اسید الحق قادری صاحب مرحوم و مغفور شہید بغداد کی تصنیف ”تذکرہ شمس مارہرہ“، مولوی طفیل احمد متولی صدیقی بدایونی کی تالیف ”برکات مارہرہ“ اور حضرت سید شاہ آل احمد حضور اچھے میاں قدس سرہ کی تصنیف ”آداب السالکین“ کا اجراء حضور صاحب سجادہ کے دست مبارک سے ہوا۔

دوسرے دن بروز سنیچر بڑی درگاہ یعنی سیدنا شاہ عبدالخلیل قدس سرہ کے آستانہ پر اور درگاہ برکاتیہ میں ختم قادریہ و قرآن خوانی کا اہتمام ہوا۔ ۹ ربیعہ صبح گلشن برکات میں محفل کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نعت و مناقب خوانی کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ بعنوان ”عوام کے سوالات علماء کرام کے جوابات“ شروع ہوا۔

عوام اہل سنت نے دل کھول کر شریعت و طریقت کے حوالے سے حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، صدر شعبہ افتا جامعہ اثریہ مبارک پور سے سوالات پوچھے، جن کے شافی و کافی جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں برکاتی مفتی نے عنایت فرمائے۔

حضرت امین ملت نے اختتامی خطاب فرمایا، زائرین کا استقبال کرتے ہوئے تمام اہل سلسلہ کو نصیحت فرمائی کہ مشائخ کے اعراس میں شریعت کی مکمل پاسداری ہونی چاہئے۔

یہ محفل ظہر کے وقت ختم ہوئی زائرین نے کھانا تناول کیا۔ عصر کے وقت سے لے کر عشاء تک تربیتی کیمپ کا سلسلہ چلتا رہا، لوگوں نے شریعت کے مسائل بے حد دلچسپی سے سماعت کیے اور سوال و جواب کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ اس کیمپ کی ذمہ داری مولانا توحید احمد مصباحی، مولانا نعیم ازہری اور مولانا سید نور عالم مصباحی صاحبان نے بحسن و خوبی نبھائی۔

بعد نماز مغرب حسب دستور قدیم چادر و گاگر کا جلوس درگاہ بڑے پیر سے ولی عہد حضرت مولانا سید محمد امان میاں صاحب کی قیادت میں روانہ ہوا، جس میں خانوادے کے صاحبزادگان نے شرکت کی، یہ جلوس نعت و مناقب کے نذرانے پیش کرتا ہوا اپنے مقررہ مقامات پر قیام پذیر ہوا۔ جن میں جناب حافظ شریف احمد برکاتی، جناب منشی کریم بخش اور جناب ڈاکٹر ایوب حسن خان صاحب کے گھرانے قابل ذکر ہیں، جہاں عرصہ دراز سے جلوس قیام کرتا ہے۔ یہ حضرات اپنی اپنی حسب توفیق لیکن پوری عقیدت و محبت اور دلداری کے ساتھ جلوس کے قیام کا انتظام و انصرام فرماتے ہیں۔ جہاں جہاں جلوس نے قیام کیا وہاں وہاں نعت و مناقب کا نذرانہ پیش کیا گیا اور سید محمد امان میاں صاحب کا خطاب ہوا۔

عرس قاسمی میں رسم خرقة پوشی کی رات امتیازی شان والی ہوا کرتی ہے آج کی شب کو ”گدی کی رات“ سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں صاحب سجادہ ملبوسات اکابر زیب تن فرما کر مشائخ کے حضور مراقبہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ صاحب سجادہ جب ان ملبوسان مقدسہ سے مزین ہو کر حویلی سجادگی سے باہر تشریف لاتے ہیں تو پورا مجمع اللہ اللہ کی صدائے حق بلند کرتا ہے۔ آج کی رات اور بھی پر نور ہو گئی جب خانقاہ برکاتیہ کے امام سلسلہ سلطان بغداد حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نمائندے فضیلۃ الشیخ سید محمد توفیق گیلانی مدظلہ العالی تشریف لائے۔ خانقاہ برکاتیہ کے تمام اراکین نے اپنے امام سلسلہ کے لخت جگر کا خیر مقدم کیا، درگاہ برکاتیہ کے صدر دروازے سے بہت آگے شاہراہ پر حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر نور مدظلہ العالی مع اپنے افراد خاندان و جملہ طلبہ و اساتذہ جامعہ احسن

البرکات صاحبزادے صاحب کے خیر مقدم کو موجود تھے۔ اس موقع پر نمبرہ حضور سید العلماء ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب رفیق ملت کے ساتھ ساتھ موجود تھے۔ حضرت سید شاہ محمد توفیق گیلانی کی آمد پر خاندان برکات کے افراد نے گل پوشی کر کے استقبال کیا، نعرہ بائے تکبیر و رسالت اور قصیدہ غوثیہ کی پر کیف ترنم کے ساتھ مہمان خصوصی کو ایک جلوس کی شکل میں لایا گیا۔ (مہمان خصوصی امی کے گھر میں پہلی منزل پر بڑے کمرے میں جلوہ افروز ہوئے) جہاں ان کے قیام کا انتظام تھا۔ حضرت امین ملت سید محمد امین میاں قادری، حضرت شرف ملت سید محمد اشرف قادری اور تمام افراد خاندان نے حضرت شیخ کا صمیم قلب سے استقبال کیا۔

منبر نور پر جید علمائے کرام و مفتیان عظام اور مشائخ طریقت تشریف فرما تھے یہ خادم راقم الحروف بھی حضور صاحب سجادہ کے قدموں میں خدمت خاص پر معمور تھا۔ کیف و سرور اور فیوض و برکات کی ایسی بارش ہو رہی تھی کہ ضبط تحریر سے باہر ہے۔ اس نور و نکہت بھری رات میں اسٹیج پر حضور صاحب سجادہ خرقہ بزرگان زیب تن کیے رونق افروز بغل میں شہزادہ غوث اعظم بغداد شریف سے تشریف لائے ہوئے۔ انہیں کے پاس شہزادہ خواجہ خواجگان حضرت سید مغیث احمد میاں چشتی قادری برکاتی ان کے بغل میں شرف ملت حضرت سید محمد اشرف قادری اور ان کے پہلو میں رفیق ملت اور ساتھ میں شہزادگان خانوادہ برکات جلوہ افروز ہوئے تو رونق دو بالا ہو گئی تھی۔ سامنے اہل سنت و جماعت اور برکاتی بھائیوں کا ٹھٹھیں مارتا سمندر اس رنگ و نور کی بارش میں نہا رہا تھا۔

محفل کے شروع میں عالی جناب ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین ڈائر کٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (نئی دہلی) کی خدمت میں ان کی لسانی و ادبی خدمات کے اعتراف میں اعزاز ”اعتراف خدمات“ اور شال پیش کی گئی۔ دوسرا اعزاز جماعت اہل سنت کی معتمد و معمر شخصیت عالم باعمل حضرت مفتی لطف اللہ قادری مدظلہ العالی کو ان کی پچاس سے زائد سالہ دینی و علمی اور فقہی خدمات کے اعتراف میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جسے شہزادہ حضور

امین ملت مولانا سید محمد امان قادری صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد بزبان عربی سپاس نامہ حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں پیش کیا گیا، جسے مولانا نعمان احمد ازہری نے پڑھ کر سنایا اور اس کا ترجمہ بھی کیا۔ اعزازات کے فوراً بعد مختصر مگر جامع تقریر صاحب زادہ محمد عطیف میاں قادری بدایونی نے فرمائی۔ شہزادہ غوث اعظم کا تعارف رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر نوری نے اپنے مخصوص و دلنشین انداز میں فرمایا۔

شرف ملت سید محمد اشرف قادری برکاتی مدظلہ العالی نے شب خرقہ پوشی میں حضور تاج العلماء حضرت علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور کے عرس قاسمی شریف کی یاد تازہ کر دی۔ اس زمانے میں حافظ جان محمد صاحب مرحوم و مغفور اور ان کے ساتھ ڈاکٹر ایوب حسن خاں صاحب قادری برکاتی مرحوم و مغفور ہوا کرتے تھے اور جب گاگر و چادر کا جلوس واپس ہوتا تھا تو یہ حضرات چہک چہک کر پڑھا کرتے تھے۔ ع

قاسم میاں ذرا کھولو کوڑیاں

شرف ملت مدظلہ العالی نے اس ایک مصرعے ”قاسم میاں ذرا کھولو کوڑیاں“ پر کئی بند رقم فرمائے اور خود شب خرقہ پوشی میں اسی انداز سے پڑھے۔ ایک نورانی سماں تھا، جس کے دیکھنے اور سننے والے ہزاروں سامعین و زائرین تھے جو عرس قاسمی برکاتی ۲۰۱۳ء میں جوق در جوق حاضر ہوئے تھے۔

آج کی رات خانقاہ برکاتیہ اور اس کے بزرگوں کی تاریخ پر دسترس رکھنے والے حضرت مولانا ڈاکٹر وقار عزیزی صاحب نے بڑی پر مغر اور مفصل تقریر فرمائی۔ حضرت صاحب سجادہ نے اس مبارک شب میں عالم باعمل حضرت مفتی محمد حبیب یار خان صاحب اور صاحبزادہ سید حسن حیدر میاں نور چشم، خلف اکبر حضرت رفیق ملت مدظلہ کو خلافت عطا فرمائی اور آپ کی تقریر پر محفل کا اختتام ہوا۔

تیسرے دن بروز اتوار صبح دونوں درگاہوں میں حسب سابق روحانی کمیپوں

میں ختم قادریہ کا اہتمام کیا گیا۔ پچھلے سالوں سے کہیں زیادہ جوش و خروش کے ساتھ زائرین نے اس مبارک محفل میں شرکت کی۔ ختم قادریہ کے بعد تلاوت و اذکار کے لیے آخر تک یہ دونوں کیمپ قائم رہے۔ ۹ بجے صبح آخری مجلس کا انعقاد ہوا۔ جس میں حضرت مفتی حنیف صاحب کانپوری کی مدلل و مفصل تقریر ہوئی۔ پروگرام کے مختلف حصوں میں محمد عمران بے پوری، مولانا قاسم حبیبی، کلیم دانش، محمد امیر قادری بن محمد اظہر قادری فاروق بادشاہ اول نصیر پور کے پرانے نعت خواں نے شرکت کی اور نذرانہ عقیدت پیش فرمائے۔ جملہ پروگرام کی نظامت قاری محمد عرفان برکاتی استاذ مدرسہ قاسم البرکات نے فرمائی۔ اخیر میں حضرت امین ملت نے تمام زائرین، معاونین اور حکومتی و سرکاری نیز ماہرہ کے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام عالم اسلام کے لئے دعائیں کی۔ اس کے بعد آثار تبرکہ کی عام زیارت کرائی گئی۔

آثار تبرکہ کی عام زیارت کے بعد زائرین عرس قاسمی نے نماز ظہر ادا کی اور کھانا تناول کیا۔ حضرت صاحب سجادہ امین ملت مدظلہ حویلی سجادگی شریف میں تشریف فرما تھے۔ زائرین نماز و کھانے سے فارغ ہو کر حضرت کی قدم بوسی و دعائیں لینے کے لئے حویلی سجادگی پر حاضر ہوئے اور دعاؤں کے سایہ میں اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہوئے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ عرس قاسمی اسی طرح اپنی دینی و علمی خدمات انجام دیتا رہے اور صاحب سجادہ اور دیگر شہزادگان حضور احسن العلماء اسی طرح میزبانی کرتے رہیں۔ آمین بجاہ الحبيب الكريم عليه الصلوٰۃ والتسليم۔

عرس قادری نوری ۲۰۱۴ء

محمد اکبر قادری

سرزمین مارہرہ مقدسہ پر ۱۲، ۱۱، ۱۰ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۲، ۱۱، ۱۰ مئی ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ اتوار اور پیر عرس نوری منعقد ہوا۔ ۱۰ مئی بروز ہفتہ صبح ۹ بجے قاری محمد جاوید متعلم جامعہ احسن البرکات نے اللہ کے کلام سے آغاز کیا۔ جامعہ احسن البرکات اور مدرسہ قاسم البرکات کے طلبہ نے نعت و مناقب پڑھیں۔ قاری رحمۃ اللہ صاحب نے منقبت پڑھی۔ آخر میں صاحب سجادہ حضرت رفیق ملت نے بیان کیا اور دعا فرمائی۔ تمام زائرین عرس نوری نے نماز ظہر ادا کی اور اس کے بعد کھانا کھایا۔ بعد نماز عصر فاتحہ خوانی در مکان وارث نچتن حضرت یحییٰ میاں صاحب ہوئی اور نیا تقسیم ہوئی۔

دوسری محفل بنام آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ بعد نماز عشا گلشن برکات میں منعقد ہوئی، جس کی نظامت مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی صاحب نے فرمائی جس میں جید شعراء کے علاوہ شرف ملت سید محمد اشرف میاں صاحب مدظلہ اور جناب ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی صاحب نے بطور خاص شرکت فرمائی جس سے مشاعرے کی رونق دو بالا ہو گئی۔

تیسری محفل بروز اتوار صبح گلشن برکات میں منعقد ہوئی۔ کلام ربانی سے آغاز ہوا۔ جامعہ احسن البرکات اور مدرسہ قاسم البرکات کے طلبہ نے نعت و مناقب کے ساتھ تقاریر کیں شاعر اسلام کفیل احمد صاحب، سنگاؤں اور کلیم دانش برکاتی، کانپور نے کلام پڑھا، حضرت رفیق ملت کے چند دعائیہ کلمات کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ بعد نماز ظہر صندل شریف کا جلوس شہر میں گشت کے لئے نعت و منقبت پڑھتا ہوا روانہ ہوا اور قبل مغرب درگاہ برکاتیہ واپس ہوا۔ مغرب کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز عشاء رسم خرقرہ پوشی ہوئی۔

صاحب سجادہ حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب حویلی سجادگی سے روانہ ہو کر مزار مبارک صاحب عرس حضرت ابوالحسن احمد نوری میاں علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے۔ چند منٹ مراقبہ کر باہر پائتیں چبوترے پر تشریف فرما رہے۔ زائرین نے نذر پیش کیں اور دست بوسی و قدم بوسی کی۔ اس کے بعد وارث پنچتن کے مزار مبارک اور اپنے والدین کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے نگلشن برکات میں منبر نور پر رونق افروز ہو گئے۔

قاری محمد ابرار صاحب مدرس جامعہ احسن البرکات نے تلاوت کلام ربانی فرمائی۔ محمد تابش رضا متعلم مدرسہ قاسم البرکات نے حمد باری تعالیٰ پیش کی۔ قاری محمد اسلم، حافظ محمد پرویز، منے میاں، قاری محمد جاوید، محمد ریحان و قاری محمد اسرائیل، کانپوری نے نعت پڑھی۔

محمد فیضان رضا، متعلم جامعہ احسن البرکات نے تقریر کی۔ محمد قاسم برکاتی متعلم جامعہ احسن البرکات نے انگریزی زبان میں تقریر کی۔ مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی، کانپوری، محمد فاروق صاحب مدناپوری نے نعت و مناقب پڑھیں۔ صاحبزادہ مولانا محمد عطیف قادری، بدایونی، مفتی محمد حنیف صاحب برکاتی، کانپوری اور مفتی رفیق صاحب کھنپوی، بہرائچ کے خطابات ہوئے۔ حضور امین ملت اور آخر میں حضور رفیق ملت کے دعاویہ کلمات پر محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔ صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ حضور امین ملت نے دعا فرمائی۔ تمام زائرین کھانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی قیام گاہ پر چلے گئے۔

۱۲ مئی صبح قریب آٹھ بجے قرآن عظیم کی تلاوت سے قل شریف کی محفل کا آغاز ہوا۔ محمد ریحان رضا برکاتی، محمد حسین برکاتی، محمد کامران، محمد محفوظ حسن، محمد بلال برکاتی، سید شکیب الرحمن، محمد خالد رضا، محمد صدیق الحاج محمد فاروق صاحب نوری، وغیرہم نے نعت و منقبت پڑھیں۔

محمد عابد رضا، محمد نعمان واحدی، محمد اظہر برکاتی نے تقریریں کیں۔ جن علمائے کرام و شعرائے عظام کی عرس قادری نوری میں شرکت ہوئی اور اکثر کے بیان ہوئے ان

کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مفتی لطف اللہ صاحب قبلہ، مفتی محمد حنیف صاحب رضوی، بریلی شریف، مفتی محمد حنیف برکاتی، کانپور، مولانا محمد وقار عزیز، پھوپھو ٹڈی، مولانا محمد اقبال برکاتی، دارالعلوم وارثیہ، لکھنؤ، مولانا شہاب الدین برکاتی، لکھیم پور کھیری، مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی، کانپور، مولانا قاری امانت رسول پبلی بھیت، مولانا شہباز انور، کانپور، قاری محمد اسرائیل اختر مسعودی، کانپور، کلیم دانش، کانپور وغیرہم۔

فاتحہ قل کے بعد آثار متبرکہ کی زیارت کرائی گئی۔ زیارت کے بعد تمام مریدین و زائرین نماز ظہر اور کھانے کے لئے بڑھے۔ بہت سے احباب داخل سلسلہ ہوئے اور اپنے مرشد سے اجازت لے کر اپنی اپنی منزلوں کو واپس ہونے لگے۔ عرس قادری نوری کی تمام محافل کی نظامت کے فرائض قاری محمد عرفان برکاتی صدر مدرس مدرسہ قاسم البرکات، مارہرہ مطہرہ نے انجام دیئے۔ اس عرس کی دیرینہ روایت کے مطابق بہت سارے زائرین نے کچھ نہ کچھ خریداری بھی کی کیونکہ ہر قسم کی دکانیں ایک ہفتہ قبل ہی سے لگ گئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسی طرح یہ اعراس منعقد ہوتے رہیں اور رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سالانہ فاتحہ حضور احسن العلماء

محمد اکبر قادری

۱۵/۱۲/۱۴۳۲ھ مطابق ۱۵، ۱۶ فروری ۲۰۱۲ء بروز سنیچر و اتوار درگاہ و خانقاہ برکاتیہ میں حضور احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ و رضوان کا انیسواں سالانہ فاتحہ نہایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس کی مختصر روداد حسب ذیل ہے۔

۱۵ فروری ۲۰۱۲ء بروز شنبہ بعد نماز عصر چادر شریف کا جلوس خانقاہ برکاتیہ سے روانہ ہو کر درگاہ شاہ عبدالجلیل قدس سرہ رفیق ملت مدظلہ کی سربراہی اور امان ملت مدظلہ، سید محمد عثمان میاں، سید حسن حیدر میاں، سید حسان حیدر محسن میاں کی معیت میں نعت و مناقب پڑھتے ہوئے حاضر ہوا۔ رفیق ملت اور دیگر شہزادگان اور جامعہ احسن البرکات اور مدرسہ قاسم البرکات کے اساتذہ علماء، حفاظ و قراء مزار شریف کے ارد گرد بیٹھ گئے مختصر نعت خوانی کے بعد حضرت رفیق ملت نے فاتحہ مع شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ پڑھا اور اس کے بعد دعا کی۔

دعا کے بعد جلوس واپس روانہ ہوا اور درگاہ شاہ برکت اللہ صاحب میں صاحب عرس حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر پھولوں کی چادریں پیش کر دی گئیں۔ تمام زائرین نے نماز مغرب باجماعت ادا کی۔ بعد نماز عشاء درگاہ برکاتیہ میں قاری محمد ابرار صاحب نے تلاوت کلام ربانی سے محفل کا آغاز کیا۔ محمد حسان رضا ابن قاری محمد عرفان برکاتی محمد مفید عالم، متعلم جامعہ احسن البرکات محمد کمال، متعلم جامعہ احسن البرکات، محمد حسین متعلم جامعہ احسن البرکات نے نعت و مناقب پڑھیں۔

محمد معید رضا متعلم جامعہ احسن البرکات نے تقریر کی۔ تقریر کے بعد آٹھ بجکر پچاس منٹ پر حضور امین ملت پروفیسر سید شاہ محمد امین میاں صاحب نے فاتحہ قل پڑھا اور تمام حاضرین و متوسلین کے واسطے دعائیں کیں۔ فاتحہ قل کے بعد حافظ عبد المعید برکاتی متعلم مدرسہ قاسم البرکات نے نعت پڑھی اور ان کے بعد محمد قاسم برکاتی متعلم جامعہ احسن البرکات نے تقریر کی۔ شاعر اسلام کلیم دانش برکاتی اور محمد فاروق نوری نے اپنے کلام سے محفل کو گرمایا۔ مفتی محمد حنیف صاحب برکاتی کانپور نے نہایت مدلل اور جامع خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد حافظ عبد المعید برکاتی، حافظ محمد عمر برکاتی، حافظ محمد جنید برکاتی، حافظ محمد حنیف برکاتی، حافظ محمد اخلاص، حافظ نصر اللہ امجدی اور حافظ محمد اسلام کی دستار بندی ہوئی۔

شرف ملت مدظلہ العالی نے اپنے کلام فیض ترجمان سے نوازا۔ حضور صاحب سجادہ حضرت امین ملت کے دعائے کلمات پر محفل کا اختتام ہوا۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد شیرینی تقسیم ہوئی۔ زائرین نے کھانا کھانے کے بعد اپنی اپنی قیام گاہ پر آرام کیا۔

۱۶ فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار ۹ بجے درگاہ برکاتیہ کے سامنے چبوترہ پر متصل گلشن برکات دوسری محفل کا انعقاد ہوا۔ قاری محمد جاوید برکاتی متعلم جامعہ احسن البرکات نے کلام ربانی کی تلاوت سے آغاز کیا۔

محمد ربیعان برکاتی ابن قاری محمد عرفان برکاتی، محمد نبیل برکاتی ابن کلیم دانش کانپوری، محمد حسان رضا برکاتی، محمد سلیمان برکاتی، محمد جاوید، محمد سلیم قادری، اندور، محمد عامر برکاتی، سید شکیب الرحمن، محمد نصر اللہ امجدی، ضیاء المصطفیٰ، احمد رضا، وغیرہم نے نعت و مناقب پڑھیں۔ محمد فہیم برکاتی و محمد کامران برکاتی متعلم جامعہ احسن البرکات نے تقاریر کیں۔ بیرون ملک پاکستان سے تشریف لائے حاجی عبد الغفار پردیسی صاحب نے نعت پاک پڑھی، جناب کلیم دانش کانپوری اور محمد فاروق نوری مدناپوری نے کلام پیش کیا۔ محمد فیضان برکاتی متعلم جامعہ احسن البرکات نے تقریر کی۔ حافظ رضائے رسول بن قاری محمد امانت رسول، پہلی بھیت، قاری محمد جاوید برکاتی، کمال احمد برکاتی، محمد خالد برکاتی، محمد حسین

برکاتی، محمد توصیف رضا محمد سلیمان وغیرہم نے نعت و تقاریر سے سامعین کو متاثر کیا۔

آج کی محفل کے مقرر خاص مولانا وقار احمد عزیزی، بھیونڈی، مہاراشٹر نے اکابرین مارہرہ مطہرہ بالخصوص حضور اچھے میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت مبارکہ پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ آخر میں جانشین مرشد اعظم حضرت امین ملت نے اپنے دل پذیر انداز سے سامعین کے دلوں کو منور و مجلی کیا۔ نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج اٹھی، ۲۰۱۳ء میں ہونے والے عرس قاسمی برکاتی کی تاریخوں کا اعلان فرمایا کہ ان شاء اللہ ۱۴/۱۵ اور ۱۶ نومبر بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار مارہرہ مقدسہ میں اپنی قدیم روایتوں کے ساتھ منعقد ہوگا۔

کتاب و سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اپنے مرشدان عظام سے وابستہ رہنے کی تاکید کے ساتھ سبھی مریدین و متوسلین حاضر و غیر حاضر، ملک و بیرون ملک تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں اور شکر ادا کیا اللہ جل جلالہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا صلوٰۃ و سلام کے بعد فاتحہ مع شجرہ طیبہ پڑھا۔ تمام زائرین نماز ظہر پڑھ کر اور کھانا کھا کر اپنے اپنے مقامات کے لئے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے یہ سلسلہ اسی طرح جاری و ساری رہے۔ آمین بجاہ الحبیب الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔